قال تعالیٰ

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ

چوں آیت ہذا کہ حاصل مضمون اشعار مثنوی مرقومہ پیشانی صفحہ ادا می کنند

بعموم الفاظ خود امر ست بفرح را بوجود باجود سید العابدین محبوب المعبود صلی اللہ علیہ وسلم الی الیوم الموعود کہ از اعظم افراد

فضل و رحمت و نیز بخصوص مقام کہ در سیاق صحیح قرآن مذکور ست ماہی ست از ابتداع فرح کما ہو امتثال للامر والنہی المذکورین

وعظ ہذا

مسمّٰی بہ

السرور بظہور النور

وملقب بہ

ارشاد العباد فی عید المیلاد

کہ مظہر و مبین سنن امر و نہی مذکورین است و مظہر ست از لسان حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری

محمد اشرف علی صاحب تھانوی در اوائل ربیع الاول کہ مصداق ابیات ثلثہ مرقومہ پائین ست الاولان

منقولان عن علی القاری و الاخیر من الجامع سنہ ۱۳۳۳ھ بیان آمد و بعد ضبط مولوی محمد عبد اللہ

بعد نظر ثانی صاحب الوعظ بقصد تبلیغ امر و نہی مذکورین خاکسار سید مرتضیٰ علی مراد آبادی

نے

بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ میں باہتمام منشی کریم بخش پرنٹر

سے چھپوایا

السرور کے طبع ہونے میں جو غلطیاں رہگئی ہیں اُن کا صحت نامہ

میرے مہربان کاتب صاحب نے جن پر مجھکو پورا اطمینان واعتماد تھا اور یہ یقین تھا کہ وہ اس کتاب کو عمدہ طور پر تحریر فرماوینگے (جس کے باعث میں دوسرے کاتب سے لکھوانا پسند نہ کیا تھا) انھوں نے ملاقات کا خوب حق ادا کیا اول نو کاپیاں میرے خیال کے خلاف بہت خراب تحریر فرمائیں۔ دوسرے تحریر میں بھی بہت زیادہ غلطیاں کردیں جنکو میں بوجہ علالت (چونکہ میں اس زمانہ میں بیمار ہوگیا تھا اور اب تک طبیعت صاف نہیں ہے) کے زیادہ غور سے نہ دیکھ سکا اور اکثر غلطیاں رہگئیں ہیں جس کا نہایت افسوس و صدمہ ہے ؛

بدیں وجہ ناظرین سے گذارش ہے کہ اول اس کتاب کی صحت فرمالیں اُسکے بعد کتاب ملاحظہ فرماویں:-

احقر سید مرتضی علی مراد آبادی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	۵	واعظ	وعظ	۱۲	۱۵	بے انتا	بے انتہا	۳۰	۲۲	سبب	سبب
۲	۲	ابتدا	ابتداء	//	۲۲	کرمک	کرمک	۳۱	۶	فضائل منصوص	فضائل منصوص
//	۱۵	محرم	محروم	۱۳	۲۱	اور بہت اور بہت	اور بہت			ہوں جب	بھی نہیں
۳	۱	کرھیا	کرلیا	۱۴	۱۳	نقل	فصل	//	۷	حدیث میں آتی ہے	حدیث میں آتی ہے
//	۸	دینوی	دنیوی	//	۲۲	طمت	لہمت طائفتہ	//	۲۲	عید فانی	عید زمانی
//	۱۱	وجود باوجود	وجود باجود			طائتمنہم	منہم	۳۳	۷	اسدلال	استدلال
//	۱۸	نشو	نہو	۱۵	۲	یبتغوا	تبتغوا	//	۱۰	جس ستثنی منہ	جنس مستثنی منہ
//	ف ۲	ترابہتان	نرا بہتان	//	۹	ویبتغوا	وابتغوا	//	۱۸	تشریف اور	تشریف لاتے اور
۴	۴	نہی	منہی	//	۱۳	تفسیر	تفسیر کے	//	۲۳	القعاء	القاء
//	۹	حاشالمد	حاشا اللہ	۱۷	۱۶	معنظمہ	معظمہ	۳۴	۴	سی طرح	اسی طرح
//	۱۹	چہزہ	چھترہ	۱۷	ف ۲	ت شریفہ	نبوت شریفہ	//	۹	ذبان	زمان
//	۲۱	تو بیشک	تو وہ بیشک	۲۰	۲۲	بڑھا دیتا	بڑھا دیتا ہے	//	۱۳	سکے عدم	اسکے عدم
//	۲۳	مادون فیہ	ماذون فیہ	۲۱	۴	دلبراست	دلبر ماست	//	۲۲	آخر میں	آخر میں ملحق
۵	۱۶	لرین	کریں	//	۱۲	ومقصود	تو مقصود			کردیجاویگی	کردی جاویگی
//	۱۸	واسدہ	فاسدہ	۲۲	۶	تعیر	تغیر	۳۵	۱۹	اعتدلال	اعتدال
//	۲۰	ماجود	باجود	//	۹	کرر	مکرر	۳۶	۲	منکرین	منکر
۶	۲	اکنزکرہ	اکثر ذکرہ	//	۱۹	ین	میں	//	۵	عیداولنا	عید الاولنا
//	۶	سنہ دکدہ	سنن موکدہ	//	//	دمدیا	دیدیا	۳۷	۳	الملکت	الملکات
//	ف ۲	مجد	مجلس	۲۳	۴	راست راست	راست راستہ	۳۸	۸	دغیرہ ہما	وغیرہما
۷	۱۱	مجنوب	محبوب	//	۱۵	ظاہر مال	ظاہر حال	//	۱۹	لک	ملک
//	۱۷	مجیب	محب	//	۲۲	مستی میں	وقت مستی میں	//	۲۲	سبب کے	تو سبب کے
//	۲۲	پیزادہ	پیرزادہ	۲۴	۱۳	ہلال	بلال	۴۰	۳	اور سکا نام	اور اسکا نام
//	ف	عجیب	محبوب	//	۱۵	ایک حبشی	ایک عبد حبشی	//	۸	جب ہی	جب اتنی
۸	۱	کرنے میں	کرلتے ہیں	//	۱۹	اے بلال تم	اے بلال تم	۴۳	۱۸	ھی	بھی
//	۳	ذکرولادیت	ذکرولادت	۲۵	۱۰	اشعار	اشعار	//	۱۹	بتداع	ابتداع
//	۱۷	آیت کریمہ	آیت کریمہ	۲۶	۱	عرض	غرض	//	۲۰	لیونکہ	کیونکہ
۹	۲۳	غلنطی	غلطی	۲۷	۲۳	جو چیز	جو چیزیں	//	۲۳	عبدتا	عیدنا
۱۰	۵	رندی نیست	رندی نیست	۲۸	۵	سلسلہ	مسلسلہ	۴۴	۵	حطبہ پر	خطبہ پر
//	۱۴	اور نہیں سمجھتا	اور یہ نہیں سمجھتا	//	۱۴	لکہ	بلکہ	۴۵	۸	ضمیراجمع	ضمیر راجع
۱۲	۴	لیجاجاتا ہے	لیجاتا ہے	//	۱۷	منعقد	منعقد	//	۱۰	اگز	اگر
//	۹	کھوڑے	گھوڑے		۲۰	حدیث	حدیث	//	۲۲	حاجت نہی	حاجت نہ تھی
//	۱۳	لوگوودوزو	لوگودوڑو	۳۰	۵	باقی سبب	باقی حیرکا سبب				

تمہید وعظ السرور

بعد الحمد والصلوٰۃ آنکہ مجالس میلاد مروجہ کا منکر ہونا تو حضرات علما محققین کے بیانات و فتاویٰ سے واضح ہو چکا ہے۔ لیکن چند سال سے بعض شایقین ایجاد فی الدین اور بعض نو تعلیم یافتہ حضرات نے ایک اور نئی رسم ایجاد کی ہے کہ ۱۲۔ ربیع الاول کو عید مناتے ہیں اور اُس کا نام **عید میلاد النبی** قرار دیا ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے جان نثاروں پر یہ اتہام لگاتے ہیں کہ یہ لوگ حضور کے ذکر شریف پر فرح کے اظہار کے مانع ہیں اور افسوس یہ ہے کہ بہت سے سیدھے سادے بھولے بھالے خالی الذہن عوام بھی ان کی رنگ آمیزی میں آکر حضرات علماء حقانیین کے فیوض سے بھی محروم رہتے ہیں اور اُن کے عقائد میں بھی تزلزل آجاتا ہے اِس لئے کہ غیر دین کو دین سمجھ لینا بہت سخت امر ہے بنابریں حکیم الامۃ جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا **اشرف علی صاحب** دامت برکاتہم نے چند روز سے اس کا التزام فرمالیا ہے کہ اس کے متعلق ہر سال ماہ ربیع اول میں بیان ہو جایا کرے تاکہ تنبیہ کا تجدد ہو جایا کرے چنانچہ ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ھ کے ربیعین میں دو وعظ اسی مبحث میں **النور** اور **الظہور** کے نام سے شائع ہو چکے ہیں امسال بھی حسب معمول اسی مبحث میں وعظ فرمایا اور اس وعظ میں نفس فرح علی ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مامور بہ ہونا اور **عید المیلاد** مروج کا قرآن و حدیث و اجماع و قیاس چاروں دلائل کے خلاف ہونا فقہی طرز سے بیان فرمایا ہے اور مخالفین کو جن دلائل سے تمسک کی گنجائش تھی اُنکے شافی جوابات بھی بیان فرما دئے اور یہ بیان ایسا مفید و نافع ہوا کہ جن کی طرف روئے سخن تھا اُنکے لئے تو خصوصیت کیساتھ نافع ہونا ظاہر ہی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی بہت سے علمی مضامین اور نکات اور حقائق و دقائق پر مشتمل ہونیکے سبب قاطبۃً اہل علم اور طلبہ اور جو علم دین سے کچھ بھی دلچسپی اور مس رکھتے ہیں اُنکو بھی اپنی معلومات بڑھانے کا بہترین ذریعہ اور بہت سے ایسے اغلاط اور شبہات و شکوک کو زائل کرنیوالا تھا۔ کہ جنکا زائل ہونا دین کی حیثیت سے ضروری ہے اور سب سے بڑا نفع جو یہ ناکارہ حضرت مولانا کے اس وعظ اور جمیع مواعظ کے مطالعہ میں سمجھ رہا ہے وہ یہ ہے کہ اُنکے بار بار بکثرت دیکھنے سے دین کی محبت قلب میں راسخ اور جاگزین ہو جاتی ہے پس چونکہ یہ وعظ اتنے فوائد کو مشتمل تھا اسلئے جناب حاجی سید مرتضیٰ علی صاحب مرادآبادی اور جناب عنایت علی خانصاحب جلال آبادی و منشی فضل الرحمن صاحب نے شوق ظاہر فرمایا کہ ہم اسکو طبع کراکر شائع کرینگے چنانچہ النور و الظہور کیطرح اس وعظ کو بھی مواعظ کے سلسلہ سے علیحدہ کرکے مستقل رسالہ کی شکل میں شائع کیا جاتا ہے امید ہے کہ جو حضرات اس سے نفع اُٹھائیں وہ حضرت مولانا مدظلہم العالی کیلئے کہ جو سرچشمہ اس فیض کے ہیں اور اس ناکارہ ضبط کنندہ کیلئے اور شائع کنندگان کیلئے بھی دعائے حسن خاتمہ فرمادیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ وصحبہ وسلم:۔

الراقم احقر محمد عبد اللہ عفی عنہ گنگوھی

فہرست مضامین وعظ السرور بظہور النور ملقب بہ ارشاد العباد فی عید المیلاد

تمت

ارشاد العباد فی عید المیلاد

این	متی	کم	کیف	لم	ماذا	من ای شان	من ضبط	المستمعون	اشتات
کہاں ہوا	کب ہوا	کتنا ہوا	بیٹھکر یا کھڑے ہو کر	کیوں ہوا	کیا مضمون تھا	کس طبقہ کو زیادہ مفید ہے	کس نے لکھا	سامعین کی تخمینا تعداد	متفرقات
جامع مسجد تھانہ بھون	سنہ ۱۳۳۳ھ ۱۲ ربیع الاول	۳ گھنٹہ بعد نماز جمعہ سے قریب مغرب تک اور درمیان میں نماز عصر بھی ہوئی	بیٹھکر	تمہید میں مذکور ہے	حضور کی ولادت شریف پر فرح کا مامور ہونا اور عید میلاد النبی پر مفصل کلام	عموماً خصوصاً عاملین اہل میلاد النبی کو	مولوی محمد عبد اللہ گنگوہی	۱۵۰	اہل علم کا مجمع کم اور متوسطین وعوام کا زیادہ تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولٰنا محمداً عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون ٥ قبل اسکے کہ اس آیت کے متعلق میں کچھ بیان کروں اول بطور تمہید یہ معلوم کر لینا ضروری ہے کہ چند سال سے میرا معمول ہے کہ ماہ ربیع الاول کے شروع میں ایک وعظ اس ماہ میں افراط وتفریط کرنیوالوں کی اصلاح کے

متعلق کہا کرتا ہوں اور ہمیں تجارب استطرادا یہ شوند علمیہ نکات حقائق کا بیان بھی آجاتا ہے
اس سال بھی ایسا ہی خیال تھا کہ ابتداء ربیع الاول میں ایسا وعظ ہو جاوے لیکن وجہ التواء یہ ہوئی کہ
ہمارے مدرسہ کے متعلق ایک مکان طلبہ کیلئے بنانے کا خیال یہ ہوا کہ اس مکان میں اسکے افتتاح
کیساتھ یہ وعظ ہو تاکہ اس مکان میں برکت ہو لیکن اسکے افتتاح میں بعض امور کا انتظار تھا اتفاق سے
وہ جملہ امور دوشنبہ کے روز ختم ہوئے چنانچہ اس روز ارادہ بیان کا ہوا لیکن بعض احباب کی رائے
ہوئی کہ جمعہ کے روز جامع مسجد میں یہ بیان ہو تاکہ اور لوگ بھی منتفع ہوں اس وجہ سے اس بیان
میں دیر ہوئی اور عجیب اتفاق ہے کہ آج ۱۲ ربیع الاول ہے اسی تاریخ میں لوگ افراط تفریط کرتے ہیں اس
تاریخ کا بالتخصیص ارادہ نہیں کیا گیا ورنہ نعوذ باللہ اس تاریخ سے ضد ہے بلکہ الحمد للہ ہم اہل برکت
کے قائل ہیں مگر یہ اتفاقی بات ہے کہ اس بیان کا اس تاریخ سے اقتران ہو گیا اور یہ حق تعالیٰ کا
فضل ہے کہ متبع سنت کو اللہ تعالیٰ بلا قصد بھی عنایت فرماتے ہیں کہ جنکا متبع سوم بدعات ارتکاب
بدعات کیساتھ قصد کرتے ہیں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جو شئے دائر بین السنۃ والبدعۃ ہو تو اس
سنت کو ترک کر دینا چاہئے پس یہ تاریخ اگرچہ بابرکت ہے اور حضور صلعم کا ذکر شریف بھی باعث مزید
برکت کا ہے لیکن چونکہ تخصیص اسکی اور اس میں اس ذکر کا التزام کرنا چونکہ بدعت ہے اسلئے اس تاریخ
کی تخصیص کو ترک کر دینگے ہم کو اللہ تعالیٰ نے اس تخصیص کے مفسدہ سے بھی محفوظ رکھا اور اس تاریخ
کی برکات سے بھی محروم نہیں رکھا اور عجیب بات ہے کہ اگر دوشنبہ کے روز بیان ہوتا تو ہمکو اس دن
کی بھی برکت حاصل ہوتی اسلئے کہ حضور کی ولادت شریفہ اسی یوم میں ہوئی ہے اور نیز بعض محققین
اس طرف گئے ہیں کہ ولادت شریفہ ۸ ربیع الاول کو ہوئی ہے اور دوشنبہ کو آٹھویں ہی تاریخ تھی
پس اس قول کے موافق ہمکو یوم البرکت اور تاریخ البرکت دونوں سے حصہ مل جاتا اور جمہور کے قول
کے موافق ۱۲ ربیع الاول تاریخ ولادت شریفہ ہے اسلئے اب بھی اس تاریخ کی برکت سے محرومی نہیں
بلکہ اب برکتیں حاصل ہو گئیں یوم کی بھی اور تاریخ کی بھی اسلئے کہ دوشنبہ کے روز نیت بیان کی تھی اور
مومن کی نیت پر بھی ثواب کا وعدہ ہے یوم کی برکت یوں حاصل ہو گئی اور آج ۱۲ تاریخ ہے اسکا وقوع
ہو گیا تاریخ کی برکت اس طرح حاصل ہو گئی یہ برکت ہے اتباع سنت کی اور ہر چند کہ اس یوم میں افراط
تفریط کے متعلق بیان کرنا زائد معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ جو افراط تفریط کرنا تھا آج ان لوگوں نے

کیا ہوگا پس اب ہم بیان سے کیا فائدہ مگر ہاں چونکہ پھر بھی انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے ہیں
اور نیز علاوہ ربیع الاول کے اور دنون مین بھی لوگ ایسی مجالس منعقد کرتے ہین اور اُس مین حدود
شرعیہ سے تجاوز ہوتے ہین اسلیئے اسکے متعلق بیان کر دینا خالی از نفع نہیں یہ مضمون تو بطور تمہید کے تھا
اب آیت شریفہ کے متعلق عرض کرتا ہون جاننا چاہیئے کہ اس مین کسی مسلمان کو شک و شبہ نہیں ہے
کہ حق تعالیٰ کی ہر نعمت قابل شکر ہے خاصکر جو بڑی نعمت ہو پھر خصوص دینی نعمت اور دینی نعمتوں مین
سے بھی خاصکر جو بڑی نعمت ہو پھر ان مین بھی خصوص وہ نعمت جو اصل ہو تمام دینی و دنیوی نعمتوں کی
اور وہ نعمت کیا ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کہ حضور سے دینی نعمتوں کے
تو فیوض دنیا مین نازل ہوئے ہی ہین دنیوی نعمتوں کے سرچشمہ بھی آپ ہی ہین اور صرف مسلمانون ہی کے
لئے نہیں بلکہ تمام عالم کیلئے چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ یعنی نہیں بھیجا
ہمنے آپکو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر جہانون کی رحمت کیواسطے دیکھئے عالمین مین کوئی تخصیص انسان
یا غیر انسان یا مسلمان و غیر مسلمان کی نہیں تو پس معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باوجود
ہر شئے کیلئے باعث رحمت ہے خواہ وہ جنس بشر سے ہو یا غیر جنس بشر سے اور خواہ حضور سے
زمانا متاخر ہو یا متقدم متاخرین کیلئے رحمت ہونا تو بدیہی ہے لیکن پہلون پر رحمت ہونے کیلئے بھی حضور کا
ایک وجود سب سے پہلے پیدا فرمایا اور وہ وجود نور کا ہے کہ حضور اپنے وجود نوری کیوجہ سے سب سے پہلے مخلوق
ہوئے ہین اور عالم ارواح مین اُس نور کی تکمیل و تربیت ہوتی رہی آخر زمانہ مین اس اُمت کی خوش نصیبی
سے اُس نور نے جسد عنصری مین جلوہ گر و تابان ہو کر تمام عالم کو منور فرمایا پس حضور اولاً و آخراً تمام عالم کیلئے
باعث رحمت ہین پس جب حضور کا وجود تمام نعمتوں کی اصل ہونا عقلاً و نقلاً ثابت ہوا تو ایسا کون مسلمان
ہوگا کہ جو حضور کے وجود باجود پر خوش نہ ہو یا شکر نہ کرے پس ہم پر یہ خالص تہمت اور محض افترا اور نرا
بہتان ہے کہ توبہ توبہ نعوذ باللہ کہ ہم لوگ حضور کے ذکر شریف یا اُس پر خوش ہونے سے روکتے ہین
حاشا و کلا حضور کا ذکر تو ہمارا جزو ایمان ہے ہان جو شئے خلاف اُن قوانین کے ہوگی جنکی پابندی کا ہمکو
خود حضور نے حکم فرمایا ہے اس کو البتہ ہم روکینگے اگرچہ فی نفسہ وہ شئے مستحسن ہو اور شریعت مین اُسکے
نظائر بکثرت موجود ہین دیکھو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عین دوپہر کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے اور
اس پر بھی اجماع ہے کہ قبلہ سے منہ پھیر کر نماز پڑھنا ممنوع ہے اور یہ بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ

یوم النحر اور یوم الفطر مین روزہ رکھنا حرام ہے اور یہ بھی سب جانتے ہین کہ ایام تشریق مین افطار ضروری ہے
اور یہ بھی تمام امت کا مسئلہ مسلمہ ہے کہ ماہ محرم مین حج نہین ہوسکتا اور بغیر محل حج مکہ ہی ہے یعنی
مین حج ممکن نہین دیکھئے نماز روزہ حج فرض ہین لیکن خلاف قاعدہ و قانون شریعت چونکہ کئے گئے
اس لئے وہ بھی منہی عنہا ہوگئے اور انکے ممنوع ہونیکو آپ بھی تسلیم کرتے ہین پس اگر کوئی ایسے
نماز روزہ حج کو منع کرے تو اُس کو کوئی عاقل یون نہ کھے گا اور یہ تہمت اُس پر نہ لگائیگا کہ یہ شخص
نماز روزہ حج سے روکتا ہے اگر نماز روزہ سے روکتا تو خود ہی اُن پر کیون عامل ہوتا اسی طرح مسئلہ
متنازعہ فیہا کے اندر سمجھو کہ ہمارے حضرات کی نسبت یہ کھنا کہ یہ لوگ حضور کی ولادت شریفہ کے
ذکر یا اُس پر خوش ہونے کو منع کرتے ہین یہ نری تہمت اور افترا ہے۔ سبحانك هذا بهتان عظیم ٥
حاشا للہ ہم ہرگز منع نہین کرتے بلکہ یہ کھتے ہین کہ ہر شئے کا ایک طریق ہوتا ہے جب شئے اُس
طریق سے کیجائے تو وہ پسندیدہ ہے ورنہ ناپسند اور قابل منع کرنیکے ہے دیکھئے تجارت ہے
اُسکے لئے گورنمنٹ نے خاص خاص قوانین مقرر کردئے ہین اگر کوئی شخص ان قوانین کے خلاف
تجارت کریگا تو وہ ضرور قوانین کی خلاف ورزی مین ماخوذ ہوگا چہرہ بارود کی تجارت وہی کرسکتا ہے
جسنے لیسنس حاصل کرلیا ہو اسی طرح شریعت مین بھی ہر شئے کا قاعدہ اور قانون ہے جب اُسکے خلاف کیا
جاویگا تو وہ ناپسند اور منہی عنہ ہوجائیگی پس حضور کی ولادت باسعادت کا ذکر مبارک عبادت ہے
لیکن دیکھنا چاہئے کہ قانون ان حضرات یعنی خود حضور اور صحابہ رضی اللہ عنہم جنکے اقتدا کا ہمکو حکم ہے
اُنھون نے اس عبادت کو کس طرز اور کس طریق سے کیا ہے اگر آپ لوگ اُسی طریق سے کرین
تو سبحان اللہ کون اُس سے روکتا ہے اور اگر اُس طریق سے نکیا جائے تو بیشک شئے قابل روکنے
کے ہے۔ اب فرمائیے کہ کیا ہم لوگ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روکنے والے ہین اسکی تو
ایسی مثال ہے جیسے کوئی چہرہ بارود کی تجارت کو لیسنس نہونیکی وجہ سے منع کرے اور اُس کو یہ کہا جائے
کہ یہ تو تجارت کو منع کرتے ہین پس نفس فرح و سرور علی ذکر الرسول کو کوئی منع نہین کرتا کہ وہ تو عبادت
ہے ہان جب اُسکے ساتھ اقتران منہی عنہ کا ہوگا تو بیشک قابل ممانعت ہے۔ فرح اور سرور
ہی کو دیکھ لیجئے کہ اُسکی نسبت قرآن مجید مین ایک مقام پر تو ہے لا تفرح اور دوسرے مقام پر
ارشاد ہے فلیفرحوا جیسا اس آیت مین ہے معلوم ہوا کہ بعض فرح کے افراد مامون فیہ ہین اور

بعض منہی عنہا اور ظاہر ہے کہ اعمال اخرویہ مین ہمارے لئے معیار شریعت ہے پس شریعت کے قواعد سے جو فرحت جائز ہے اسکی تو اجازت ہی اور جو ناجائز ہے وہ ممنوع ہی چنانچہ جس جگہہ لا تفرح ہی وہان دنیوی فرحت مراد ہے مگر وہی فرحت جو حد سے متجاوز ہو ورنہ نفس فرح نعمت دنیویہ پر بھی لوازم شکر سے ہے اور جہان امر کا صیغہ ہے وہان نعمت دینی پر فرحت مقصود ہے لیکن وہی فرح جس مین قواعد شریعت سے تجاوز ہو مثلاً اگر کوئی نماز پر کہ وہ نعمت دینی ہے خوش ہو اور خوشی مین آکر یہ کرے کہ بجائے چار رکعت کے پانچ رکعت پڑہنے لگے تو بجائے اس کے کہ ثواب ہو اُلٹا گناہ ہوگا اسلیے کہ اُسنے شریعت کے قواعد سے تجاوز کیا خود ذکر رسول کہ جس مین اختلاف ہی اُسی کو لیجیے کہ مسئلہ متفق علیہا ہے کہ جو شخص چار رکعت والی نماز مین قعدہ اولی مین تشہد کے بعد اللھم صل علی محمد پڑھدے تو نماز ناقص ہوگی حتی کہ سجدہ سہو سے وہ نقصان منجبر ہوگا اگر سہواً ایسا کیا دیکھیے درود شریف کہ جسکی نسبت ارشاد ہے من صلی علی مرۃ صلی اللہ علیہ عشرا اوکما قال یعنی جو شخص درود بھیجے مجہ پر ایک مرتبہ اُس پر اللہ تعالی دس مرتبہ رحمت فرمادینگے اور پھر موقع کونسا نماز لیکن حکم شرعی یہ کہ نماز مین نقصان آجائیگا تو اسکی آخر کیا وجہ ہے ؏ بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ٭ ولیکن میفزائے بر مصطفے ٭ خلاف پیمبر کسے رہ گزید ٭ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ٭ مپندار سعدی کہ راہ صفا ٭ توان رفت جز بر پئے مصطفے ۔ پس حضور نے جو موقع درود شریف کا نماز مین مقرر فرمادیا ہے چونکہ اُس سے تجاوز ہوا ہے اسلیے نماز مین نقصان آیا اگرچہ درود شریف فی نفسہ عبادت ہی اور یہ مسئلہ ایسا ہی کہ اس پر اہل بدعات کا بھی اتفاق ہے اسلیے کہ وہ بھی حنفی ہین پس اُن کو چاہیے کہ امام صاحب پر اعتراض کرین اور اُن پر بھی یہ تہمت لگائین کہ وہ توبہ توبہ ذکر رسول سے منع کرتے ہین اور وہ بھی وہابی تھے پس لِلّٰہ حضرات خدا سے ڈریے اور اس مادہ فاسدہ کو اپنے دماغ سے نکالیے ورنہ اِسکا اثر دور دور تک سرایت کریگا اور احکام مین نظر انصاف اور حق طلبی سے غور فرمائیے پھر اگر شبہات رہین تو شائستگی اور تہذیب سے اُن کو رفع فرمائیے اور خوب سمجھ لینا چاہیے کہ جب قرآن مجید مین خود حضور کے وجود با جود کی نسبت (کما سیجئی فی تفسیر الآیہ مفصلاً) صیغہ امر فلیفرحوا موجود ہے تو اس فرحت کو کون منع کرسکتا ہے غرض حضور کی ولادت شریفہ پر فرحت اور سرور کو کوئی منع نہین کرسکتا اور یہ امر بالکل ظاہر تھا لیکن مین نے اس مین اسلیے تطویل کی کہ ہمپر یہ افترا ہے کہ ہم لوگ حضور کے

ذکر کو منع کرتے ہیں صاحبو! حضور کا ذکر مبارک تو وہ شئے ہے کہ اگر شرع پاک میں اسکا کچھ بھی وعدہ نہ ہوتا
تو خود حضور کی محبت بمقتضائے من احب شیئا اکثر ذکرہ اسکو مقتضی ہے کہ آپکا ہر وقت ذکر کیا جائے
اور چونکہ حضور کا ذکر عین عبادت ہے اسی واسطے حق تعالیٰ نے خود ہر موقع پر آپکے ذکر کے مقرر
فرمائے ہیں کہ مسلمان سے لامحالہ ذکر ہو ہی جاتا ہے دیکھئے نماز کے اندر ہر قعدہ میں السلام علیک
ایہا النبی موجود ہے اور قعدے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا میں دو دو ہیں اور فجر میں ایک
تو کل نو قعدے ہوئے اور سنتوں ... اور وتر میں لیجئے ظہر میں تین مغرب میں ایک عشا میں تین اور
صبح میں ایک تو کل ستر و قعدے ہوئے جن میں بہ سترہ مرتبہ حضور کا ذکر ہوا پھر پانچوں وقت اور نفل
اور سنن و وتر کے قعدے اخیرہ میں کل گیارہ مرتبہ درود شریف بھی پڑھا جاتا ہے پس سترہ اور
گیارہ کل اٹھائیس بار تو لامحالہ ہر مسلمان کو آپکا ذکر مبارک کرنا روزانہ ضروری ہے کہ اس سے
اسیطرح مفر نہیں پھر پانچوں وقت اذان اور تکبیر ہوتی ہے جس میں اشہد ان محمد رسول
اللہ موجود ہے جسکو موذن اور سننے والے دونوں کہتے ہیں پھر ہر نماز کے بعد دعا بھی سبھی مانگتے ہیں
اور دعا کے آداب میں یہ کر دیا گیا ہے کہ اسکے اول و آخر درود شریف ہو غرض اس حساب سے تو اٹھائیس
سے بھی زیادہ تعداد حضور کے ذکر شریف کی ہوگی اور یہ تو وہ مواقع ہیں کہ ان میں پڑھے بے پڑھے
سب شامل ہیں اور جو طالب علم حدیث شریف پڑھتے ہیں وہ تو ہر وقت حضور ہی کے ذکر میں رہتے
ہیں اسلئے کہ ہر حدیث کے شروع میں آپکے نام مبارک کیساتھ درود شریف موجود ہے چنانچہ
احادیث کی کتابیں اٹھا کر دیکھئے اور ہر جا بجا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اور عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہے اور درمیان میں بھی جہاں کہیں حضور کا
اسم مبارک آیا ہے وہاں بھی درود شریف موجود ہے گویا حضور کے ذکر کو ایسا گوندھ دیا ہے کہ
بغیر ذکر کے مسلمان کو چارہ نہیں مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے
پوچھا تھا کہ ذکر ولادت آپکے نزدیک جائز ہے یا ناجائز انھوں نے فرمایا کہ ہم تو ہر وقت ذکر ولادت
کرتے ہیں اسلئے کہ ہر وقت کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں اگر آپ پیدا نہوتے
تو ہم یہ کلمہ کہاں پڑھتے پس محبت کا مقتضا تو یہ ہے کہ آپکا ہر وقت ذکر ہو اور اسکے لئے اسکی
ضرورت نہیں کہ اسکے لئے مجالس منعقد کی جاویں اور مٹھائی منگائی جائے تب ذکر ہو عاشق اور

حضور کے ذکر شریف سے کسی مسلمان کو مفر نہیں ہے۔

محبت کا مقتضا یہ ہے کہ حضور کا ذکر ہر وقت ہو اسکے لئے ...

محب کو اتنی دیر کیسے صبر آسکتا ہے دیکھو کسی کو اگر محبت ہو جاتی ہو تو محب کی کیا حالت ہوتی ہے
کہ ہر وقت اسکی یاد مین بیقرار رہتا ہے اگر اس سے کوئی کہے کہ میان ذرا ٹھہر جاؤ ہم مجلس آرائی
کرلین اور مٹھائی منگا لین تب اُس وقت ذکر کیجیو وہ کہیگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری محبت کاذب ہے
کہ جو اتنی دیر تک تم ذکر محبوب سے صبر کرتے ہو محبت تو وہ شئے ہے جیسے مجنون کی حالت تھی ؎

دید مجنون را یکے صحرا نورد — در بیابان غمش بنشستہ فرد
ریگ کاغذ بود و انگشتان قلم — می نمودے بہر کس نامہ رقم
گفت اے مجنون شیدا چیست این — می نویسی نامہ بہر کیست این
گفت مشق نام لیلیٰ میکنم — خاطر خود را تسلی میدہم

تو لاتے کہ اگر مجنون کو اس حالت مین کوئی یہ کہتا کہ ذرا ٹھہر جاؤ ہم مجلس بنا لین اور مٹھائی منگا لین
اس وقت لیلیٰ کا ذکر کرنا تو وہ یہ جواب دیگا کہ سلام ہے ایسی مجلس کو اور ایسی مٹھائی کو جو میرے
اور میرے محبوب کے درمیان مین حجاب ہو اور ہمنے تو اکثر مجالس میلاد والون کو یہی دیکھا ہے کہ یہ
محبت سے بالکل خالی ہوتے ہین اسلئے کہ بڑا معیار محبت کا محبوب کی اطاعت ہے کسی نے خوب کہا ہے ؎

تعصی الرسول وانت تظہر حبہ — ہذا لعمری فی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعتہ — ان المحب لمن یحب مطیع

یعنی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے اور انکی محبت کو ظاہر کرتا ہے اپنی جان
کی قسم یہ افعال عجیبہ مین سے ہے اگر تیری محبت صادق ہوتی تو ضرور تو حضور کی اطاعت
کرتا اسلئے کہ محب محبوب کا مطیع ہوتا ہے اور ان مولد پرستون کو دیکھا ہے کہ مجلس میلاد کا اہتمام
کرتے ہین بانس کھڑے کرتے ہین اُن پر کپڑے منڈہ رہے ہین اور سامان روشنی کا فراہم
کرتے ہین اور اس درمیان مین جو نمازون کیوقت آتے ہین تو نماز نہین پڑھتے اور ڈاڑھی کا صفایا
کرتے ہین کیون صاحبو کیا محبین رسول کی ایسی ہی صورتین اور یہی انکی حالت ہوتی ہے کیا بس حضور کا
اتنا ہی حق ہے کہ پانچ روپیہ کی مٹھائی منگا کر تقسیم کردی اور سمجھ لیا کہ ہمنے رسول کا حق ادا کردیا کیا آپ
لوگون نے حضور کو نعوذ باللہ کوئی پیشہ ور پیرزادہ سمجھا ہے کہ تھوڑی سی مٹھائی پر خوش ہوجاوین تھوڑے
سے نذرانہ پر راضی ہوجاوین توبہ توبہ نعوذ باللہ یاد رکھو حضور ایسے محبین سے خوش نہین ہین سچے محب

وہین جو اقوال وافعال وضع انداز ہر شئے مین حضور کا اتباع اور اطاعت کرتے مین میرے ایک
دوست حافظ اشفاق رسول نامی ہین وہ ذکر رسول کے فریفتہ ہین وہ کبھی کبھی محبت کیوجہ سے
ذکر ولادت مروج طریق سے کیا کرتے تھے اُنھون نے خواب مین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ
فرماتے ہین کہ ہم اُسکی شفاعت نکرینگے جو ہماری بہت تعریف کرے ہم اُسکی شفاعت کرینگے جو ہماری
اطاعت کرے مطلب اسکا یہی ہے کہ جو شخص نرا دعوی کرتا ہو اور نعتیہ اشعار بہت پڑھتا ہو لیکن اطاعت
کرتا ہو تو اُسکی شفاعت نہ کرینگے مینے جو اصلاح الرسوم کتاب لکھی ہے اُس مین ایک فصل ذکر میلاد کے
متعلق بھی ہے چنانچہ وہ فصل طریقہ مولد کے نام سے علیحدہ بھی طبع ہوگئی ہے تو جب یہ کتاب لکھی
گئی تو مجلس میلاد کے متعلق کانپور مین لوگون نے بہت شور کیا اسی اثنا مین ایک شخص صالح نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور اس اختلاف کے متعلق حضور سے دریافت کیا کہ اس مین
صحیح کیا ہے تو حضور نے فرمایا کہ اشرف علی نے جو لکھا ہے وہ سب صحیح ہے مین نے
حضور کے حالات مین جو کتاب نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب لکھی ہے اُسکے آخر مین ان دونون
خوابون کو مفصلاً درج کر دیا ہے لیکن میری غرض ان خوابون کے ذکر کرنے سے مدعا کا اثبات نہین ہے
اثبات مدعا کیلئے تو مستقل دلائل ہین یہ تو محض تائید اور مزید اطمینان کیلئے لکھ دیا ہے۔
اسی فصل حضور کا وجود باجود اصل ہے تمام نعمتون کی اور اُس پر شکر اور فرحت مامور بہ ہے چنانچہ
جو آیت مین نے تلاوت کی ہے اُس مین اسی نعمت کا ذکر اور اُس پر فرح کا امر ہے تفصیل اس اجمال
کی یہ ہے کہ اس آیت کریمہ سے پہلے قرآن مجید کی شان حق تعالیٰ نے ارشاد فرمائی ہے چنانچہ
ارشاد ہے یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی
ورحمۃ للمومنین یعنی اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت اور دلکے
امراض کے لئے شفا اور مومنین کیلئے ہدایت ورحمت آئی ہے اس مین حق تعالیٰ نے قرآن
مجید کی چار صفتین بیان فرمائی ہین موعظۃ۔ شفا۔ ہدی۔ رحمۃ۔ موعظۃ کہتے ہین وہ کلام جو بری
باتون سے روکنے والا ہے اور شفا اُسکی صفت بطور ثمرہ کے فرمائی ہے یعنی نتیجہ اور ثمرہ
اس موعظت پر عمل کرنیکا یہ ہے کہ دلون کے اندر جو روگ ہین اُن سے شفا حاصل ہوگی
یہان سے ایک تصوف کا مسئلہ مستنبط ہوتا ہے وہ یہ ہے یہ تو ظاہر ہے کہ ہم لوگ گناہ مین مبتلا

تفسیر ۱۲ مذکورہ صدر ۱۲ منہ

یعنی سالکین کا ایک مخصوص مسئلہ ۱۲ منہ

ہین اور شب و روز ہمسے لغزشین ہوتی ہین لیکن اس ابتلا کیساتھ دو قسم کے لوگ ہین ایک تو وہ ہین کہ گناہ کرتے ہین اور انکو اسکا کچھہ احساس نہین ہوتا اور ایک وہ جنکو حساس ہوتا ہی سو الحمد للہ کہ ہم گو پہلے ہین اور گناہ ہم سے صادر ہوتے ہین لیکن اندہے نہین ہین کہ اس کی خبر ہی نہو کہ راستہ کدہر ہے الحمد للہ اللہ تعالے نے آنکھین عطا فرمائی ہین گو بعض وقت نفس کے غلبہ و شرارت سے اُنسے کام نلین پس ان آنکھونسے ہمکو صاف نظر آتا ہے کہ جب کوئی کبھی گناہ ہوا ہے اُس سے قلب مین ایک روگ پیدا ہو گیا اسی روگ کی نسبت حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہین بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون یعنی بلکہ اُنکے دلون پر اُنکے اعمال کے زنگ کا غلبہ ہو گیا ہے اور اسی کی نسبت حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو قلب پر ایک داغ لگ جاتا ہے اگر توبہ کرے تو وہ مٹ جاتا ہے ورنہ بڑہتا ہی مولانا اسی کو فرماتے ہین ؎

ہر گناہ زنگیست بر مرآۃ دل	دل شود زین زنگہا خوار و خجل
چون زیادت گشت دل را تیرگی	نفس دون را بیش گردد خیرگی

غرض گناہ کے اندر خاصہ ہے کہ قلب مین اُس سے ایک روگ پیدا ہو جاتا ہے پھر اگر اُسکا تدارک نکیا گیا تو وہ روگ اور بڑہجاتا ہے یہان پر بعض اہل سلوک کو ایک عجیب دہوکا ہوا ہے اور ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ شیطان اُنکو گناہ کی رغبت دیتا ہے اور ساتھ ہی اُنکے قوت نور ایمان گناہ سے روکتی ہی جس سے وہ رک جاتا ہی لیکن شیطان تو اس سے بہت زیادہ پڑہا ہوا ہے وہ جب دیکھتا ہے کہ اس طور سے میرا قابو نہین چلتا تو وہ گناہ کی اندر ایک دینی مصلحت بتاتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ اگر تمنے یہ گناہ نکیا تو ہمیشہ تمہارے دلمین یہ کانٹا سا کھٹکتا رہیگا اور اگر ایکدفعہ دل بھر کر کر لوگے تو دل مین سے اس کا وسوسہ جاتا رہیگا بس اس سے فراغت ہو جائیگی اسمین بڑے بڑے سمجھدار لوگ مبتلا ہو جاتے ہین لیکن مومن کامل کو اللہ تعالیٰ نے ایک نور عطا فرمایا ہے کہ وہ اُسکے لاکھون تار و پود کو اُس نور کے ذریعہ سے توڑ پھوڑ دیتا ہے (چنانچہ عنقریب اس مقام کا حل آتا ہے) اسیواسطے تو حدیث شریف مین آیا ہے فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد یعنی ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ گران ہے کسی نے اس مضمون کو نظم بھی کر دیا ہے ؎ فان فقیھا واحد امتورعا ؎ اشد علی الشیطان من الف عابد-

یہ غلطی ہے جو اہل سلوک کو ہوتی ہے اور اہل سلوک کو جو غلطی ہوتی ہی در اصل غلطی وہی ہی اور وہ بہت

سخت ہوتی ہے اسی واسطے ایک بزرگ فرماتے ہین کہ ہمکو تو گناہ سے اندیشہ ہے اور ہمکو کفر سے اندیشہ ہے
بڑا خطرناک راستہ ہے بس عافیت اسمین ہے کہ اسمین اپنی رائے کو دخل نہ دے اور کالمیت بید الغسال
بدست محقق ہو کر رہے شیخ شیرازی اسی مضمون کو فرماتے ہین ؎ اگر مرد عشقی کم خویش گیر ؛ وگرنہ
رہ عافیت پیش گیر - یعنی اگر مرد عشق ہو تو اپنے کو گم کردو یعنی اپنی رائے کو دخل نہ دو ورنہ پرہیز اختیار کرو

فکر خود و رائے خود در عالم رندی نیست ؎ کفرست درین مذہب خود بینی و خودرائی

جیسے اس شخص نے خودرائی کی کہ شریعت تو حکم کر رہی ہے لا تقربوا الزنا یہ اپنی رائے سے
کہتا ہے کہ مین زنا سے جب بچ سکونگا جب جی کھولکر پانچ چھ مرتبہ زنا کر لونگا اور اس احمق کو اتنی
خبر نہین کہ مرض کو اس سے اور زیادہ قوت ہوگی جیسے کسی شاعر کا شعر ہے ؎ کنار و بوس سے
دونا ہوا عشق ؛ مرض بڑھتا رہا جون جون دوا کی - یہ بیوقوف تو سمجھتا ہے کہ درخت مین پانی دینے
سے اسکی جڑ نرم اور کمزور ہوجائیگی پھر اسکو سہولت سے باہر نکال لونگا مگر وہ پانی دینے سے اور
زیادہ نیچے کو دھستی اور زور پکڑتی جاتی ہے گناہ کرنیکے بعد اسکو قلب خالی معلوم ہوتا ہے اور خبر
نہین کہ وہ گناہ پہلے حوالی قلب مین تہا اسلیئے اسکو محسوس ہوتا تہا اور اب عروق کے اندر پیوست
ہوگیا اس وجہ سے اسکو محسوس نہین ہوتا اور وقت پر بہ نسبت سابق کے بہت زور کے ساتھ
برآمد ہوگا اور یہ نہین سمجھتا کہ اب تو اسکا استیصال سہل ہے اور پھر مشکل ہوگا بقول شیخ شیرازی ؎

سر چشمہ شاید گرفتن بمیل ؎ چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل
درختے کہ اکنون گرفتست پائے ؎ بہ نیروی شخصے برآید زجائے
وگر ہمچنان روزگارے ہلی ؎ بگردونش از بیخ بر نگسلی

الحاصل گناہ ایسی شئے ہے خواہ بڑا ہو یا چھوٹا اس سے قلب مین ایک روگ پیدا ہوجاتا ہے پس ارشاد ہے کہ
قرآن مجید ایسی موعظت ہے کہ اگر اس پر عمل کروگے تو وہ دلون کے روگ کے لئے باعث شفا ہوگا
اور تیسری صفت قرآن مجید کی ھدی ارشاد فرمائی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ نیک راہ کا بتلانے
والا ہے اور چوتھی صفت رحمت بطور ثمرہ ہدی کے فرمائی ہے یعنی نتیجہ اور ثمرہ اس پر عمل کرنیکا
یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوگی پس قرآن مین مذکورہ بالا صفات کو جمع کردیا ہے اور
للمومنین کی قید اسلیے لگائی کہ گو مخاطب تو اسکے سب ہین لیکن منتفع اس سے مومنین ہی ہوتے ہین

اب اس آیت کے بعد بطور تفریع ارشاد ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ اللہ کے فضل اور رحمت ہی کیساتھ بس صرف چاہئے کہ خوش ہوں (اسلئے کہ) وہ بہتر ہے اُس شے سے کہ جس کو یہ لوگ جمع کرتے ہیں یعنی متاع دنیا سے یہ بہتر ہے اور عجیب بلاغت ہے کہ پہلے مضمون کا تو حق تعالیٰ نے خود اپنی طرف سے خطاب فرمایا چنانچہ ارشاد ہے یا ایھا الناس الخ اور اس دوسرے مضمون کی نسبت حضور کو حکم دیا کہ آپ کہئے اسمیں ایک عجیب نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ یہ طبعی بات ہے کہ احکام یعنی امر و نہی انسان کو ناگوار اور گران ہوتے ہیں اسلئے احکام تو خود ارشاد فرمائے تاکہ حضور کی محبوبیت محفوظ رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کیساتھ فرحت کے امر کو حضور کے سپرد فرمایا کہ اس سے حضور کے ساتھ اور زیادہ محبت مخلوق کو بڑھے باقی اس سے کوئی یہ شبہ نکرے کہ بہت جگہہ حضور کو بھی احکام پہنچانیکا حکم ہے اسلئے کہ یہ نکتہ اس مقام کے متعلق ہو اور دوسری جگہہ دوسرا نکتہ اور حکمت ہو سکتی ہو بہرحال وہ چیز پر خوش ہونیکا حکم ہے فضل اور رحمت اور یہ فضل بھی رحمت ہی کے افراد میں سے ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ فضل کے اندر معنی زیادتی کے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ رحمت یعنی مہربانی کے دو مرتبہ ہیں ایک نفس مہربانی اور ایک زائد یا یوں کہو کہ ایک وہ مرتبہ جسکا بندہ بحیثیت جزا کے اپنے کو مستحق سمجھتا ہے اور ایک زائد اگرچہ پہلے مرتبہ رحمۃ کا اپنے کو مستحق سمجھنا بندہ کی جہالت ہے اور وجہ اس زعم استحقاق کی یہ ہے کہ حق تعالیٰ پر ہر شخص کو ایک ناز ہوتا ہے بلکہ اگر غور کیا جاوے تو ہم لوگوں میں ناز ہی کی شان رہ گئی ہے نیاز بالکل نہیں رہا اسلئے کہ اگر نیاز ہوتا تو ہم سے نافرمانی ہوتی دیکھیے کہ حکام دنیا کیسا نیاز ہے اسلئے انکی نافرمانی نہیں کرتے نہ ان پر نخرے کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کیساتھ معاملہ یہی ہے جسکا زیادہ سبب یہ ہے کہ رحمت ہی بے انتہا ہے حتی کہ فوری سزا نہیں دیجاتی سو جسقدر رحمت بڑھتی جاتی ہے اس رحمت و عنایت کو معلوم کر کے اُسی قدر اعراض ان حضرت کا زیادہ ہوتا جاتا ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے ایک گدہا ہمیشہ کسی کے کھیت میں گھس جایا کرتا تھا ایک روز کھیت والے نے اُسکے کان میں کہدیا کہ مجکو تجھسے محبت ہے اُس روز سے اُسنے وہاں آنا چھوڑ دیا اسی طرح حق تعالیٰ کی اس قدر عطایا اور بے انتہا رحمتیں ہیں کہ ہم لوگوں کو ناز ہوگیا اور اپنی جہالت سے

یہ سمجھ گئے کہ ہم بھی محبوب ہین بس لگے نخرے بھگارنے مگر چونکہ ناز کی لیاقت نہین ایسے ناز کا
انجام بجز ہلاکت کے کیا ہوگا جیسے کسی بیوقوف نے ایک سپاہی کو دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے کو دانہ کھلا رہا
ہے اور وہ گھوڑا کبھی ادہر منہ کرلیتا ہے کبھی اُدہر منہ پھیرتا ہے اور یہ شخص جس طرف وہ منہ کرتا ہی
اُسی طرف دانہ لیجاتا ہے اور کبھی اُسکی پیٹھ سہلاتا ہے اور کبھی منہ پر ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتا جاتا ہے
کہ بیٹا کھاؤ اس بیوقوف نے جب یہ دیکھا تو اپنے دلمین کہا کہ مجھسے تو یہ گھوڑا ہی بہتر ہے میری
بیوی تو مجکو بڑی ذلت سے روٹی دیتی ہے آج سے گھوڑا بنا چاہئے یہ سوچکر گھر پہونچے اور بیوی کو
کہا کہ آج تو ہم گھوڑے بنینگے ۔ وہ بھی بڑی شوخ تھی اُسنے کہا کہ میری بلا سے آپ گھوڑے بنین یا
گدہے اس شخص نے کہا کہ مین گھوڑا بنتا ہون تم میری پیٹھ سہلانا اور دانہ میرے سامنے لانا اور
یہ کہنا کہ بیٹا کھاؤ مین ادہر اُدہر منہ پھیرونگا غرض یہ اُلو کی دم گھوڑے کیطرح کھڑا ہوا بیوی صاحبہ
بھی عقلمند تھین ایک چادر جھول کی بجائے اس پر ڈالی اور اگاڑی پچھاڑی اسکی باندہ دی اور دم
کی جگہ جہاڑو لگا دی اور دانہ سامنے لائی اور کہا بیٹا کھاؤ رات کا وقت تھا اور اتفاق سے چراغ
پیچھے رکھا تھا جب اس نے ادہر اُدہر منہ پھیرا اور دولتیان چلائین چراغ کی لو جہاڑو مین لگ گئی
اور آگ بھڑک اُٹھی بدحواسی مین یہ تو خیال نہ رہا کہ رسیان کھولدے شور مچا دیا کہ لوگو دوڑو میرا گھوڑا
جلگیا محلہ والون نے جانا کہ یہ پاگل یا مسخرہ ہے اسکے یہان گھوڑا کہان یہ یون ہی بیہودہ بکتا ہی
غرض وہ گھوڑے صاحب وہان ہی جل بھنکر خاک سیاہ ہوگئے یہ انجام ہوتا ہے ایسے نخرے اور
ناز کا صاحبو! ناز کے لئے صورت بھی تو ہنوالو جب ناز زیبا ہوگا مولانا فرماتے ہین ؎

ناز را روئے بباید ہمچو ورد
زشت باشد روئے نازیبا وناز
چون نداری گرد بدخوئی مگرد
عیب باشد چشم نابینا وناز

ہمارا کیا ناز ہمکو تو نیاز چاہئے لیکن حق تعالیٰ کے کرم اور رحمت بے انتہا سے ہم لوگون کی عادتین
بگڑ گئی ہین چاہئے تو یہ تھا کہ جس قدر رحمت ہوتی شرماتے اور تضرع ونیاز زیادہ ہوتی مگر یہان بالعکس ہی
اسلئے ایک بزرگ فرماتے ہین کہ اگر مجکو یہ کہا جاوے مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ یعنی کس شے نے دہوکہ
مین ڈالا تجکو اپنے رب کریم کیساتھ تو مین جواب دونگا قَدْ غَرَّنِیْ کَرَمُكَ یعنی آپکے کرم نے مغرور
کردیا یعنی مین خلاف مقتضائے کرم اس کرم پر مغرور ہوگیا مقصود یہ ہے اور اس کو عذر گردانا

ناز کا انجام ہلاکت ہے ایک حکایت تمثیلی

مقصود نہین پس یہ سارا ناز اس وجہ سے ہے کہ حق تعالیٰ کی عطایا زائد ہین اور مواخذات کم ہین اور اگر یہ ہوتا کہ جب گناہ کرتے تو غیب سے ایک چپت لگتا تو تمام ناز ایکطرف رکھا رہ جاتا اور کبھی گناہ نہوتا چنانچہ بعض بزرگون کیساتھ ایسا معاملہ ہوا بھی ہے ایک بزرگ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور نہایت خوف زدہ تھے اور بکتے جاتے تھے اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ کسی نے اُنسے پوچھا کہ آپکی کیا حالت ہے اُنھون نے فرمایا کہ طواف کرتے ہوئے مینے ایک لڑکے کو نظر بد سے دیکھ لیا تھا غیب سے میری آنکھ پر ایک ایسا زور سے چپت لگا کہ میری آنکھ پھوٹ گئی اور یہ ارشاد ہوا ان عدتم عدنا یعنی اگر تم پھر کروگے تو ہم پھر بھی سزا دینگے غرض حق تعالیٰ پر ایسا ناز ہے کہ اُسکی وجہ سے ہر شخص اپنے کو کسی نہ کسی رحمت کے حصہ کا مستحق سمجھتا ہے۔ چنانچہ اتنا تو ضروری جانتا ہو کہ مجکو کھانے پہننے کو ملے اور اگر اسمین کچھ کمی ہوتی ہے تو شکایت کرتا ہے اگر یہ شخص اپنے کو مستحق نہ جانتا تو شکایت نکرتا اسلئے کہ شکایت اُسی کی کیا کرتے ہین جس پر حق سمجھتے ہین ایک گنوار کا بیٹا مرگیا تھا تو آپ کہتے ہین کہ میرے بیٹے کو تو ماردیا اور عیسی (علیہ السلام) جو ذرا نام لگ گیا تھا اُسکو گود مین اُٹھا لیا مگر اللہ اکبر کیا رحمت ہے سب کچھ سنتے ہین اور کچھ سزا نہین دیتے اور دوسری مثال لیجئے دیکھئے اگر کسی کو دس روپیہ ماہوار ملتے ہین تو اُن پر تو شکر نہین کرتا اور اگر کمین سے زائد ملجاوے تو اُسکو رحمت حق تعالیٰ کی جانتا ہے اس پر شکر کرتا ہے یہ صاف دلیل ہے اسکی کہ اُن دس روپیہ کا اپنے کو مستحق جانتا ہے ایک جاہل اکھڑ کے سامنے کسینے دال روٹی کھائی اور کہا کہ الحمد للہ اے اللہ تیرا شکر ہے تو بیوقوف کہتا ہے کہ توبہ توبہ ایسے ہی لوگون نے اللہ میان کی عادت بگاڑ دی کہ دال روٹی کھا کر شکر کرتے ہین بس وہ انکو دال روٹی ہی دیتے ہین ہمتو بدون بکرے کے کبھی شکر نہین کرتے پس ہمکو وہ بکرے دیتے ہین نعوذ باللہ بہرحال ہر شخص اپنے کو کسی نہ کسی حصہ رحمت کا مستحق سمجھتا ہے حالانکہ یہ غلطی ہے اگر کوئی شخص ایسا جانتا ہو جیسا کہ طرز

ف مطلب یہ ہے کہ سزا کا ہمکو صاف علم ہوتا کہ یہ گناہ کی سزا ہے اور اسباب ظاہرہ کے ساتھ اُس کا تعلق نہ جانتے ورنہ گناہون پر تو مصائب و حوادث آفاقی و انفسی سے نہایت لطیف انداز سے سزا ہوتی ہے اور بہت اور بہت سے معاف بھی ہو جاتے ہین لیکن ہمکو اپنی جہالت اور اسباب پرستی کی وجہ سے اسکا احساس نہین ہے اور اگر تھوڑے غور و فکر سے کام لین تو اُسکا ادراک کالشمس فی النہار ہونے لگے اور یہ سزا ہونا بھی عین رحمت ہے ۱۲ جامع عفی عنہ

معاملہ سے معلوم ہوتا ہے تو اسکو اس غلطی کی اصلاح کرلینا چاہئے اسلئے کہ اس کا تعلق عقیدہ سے ہے
معتزلہ کو بھی اس مسئلہ مین غلطی ہوئی ہے وہ کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ کے ذمہ ہمارا حق ہے اور انکو یہ
دہوکہ ہوا ہے قرآن شریف کی بعض آیتون کے نہ سمجھنے سے چنانچہ ارشاد ہے وکان حقا علینا
نصر المومنین یعنی مومنین کی نصرت ہمپر حق ہے اس آیت اور ایسکے ہم معنی اور آیات سے معتزلہ
نے یہ سمجھا کہ حق تعالیٰ کے ذمہ بندون کا حق ہے لیکن اہل سنت سمجھ گئے کہ یہ دہوکہ ہے
اسلئے کہ حق تعالیٰ غنی بالذات اور لایسئل عما یفعل انکی صفت ہے اُن پر کسی کا حق نہین
ہوسکتا جسکے ساتھ جو معاملہ چاہین کرین وہ سب مستحسن ہی اور معنی ان آیات کے یہ ہین کہ اس صیغہ سے ہمکو
نصرت وغیرہا کا یقین دلایا گیا ہے اسکو وعدۂ تفضل کہتے ہین جیسے کوئی حاکم کسی امیدوار سے
کہے کہ اب تم یقین رکھو اب ہمنے تمہارا یہ کام ضروری سمجھ لیا ہے تو وہ امیدوار وسائل جانتا ہے
کہ یہ حاکم کی مہربانی ہے ورنہ کرنا نہ کرنا دونون قانوناً انکے اختیار مین ہی انکے ذمہ لازم نہین خلاصہ
یہ ہے کہ رحمت کے دو درجہ ہین ایک کا تعلق تو اسکی ضروریات سے ہے جسکا اپنے کو مستحق سمجھتا ہے
اُس درجہ کو تو رحمۃ فرمایا اور دوسرا زائد اُسکو فضل سے تعبیر فرمایا اور آیت کے الفاظ مین غور کرنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان مراد رحمت و فضل سے قرآن مجید ہے اور اسمین بھی یہی دو درجہ ہین
ایک وہ درجہ جو مدار ہماری نجات کا ہے وہ تو ضرورت کا مرتبہ ہے اور ایک وہ جو اس سے زائد ہی
بہرحال دونون سے مراد قرآن مجید ہے اور اس پر خوش ہونیکا امر ہے یہ تفسیر اور گفتگو تو الفاظ
آیت کے خصوصیت مین نظر کرنیکے اعتبار سے تھی اب قرآن مجید مین دوسرے مقامات پر
دیکھنا چاہئے کہ ان دونون لفظون سے کیا مراد ہے تو جاننا چاہئے کہ قرآن مجید مین یہ دونون
لفظ بکثرت آئے ہین کہین دونون سے ایک ہی معنی مراد ہین کہین جدا جدا چنانچہ ایک مقام پر ارشاد ہے
ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لکنتم من الخسرین یہان اکثر مفسرین کے نزدیک فضل اور رحمت سے
حضور کا وجود باجود مراد ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم
الشیطان الا قلیلا یہان بھی بقول اکثر مفسرین حضور ہی مراد ہین ایک مقام پر ارشاد ہے ولولا
فضل اللہ علیک ورحمتہ لھمت طائفۃ منھم ان یضلوک ۔ یہان مراد فضل اور رحمت سے
قرآن مجید ہے اور بعض آیات مین فضل سے مراد رحمت دنیوی اور رحمت سے رحمت دینی مراد ہے

معتزلہ کی غلطی اس مسئلہ میں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اپنا حق سمجھتے ہیں مع جواب

اس آیت میں رحمت و فضل سے قرآن مجید مراد ہے

دوسری آیات میں لفظ رحمت اور فضل سے کیا کیا مراد ہے

چنانچہ فضل بمعنی رزق نفع دنیوی قرآن مجید مین آیا ہے چنانچہ ارشاد ہے لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم. یہان فضل سے مراد تجارت ہے اسلئے کہ یہ آیت حج کے موقع کی ہے بعض لوگ مال تجارت حج کے سفر مین ساتھ لیجانیکو مکروہ جانتے تھے انکو ارشاد ہے کہ اسمین کچھہ گناہ نہین کہ تم (حج مین) اپنے رب کا فضل طلب کرو۔ حدیث شریف مین بھی رحمت سے رحمت دینی اور فضل سے رحمت دنیوی یعنی رزق یا اسباب رزق مراد ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ جب مسجد مین داخل ہو تو یہ کہو اللّٰھمّ افتح لنا ابواب رحمتک یہان رحمت سے رحمت دینی مراد ہے اسلئے کہ مسجد مین وہی مطلوب ہے اور جب مسجد سے نکلو تو یہ کہو اللّٰھمّ افتح لنا ابواب فضلک اسلئے کہ مسجد سے باہر جاکر تحصیل معاش مین مشغول ہوجاتے ہین تو وہان اسکی طلب ہے اور لیجئے سورۂ جمعہ مین ارشاد ہے فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ۔ یہان فضل سے مراد رزق ہے پس مجموعہ تمام تفاسیر کا دنیوی رحمتین اور دینی رحمتین ہوا اس مقام پر ہرچند کہ آیت کے سیاق پر نظر کرنیکے اعتبار سے قرآن مجید مراد ہے لیکن اگر ایسے معنی عام مراد لئے جاوین کہ قرآن مجید بھی اسکا ایک فرد ہے تو یہ زیادہ بہتر ہے وہ یہ ہو کہ فضل اور رحمت سے مراد حضور کا قدوم مبارک لیا جاوے اس تفسیر کے موافق جتنی نعمتین اور رحمتین ہین خواہ وہ دنیوی ہون یا دینی اور اس مین قران بھی ہے سب اسمین داخل ہوجاوینگی اسلئے کہ حضور کا وجود باجود اصل ہے تمام نعمتون کی اور مادہ ہے تمام رحمتون اور فضل کا پس یہ تفسیر اجمع التفاسیر ہوجاویگی پس اس تفسیر کی بنا پر حاصل آیت کا یہ ہوگا کہ ہمکو حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ حضور کے وجود باجود پر خواہ وجود نوری ہو یا ولادت ظاہری اس پر خوش ہونا چاہئے اسلئے کہ حضور ہمارے لئے تمام نعمتونکے واسطہ ہین حتی کہ ہمکو جو روٹیان دو وقت مل رہی ہین اور عافیت اور تندرستی اور ہمارے علوم یہ سب حضور ہی کی بدولت ہین اور یہ نعمتین تو وہ ہین جو عام ہین اور سب سے بڑی دولت ایمان ہے جسکا حضور سے ہمکو پہونچنا بالکل ظاہر ہے غرض اصل الاصول تمام مواد فضل و رحمت کی حضور کی ذات بابرکات ہوئی پس ایسی ذات بابرکات کے وجود پر جس قدر بھی خوشی اور فرح ہو کم ہے۔ بہرحال اس آیت سے عموماً یا خصوصاً یہ ثابت ہوا کہ اس نعمت عظیمہ پر خوش ہونا چاہئے اور ثابت بھی ہوا نہایت ابلغ طرز سے اسلئے کہ اول تو جار مجرور بفضل اللہ کو مقدم لائے کہ جو مفید حصر کو ہے

اُسکے بعد رحمت پر پھر جار کا اعادہ فرمایا کہ جس سے اُنمین استقلال کا حکم پیدا ہوگیا پھر اسی پر اکتفا نہین فرمایا بلکہ اُسکو مزید تاکید کیلئے فبذلک سے مکرر ذکر فرمایا اور ذلک پر جار اور فاء عاطفہ کو لائی تاکہ اُنمین اور زیادہ اہتمام ہوجاے پھر نہایت اہتمام در اہتمام کی غرض سے فلیفرحوا پر فاء لائی کہ جو مشعر ہے ایک شرط مقدر کیطرف اور وہ ان فرحوا بشیء ہے حاصل یہ ہوا کہ اگر کسی شئے کیساتھ خوش ہون تو اللہ ہی کے فضل اور رحمت کیساتھ پھر اسی کیساتھ خوش ہون یعنی اگر دنیا مین کوئی شئے خوشی کی ہے تو یہی نعمت ہی اور اسکے سوا کوئی شئے قابل خوشی کے نہین ہی اور اس سے بدلالۃ النص یہ بھی ثابت ہوگیا کہ یہ نعمت تمام نعمتون سے بہتر ہے لیکن چونکہ ہم لوگون کی نظرون مین دنیا اور دنیا ہی کی نعمتین ہین اور اُسی مین ہمکو انہماک ہے اسلئے اس پر بس نہین فرمایا آگے اور نعمتون پر اسکی تفضیل کیلئے صراحتاً ارشاد ہوا ھو خیر مما یجمعون یعنی یہ نعمت اُن تمام چیزون سے بہتر ہے جنکو لوگ جمع کرتے ہین یعنی دنیا بھر کی نعمتون سے یہ نعمت افضل و بہتر ہے پس جس نعمت پر حق تعالیٰ اس شد و مد کے ساتھ خوش ہونیکا حکم فرماوین وہ کس طرح خوش ہونیکے قابل نہوگی یہ حاصل ہوا اس آیت کا جو مبنی ہے اس پر کہ فضل اور رحمت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد لئے جاوین اور دوسرے مقام پر اس سے بھی صاف ارشاد ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی خوشی کی شئے دنیا مین اگر ہے تو حضور ہی ہین اور اُس مین ما بہ الفرح یعنی حضور کے وجود باجود پر جو خوشی کا امر ہے وہ کس بنا پر ہے اور حیثیت و جہت فرح کی کیا ہے یہ بھی مذکور ہے وہ آیۃ یہ ہے ارشاد ہے لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین یعنی حق تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا کہ اُنمین ایک رسول اُنکے جنس سے بھیجا کہ وہ اُنپر اُنکی آیتین تلاوت کرتے ہین اور اُنکو (ظاہری و باطنی نجاستون و گندگیون سے) پاک کرتے ہین اور اُنکو کتاب و حکمت سکھلاتے ہین اور بیشک وہ اس سے پہلے ایک کھلی گمراہی مین تھے اس آیت مین یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم الخ سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اصلی خوشی کی چیز اور ما بہ الفرح والمنۃ یہ ہے کہ حضور ہمارے لئے سرمایۂ ہدایت ہین تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضور کے متعلق خوش ہونیکی بہت سی چیزین

حضور کے وجود باجود پر خوشی کا امر ہے اس میں ما بالفرح کا بیان

ع ۵ بہانسے یہ بھی معلوم ہوا کہ اصلی شئے خوشی کی اور قابل اعتماد اللہ تعالیٰ کا ہمکو ایمان عطا فرمانا ہے کہ جو محض فضل ہے پس ذلک خیر مما یجمعون سے بھی فضل اور رحمت مراد ہے اور مما یجمعون اپنے عموم سے تمام احوال باطنہ کو بھی شامل ہے کہ اُن پر بھی سالک کو اگر خوشی ہو تو اسی حیثیت سے ہونا چاہئے کہ فضل ہے اپنے کسب کو مطلق دخیل نہ سمجھے ۱۲ جامع عفی عنہ

مثلاً حضور کی ولادت اور حضور کی بعثت اور حضور کے دیگر تمام حالات مثلاً معراج وغیرہ یہ سب حالات
واقعی خوشی ہونیکے ہین لیکن اس حیثیت سے کہ ہمارے لئے یہ مقدمات ہین ہدایت سعادت ابدی کے چنانچہ
اس آیت سے صاف ظاہر ہے اسلئے کہ بعثت کیساتھ یہ صفات بھی بڑہائی ہین یتلوا علیہم آیاتہ و
یزکیہم الخ پس بقاعدہ بلاغت ثابت ہوتا ہے کہ اصل مایہ المنت یہ صفات ہین باقی ولادت شریفہ
فی نفسہا یا معراج وہ بھی باعث خوشی زیادہ اسی لئے ہین کہ مقدمہ ہین اس دولت عظیمہ کے اسلئے
کہ اگر ولادت شریفہ نہوتی تو ہمکو یہ نعمت کیسے ملتی اور اسی فرق کیوجہ سے اس آیت مین تو اس مقصود کا
ذکر تصریحاً اور قصداً فرمایا اور دوسری آیت مین حضور کے وجود باجود کا ذکر اشارۃً اور ضمناً فرمایا چنانچہ
ارشاد ہے لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون اسمین حضور کی بقا اور وجود کو مقسم بہ بنایا ہے اور یہ ظاہر
ہے کہ قسم مین جواب قسم مقصود ہوتا ہے اور مقسم بہ کو تبعاً ذکر کیاجاتا ہے اور ایک مقام پر حضور کی
ولادت شریفہ کو بھی اسی طرح ذکر فرمایا ہے. فرماتے ہین لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد و
والد وما ولد چنانچہ ما ولد کی تفسیر مین بعض مفسرین کا قول ہے کہ اسکے مصداق حضور کی ذات والا صفات ہین
مگر اس اہتمام سے نہین جیسا آیۃ لقد من اللہ الخ مین نبوت اور بعثت اور ہدایت اور تزکیہ کو بیان
فرمایا ہے اور اسی فرق کیوجہ سے فرحت مین بھی تفاوت ہوگا کہ جسقدر ولادت شریفہ پر فرحت ہونا
چاہئے اس سے زائد نبوت شریفہ پر ہونا چاہئے اگر ذکر ولادت شریفہ کیلئے مجلس منعقد کیجاوے تو ذکر
نبوۃ مبارکہ کیلئے بطریق اولی کیجاوے اور اسی طرح ان اہل مجالس کو چاہئے کہ معراج شریف اور فتح مکہ
معظمہ اور حضور کے غزوات مبارکہ اور ہجرۃ کی بھی مجالس منعقد کیا کرین اسلئے کہ جیسے ولادت شریفہ
حضور کا ایک حال ہے اسی طرح یہ بھی تو حضور ہی کے حالات ہین بلکہ بعض ان مین سے ولادت شریفہ سے
بڑھکر ہین اگر کوئی کہے کہ آجکل مجلس ولادت شریفہ مین حضور کے سب حالات کا اور احکام کا بھی ذکر کیا جاتا
ہے حضرت بس رہنے دیجئے اور حالات کا ذکر محض تعلقاً نہ بری کے یا صرف یا لا سا چھوا نیکے طور پر ہوتا
ہے بخلاف ذکر متعلق ولادت شریفہ کے کہ وہ ذکر نور سے لیکر وقت وضع و رضاع وغیرہ تک کیا جاتا
ہے اور اگر کوئی مولوی نماز روزہ کے احکام مجلس مولود مین بیان کردیتا ہے تو مین نے اہل مولد مین
سے ایک بزرگ سے سنا ہے کہ یہ کہتے تھے کہ لوگون نے آجکل یہ نئی رسم نکالی ہے کہ وعظ کہتے ہین
نماز روزہ کا اور نام کرتے ہین ذکر ولادت کا یہ خیالات ہین اہل مولد کے حالانکہ حق تعالی کے

کلام سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ فرحت کے قابل یہی شے ہے جیسا میں نے پہلی آیۃ لقد من
اللّٰہ الخ کے ذیل میں بیان کیا ہے اب تبلائیے اس پر فرحت کون کرتا ہے اور وجہ اسکی یہ بھی
کہ ذکر ولادت میں بوجہ اسکے کہ لڑکے خوش الحان گاتے ہیں اور مضامین و روایات بھی اکثر موضوع
اور عجیب ہوتی ہیں اور اگر روایات صحیحہ بھی ہوں تو وہ ایک واقعہ اور قصہ ہے جو طبعاً دلکش ہے اسلئے اسکے
سُننے میں نفس کو حظ ہوتا ہے اور احکام میں کوئی خاص مزہ نہیں اسلئے کہ انمیں تو یہی ہوگا یہ کرو وہ کرو
تو اسمیں کیا مزہ آیا حالانکہ اصل سب مزون کی احکام ہی ہیں ایک مدت تک اُن پر التزام کیجیے اور
نفس کو خوگر بنائیے پھر اُس میں روحانی لطف دیکھئے لیکن اس میں تو لوہے کے چنے چبانے
پڑتے ہیں اور زہر کے گھونٹ پینے پڑتے ہیں اسلئے اس سے نفس بھاگتا ہے اور واقعات مولد
شریف کے ذکر میں صرف سن لینا ہوتا ہے اسلئے اسمیں نفس کو مزا آتا ہے اسی سے اُس کا
اہتمام کرتے ہیں اسی طرح تصوف کے رنگین مضامین اور عاشقانہ اشعار کی کیفیت ہے چونکہ
اسمیں افعل لاتفعل نہیں ہے اسلئے خوب مزا آتا ہے سر ہلتے ہیں بلکہ یہاں تک دیکھا جاتا ہے کہ
جو لوگ اُن اشعار و مضامین کو سمجھتے بھی نہیں اُن کو بھی وجد آتا ہے ایک قوال یہ شعر گا رہا تھا
؎ بگزید یار عشقت جگر کباب کردمارا۔ ایک گنوار کو وجد آگیا اُس سے پوچھا کہ تو نے کیا سمجھا
جو تجکو وجد آیا اُسنے کہا کہ یہ یوں کہتا ہے ڈگرے کا باپ مارا ڈگرا کہتے ہیں ہندی میں نفس کو
ہمنے یہاں تک دیکھا ہے کہ ہندوؤں کے یہاں اور رنڈیوں کے یہاں مروج مولد شریف ہوتا
ہے کہ اس میں حظ نفس ہے ورنہ ہندوؤں کو اس سے کیا تعلق غرض قرآن مجید سے تو یہ ثابت
ہوتا ہے کہ زیادہ اہتمام کے قابل نبوت اور بعثت کا ذکر ہے اور ذکر ولادت اگر کہیں آیا
ہے تو اشارۃً یا اجمالاً آیا ہے اگر کوئی کہے کہ حق تعالیٰ نے سورہ مریم میں یحییٰ علیہ السلام اور
عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا قصہ مفصلاً بیان فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قصہ مولد
عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کی تفصیل بیان کرنا بھی قابل خاص اہتمام کے ہے پس اس پر ہم حضور کی
ذکر ولادت کو بھی قیاس کرتے ہیں بات یہ ہے کہ ؎ حفظت شیئاً وغابت عنک
اشیاء۔ آپنے یہ تو دیکھ لیا کہ ان حضرات کی ولادت کا قصہ اہتمام سے بیان فرمایا ہے
مگر یہ نہیں دیکھا کہ کیوں اور کس حیثیت سے ذکر فرمایا اُنکے قصہ ولادت کے اہتمام کی وجہ یہ ہے کہ ان

مجلس میلاد میں ... احکام ... اور مجلس وعظ ... [illegible]

قصہ ولادت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام مذکورہ سورۂ مریم سے ... کا جواب

دونون حضرات کی ولادت ایک عجیب طریقہ سے خرق عادت کے طور پر ہوئی ہے یحییٰ علیہ السلام
کے ماں باپ تو بوڑہے بہت تہے کہ اسباب ظاہرہ کے اعتبار سے اُنمین صلاحیت ہی
توالد وتناسل کی نہ تہی چنانچہ ارشاد ہے واصلحنالہ زوجہ اسلئے اُنکی ولادت عجیب تہی اور
عیسیٰ علیہ السلام بے باپ کے ہوئے اسلئے اُنکی ولادت اس سے بہی زیادہ عجیب تہی پس حق
تعالیٰ نے ان دونون قصوں سے قدرت اور توحید پر استدلال فرمایا ہے یہ وجہ ہے ان
قصوں کے بالاہتمام ذکر کرنیکی اور حضور کی ولادت شریفہ عادت کے موافق ہوئی ہے پس اس سے
مطلقاً ذکر مولد شریف کی تفصیل کا ذکر نبوت وہجرت کی برابر محل اہتمام ہونا ثابت نہین ہوتا مگر
آج کل بعض لوگون نے خود اس مقدمہ مین بہی کلام شروع کیا ہے کہ آپکی ولادت شریفہ بطریق
متعارف ہوئی ہے چنانچہ ایک شخص کا میرے پاس خط آیا تہا اُنہین پوچہا تہا کہ کیا حضور بہی اپنی
والدہ شریفہ کے بطن سے اسیطرح پیدا ہوتے جیسے اور آدمی ہوتے مین اور کسیکا قول نقل کیا تہا کہ ران سے پیدا
ہوئے مین اسلئے کہ حضور کی شان اس سے ارفع ہے کہ محل غیر طاہر سے پیدا ہون اور پوچہا تہا کہ
اسکی کیا دلیل ہے کہ طریق معہود سے پیدا ہوئے ہین مین کہتا ہون کہ ان سائلون کو ایسے امور کے پوچہنے سے
شرم نہین آتی بہت بیحیائی اور بے ادبی اور گستاخی کی بات ہے میرا جی تو چاہتا نہ تہا کہ اس خط کا
جواب لکہون لیکن طوعاً و کرہاً لکہا تا کہ ان مخالفین کو یہ کہنے کی گنجایش نہ ہے کہ اہل حق کے پاس کوئی دلیل
نہین مین نے جواب مین یہ لکہا کہ روایات مین حضور کی ولادت کے متعلق یہ الفاظ آئے ہین ولد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اور یہ مقدمہ مسلمہ ہے کہ جب تک مجاز کے قرائن نہون تو الفاظ اپنے حقائق پر محمول ہوتے
ہین یعنی جبتک معنی حقیقی بن سکین مجاز کی طرف رجوع نہ کیا جاویگا اور یہ بہی مسلم ہے کہ علامت حقیقت کی
تبادر الی الفہم عند الخلو عن القراین ہے پس ان سب مقدمات سے ولد مین ولادت سے طریق معہود ہی سے
پیدا ہونا مراد لیا جاویگا یہ دلیل ہے اسکی کہ حضور بہی اسی طریق سے دنیا مین تشریف لائے ہین اب جو لوگ اسکی کوشش
کرتے ہین کہ حضور کی ولادت شریفہ کو عجیب طریقہ سے ثابت کرین اور عادت معروفہ کے موافق
پیدا ہونے کو قدح جانتے ہین حالانکہ اقرب الی الحکمۃ اُنکی شان کے اعتبار سے یہی ہے کہ جس طرح
عادۃ اللہ جاری ہے آپ اسیطرح پیدا ہون تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ یہ امر مسلم ہے کہ آدمی کو زیادہ
اُنس اُس شے سے ہوتا ہے جس سے کچہ مناسبت ہو اور جس قدر مناسبت زیادہ ہوگی اُنس زیادہ ہوگا اور

جسقدر مناسبت کم ہوگی اوسی قدر اُس سے توحش بڑہیگا اسی واسطے آدمی کو اپنے ہمجنس کیطرف زیادہ میلان
ہوتا ہے اور جانورون کیطرف کم ہے اور جنون سے اور بھی کم بلکہ توحش ہے اور اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام سب
آدمی ہوئے ہین فرشتون کو نبی بناکر نہین بہیجا گیا ہے اسلئے کہ اُنسے آدمیون کو توحش ہوتا اور جب
توحش ہوتا تو افادہ اور استفادہ ممکن نہین اسلئے سب عاقل آدمی ہوئے ہین جب یہ امر سمجہ مین آگیا تو اس
کے بعد سمجنا چاہیے کہ حق تعالی کو منظور ہوا کہ حضور کو محبوبیت کاملہ عطا فرمادین اور کسی کو ذرہ برابر بھی
حضور سے توحش نہو پس اسلئے بجز معجزات کے حضور کی اور کوئی حالت ولادۃ وغیرہ بھی معمول
کے خلاف نہین بنائی اسلئے کہ اگر عادۃ جاریہ کے ذرا خلاف بھی کوئی بات ہوتی تو مناسبت
مین اور پہر اسکے سبب اُنس مین کمی ضرور ہوجاتی پس ولادت بھی حضور کی کسی نئی طرز سے نہین ہوئی
اور یہی آپکی شان محبوبیت وافادہ کیلئے مناسب ہے اور اسکے خلاف کو ثابت کرنا اس حکمت کو
نظر انداز کرنا ہے بلکہ یہ حکمت یہان تک مرعی رکھی گئی ہے کہ حضور کے اکثر کمالات بھی کہ انہین معجزات بھی
داخل ہین نہایت لطیف ہین جنکا عجیب ہونا امعان نظر کو مقتضی ہے حتی کہ قرآن مجید جو حضور کا بڑا معجزہ
ہے وہ بھی سرسری نظر مین عجیب اور اعجاز کی شان انمین معلوم نہین ہوتی اسی واسطے کفار نے کہا تہا
لونشاء لقلنا مثل ھذا یعنی اگر ہم چاہین تو ہم بھی ایسا کلام کہدین لیکن اُن لوگون نے جب غور کیا اور
اپنی انتہائی قوت اسکے مقابلہ مین صرف کردی تو دانت کہٹے ہوگئے حالانکہ بڑے فصیح اور بلیغ تھے
لیکن ایک سورۃ بھی ویسی نہ لاسکے باوجود اسکے کہ حق تعالی نے اُنکو جوش دلانیکے لئے علی الاعلان
فرمایا فاتوا بسورۃ من مثلہ یعنی لے آؤ کوئی سورت اس جیسی اسکے بعد اُن کے عجز کو بھی خود فرمایا
ولن تفعلوا یعنی تم ہرگز ایسی سورۃ نہ لاسکوگے اسکو سنکر اہل عرب کو کیا کچھ جوش آیا ہوگا اور کس قدر
بل کہائے ہونگے لیکن مقابلہ نہین کرسکے اور اسی پر اکتفا نہین فرمایا بلکہ آگے ارشاد ہے فاتقوا النار
التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین ۝ یعنی اگر تم اسکا مثل نہ لاسکو تو اُس آگ سے بچتے
رہو جو کافرون کیلئے تیار کیگئی ہے۔ غرض یہ معجزہ بھی نہایت غامض اور لطیف ہے اسی طرح حضور کی
ہر شان اور کمال ایسا ہی لطیف ہے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے ۝ یزیدک وجھہ حسنا اذا
ما زدتہ نظرا۔ یعنی محبوب کا چہرہ تیرے لئے حُسن کو بڑہا دیتا جب تو اُس پر نظر زیادہ کرتا ہے چنانچہ
بعضون کا حسن تو ایسا ہوتا ہے کہ دور سے وہ اچہے معلوم ہوتے ہین لیکن پاس سے دیکھو تو کچھ بھی

حضور کے کمالات نہایت لطیف ہین

نہین جیسے شیخ شیرازی فرماتے ہین ؎ بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد * چون باز کنی مادر مادر
باشد - اور بعضے دور سے اور سرسری نظر مین معمولی معلوم ہوتے ہین لیکن جس قدر غور کرو خوبیان معلوم ہوتی
جاتی ہین حضور کے کمالات بھی ایسے ہی ہین کہ انمین سادگی تو اسدرجہ ہے جیسے کسی شاعر نے کہا ہی

دلفریبان نباتی ہمہ زیور بستند	دلبر ماست کہ با حسن خدا داد آمد

اور نظر تامل کے بعد دلربائی کی یہ حالت ہے ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم	کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

پس ولادت بھی حضور کی کسی عجیب طریقہ سے نہین ہوئی اور ولادۃ عیسویہ نہایت عجیب طریقہ سے
ہوئی اور چونکہ اس سے توحید پر استدلال مقصود ہے اسلئے اسکو اہتمام سے بیان بھی فرمایا خلاصہ
یہ ہی کہ مدار منت اور فرحت کا شان یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم الخ کی ہے اور ولادت شریفہ اور
نشو ونما کے واقعات کی خوشی بھی اسی واسطے ہے کہ وہ واسطہ ہی اس دولت کی تحصیل کا خوب کہا ہی ؎

آن روز کہ مہ شدی نمی دانستی	کانگشت نمائے عالمے خواہی شد

چند ابیات مثنوی مولانا روم کی مع شرح مختصر بمناسبت مقام

پس اصل مین جو مقصود حالت بدریت کی ہی لیکن ہلالیت کی خوشی بھی اسی واسطے ہے کہ وہ ذریعہ
بدریت کا ہے پس اصل سرور تو اسکا ہے کہ ہمکو حضور نے بڑی نعمت عطا فرمائی باقی اسکے جس قدر
اسباب ہین وہ چونکہ اسکے وسائط ہین اسلئے انسے بھی خوشی ہے اسی فرح کو مولانا رومی اپنی مثنوی
شریف مین چند ابیات کے اندر بیان فرماتے ہین جو گویا حاصل ہی ان آیات کے مفہوم کا ان ابیات کو
مع مختصر شرح کے بیان کیا جاتا ہے پس فرماتے ہین ؎

ایہا العشاق اقبال جدید	از جہان کہنہ نو در رسید

یعنی اے عشاق مژدہ ہو کہ نیا اقبال چمکا ہے جو ایک پرانے اور نئے جہان سے پہونچا ہے
اقبال جدید سے مراد قرآن مجید ہے اور جدید اسکو کلام لفظی کے اعتبار سے کہا ہے ورنہ کلام
نفسی اور صفت الٰہیہ کے مرتبہ مین تو وہ قدیم ہے باقی رہی یہ بات کہ کلام لفظی کے اعتبار سے تو
اسکی ایک صفت کو ذکر فرمایا اور کلام نفسی کے اعتبار سے کوئی صفت ذکر نہین کی تو وجہ اسکی یہ ہی
کہ ہمکو جو خطاب ہوا ہے اور ہمکو جو یہ دولت ملی ہی تو اسی لباس یعنی کلام لفظی کیساتھ ملی ہی پس ہمارے نفع مین
یہ شان جدید ہی زیادہ دخیل اور سبب قریب ہوئی گو فی نفسہ قدیم ہے اور اسی صفت کو حق تعالیٰ

سے نے اس آیت مین ذکر فرمایا ہے مایاتیھم من ذکر من ربھم محدث الا استمعوہ وھم یلعبون اور
فرمایا ومایاتیھم من ذکر من الرحمن محدث الا کانوا عنہ معرضین اور جہان سے مراد عالم غیب ہے اور
کہنہ اسکو اسلیئے کہا کہ بہت پرانا ہے اور نو اسلیے کہ اسمین تغیر نہین ہوا الآن کما کان اسکی شان ہے
اور عالم غیب کی تو یہ شان ہے ہی آسمان جو عالم شہادت سے ہے مگر بوجہ منتہائے عالم شہادت
ہونیکے اسکو عالم غیب سے کچھ قرب ہے خود اسکی بھی یہ حالت ہے کہ باوجود اسکے کہ کسقدر پرانا ہے لیکن
اسمین کچھ تغیر نہین ہے چنانچہ حق تعالی ارشاد فرماتے ہین ماتری فی خلق الرحمن من تفاوت فارجع
البصر ھل تری من فطور یعنی اے مخاطب تو اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی شئے مین (آسمان مراد
ہے) کوئی تفاوت نہ دیکھیگا (اگر کچھ شک ہے) پس نگاہ اٹھا کر دیکھہ کیا کہین کوئی رخنہ دیکھتے ہو
آگے کرتا تاکید کیلئے اور نیز اسلیے کہ شاید تمہاری خاطر سے کہدو کہ نہین کہین کوئی فرق نہین اسلئے
ارشاد ہے ثم ارجع البصر کرتین یعنی پھر بار بار نظر دوڑاؤ آگے اسکا نتیجہ ارشاد ہے کہ ینقلب
الیک البصر خاسئا وھو حسیر یعنی ہم پیشینگوئی کرتے ہین کہ تمہاری نگاہ پھر پھرا کر تمہارے
پاس تھکی تھکائی واپس آجائیگی اور کہین کوئی عیب نہ پائیگی خلاصہ یہ ہے کہ مولانا ارشاد فرماتے ہین
کہ اے حق تعالے کے طالبو اے حق کے شیدائیو اے مدتون سے وادی ضلال مین بھٹکنے
والو خوش ہوجاؤ تمہارے اقبال کا ستارہ چمکا ہے یعنی عالم غیب سے قرآن مجید نازل ہوا ہے
کہ راہ حق کیطرف ہادی ہے آگے فرماتے ہین ہ

زان جہان کو چارہ بیچارہ جوست — صد ہزاران نادرہ عالم در وست

زان جہان بدل ہے جہان کہنہ سے جو شعر بالا مین ہے یعنی وہ اقبال جدید اس جہان سے آیا ہے کہ
وہ لاعلاج کا چارہ جو ہے اور لاکھون عجائبات عالم کے اسمین ہین یعنی جو شخص امراض کفر و
شرک و گناہ مین مبتلا ہو کر لاعلاج ہوگیا ہو اور اس جہان کے اطبا نے اسکو جواب دیا ہو تو اسکا
علاج اس جہان سے ہوتا ہے چنانچہ قبل از بعثت مشرکین اور کفار ایسے امراض مین مبتلا تھے کہ
وہ لاعلاج ہوچکے تھے قلوب مسخ ہوگئے تھے شر کو خیر اور خیر کو شر جانتے تھے ہزارون رسوم
جہالت کی آئین وبار عام کیطرح پھیلی ہوئی تھین کہ دفعتہً اقبال جدید کا ستارہ چمکا اور اسنے ایسا
ہدہڑ الا کہ سبکا علاج ہوگیا الا من شاء اللہ اور اگر ایسی زبردست روشنی ان پر نور افشان نہوتی تو

اُنکی درستی کی بالکل امید نہ تھی چنانچہ خود ارشاد فرماتے ہین۔ لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب و المشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ یعنی کفار اہل کتاب و مشرکین اپنی گمراہی سے جدا ہونے والے نہ تھے جبتک اُنکے پاس ایک روشن دلیل نہ آجاوے وہ دلیل ایک ایسا رسول ہی جو اللہ کی جانب سے ہے جو پاکیزہ صحیفے پڑھے جسمین راست راست مضامین لکھے ہوئے ہون۔ دوسرے مصرعہ کا حاصل یہ ہے کہ اس جہان ہی عالم کے بیشمار عجائب ہین چنانچہ دوزخ وہان موجود ہے جسکے ہولناک اور عجائبات اور واقعات کی کسی قدر حکایت احادیث مین آئی ہے اور جنت وہان موجود ہے جسکے بیشمار اور بیرون از عقل و قیاس نعمتون کی خبر اللہ و رسول نے دی ہے اسیطرح عالم ارواح اور صراط اور میزان وہان موجود ہین اور ان چیزونکے عجیب ہونے مین کوئی شک نہین چنانچہ اسی وجہ سے ملاحدہ اور فلاسفہ نے انکے وجود ہی کا انکار کردیا ہے آگے ارشاد ہے ؎ ابشروا یا قوم اذ جاء الفرج ＊ افرحوا یا قوم اذ زال الحرج۔ یعنی اے میری قوم خوش ہوجاؤ اسلیے کہ کشادگی آگئی اور اے قوم خوش ہوجاؤ اسلیے کہ تنگی جاتی رہی مطلب ظاہر ہے قال ؎ آفتابے رفت در کازہ ہلال ＊ در تقاضا کہ ارحنا یا بلال۔ ہلال صحابی ہین مولنا نے اُنکی حکایت بیان کی ہے کہ وہ ایک اصطبل مین سائیس تھے وہ بیمار ہوگئے تھے حضور اُن کی عیادت کو وہان ہی تشریف لیگئے تھے حضور کی فیض رسانی کو مولانا بیان فرماتے ہین کہ اور فیض رسان تو ایسے ہوتے ہین کہ طالبین اُنکے دروازہ پر آتے ہین حضور کے اخلاق ایسے تھے کہ ظاہر حال کے اعتبار سے ایک شکستہ حال کے یہان آپ خود تشریف لیگئے حافظ شیرازی رح ایسے ہی لوگونکے بارہ مین فرماتے ہین ؎ مبین حقیر گدایان عشق راکین قوم ＊ شہان بے کمر خسروان بے کلہ اند۔ ایسے ہی حضرات کے بارہ مین حدیث شریف مین وارد ہوا ہے رب اشعث اغبر مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لابرہ یعنی بہت سے پراگندہ بال غبار آلودہ دروازون سے دھکے دیے ہوئے اور حالت اُنکی یہ ہے کہ اگر اللہ پر کسی بات کے متعلق قسم کھا بیٹھین یعنی قسم کھاکر یہ کہہ دین کہ اللہ ایسا ہی کرینگے تو اللہ تعالی اُنکو قسم مین سچا کردین اسی شان کو فرمایا ہے حافظ شیرازی رح نے ؎

گدائے میکدہ ام لیک مستی بین	کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

اور فلک اور ستارہ پر ناز کرنا کیا تعجب ہے جب یہ حضرات خالق فلک و ستارہ پر ناز کرتے ہین

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سطوت و شوکت جو قلوب پر تھی اُسکو تو سب جانتے ہی ہین لیکن اسکے ساتھ ہی
عناصر پر بھی آپکی حکومت تھی جیسے بطور کرامت ظاہر ہوتی ہو چنانچہ ایک مرتبہ زمین کو زلزلہ آیا تو آپنے
فرمایا اُسکنی یا ارض یعنی اے زمین ساکن ہو جا زمین فوراً ٹھہر گئی اور سنتے دریائے نیل کی کبھی یہ حالت ہوتی
کہ اُس کا پانی دفعتہً ٹھہر جاتا تھا اور اس قدر نہ بڑھتا تھا جس سے زراعت کی آبپاشی ہو سکے وہان کے
لوگ یہ کرتے تھے کہ ایک کنواری حسین لڑکی کو اُسمین چھوڑ دیتے تھے اُس وقت اُسکا پانی چڑھ آتا
تھا جب مصر فتح ہوا تو لوگون نے یہ قصہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے
جو امیر لشکر تھے بیان کیا اُنھون نے فرمایا کہ ایسا ہرگز نہو گا مین اسکی اطلاع امیر المومنین کو کرتا ہون
وہ ضرور اسکا انتظام فرمائینگے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین یہ سب قصہ لکھا آپنے
اُسی وقت ایک فرمان دریائے نیل کے نام صادر فرمایا جسکا مضمون یہ تھا کہ "اے نیل تو اگر خدا
کے حکم سے چلتا ہے تو کسی شیطان کے اثر سے مت رُک" اور حضرت عبداللہ کو لکھا کہ یہ پرچہ
دریا مین ڈالدینا۔ چنانچہ حسب الارشاد وہ رقعہ دریا مین ڈالدیا دریا اس زور شور سے چڑھا کہ کبھی
اس زور سے نہ بہا تھا۔ الغرض حاصل مصرعہ اولیٰ کا یہ ہوا کہ آفتاب فیض یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی عیادت کیواسطے اُنکے مکان پر یعنی اصطبل مین تشریف لیگئے
یہ تو حضور کا فیض باعتبار تربیت جسم کے ہوا آگے فیض روحانی و فیض باطنی کا بیان ہو کہ بلال جو کہ
ایک حبشی تھے اُنسے آپ نہایت لطف و شفقت سے باتین کرتے تھے چنانچہ اُنسے تقاضا
ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اے بلال ہمکو راحت دو یعنی اذان کہدو تاکہ نماز سے راحت ہو اور
نماز و اذان کی تعلیم فرمانا ظاہر ہے کہ روحانی فیض رسانی ہے قال رحمہ

زیر لب میگفتی از بیم عدو		بر منارہ رو بگو کوری او

اے بلال تم مکہ مین زیر لب آہستہ سے دشمن کے خوف سے اللہ کا نام لیتے تھے یعنی کلمہ
توحید کبھی کبھی خفیہ کہتے تھے اب مدینہ مین منارہ پر جاکر پکار کر اللہ کا نام لو یعنی اذان کہو اور
دشمن کو نامراد بناؤ اور خفیہ کہنے مین کبھی کبھی کی قید اسلئے لگائی کہ انکی تو یہ حالت منقول ہو کہ یہ ایک
یہودی کافر کے غلام تھے اور وہ انکو تمام دن دہوپ مین گرم پتھر پر لٹایا کرتا تھا اسحالت مین
بھی اُنکی زبان سے توحید کے کلمات جاری رہتے تھے اتفاقاً ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سطوت و شوکت و قصہ دریائے نیل

بیان تصحیح ابیات مثنوی شریف

ذکر حضرت بلال رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اُس طرف گذر ہوا جہاں پر حضرت بلال مبتلائے تکلیف تھے اُنکے مولی کے پاس تشریف لیگئے اور اُنکے پاس ایک غلام نصرانی عداس نامی تھا جو بہت روپیہ کماتا تھا اُسکو دیکر حضرت بلال رضی کو چھڑا لیا اُس کافر نے کہا کہ ابو بکر رضی بہت خسارہ مین رہے کہ ایسا اچھا غلام دیکر ان کو لیا ہے حضرت ابو بکر رضی نے فرمایا کہ ایک غلام کیا اگر تو اُنکے عوض مین میرا سارا گھر بھی مانگتا تو مین وہ بھی دیدیتا تو کیا جانتا ہے یہ کیا چیز ہین اور حق تعالی نے اُس کافر کے کہنے کا یہ جواب دیا ۔ والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا الخ یعنی قسم ہے زمانہ کی بیشک انسان (کافر) خسارہ مین ہے مگر وہ مومن جو اعمال صالحہ کرتے ہین وہ خسارہ مین نہین ہین اسی قصہ کیطرف حضرت عمر رضی نے اس نظم مین اشارہ کیا ہے ۵ ابوبکر حبانی اللہ مالا ٭ واعتق من ذخائرہ بلالا ٭ لقد واسی النبی بکل فضل ٭ واسرع فی اجابتہ بلالا ٭ پہلے بلالا سے جو کہ ایک کلمہ ہے مراد حضرت بلال ہین اور دوسرے بلالا سے جو کہ دو کلمے ہین مراد بدون لا کے ہے معنی اشعار کے یہ ہین کہ ابو بکر رضی نے اللہ کی راہ مین مال دیا ۔ اور اپنے ذخائر سے حضرت بلال کو آزاد کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حال کیساتھ غمخواری اور ہمدردی کی اور بدون انکار کے آنکی اجابت مین جلدی کی ان ہی حضرت بلال کی شان مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی کی مدح کرتے ہوئے فرماتے ہین ابوبکر سیدنا واعتق سیدنا یعنی ابو بکر رضی ہمارے سردار ہین اور اُنھون نے ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا ہے اللہ اکبر کہان حضرت عمر رضی اور کہان حضرت بلال حضرت عمر رضی کی تو وہ شان ہے کہ حضور فرماتے ہین لو کان بعدی نبیا لکان عمر یعنی اگر کوئی میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتے باوجود اس مرتبہ کے بلال رضی اللہ عنہ کو سیدنا فرماتے ہین لیکن کسی کو کیا خبر ہے کہ بلال کی کس شئے کو اُنھون نے سید فرمایا ہے اگرچہ اُس شئے مین بھی حضرت عمر رضی ہی بڑھے ہوئے تھے لیکن اُن حضرات نے اپنے کو ایسا مٹایا تھا کہ ہر ایک کو اپنے سے افضل جانتے تھے آجکل دیکھا جاتا ہے کہ تھوڑا سا پڑھ لکھکر یا کسی ادنی بات سے ایسا ناز ہو جاتا ہے کہ دماغ صحیح نہین رہتا اور جو نسب مین گھٹا ہوا ہو اگرچہ زہد تقوی مین بڑھا ہوا ہو اُس مین عیب نکالتے ہین یاد رکھو حق تعالے کے یہان نسب حسب کوئی شئے نہین جس پر چاہتے ہین فضل فرما دیتے ہین دیکھو ابو جہل شریف ہو کر مطرود ہوا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ باوجود عبد حبشی ہونیکے مقبول ہو گئے عجیب شان ہے ۵

ز خاک مکہ بوجہل این چہ بوالعجبی ست	حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم

غرض حضرت بلال تو بڑے علی الاعلان توحید کو ظاہر کرنیوالے ہیں شاید کبھی ایسا ہوا ہو کہ مصلحت سے کہ حضور کو کوئی تکلیف نہ پہونچائے کسی خاص موقع پر اس توحید کا اخفاء فرمایا ہو اسلئے ارشاد ہے کہ اب کوئی احتمال نہیں ہے پکار کر منارہ پر جا کر اذان کہو اور دشمن کا دل جلاؤ قال مولانا الرومی رحمہ

سید مد خور گوش ہر غمگین بشیر	خیز اے مدبر رہ اقبال گیر

یعنی اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہر طالب دردناک اور غمگین جو درد طلب سے بیقرار ہے اسکے کان میں بشیر یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونک رہے ہیں کہ اے بدبخت اُٹھ اقبال کا راستہ لے یعنی ہدایت کے ابواب مفتوح ہوگئے ہیں اسکو اختیار کر تمام ہوگئے اشعار مثنوی کے ان اشعار میں مولانا نے فیض وحی اور فیض نبوۃ اول بیان کیا ہے اور اس پر فرحت ظاہر کی ہے پھر صحابہ کیطرف فیض رسانی کیلئے جو حضور کی توجہ تھی اسکو بیان کیا گویا یہ اشعار ان آیات کے متقارب المعنی ہیں یہ تمام تر تقریر بطور تمہید کے تھی اور اس تقریر سے مقصود مجکو شبہات کا زائل کرنا تھا کہ جو ہم لوگوں کی نسبت میں وہ نہ اصل مقصود یہ تھا کہ اس نعمت عظیمہ پر فرحت مامور بہا کا طریقہ بیان کیا جائے اور اسمیں جو لوگوں نے افراط تفریط کی ہے انکی اصلاح کیجائے اور مخالفین کے دلائل کا جواب دیا جائے لیکن تمہید ہی میں بہت تطویل ہوگئی لیکن کچھ حرج نہیں اسلئے کہ بہت سے فوائد اس سے معلوم ہوگئے (یہاں پہونچکر نماز عصر کیلئے اُٹھے پھر بعد نماز آگے بیان ہوا) اب میں مقصود شروع کرتا ہوں تقریر سابق سے یہ تو معلوم ہوگیا کہ حضور کے وجود باجود پر فرحت مامور بہا ہے اب یہ سمجھنا چاہیے کہ اس فرحت کا طریقہ صحیحہ مقبولہ کونسا ہے سو اسکے طریقے دو ہیں ایک تو وہ طریقہ جس پر خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل فرمایا ہو اسلئے کہ جیسا امت پر اس آیت کا امتثال واجب ہے حضور پر بھی واجب ہے جیسا نبی کو نبی جاننا جسطرح امت کے ذمہ ضروری ہے اسیطرح بلا فرق اس نبی کو بھی اپنی نبوۃ کا اعتقاد فرض ہے اسلئے یہ بات دیکھنا ضروری ہے کہ حضور نے اس فرحت کو کس طریق سے ظاہر فرمایا ہے اور دوسرا طریقہ وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کلیاً یا جزئیاً منقول ہو یا کسی نے ایجاد کیا ہو جسطرح سے آجکل بہت سے محبت کا دم بھرنیوالے لوگ مجالس منعقد کرتے ہیں اور ان میں سے بعض تو نرے مدعی ہی ہیں ہاں جو کچھ دیتے خرچ کرنیوالے ہیں ان میں سے اکثر کی نیت بری نہیں وہ محبت ہی سے کرتے ہیں مگر غلطی میں ہیں اسلئے کہ محبت میں غلطی بھی تو ہوجاتی ہے یہ تو ضروری نہیں کہ جس فعل کا منشا محبت ہو اسمیں غلطی نہو جیسے کوئی اللہ تعالیٰ کی

آغاز مقصود وعظ یعنی اظہار فرحت علی ذکر رسول کے طریقہ صحیحہ کی تعیین

مجالس مولد کرنیوالے [illegible]

محبت کے جوش مین مثلاً ٹھیک دوپہر کو نماز پڑہنے لگے باقی جنکا کچھ خرچ بھی نہین ہوتا بلکہ اُن کو آمدنی ہوتی ہے یعنی مولود خوان مولوی اُنہین سے تو اکثر کی نیت بھی اچھی نہین اُن کا مقصود صرف روپیہ ہی ہے بلکہ بلا کچھ عجب نہین کہ بعض کو اُن مین سے حق واضح بھی ہوگیا ہو لیکن اُنکا خیال یہ ہے کہ اگر ہم یہ طریقہ جاری نہ رکھینگے تو ہمکو جو روپیہ اور نذرانے اور جوڑے ملتے ہین وہ نہ ملینگے اسلیئے وہ چھوڑتے نہین میرے پاس ضلع رُہتک سے ایک صاحب کا خط آیا اُنہین لکھا تھا کہ یہان ایک بی بی ہین جنکا نام بوبو ہے اُنکے بابا بیٹے کی کسر ہے ورنہ سب حرف علت جمع ہوجاتے (لطیفہ کے طور پر ہے) جیسا ایک عربی کے شعر مین کسی نے یہ حرف جمع کیئے ہین سہ رأیت صبیا علی کثیب یحکی البدر والھلالا * فقلت ما اسمک فقال لولو فقلت لی لی فقال لالالا۔ شاعر نے کمال کیا ہے لولو اور لی لی اور لالالا کو خوب جمع کیا ہے ترجمہ یہ ہے کہ مینے ایک حسین لڑکے کو ایک ٹیلہ پر دیکھا اور نام پوچھا اُسنے کہا لولو مین نے کہا تو میرا ہے اُسنے کہا نہین اور یہ لولو یعنی موتی کے ہے وہ لولو نہین جس سے بچون کو ڈرا دیتے ہین اس پر ایک اور حکایت یاد آئی نصیر شاعر کا ایک لڑکا بچہ تھا ایکبار چند شعرا نصیر سے ملنے آئے نصیر موجود نہ تھا یہ بچہ تھا شعرا نے اس سے فرمایش کی کہ کوئی شعر فی البدیہ بنا کر سناؤ اُسنے عجب شعر اپنے بچپن کی شان کے موافق بیساختہ کہا سہ اے بتو مجکو در گوش دکھاتے کیون ہو * مین ہون بالا مجھے لولو سے ڈراتے کیون ہو۔ غرض اُن صاحب نے لکھا تہا کہ یہان وہ بی بی مولد شریف پڑہتی ہین اور انکا کچھ نذرانہ بھی مقرر ہے اور ایک نئی بات یہ ہے کہ عید بقرعید کی نماز بھی عورتون کو پڑہاتی ہین اور ان سب قصون کی جڑ وہی نذرانہ ہے سی واسطے مین تو اپنے دوستون سے یہ کہا کرتا ہون کہ ان بدعات کرنیوالون کو منع نہ کرو لیکن انکو دینا چھوڑ دو جب مفت محنت کرنا پڑیگی وہ خود ہی تنگ ہو کر ان بدعات کو چھوڑ دینگے اسلیئے کہ کام تو پورا کرنا پڑیگا اور ملیگا کچھ بھی نہین تو خواہ مخواہ کی مشقت بھی ہوگی اور وصول کچھ نہوگا تو خود ہی چھوڑ دینگے بہرحال مرض کے دو طریقے ہوسکتے ہین ایک مستقل اور دوسرا ترا شا ہوا گفتگو یہین ہی کہ اس بدعت کا طریق مروج کس قسم مین داخل ہے اسکے لیئے مین ایک قاعدہ کلیہ بیان کرتا ہون اُس سے یہ واضح ہوجائیگا کہ جتنی چیزین بعد خیر القرون کے ایجاد ہوئی ہین ان مین کونسی بدعت ہے اور کونسی مستحب اور مندوب اور ثابت بالشریعۃ ہین اور اسی سے یہ بھی واضح ہوگا کہ اس فہرست کے ظاہر کرنیکا آیا کوئی طریقہ معقول ہے یا نہین اور نیز طریقہ مروجہ بدعت ہے یا نہین بس جاننا چاہیئے کہ بعد خیر القرون کے جو چیز ایجاد کی گئین ہین انکی دو قسمین ہین ایک تو وہ کہ

انکا سبب داعی بھی جدید ہے اور وہ موقوف علیہ کسی ماموربہ کی ہین کہ بغیر اُنکے اُس ماموربہ پر عمل نہین ہوسکتا ہے جیسے کتب دینیہ کی تصنیف اور تدوین مدرسون اور خانقاہون کی بنا کہ حضور کے زمانہ مین انمین سے کوئی نہ تھی اور سبب داعی انکا جدید ہے اور نیز یہ چیزین موقوف علیہ ایک ماموربہ کی ہین تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ یہ سب کو معلوم ہے کہ دین کی حفاظت سب کے ذمہ ضروری ہے اسکے بعد سمجھے کہ زمانہ خیریت نشانہ مین دین کی حفاظت کیلئے وسائط محدثہ مین سے کسی شی کی ضرورت نہ تھی تعلق مع اللہ یا بلفظ آخر نسبت سلسلہ سے بہ برکت حضرت نبوۃ سب مشرف تھے قوۃ حافظہ اس قدر قوی تھی کہ جو کچھ سُنتے تھے وہ سب نقش کالحجر ہوجاتا تھا فہم ایسی عالی پائی تھی کہ اسکی ضرورت ہی نہ تھی کہ سبق کیطرح اُنکے سامنے تقریر کرین ورع وتدین بھی غالب تھا بعد اس زمانہ کے دوسرا زمانہ آیا غفلتین بڑہ گئین قوی کمزور ہوگئے ادہر اہل اہوا اور عقل پرستون کا غلبہ ہوا دین مغلوب ہونے لگا پس علماء امت کو قوی اندیشہ دین کے ضائع ہونیکا ہوا پس ضرورت اسکی واقع ہوئی کہ دین کی بجمیع اجزائہ تدوین کیجائے چنانچہ کتب دینیہ حدیث اصول حدیث فقہ اصول فقہ عقائد مین تصنیف ہوئین اور اُنکی تدریس کیلئے مدارس تعمیر کئے گئے اسی طرح نسبت سلسلہ کے اسباب تقویت ابقا کیلئے بوجہ عام صحبت نہ رہنے کے مشائخ نے خانقاہین بنائین اسلئے کہ بغیر ان چیزون کے دین کی حفاظت کی کوئی صورت نہ تھی پس یہ چیزین وہ ہوئین کہ سبب انکا جدید ہے کہ وہ سبب خیر القرون مین نہ تھا اور موقوف علیہ حفاظت دین ماموربہ کی ہین پس یہ اعمال گو صورۃ بدعت ہین لیکن واقع مین بدعت نہین بلکہ حسب قاعدہ مقدمۃ الواجب واجب واجب ہین اور دوسری قسم وہ چیزین ہین جنکا سبب قدیم ہے جیسے مجالس میلاد مروجہ اور تیجہ دسوان چہلم وغیرہا من البدعات کہ انکا سبب قدیم ہے مثلاً مجالس میلاد کے منعقد کرنیکا سبب فرح علی الولادۃ النبویہ ہے اور یہ سبب حضور کے زمانہ مین بھی موجود تھا لیکن حضور نے یا صحابہ نے یہ مجالس منعقد نہین کی کیا نعوذ باللہ صحابہ کا فہم یہانتک نہین پہونچا اگر سبب اسکا اُسوقت نہ ہوتا تو البتہ یہ کہہ سکتے تھے کہ منشاء انکا موجود نہ تھا لیکن جبکہ باعث اور بناء اور مدار موجود تھا پھر کیا وجہ ہے کہ نہ حضور نے کبھی مجلس میلاد منعقد کی اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسی شے کا حکم یہ ہے کہ وہ بدعت ہین صورۃً بھی اور معنیً بھی اور من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ مین داخل ہوکر واجب الرد ہین اور پہلی قسم ما منہ مین داخل ہوکر مقبول ہے یہ قاعدہ کلیہ ہے بدعت اور سنت کے پہچاننے کا اس سے تمام جزئیات کا حکم مستنبط ہوسکتا ہے اور ان دو قسمون مین ایک اور فرق عجیب ہے وہ یہ ہے کہ پہلی قسم کے تجویز کرنیوالے خواص یعنی علماء ہوتے ہین اور اُسمین عوام تصرف نہین کرتے اور دوسری قسم کے تجویز کنندہ عوام کالانعام ہوتے ہین اور وہی اُسمین

[illegible]

ہمیشہ تصرفات کیا کرتے ہین چنانچہ مولد شریف کی مجلس کو ایجاد بھی ایک بادشاہ نے کیا ہی کہ اُسکا شمار عوام ہی مین ہی اور عوام ہی اب تک اُسمین تصرفات بھی کر رہے ہین چنانچہ چند روز سے اُسمین ایک اور ترقی بھی ہی کہ اُس دن عید منانے لگے ہین اور اُسکا نام رکھا ہے عید میلاد النبی پرانی رسم مولد کے متعلق تو علمائے مستقل رسائل لکھے ہین جیسے براہین قاطعہ وغیرہ اور احقر نے بھی اصلاح الرسوم مین مفصل بحث لکھی ہی لیکن اس نئی رسم کے متعلق جسکا نام عید میلاد النبی رکھا گیا ہی اب تک کوئی رسالہ نظر سے نہین گذرا اگرچہ اجمالاً اپنے گذشتہ دو سال کے دو وعظ مین اسکا کچھ بیان کیا ہی جو طبع ہو گیا ہے لیکن مفصل بحث اسکے متعلق نہین کیگئی آج اسی کے متعلق بیان کرنیکا ارادہ ہی لیکن تمہید مین دیر ہوگئی خیر مقصود اکثر مختصر ہی ہوتا ہے اسلیئے اسمین زیادہ دیر نہوگی لیکن اتنا مختصر بھی نہوگا کہ کوئی پہلو رہ جائے - جاننا چاہیے کہ عید میلاد النبی کے نام سے جو ایک رسم شائع ہوئی ہی اسکے متعلق دو کلام ہین ایک تو اس کے نامشروع ہونیکے متعلق دلائل دوسرے مخالفین کے دلائل کا جواب اسکے بعد سمجھیے کہ شریعت کے دلائل چار ہین کتاب - سنت - اجماع - قیاس انشاء اللہ چارون سے گفتگو کی جاویگی اول کتاب اللہ کو لیجیے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہین ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین ما لم یاذن بہ اللہ یعنی کیا اُنکے لیئے شرکا ہین کہ اُنھون نے اُنکے لیئے دین کی وہ بات مقرر کردی جسکی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہین دی - یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ دین کی بات بدون اذن الٰہی یعنی بدون دلیل شرعی کسی کو مقرر کرنا مذموم و مستنکر ہے یہ تو کبریٰ ہی اور صغریٰ یہ ہے کہ عید میلاد النبی دین ہی کی بات سمجھکر بلا دلیل مقرر کیگئی ہے اور دلیل نہونا جزئیاً تو ظاہر ہے کہ یہ امر شریعت مین نہین ہے امر مستحدث ہی اگر احتمال ہی تو اسکا ہی کہ کسی کلیہ مین داخل کرتے ہونگے مفصل گفتگو تو اُن کلیات کی جسمین یہ داخل ہو سکتی ہی آگے آویگی باقی مجملاً یہ سمجھ لینا چاہیے کہ سبب داعی اس کا قدیم ہے خواہ وہ فرح ہو یا اظہار شوکت اسلام ہو کہ وہ بھی قدیم ہے بہر حال ان مین سے جو بھی سبب ہو تو ہم یہ کہتے ہین کہ جبکہ یہ سبب حضور اور صحابہ و خیر القرون کے زمانہ مین بھی موجود تھا اور وہ حضرات قرآن و حدیث کو خوب سمجھنے والے تھے اور ایسا سمجھتے تھے کہ اُسکو دیکھکر اب اجتہاد کو جائز نہین رکھا گیا پس جب مسلم ہو چکا کہ وہ کتاب و سنت کو ہم سے زیادہ سمجھنے والے تھے اور یہ سبب بھی اُسوقت موجود تھے یعنی اظہار فرح اور شوکت اسلام کی اُسوقت بھی ضرورت تھی بلکہ اسوقت سے زیادہ ضرورت تھی مگر اُن حضرات نے اس پر عمل نہین کیا پس معلوم ہوا کہ کسی کلیہ مین داخل کرنا اسکا صحیح نہین اور یہ بالکل امر مستحدث اور جدید ہے کہ جسکی کچھ اصل نہین اور

بدعت کی حقیقت یہی ہی کہ غیر دین کو دین سمجھکر کیا جاوے اور اسکو یہ لوگ دین سمجھتے ہین پس یہ بدعت واجب الترک ہے یہ تو قرآن مجید سے اسکے متعلق کلام تھا - اب حدیث لیجیے حضور ارشاد فرماتے ہین من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد یعنی جو شخص ہمارے اس دین مین وہ شے نکالے جو اُس مین سے نہین پس وہ واجب الرد ہے جو تقریر آیت کے ذیل مین کلی ہے وہی یہان بہی ہی اور مراد نئی شے سے وہ ہی جسکا سبب قدیم ہوا اور پھر اسوقت معمول بہ ہوئی ہو باقی سبب جدید ہوا اور نیز وہ موقوف علیہ کسی مامور بہ کی ہو وہ ما منہ مین داخل ہوکر واجب ہے - اور دوسری حدیث لیجیے مسلم کی روایت ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تختصوا لیلۃ الجمعہ بقیام من بین اللیالی ولا تختصوا یوم الجمعہ بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شب جمعہ کو اور راتون مین سے شب بیداری کیساتھ خاص مت کرو اور یوم جمعہ کو ایام مین سے روزہ کیساتھ خاص مت کرو مگر یہ کہ اُن مین کوئی تم مین پہلے سے روزہ رکھتا ہو اس حدیث سے یہ قاعدہ کلیہ نکلا کہ جو تخصیص منقول نہو وہ منہی عنہ ہے یہ دوسری بات ہی کہ جمعہ کے روز روزہ رکھنا کیسا ہے ہمارے علمانے دوسری دلیل مستقل سے جواز کا حکم دیا ہے اور نہی کو عارضی کہا ہے اسوجہ سے کہ روزہ رکھکر وظائف جمعہ سے ضعیف نہو جاوے یہ فرعی گفتگو ہے یہان تو صرف اس قاعدہ کلیہ کا مستنبط کرنا مقصود ہے سو اس قاعدہ کی صحت مین مجوزین صوم جمعہ کو بھی کلام نہین ہو غرض یہ قاعدہ کلیہ کہ تخصیص غیر منقول دین کے اندر جائز نہین صحیح ہی یہ تو کبری ہے اب خاص یوم ولادت کو عید منانیکی تخصیص دیکھیے کہ یہ تخصیص کیسی ہے ظاہر ہے کہ منقول نہین ہے اور نہ تخصیص عادی ہی بلکہ اسکو دین کی بات سمجھتے ہین چنانچہ اسکے تارک کو ملامت کرتے ہین اور بددین سمجھتے ہین اگر تخصیص عادی ہوتی تو ملامت نہ کرتے اور نہ اُسکو بددین جانتے جیسے کسی کی عادت ململ پہننے کی ہو تو اُسکے تارک کو ملامت نہین کرتے بہرحال اس کو دین سمجھتے ہین پس یہ تخصیص دین مین ہوئی اور غیر منقول ہوئی یہ صغری ہوا اور کبری اول آچکا ہے نتیجہ ظاہر ہے کہ یہ تخصیص ناجائز ہے بلکہ اگر غور کیا جاوے تو مقیس علیہ یعنی یوم جمعہ سے بھی یہ بڑھکر ہے اسلئے کہ یوم جمعہ کے فضائل تو احادیث مین صراحۃً وارد بھی ہین اور یوم ولادت کی کوئی فضیلت صراحۃً وارد نہین گو قواعد سے فی نفسہ یوم ولادت مین برکت اور فضیلت ہے سبب ہی مسلمان قائل ہین ایسا کون ہوگا جو اُسدن بلکہ اس ماہ کی برکت کا قائل نہو چنانچہ سیوطیؒ یا ملّا علی قاری اس ملد

حدیث اول

حدیث دوم

کی فضیلت مین فرماتے ہین ؎ لهذا الشهر فی الاسلام فضل ٭ ومنقبة تفوق علی الشهور ٭
ربیع فی ربیع فی ربیع ٭ و نور فوق نور فوق نور - اور مین اس پر اضافہ کرکے کہتا ہون ؎ ظهور
فی ظهور فی ظهور ٭ سرور فی سرور فی سرور - اور اسمین وہ پچھلے واعظون کا نام بھی آگیا نور اور ظهور
اور آج کے بیان کا نام السرور رکھتا ہون اسمین وہ بھی آگیا بس فی نفسہ برکت اور فضیلت کا انکار
نہین گفتگو اسمین ہے کہ جیسے جمعہ کے فضائل تصریحاً وارد ہین ایسے یوم ولادت کے نہین پس جسکے
فضائل منصوص ہون جب اُسکی تخصیص ناجائز ہے تو جسکے فضائل منصوص نہین جب اُسکی تخصیص کیسے جائز
ہوگی بعض لوگون نے دعوی کیا ہے کہ یوم ولادت کی فضیلت بھی حدیث مین آئی ہے چنانچہ
آیا ہے کہ حضور دوشنبہ کے روز روزہ رکھا کرتے کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ اس دن روزہ کیون
رکھتے ہین فرمایا ولدت یوم الاثنین یعنی مین پیر کے دن پیدا ہوا ہون تو اسکا جواب انشاء اللہ عنقریب
کے دلائل کے ذیل مین آویگا - اور تیسری حدیث سُنئے نسائی نے روایت کیا ہے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا قبری عیدا و صلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم ترجمہ یہ ہے کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری قبر کو عید مت بناؤ اور مجھ پر درود
بھیجو کیونکہ تمہارا درود میرے پاس پہونچیگا جہان کہین تم ہوگے اس حدیث مین غیر عید کو عید منانے کی
بالتخصیص ممانعت ہے شاید کوئی اسمین شبہ کرے کہ حضور کی قبر پر تو سب جمع ہوتے ہین جواب یہ ہے
کہ جانا تو جائز ہے لیکن عید کے طرز پر جمع ہونا منہی عنہ ہے مطلب یہ ہے کہ عید مین جیسے جمع ہوتے ہین اسطرح
میری قبر پر جمع مت ہو اور عید مین اسطرح جمع ہوتے ہین کہ اُسکی تاریخ معین ہوتی ہے اور نیز اسمین تداعی یعنی اسکا ایک
اہتمام ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو وہان جمع ہونے کیلئے بلاتا ہے پس اسطرح جمع ہونیکی ممانعت ہے
اور اتفاقی اجتماع سے ممانعت نہین ہے چنانچہ روضہ قدس کی زیارت کیلئے جو جاتے ہین تو اسمین یہ دونون
امر نہین ہین اسکی کوئی تاریخ خاص معین نہین ہے بلکہ آگے پیچھے کیفما اتفق قافلے جاتے ہین اور زیارت کرکے
چلے آتے ہین اور نہ کچھ اہتمام ہے کہ سب کا اجتماع ضروری سمجھا جاتا ہو بہرحال اس حدیث سے صراحۃً ثابت
ہوتا ہے کہ قبر شریف پر بطور عید کے جمع ہونا ناجائز ہے پس جس طرح عید مکانی ممنوع عنہ ہے اسی طرح
عید زمانی بھی منہی عنہ ہوگی اب رہ گئی یہ بات کہ اسکے بعد صلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم بڑھانے
سے تو اجتماع کا عدم جواز بھی مفہوم ہوتا ہے جیسا علت فان صلوتکم ظاہراً اس پر دال ہے چنانچہ شراح نے

مختلف توجیہات اسکی کی ہین میرے ذہن مین سب سے اقرب توجیہ اسکی یہ آتی ہو کہ اس سے مقصود یہ ہو کہ اس
نہی لاتجعلوا مین اہل بدعات یہ عذر کر سکتے تھے کہ ہم تو صلوۃ یعنی درود شریف پڑہنے کیلئے حضور کے
روضۂ اقدس پر جمع ہوتے ہین اور صلوۃ مامور بہ ہے تو ہمارا اجتماع جائز ہوگا تو حضور اس شبہ کا جواب
دیتے ہین اور اس احتمال کا استیصال فرماتے ہین کہ درود شریف یہان آنے پر موقوف نہین ہے جہان
کہین تم ہوگے درود شریف میرے پاس پہونچتا ہی اسلئے یہ عذر غیر موجہ ہے اور اس سے ایک بہت
بڑی بات مستنبط ہوتی ہی کہ صلوۃ جسکے بعض افراد مندوب اور بعض واجب اور بعض فرض مین جب اُس
کیلئے عید کے طرز پر جمع ہونا جائز نہین ہی تو کسی اور غرض مخترع کیلئے جمع ہونا تو کیسے جائز ہوگا لیکن اس
سے کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ خود زیارت کیلئے جانا بھی جائز نہین اسلئے کہ وہان جب جاتے مین تو مقصود
اصلی صلوۃ نہین ہو بلکہ زیارت مقصود ہے اور وہ بدون حضور قبر ہر جگہ ممکن نہین اور زیارت کا مندوب
ہونا دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہی بلکہ قرآن شریف سے بھی اُسکا استحباب معلوم ہوتا ہی چنانچہ ارشاد ہو
ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما
ترجمہ یہ ہے کہ جب ان لوگون نے اپنے نفسون پر ظلم کیا تہا یعنی معاصی ان سے سرزد ہوئے تھے اگر اسوقت
یہ لوگ آپکی خدمت مین آتے اور وہان آکر اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرتے اور رسول یعنی آپ بھی انکے
لئے دعائے مغفرت فرماتے تو بیشک اللہ تعالی کو توبہ کا قبول کرنیوالا اور رحم فرمانیوالا پاتے اور جاؤک
(آپکے پاس آتے) یہ عام ہے خواہ حیات مین ہو یا بعد الممات ہو اس سے زیارت کا مندوب ہونا بلکہ تاکد
معلوم ہوتا ہے اور اس پر بشارت ہی کہ وہان حاضر ہوکر توبہ کرنے سے توبہ قبول ہوتی ہی ایک لطیفہ
یاد آیا کہ کانپور کے ایک مدرسہ مین بچون کا امتحان ہو رہا تہا انکو چہل حدیث یاد کرائی گئی تہی ممتحنین مین ایک
صاحب اہل ظاہر بھی تھے حدیث یہ آئی من حج ولم یزرنی فقد جفانی یعنی جس نے حج کیا اور میری زیارت
نہ کی تو اُس نے میرے ساتھ بیمروتی کی وہ صاحب کہنے لگے کہ یہ حدیث تو حیات کیساتھ مخصوص
ہے بچہ کیا جواب دیتا وہ آگے پڑہنے لگا اتفاق سے اس کے بعد یہ حدیث تہی من زارنی بعد
مماتی فکانما زارنی فی حیاتی یعنی جسنے میری زیارت میری وفات کے بعد کی تو گویا اُس نے میری
زندگی مین میری زیارت کی ایک مولوی صاحب اُنکے پاس بیٹھے تھے اُنہون نے فوراً کہا کہ

زیارت قبر شریف کا باعث قربت و عبادت اور مستحب ہونا

ع اہل ظاہر کہتے ہین کہ زیارت قبر نبوی کیلئے سفر کرنا ناجائز ہے ۱۲

مولانا آپکا جواب ہو گیا دیکھئے ہمین صاف ارشاد ہے کہ جو بعد ممات کے زیارت کرے وہ ایسا
ہی ہے جیسے حیات مین زیارت کی اور زیارت فی الحیوٰۃ کی مشروعیت آپ بھی ملتے ہین۔ بہر حال ان
زیارت کیلئے جاتے ہین صلوٰۃ سفر سے مقصود بالذات نہین اور زیارت کی کوئی تاریخ معین نہین ہے
اور نہ اہتمام عید کا سا ہے پس اُسکی ممانعت نہین اسی طرح اور بھی جن حدیثون سے بعض لوگون نے اسکی
ممانعت سمجھی ہے اُن کو غلط فہمی ہوئی ہے زیادہ تر ایسے لوگ اس حدیث کو پیش کیا کرتے ہین لاتشد
الرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام ومسجدی ھذا والمسجد الاقصیٰ الخ
یعنی کجاوے مت باندھو مگر تین مسجدون کیطرف مسجد حرام و مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ تقریر اُنکے استدلال
کی یہ ہے کہ حضور نے سفر کی ممانعت فرمائی ہے مگر ان تین مسجدون کیجانب پس معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ اگر
سفر کرکے جاوے تو مسجد کی نیت سے جاوے روضہ اقدس کا قصد نہ کرے کہ وہ ان ثلثہ کا غیر ہے یہ ہے تقریر
اُنکے استدلال کی جواب یہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ مستثنیٰ جنس مستثنیٰ منہ سے ہو یہان مستثنیٰ مساجد ہین پس
مستثنیٰ منہ بھی مسجد ہی ہونا اصل ہے کہ وہی جنس قریب ہے پس تقریر کلام کی ہوگی لاتشد الرحال الی مسجد
الا الثلثۃ مساجد یعنی کسی مسجد کیطرف سفر کرکے مت جاؤ مگر ان تین مسجدون کیطرف پس قبر شریف
سے اس حدیث مین کوئی تعرض ہی نہین اُسکی زیارت کا تاکد بحالہ دوسری احادیث سے ثابت ہے
اور ان تین مسجدون کی تخصیص اسلئے فرمائی کہ ان مین مضاعفت اجر کی منصوص ہے اور کسی مسجد کیلئے
منصوص نہین ہے پس حاصل حدیث کا یہ ہے کہ ثواب کی زیادتی کے اعتقاد سے کسی مسجد کیطرف سفر
نکرو اسلئے کہ کسی مسجد کیلئے زیادتی ثواب کی منقول نہین ہے بہر حال خاص زیارت قبر شریف کے
قصد سے بھی سفر کرنا مندوب ہے چوتھی حدیث یہ ہے کہ عید کے روز کچھ لڑکیان کھیل رہی تھین
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف اور اُنھون نے اُن لڑکیونکو
ڈانٹا حضور نے فرمایا ان لکل قوم عیدا وھذا عیدنا یعنی اے عمر منع نکرو ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے
اور یہ ہماری عید ہے اس حدیث مین علت اُنکے کھیلنے کے اباحت کی یہ فرمائی کہ یہ ہماری عید ہے ایمین
جواز لعب کو یوم عید ہونے سے معلل فرمایا گیا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم عید کیساتھ خاص ہے
سو اگر ہر شخص کو عید بنانا جائز ہو تو ہر روز ایسا لعب جائز ہو جاویگا اور تخصیص منصوص باطل ہو جاویگی جس
سے کلام شارع کا الغاء لازم آویگا یہ تو قرآن و حدیث سے ممانعت اس عید مخترع کی ثابت ہوئی

دلیل سوم اجماع

اب رہا اجماع سو اس سے بھی ثابت ہی تقریر اُسکی یہ ہے کہ قاعدہ اصولیہ ہے کہ تمام امت کا کسی امر کے ترک پر
متفق ہونا یہ اجماع ہوتا ہے اُسکے عدم جواز پر چنانچہ فقہانے جابجا اس قاعدہ سے استدلال کیا ہے
جسطرح سے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فعل کو ہمیشہ ترک کرنے سے استدلال
کرتے تھے مثلاً وہ فرماتے ہین کہ حضور نے عید کی نماز پڑھی لیکن نہین اذان اور تکبیر نہین تھی سی طرح جس شے
کو تمام امت نے ترک کر دیا ہو وہ واجب الترک ہو اسی بنا پر فقہانے صلوٰۃ عیدین مین بلا اذان و تکبیر کہا ہے پس اگر
یہ قاعدہ مسلم نہوتا تو آج سے عیدین مین اذان اور تکبیر کا بھی اضافہ کر دینا چاہیے اور اگر مسلم ہی تو اس قاعدہ سے
اور جگہہ بھی کام لو اس پر ایک یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ تمام امت نے عید میلاد النبی کو ترک نہین کیا اسلیے کہ
اسی تو آخر ہم بھی ہین سو ہم اسکو کرتے ہین پس اجماع کہان رہا جواب سکا یہ ہے کہ اصول فقہ کا قاعدہ مسلمہ
کہ اختلاف متاخر اتفاق متقدم کا رافع نہین ہے یعنی جس امر پر تمام امت کا اتفاق زمانہ سابق مین متحقق
ہوچکا ہو اب اس اتفاق کو بعد کا اختلاف نہ اٹھاویگا پس جبتک تم لوگون نے اسکو ایجاد نہین کیا تھا
اُسوقت تک تو امت کا اسکے ترک پر اتفاق تھا اب وہ اتفاق مرتفع نہین ہوسکتا اس قاعدہ کی ایک جزئی
اور ہے کہ علماء حنفیہ نے نماز جنازہ کا تکرار جائز نہین کہا اور دلیل بھی لکھی ہے کہ صحابہ اور تابعین سے ثابت نہین
غرض یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ امت کا کسی امر کو ترک کرنا اسکے عدم جواز کی دلیل ہے پس بفضلہ تعالیٰ اجماع

دلیل چہارم قیاس

امت سے بھی ثابت ہوگیا کہ یہ عید بدعت اور امر مخترع واجب الترک ہے۔ اب رہا قیاس تو قیاس کی دو
قسمین ہین ایک تو وہ قیاس جو مجتہد سے منقول ہے اور ایک وہ جو مجتہد سے منقول نہو اور یہ قاعدہ کہ غیر
مجتہد کا قیاس مقبول نہین ہے یہ اُن واقعات مین ہے کہ جو مجتہدین کے زمانہ مین پائے گئے ہین اور جو نئے
واقعات پیش آوین اُنمین قیاس غیر مجتہد کا معتبر ہے چنانچہ جس قدر نئی تجارتین اور ایجادات اس زمانہ
مین ہوئی ہین سب کا حکم قیاس سے ہی ثابت ہوتا ہے مع ہذا ہم خود قیاس نہین کرتے اسلیے ہمکو قیاس کرنیکی ضرورت

[illegible] دلائل مع جوابات

تو جب تھی جبکہ سلف کے کلام مین اس سے تعرض نہوتا اسلیے کہ اُن حضرات کا قیاس ہمارے قیاس پر مقدم
ہے اور اُنکے کلام مین اس سے تعرض ہے چنانچہ تمہید الشیطان و صراط مستقیم مین بہت زور شور سے اس پر
گفتگو کی ہے اور فیصلہ کیا ہے کہ کسی زمان یا مکان کو عید بنانا ممنوع ہے اُسمین کی کچھ ضروری عبارت اشاعت کیواسطے
آخر مین کردیجاویگی چنانچہ اب ایسا ہی کیا گیا اس قیاس سے بھی اس عید کا ناجائز ہونا ثابت ہوا۔ یہ تو ہمارے
دلائل تھے۔ اب مجوزین عید کے دلائل کی تقریر اور انکا جواب سُنیے اور انکی طرف نسبت دلائل کی

مینے اس احتمال سے کر دی ہے کہ شاید ان میں سے کبھی کوئی انسے استدلال کرنے لگے ورنہ مینے یہ دلائل اُنسے منقول نہیں دیکھے بلکہ وہ تو اگر برسوں بھی کوشش کریں تو انکو ایک دلیل بھی میسر نہو اسی واسطے جی تو نہ چاہتا تھا کہ انکو دلائل دئے جاویں لیکن صرف اسوجہ سے کہ کسی کو کوئی گنجائش نہ رہے اسلئے میں دلائل کو بھی مع جواب نقل کئے دیتا ہوں اول وہ آیت قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا سے استدلال کر سکتے ہیں کہ اس آیت سے فرحت کا ماموربہ ہونا ثابت ہوا اور یہ عید بھی اظہار فرحت ہے لہذا جائز ہے جواب ظاہر ہے کہ اس آیت سے فقط فرحت کا ماموربہ ہونا نکلا اور گفتگو اس ہیئت خاص میں ہے لہذا اس آیت سے اسکو کوئی مس نہیں اور اگر اس کلیہ میں داخل کرنا اسکا صحیح ہو تو فقہاء نے کتب فقہ میں جن بدعات کو روکا ہے وہ بھی کسی نہ کسی ایسے ہی کلیہ میں داخل ہوسکتی ہیں چاہیے کہ وہ بھی جائز ہو جاویں حالانکہ کتب فقہ جو مسلم عند الفریقین ہیں انمیں انکی ممانعت مصرحاً مذکور ہے اور ان اہل زیغ کو ہمیشہ یہ دھوکہ ہوتا ہے اور یا تجاہل ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اور اہل حق کے قضیہ کا موضوع ایک ہے اسی بنا پر اہل حق پر اعتراض کرتے ہیں چنانچہ یہاں بھی مغالطہ ہے ہم جس بات کو ناجائز کہتے ہیں وہ ہیئت خاصہ ہے اور جو فرحت آیت فلیفرحوا سے ثابت ہوتی ہے وہ فرحت مطلقہ ہے پس یہ یوں سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ فرحت کو منع کرتے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں بلکہ اگر غور سے کام لیا جاوے تو ہم اس فرحت پر زیادہ عمل کرتے ہیں اسلئے کہ یہ موجدین عید تو سال بھر میں ایک ہی مرتبہ خوش ہوتے ہیں اور درمیان میں انکی فرحت منقطع ہو جاتی ہے اور ہم ہر وقت خوش ہیں پس جو فرح کو منقطع کردیں وہ آیت کے تارک ہیں ہم تو کسی وقت بھی قطع نہیں کرتے پس ہم بفضلہ تعالیٰ آیت پر بھی ہر وقت عمل کرتے ہیں اور دلائل منع بدعات پر بھی عامل ہیں اور اہل بدعات کو دو نو امر نصیب نہیں ہیں خلاصہ یہ ہوا کہ فرح ماموربہ کے تین درجے ہیں افراط ۔ تفریط ۔ اعتدال ۔ تفریط تو یہ ہے کہ تحدید بالحجر المحجر کر دیں کہ فلاں وقت پر یہ فرح ختم ہوگئی جیسا بعض خشک مزاجوں کے کلام سے مترشح ہوگیا ہے اور افراط یہ ہے کہ فرح کو جاری رکھیں مگر حدود شرعیہ سے تجاوز کریں جیسا اہل تحدید بالحجر المحجر کا طریق متعارف ہوگیا اور اعتدال اہل اللہ کا طریق ہے پس ہم نہ محجر دین ہیں نہ مجدد بلکہ مدیم ہیں والحمد للہ علیٰ ذلک ۔ دوسرا استدلال موجدین کا اس حدیث سے ہوسکتا ہے کہ جب ابولہب نے حضور کی ولادت کی خبر سُنی تو خوشی میں آکر ایک باندی

عہ اسلئے کہ اہل نسبت ایمان کی بشاشت اور اُسکے ذوق سے ہر وقت محظوظ رہتے ہیں اور اہل حق ہی بہت سے اولو اس دولت سے مشرف ہیں و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء وھذا ھو الفرح المامور بہ کما ھو فی تفسیر الائمۃ ۱۲ جامع

آزاد کردی تھی اور اس پر عقوبت میں تخفیف ہوگئی پس معلوم ہوا کہ ولادت پر فرح جائز و موجب برکت ہے
جواب اسکا بھی ظاہر ہے کہ ہم نفس فرحت کے منکر نہیں ہیں بلکہ اُس پر ہم وقت سوال ہیں گفتگو تو ہیئت
کذائیہ میں ہے۔ تیسرا استدلال اس آیت سے ہو سکتا ہے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں واذ قال الحواریون
یعیسی بن مریم ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء الی قولہ ربنا انزل علینا
مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا واخرنا وایۃ منک یعنی یاد کرو اس وقت کو جبکہ حواریوں نے
کہا کہ اے عیسیٰ بن مریم کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرمادیں عیسیٰ علیہ
السلام کی اس دعا تک کہ اے اللہ ہم پر آسمان سے خوان نازل فرما کہ وہ ہمارے لیے عید بن جاوے
ہمارے پہلوں کیلئے اور ہمارے پچھلوں کیلئے اور ایک نشانی قدرت کی ہو آپکی طرف سے اس آیت سے
معلوم ہوا کہ عطاء نعمت کی تاریخ کو عید بنانا جائز ہے اور ہمارے اصول میں یہ طے ہو چکا ہے کہ امم سابقہ
کے شرائع اگر حق تعالیٰ ہم پر نقل فرما کر ان پر انکار نفرماویں تو وہ ہمارے لیے حجت ہیں اور یہاں کوئی
انکار نہیں پس معلوم ہوا کہ عطاء نعمت کی تاریخ کو عید بنانا جائز ہے اور حضور کی ولادت ظاہر ہے کہ
نعمت عظیمہ ہے پس آپکی تاریخ ولادت کو عید بنانا جائز ہوگا جواب اسکا یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ اس امر پر
انکار اسی جگہ ہو جہاں وہ منقول ہو دیکھئے۔ واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم میں سجدہ تحیۃ منقول ہے
اور سجدہ تحیۃ و سجدہ تعظیمی ہماری شریعت میں منسوخ ہو چکا لیکن یہاں اُس پر انکار منقول نہیں اس کیلئے دوسرے
دلائل ہیں اسی طرح یہاں سمجھئے کہ جو آیات و احادیث ہمنے عید بنانے کی ممانعت میں اپنے دلائل میں بیان
کی ہیں وہ اسپر انکار کیلئے کافی ہیں یہ جواب تو اس تقدیر پر ہے جبکہ آیت کے معنی یہی ہوں جو مستدلین نے
بیان کئے ہیں ورنہ اس آیت سے یہ ثابت ہی نہیں ہوتا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مطلب یہ ہے کہ نزول مائدہ
کی تاریخ کو عید بناویں اسلئے کہ تکون میں ضمیر مائدہ کیطرف راجع ہے پس اُس سے یوم نزول المائدہ لینا مجاز ہوگا
اور یہ قاعدہ ہے کہ جبتک حقیقی معنی بن سکیں مجاز کیطرف رجوع نکیا جاویگا پس معنی یہ ہیں تکون المائدۃ
سرورا لنا یعنی وہ مائدہ ہمارے لئے سرور کا باعث ہو جاوے عید کے معنی متعارف نہیں ہیں بلکہ عید کا
اطلاق مطلق سرور پر بھی آتا ہے یہ کیا ضرور ہے کہ جہاں کہیں لفظ عید آوے اُس سے عید میلاد ہی مراد ہو
جیسے حضرات شیعہ کے نزدیک جہاں کہیں م۔ت۔ع آتا ہے اُس سے متعہ کا جواز ہی نکال لیتے ہیں
اُنکے نزدیک گویا شیخ سعدی کے شعر تمتع ز ہر گوشہ یافتم سے بھی متعہ نکلتا ہے اور آیت ربنا استمتع

تیسرا استدلال آیت واذ قال الحواریون الخ سے مع جواب

بعضنا ببعض کے بھی یہی معنی ہین کہ اے رب ہمارے ہمارے بعض نے بعض سے تمتع کیا ہے ایسے ہی ان
حضرات کے نزدیک جہان کہین ع ی۔ دوسرے اُس سے عید میلاد النبی کا جواز ثابت ہوتا ہے چوتھا استدلال
اس قصہ سے ہوسکتا ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جب آیت الیوم اکملت لکم دینکم الآخر نازل ہوئی
تو ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر یہ آیت ہمپر نازل ہوتی تو ہم اس
دن کو عید بنا لیتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ آیت عید کے ہی دن نازل ہوئی
ہے یعنی یوم جمعہ اور یوم عرفہ کو نازل ہوئی ہے اور ترمذی مین ہے کہ حضرت ابن عباس رضہ نے
اس آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے نزلت فی یوم جمعۃ ویوم عرفۃ یہ حدیث کا مضمون ہے تقریر استدلال کی اس حدیث سے یہ ہے
کہ حضرت عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عید بنانے پر انکار نہین فرمایا معلوم ہوا کہ عطائے نعمت کی تاریخ
کو عید بنانا جائز ہے اگرچہ یہ استدلال اُنکو قیامت تک بھی نہ سوجھتا لیکن ہم نے تبرعاً نقل کیا ہے
کہ اُنکو اسمین بھی گنجایش ہوسکتی ہے اسکے دو جواب ہین ایک جواب تو یہی ہے کہ تم جو یہ کہتے ہو کہ انکار نہین کیا
تو یہ کیا ضرور ہے کہ انکار یہان ہی منقول ہو چنانچہ ہمارے فقہا نے تعریف یعنی یوم عرفہ مین حجاج کے
مشابہت سے جمع ہونے پر انکار فرمایا ہے یہ تو ضروری نہین ہے کہ اُسی مقام پر انکار کرین نیز حضرت ابن
عباس نے تخصیص کو لیس بشئ کہا ہے حالانکہ وہ منقول بھی ہے مگر صرف عادت کو عبادت سمجھنے سے اُنہون نے
یہ انکار فرمایا تو غیر منقول کو قربت سمجھنا تو اُنکے نزدیک زیادہ منکر ہوگا اور حضرت عمرؓ کا انکار اجتماع علی
شجرۃ الحدیبیہ پر مشہور ہی ہے پس دونون حضرات کا انکار ایسے امور پر ثابت ہوگیا گو ہر مقام پر
منقول نہو۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ شخص مسلمان نہ تھا یہودی تھا اُسکو خاص طور پر الزامی جواب
دیا کہ ہمارے یہان تو پہلے سے عید ہے بلکہ اس جواب سے خود معلوم ہوتا ہے کہ عید بنانا جائز نہین
یعنی مطلب حضرت عمرؓ کا یہ ہے کہ ہماری شریعت مین چونکہ تعیید جائز نہین ہے اسلئے ایسے عوارض سے
ہم کسی دن کو اپنی طرف سے عید نہین بنا سکتے تھے مگر خدا تعالیٰ نے پہلے ہی سے اُس یوم کو عید بنا دیا۔
پانچوان استدلال اس حدیث سے وہ کرسکتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے
دن روزہ رکھا کسی نے وجہ پوچھی تو یہ ارشاد فرمایا ذلک الیوم الذی ولدت فیہ یعنی یہ اس
دن پیدا ہوا ہون اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یوم الولادۃ عبادت اور قربت کا دن ہے اور فرحت
وسرور علی الولادۃ قربت ہے لہذا یہ جائز ہے اسکے بھی دو جواب ہین اول تو یہ ہے کہ ہم یہ تسلیم نہین

کرتے کہ یوم ولادۃ ہونا علت روزہ رکھنے کی ہو اسلیئے کہ دوسری حدیث مین اسکی علت یہ منقول ہو کہ
حضور نے فرمایا جمعرات اور پیر کو نامہ اعمال پیش ہوتے ہین تو میرا جی چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزہ
کیحالت مین پیش ہون اس سے صاف معلوم ہوا کہ علت صوم کی عرض اعمال ہو پس جب یہ علت ہوئی تو ولادت
ذکر فرمانا محض حکمت ہوگا اور مدار حکم کا علت ہوتی ہو اب آپ لوگ جو دیگر قربات کو قیاس کرتے ہو
تو تمنے حکمت کو اصل علت ٹھرادیا حالانکہ حکمت کیساتھ حکم دائر نہین ہوتا - دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم
تسلیم کرتے ہین کہ علت حکم کی یہی ہو لیکن علت کی دو قسمین ہین ایک وہ علت جو اپنے مورد کیساتھ خاص
ہو - اور ایک وہ جسکا تعدیہ دوسری جگہہ بھی ہو اگر یہ علت متعدیہ ہو تو کیا وجہ ہے کہ اس مین تلاوت
قرآن اور اطعام طعام وغیرہ کا کیون منقول نہین اور نیز مثل صوم یوم الاثنین کے کہ یوم ولادت ہے
تاریخ ولادت مین بھی کہ ۱۲ ربیع الاول ہو روزہ رکھنا چاہیئے دوسرے یہ کہ نعمتین اور بھی ہین مثلاً ہجرت
فتح مکہ معراج وغیرہا آپنے انکی علت سے کوئی عبادت کیون نہ فرمائی پس اس سے معلوم ہوا کہ علت اگر یہ
تو عام ہے بلکہ اسی مقام کیساتھ خاص ہو - اور اصل مدار روزہ رکھنے کا وحی ہو باقی حکمت کے طور پر ولادۃ کو
ذکر فرمایا ورنہ دوسری نعمتون کے دن بھی روزہ و تعیید چاہیئے اور اگر اسپر کہا جاوے کہ تخصیص یوم ولادت کی
وجہ یہ ہے کہ یہ اصل ہو تمام نعمتون کی پس ولادۃ اور ہجرت وغیرہ مین یہ فرق ہو اس فرق کی وجہ سے یہ
تخصیص کیگئی تو ہم کہتے ہین کہ حمل اسکی بھی اصل ہو اسکو اصل ٹھرانا چاہیئے پھر حیرت یہ ہے کہ یوم الولادت
دوشنبہ کے روز تو عید نہ کرین اور تاریخ الولادت یعنی ۱۲ ربیع الاول کو عید مناوین یوم الاثنین مین تو حضور
نے ایک عبادت بھی کی ہو اور تاریخ ولادت مین تو کچھہ بھی منقول نہین ہو پس اہل دلیل کا مقتضی تو یہ تھا
کہ ہر پیر کو عید کیا کرین غرض اس حدیث سے بھی مدعا موجدین عید کا ثابت نہین ہوتا یہ تو ان حضرات کے
نقلی دلائل سے تھے اب ہم اس بات مین عقلی گفتگو کرتے ہین اس لئے کہ ان لوگون مین بعضے عقل پرست
بھی ہین اور وہ اس عید مین کچھہ عقلی مصلحتین پیش کیا کرتے ہین جو راجع ہین ملک اور قوم کیطرف اسلیئے ہم
اس طرز پر بھی اس مسئلہ کو بیان کئے دیتے ہین جاننا چاہیئے کہ جسقدر عبادات شارع علیہ السلام نے
مقرر فرمائی ہین انکے اسباب بھی مقرر فرمائے ہین اور اس اعتبار سے ماموربہ کی چند قسمین نکلتی ہین اول
تو یہ کہ سبب مین تکرار ہو یعنی سبب بار بار پایا جاتا ہو سبب کے مکرر ہونے سے مسبب بھی مکرر پایا جاویگا
مثلاً وقت صلوٰۃ کیلیئے سبب ہے پس جب وقت آویگا صلوٰۃ بھی واجب ہوگی اسی طرح صیام رمضان

کیلئے شہود شہر سبب ہے جب شہود شہر ہوگا صوم واجب ہوگا اور عید کیلئے فطر اور اضحیٰ کیلئے یوم اضحیٰ بھی ایسا ہی سبب ہے دوسری قسم یہ ہے کہ سبب بھی ایک اور سبب بھی ایک جیسے بیت اللہ شریف حج کیلئے چونکہ سبب ایک ہے اسلئے مامور بہ یعنی حج بھی عمر بھر میں ایک ہی فرض ہے یہ دونوں قسمیں تو مدرک بالعقل ہیں اسلئے کہ عقل بھی اسی کو مقتضی ہے کہ سبب کے تکرار اور توحد سے مسبب متکرر اور متوحد ہو تیسری قسم یہ ہے کہ سبب ایک ہو اور مسبب کے اندر تکرار ہو جیسے حج کے طواف میں رمل کا سبب اظہار قوت تھی اب اظہار قوت تو ہے نہیں اسلئے کہ قصہ اسکا یہ ہوا تھا کہ جب مدینہ طیبہ سے مسلمان حج کیلئے مکہ معظمہ آتے تو مشرکین نے کہا تھا کہ ان لوگوں کو یثرب کے بخار نے ضعیف اور بودا کر دیا ہے تو حضور نے صحابہ سے فرمایا کہ طواف میں رمل کریں یعنی شانے ہلاتے ہوئے اکڑ کر طواف کرو تاکہ ان کو قوت مسلمین کی مشاہدہ ہو اب سبب تو نہیں لیکن مامور بہ یعنی رمل فی الطواف بحالہ باقی ہے یہ امر غیر مدرک بالعقل ہے اور جو امر خلاف قیاس ہوتا ہے اس کیلئے نقل اور وحی کی ضرورت ہوتی ہے اب ہم پوچھتے ہیں کہ عید میلاد النبی کا سبب کیا ہے ظاہر ہے کہ حضور کی ولادت کی تاریخ ہونا ہے اب ہم پوچھتے ہیں کہ وہ تاریخ گذر گئی یا بار بار آتی ہے ظاہر ہے کہ وہ ختم ہو گئی کیونکہ اب جو ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ آتی ہے وہ اس خاص یوم الولادۃ کی مثل ہوتی ہے نہ کہ عین اور یہ ظاہر ہے پس مثل کیلئے وہی حکم ثابت ہونا کسی دلیل نقلی کا محتاج ہوگا بوجہ غیر مدرک بالعقل ہونیکے قیاس اسمیں حجت نہیں ہوگا لیکن یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ حضور نے یوم الاثنین میں روزہ رکھنے کی وجہ ولدت فیہ سے فرمائی ہے تو اسمیں بھی یہ کلام ہو سکتا ہے کہ یوم الولادۃ تو گذر گیا ہے اب یہ اسکا مثل ہے اسکو حکم اصل کا کیوں ہوا جواب یہ ہے کہ یہ صوم تو خود منقول ہے اور آپنے وحی سے روزہ رکھا ہے اسلئے اس پر قیاس نہیں ہو سکتا۔

اب ہم تبرعاً ان حضرات کی بھی ایک عقلی دلیل لکھکر اور اسکا جواب لکھکر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ مقابلہ ہے اہل کتاب کا کہ وہ ولادت مسیح کے دن عید کرتے ہیں ہم مقابلہ کیلئے حضور کے یوم ولادت میں عید کرتے ہیں تاکہ اسلامی شوکت ظاہر ہو جواب یہ ہے کہ یہ تو اسوقت کسی درجہ میں صحیح ہوتا کہ جب ہمارے یہاں اظہار شوکت کیلئے کوئی شئے نہ ہو ہمارے یہاں جمعہ عیدین سب اظہار شعائر اسلام کے لئے ہیں دوسرے یہ کہ اگر انکا مقابلہ ہی کرنا مقصود ہے تو انکے یہاں اور دونوں میں بھی عیدین اور میلے ہوتے ہیں تمکو بھی چاہئے کہ ہر ہر دن کے مقابلہ میں تم بھی عید کیا کرو اسی طرح عاشورا کے دن تعزیہ داری بھی کیا کرو تاکہ اہل تشیع کا مقابلہ ہو چنانچہ بعض جاہل محض مقابلہ کیلئے ایسا کرتے بھی ہیں جناب اگر یہی مصلحت ہے تو

ہندؤون کے یہان ہولی دوالی ہوتی ہے تم بھی اُنکے مقابلہ کیلئے ہولی دوالی کیا کرو مین ایک قصہ بیان کرتا ہون اُس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ اصل اور قاعدہ آپکا بالکل بے اصل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر مین تھے کفار نے ایک درخت بنا رکھا تھا اُسپر ہتھیار لٹکاتے تھے اور اُسکا نام ذات انواط رکھا تھا بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اجعل لنا ذات انواط یعنی یارسول اللہ ہمارے لئے بھی آپ ایک ذات انواط مقرر فرما دیجئے یعنی کوئی ایسا درخت ہمارے لئے بھی آپ مقرر فرما دیجئے کہ اُس پر ہم ہتھیار کپڑے وغیرہ لٹکا دیا کرین دیکھئے بظاہر اسمین کچھ حرج معلوم نہین ہوتا اسلئے کہ کسی درخت پر کپڑے یا ہتھیار لٹکا دینا ایک امر مباح ہے اسمین تشبہ بھی کچھ نہین لیکن چونکہ صورۃً انکی مشابہت تھی اسلئے حضور کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا اور فرمایا سبحان اللہ یہ تو ایسی ہی بات ہوئی جیسے قوم موسیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا اجعل لنا الٰھا کما لھم اٰلھۃ پس جب ہی مشابہت کو بھی حضور نے ناپسند فرمایا تو جس صورت مین انکی پوری شکل بنائی جاوے یہ تو بطریق اولیٰ ناجائز ہوگا یہ اس بات مین گفتگو تھی جو اختصار کیساتھ بیان کیگئی غرض عقل سے نقل سے ہر طرح بحمد اللہ ثابت ہوگیا کہ یہ عید مخترع ناجائز اور بدعت واجب الترک ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہمکو فرحت کا حکم ہوا ہے اور اُسکی تجدید یا تجدید کا حکم نہین بلکہ فرح دائم اور مسرت دائمی کا حکم ہے اسلئے کسی خاص دن کو اسکے لئے مخصوص نہ کرین اور ہر وقت اس آیت پر عمل کرین چونکہ یہ باب سرور اور فرحت کے مامور بہ ہونے کے باب مین ہے اسلئے مین اسکا نام السرور رکھتا ہون اور عید المیلاد النبی پر چونکہ اسمین مفصل کلام ہے اسلئے اسکو ارشاد العباد فی عید المیلاد کے لقب سے ملقب کرتا ہون اب اللہ تعالیٰ سے دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ

ہمکو اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرماوین اور بدعات اور

تمام نامرضیات سے محفوظ رکھین آمین

یارب العالمین

ضمیمہ وعظ ہذا

اب حسب وعدہ مذکورۂ وعظ بعض عبارات صراط مستقیم وتعبید کے آخر میں ملحق کیجاتی ہیں

فائدہ فی الروایات المتعلقۃ بتعیید یوم من الایام وتقییدہ ببعض الاحکام

فی تبعیین الشیطان تقریب اغاثۃ اللہفان لابن القیمؒ ومن ذلک اتخاذھا (ای القبور) عیداً وھو ما یعتاد قصدہ من مکان وزمان فالزمان کقولہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عرفۃ ویوم النحر وایام منی عیدنا اھل الاسلام رواہ ابوداؤد وغیرہ والمکان کما روی ابوداؤد فی سننہ ان رجلا قال یا رسول اللہ انی نذرت ان انحر ببوانۃ قال انما وثن من اوثان المشرکین او عید من اعیادھم قال لا قال فاوف بنذرک وکقولہ لا تجعلوا قبری عیدا وھو ماخوذ من المعاودۃ والاعتیاد فاذا کان اسما للمکان فھو المکان الذی یقصد الاجتماع فیہ قصدہ للعبادۃ او لغیرھا کما ان المسجد الحرام ومنی ومزدلفۃ وعرفۃ والمشاعر جعلہا اللہ عیداً للحنفاء ومثابۃ کما جعل ایام التعبید فیہا عیدا وکان للمشرکین اعیاد زمانیۃ و مکانیۃ ابطلہا الاسلام وعوض الحنفاء من الزمانیۃ عید الفطر وعید النحر وایام منی ومن المکانیۃ الکعبۃ وعرفۃ ومنی والمشاعر الخ صـ۲۱۷ فی القول الفاصل الفارق بین الصراط المستقیم لابن تیمیۃؒ ومن المنکرات فی ھذا الباب سائر الاعیاد والمواسم المبتدعۃ فانہا من المنکرات المکروھات سواء بلغت الکراھۃ التحریم او لم تبلغہ وذلک ان اعیاد اھل الکتاب والاعاجم نہی عنہا لسببین احدھما ان فیہا مشابھۃ للکفار والثانی انہا من البدع فما احدث من المواسم والاعیاد فھو منکر وان لم یکن فیہ مشابہۃ لاھل الکتاب لوجہین احدھما ان ذلک داخل فی مسمی البدع والمحدثات فیدخل فیما رواہ مسلم فی صحیحہ الی ان قال وایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ ثم قال

هذه القاعدة قد دلت عليها السنة والاجماع مع ما في كتاب الله من الدلالة عليها ايضاً قال الله تعالى ام لهم شركاء شرعوا لهم من الدين ما لم يأذن به الله وفيه عن الصراط المستقيم ايضاً فاما اتخاذ اجتماع راتب يتكرر بتكرر الاسابيع والشهور والاعوام غير الاجتماعات المشروعة فان ذلك يضاهي الاجتماعات للصلوات الخمس والجمعة والعيدين والحج وذلك هو المبتدع المحدث ففرق بين ما يتخذ سنة وعادة فان ذلك يضاهي المشروع وهذا الفرق هو المنصوص عن الامام احمد وغيره من الائمة آلخ وفيه عن فتح الباري وقد مضى في كتاب العلم ان ابن مسعودؓ كان يذكر الصحابة كل خميس الى قوله وقد كان ذلك في عهد النبي صلى الله عليه وسلم لكن لم يجعله راتبا كالخطبة الجمعة بل بحسب الحاجة آلخ

خلاصہ مقصود وعظ یعنی حصہ دلائل وجواب دلائل متعلقہ عید المیلاد رقم زدۂ حضرت مولنا صاحب مدظلہم العالی

یہان دو مقام پر کلام ہوا ایک دلائل تعیید کے غیر مشروع ہونیکے دوسرے جواب اہل تعیید کے دلائل کے سو امر اول کا بیان یہ ہے کہ اسمین چند دلائل ہین نمبر اول قرآن مجید مین ہے ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین ما لم یاذن بہ اللہ اس سے ثابت ہوا کہ کوئی امر بدون اذن شرعی دین کے طور پر معتبر کرنا جائز نہین ہے اور بدعت یہی ہے یہ تو کبری ہوا اور صغری ظاہر ہے کہ یہ عمل کہین وارد نہین جزئیاً تو ظاہر ہے اور کلیاً بھی نہین اور یہ محتاج بیان ہے کیونکہ اہل ابتداع اسکو کسی کلیہ مین داخل کر سکتے ہین مگر وہ ادخال بدلیل قوی غیر صحیح ہے وہ دلیل یہ ہے کہ جو داعی ہے اسکے ایجاد کا خواہ اظہار سرور و فرح نعمت الٰہیہ پر یا اظہار شوکت اسلام بمخالفین پر وہ داعی جدید نہین قدیم ہے اور باوجود اسکے کسینے خیر القرون مین ایسا عمل نہین کیا اور وہ حضرات قرآن مجید و حدیث شریف کو تمام امت سے زیادہ سمجھنے والے تھے پس ثابت ہوا کہ یہ ادخال صحیح نہین ۔ نمبر ۲ ۔ حدیث صحیح ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد ۔ اسمین بھی وہی تقریر ہے جو ابھی مذکور ہوئی ۔ نمبر ۳ ۔ مسلم کی روایت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تختصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین اللیالی ولا تختصوا یوم الجمعۃ بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم ۔ اس حدیث سے تخصیص غیر منقول بطور قربت کا منہی عنہ ہونا

بطور قاعدہ کلیہ کے ثابت ہوا گو بعض علماء نے صوم جمعہ کو بانفرادہ بھی جائز رکھا مگر وہ بھی اس کلیہ کو مانتے ہین اُنھون نے اس تخصیص کو نقل سے ثابت کر کے اجازت دی ہی اور نہی کو اعتقاد وجوب وغیرہ پر محمول کیا ہے سو یہ دوسری بات ہی مقصود ہمکو صرف اس کلیہ کی صحت کا ثابت کرنا ہی سو وہ بالاجماع ثابت ہی یہ تو کبریٰ ہوا اور صغریٰ ظاہر ہے کہ عمل مبحوث فیہ مین صریح تخصیص ہی اور تخصیص بھی بطور دین و عبادت کے کیونکہ اسکو عوام کیا بلکہ خواص بھی دین کی بات سمجھتے ہین جسکی کھلی نشانی یہ ہے کہ اس تخصیص کے تارکین کو دینا بُرا سمجھتے ہین اور تخصیصات عادیہ مین ایسا نہین سمجھتے دوسری علامت اسکے تخصیص عادی نہ سمجھنے کی یہ ہے کہ اسمین کبھی تقدیم و تاخیر گوارا نہین کرتے اور تخصیصات عادیہ مین عوارض سے تقدیم و تاخیر ہو جاتی ہی پس یقیناً یہ تخصیص منہی عنہ مین داخل ہی بلکہ اُس سے بھی بڑھکر کیونکہ یوم جمعہ کے تو فضائل بھی وارد ہین جب اسمین ایسی تخصیص جائز نہین تو جس تاریخ کے فضائل بھی منقول نہین اسمین ایسی تخصیص کب جائز ہوگی اور اسکے منقول ہونے پر جو ان موجدین کا استدلال ہی اُسکا جواب وہان آویگا جہان دوسرے مقام پر کلام ہوگا۔ یہ دلائل عامہ ہین آگے دلیل خاص ہی درباب خصوص تعیید کے۔ نمبر ۲۔ نسائی نے حدیث روایت کی ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم یہ حدیث صریح ہی اس امر مین کہ عید کے طرز پر کہ اسمین اہتمام اجتماع کا ہوتا ہے جمع ہونے کو منع فرمایا ہی اور اس اجتماع کی اگر کوئی تاویل کرتا کہ ہمتو صلاۃ کیلئے جمع ہوتے ہین جیسا عادت ہی اہل ابتداع کی کہ کلیات منقولہ مین زبردستی جزئیات مبتدعہ کو داخل کیا کرتے ہین اُسکو رد فرما دیا کہ صلاۃ ہر جگہ سے ہو سکتی ہی یہ اجتماع پر موقوف نہین اور اس رد سے بہت بڑی بات ثابت ہوگئی کہ جب صلاۃ کیلئے جو کہ مندوب و قربت ہے ایسا اجتماع کالعید جائز نہین تو دوسرے اغراض کیلئے جو اس سے بھی ادنی ہین ایسا اجتماع کہان جائز ہوگا یہ حدیث خاص عید کی تخصیص کی نہی پر دال ہی کہ کسی عید کا ابتداع ناجائز ہے اور اس تقریر سے نفس زیارت قبر نبوی یا اُسکے لئے سفر کرنیکی نہی نہین لازم آئی کیونکہ وہان صرف زیارت سے برکات حاصل کرنا مقصود ہی جو کہ دوسری روایات سے مندوب ہے وہان تاریخ مقصود نہین اور نہ محض صلاۃ کیلئے سفر کیا جاتا ہے جس پر صلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم سے شبہ ہو سکے۔ نمبر ۳۔ حدیث مین ہی کہ عید کے روز خاص طرح کی طرح و سرور پر حضرت عمرؓ نے انکار فرمایا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہذا عیدنا اس سے صاف معلوم ہوا کہ اپنے سے عید بنانا جائز

نہین ورنہ یہ تعلیل خاص رہیگی۔ عید منقول کیساتھ کیونکہ جس روز کو کوئی عید بنالے وہان ہی یہ تعلیل جاری ہوجاویگی علاوہ اسکے
خاص ہونا تعلیل کا صاف ظاہر ہے اور عدم تخصیص سے الغاء کلام شارع لازم آویگا۔ یہ تو دلائل کتاب و سنت سے ہین
نمبر ۶۔ امت کا اجماع کسی امر کے ترک پر یہ اجماع ہی جس سے استدلال کرنا خلفاً عن سلف منقول ہی چنانچہ
ماہر اصول و فقہ پر مخفی نہین جیسا عیدین مین اذان نہونے کو اسی غرض کیلئے نقل کیا گیا ہی اور جمعہ مین صلوٰۃ کی
تقدیم کو خطبہ پر بنظر انکار سے دیکھا گیا ہے حنفیہ نے صلوٰۃ جنازہ کے عدم تکرار یا صلوٰۃ علی القبر کی نفی پر
اسی سے استدلال کیا ہی کہ سلف نے نہین کیا۔ یہی قصہ عید میلاد مین ہے کتاب و سنت کے بعد یہ اجماع ہوگیا
نمبر ۷۔ علماء نے اپنی کتب مین اسی سے بحث بھی کی ہی کما فی تبعید الشیطان و فی الصراط المستقیم۔
پس یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ شاید تمہارے استدلال مین کوئی خدشہ ہو پس قیاس بھی اس پر دال ہوگیا۔ دوسرا
مقام جواب سے موجدین کے دلائل کا اور جو دلائل مین نقل کرتا ہون اپنے اُنسے نہین منقول نہین دیکھے اور شاید
اُنکے ذہن مین بھی نہ آئے ہون مگر احتیاطاً تمام محتملات کا جہان جہان گنجایش محتمل تھی انسداد کئے دیتا ہون۔
نمبر ۱۔ یہ جو آیت سب سے بڑی ہی اسمین احتمال ہی کہ شاید استدلال کرین جواب ظاہر ہے کہ فرح کو کون منع کرتا ہے
اُسکی خاص ہیئت کو منع کرتے ہین اور اُسکا جواز آیت مین منقول نہین اگر ایسے کلیات سے استدلال ہو تو فقہاء
کی تصریحاً منع کی ہوئی بدعات صلاۃ الرغائب وغیرہ سب جائز ہونگی کسی کلیہ مین تو وہ بھی داخل ہین اور یہی
ایک خرابی ہے اہل بدع مین کہ تامل نہین کرتے کہ قضیہ ناسیہ مین موضوع اور ہے اور قضیہ مجوزہ مین اور پھر تناقض
کہان کہ ایک کے اثبات سے دوسرے کی نفی ہوجاوے اسکی نظیر الزنجی اسود والزنجی لیس باسود ہے
بلکہ اگر غور سے کام لیا جاوے تو اس آیت پر ہم زیادہ عامل ہین اسلئے کہ موجدین کا فرح تو متجدد ہی جسکے
معنی یہ ہین کہ درمیان مین فرح نرہا تھا پھر تازہ کیا ہی اور ہمارا فرح دائم ہے پس آیت اُنکے خلاف ہوگی جو فرح کو
منقطع سمجھتے ہون یعنی اس نعمت کا شکر ترک کردیا ہو جسکو حق تعالیٰ نے لقد من اللہ الخ مین بھی ذکر فرمایا
ہے اور اس آیت مین بھی فضل و رحمت کی سب سے بڑھکر فرد وجود باجود ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پس
جو فرح کو منقطع کرچکے ہون وہ آیت کے مخالف ہونگے جیسے کہ جو فرح کو متجدد کرتے ہین وہ دوسری آیت
تا حینئذ من الابتداع کے خلاف کرتے ہین حاصل تقریر کا یہ ہے کہ اس فرح کی تجدید تو تفریط ہی اور اسکی تجدید
بالتجیم افراط ہے اور اسکی اوامت مطلوب ہی سو بحمد اللہ تعالیٰ ہم اس نعمت اوامت سے مشرف کئے گئے ہین نہ تجدید مین نہ تجدید
نمبر ۲۔ ایک استدلال مشہور ہے کہ ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کردیا تھا اور اسکو تخفیف ہوگئی جواب اسکا بھی یہی جو گذرا کہ

نفس فرح کو کون منع کرتا ہی مگر ان سے قیود و خصوصیات یا تعیید کیسے ثابت ہوئی۔ نمبر ۳۔ شاید کوئی اس آیت سے استدلال کرے قال عیسیٰ بن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیداً لاولنا و آخرنا الآیہ۔ کہ دیکھو اس مین مصرح ہی کہ یوم عطائے نعمت کو عید بنانا تجویز کیا اور اصول مین مقرر ہے کہ اذا قص اللہ الخ اور اس پر بیان انکار کیا نہیں گیا پس حجت ہمارے لئے بھی ہوجاویگی جواب اسکے دو ہین اول یہ کہ یہ ضرور نہین کہ اُسی جگہہ انکار ہو شریعت مین کہین بھی ہو کافی ہی چنانچہ سجدہ ملائکہ لآدم علیہ السلام و سجدۂ والدین و اخوۂ یوسف علیہ السلام جس جگہہ منقول ہی وہان انکار نہین اور پھر فقہائے نے سجدۂ تحیۃ للمخلوق کی حرمت مانی ہی اور اس تعیید کے انکار کے دلائل شرعیہ اول منقول ہوچکے ہین پس استدلال تام نہ ہا دوسرا جواب ہی کہ اس آیت مین یوم نزول مائدہ کا عید بنانا مذکور ہی نہین صرف مائدہ کیطرف ضمیر راجع ہی اور عید بمعنی سرور ہی یعنی وہ مائدہ ہمارے اول و آخر کیلئے مایہ سرور بنجاوے کہ اس نعمت پر دائماً فرحان و شادان و شاکر رہین کما ذکر فی فضل اللہ و رحمتہ نمبر ۴ بخاری مین قصہ ہی کہ ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر آیۃ اکملت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس یوم کو عید بنا لیتے۔ جسکے جواب مین حضرت عمرؓ نے فرمایا نزلت یوم جمعۃ و عرفۃ و کلاھما بحمد اللہ لنا عید اور طبری اور طبرانی مین ہے وھما لنا عیدان اور ترمذی مین ہی کہ حضرت ابن عباسؓ نے یہ جواب دیا نزلت فی یوم عید من یوم جمعۃ و یوم عرفۃ دیکھو ان دونون حضرات نے تعیید پر انکار نہین کیا بلکہ اسکو ثابت کیا کہ اس روز ہماری بھی عید تھی اسکے بھی دو جواب ہین ایک یہ کہ انکار اُسی جگہہ ضرور نہین جیسا کہ مذکور ہوا دلائل شرعیہ انکار کے کافی ہین چنانچہ ہمارے فقہا سے تعریف پر انکار کہ وہ بھی ایک عید ہی اور حضرت عمرؓ سے شجرہ حدیبیہ پر اجتماع کا انکار کہ وہ بھی مشابہ عید کے تھا منقول ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ ایسی تعیید کو جائز نہ سمجھتے تھے نیز حضرت ابن عباسؓ کا قول صحیحین و سنن ترمذی نسائی مین مروی ہی لیس التحصیب بشئ انما ھو منزل نزلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی التعلیق الممجد حالانکہ تحصیب منقول ہی لیکن صرف اتنی بات پر کہ کوئی شخص عادت کو عبادت سمجھ جاوے اُسکو لیس بشئ کہتے ہین تو جو سرے سے منقول ہی نہو نہ کیا ہو خصوصاً اسکو عبادت سمجھنا اُنکے نزدیک کسقدر قابل انکار ہوگا اور بیان ہی آ سے معلوم ہوا کہ اُنسے جو تعریف مذکور نقل کیگئی ہی وہ روایت یا اس علت سے جسپر اُنکا فتوی التحصیب کے باب مین ہی معلول ہی یا ماؤل ہی تو قصد دعا للاحرام بلا تشبہ باہل عرفات کیا تھا دوسرا جواب یہ ہی کہ یہودی کو اس مسئلہ فرعیہ کے بتلانیکی حاجت نہ تھی کہ یہ تعیید کیسی ہے بلکہ اسکو ایک خاص طرز پر جواب دیا کہ تو جو کہتا ہی کہ ایسی نعمت عظمی مین عید نہین ہوئی یہ غلط ہی ہم تو پہلے عید کرتے ہمارے

یہان پہلے سے عید ہی تہا اگر غور کیا جاوے تو اس سے بھی نکیر علی التعیید ثابت ہوتا ہے یعنی ہماری شریعت مین چونکہ ایسے اسباب سے عید کرنا درست تہا اور اللہ تعالی کو اسکے نزول کے یوم کو عید کرنا مقصود تہا اسلئے ایسے ہی دن نازل فرمایا کہ عید بھی ہوجاوے اور بدعت سے بھی بچے رہین ۔ نمبر ۵ - ایک احتمال اس حدیث سے استدلال کرنیکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے روز روزہ رکھتے تھے اور سوال کیا گیا تو آپنے فرمایا ذلک الیوم الذی ولدت فیہ اس سے معلوم ہوا کہ یوم ولادت مین کچھہ قربات ادا کرنا مشروع ہے اور فرح وسرور یا اجتماع للذکر وتقسیم طعام یا شیرینی یہ سب قربات ہین پس یہ بھی مشروع ہوگئے جواب اسکے دو ہین ۔ ایک تو یہ کہ حدیث مین ایک دوسری وجہ بھی منقول ہے وہ یہ کہ ان یوم مین اور خمیس مین بھی اعمال پیش ہوتے ہین مین چاہتا ہون کہ عالت صوم مین میرے اعمال پیش کئے جاوین پس اس صورت مین احتمال ہوگیا کہ ذلک الیوم الذی ولدت فیہ علت نہو بلکہ علت تو عرض اعمال ہو اور وہ حکمت ہو اور حکمت کیساتھہ حکم دائر نہین ہوتا دوسرے دو حال سے خالی نہین آیا یہ علت عام اور یہ حکم موافق قیاس کے ہے یا علت خاص اور حکم خلاف قیاس ہے اگر شق اول ہے تو کیا وجہ کہ یوم الاثنین مین کہ یوم ولادت ہے نوافل اور تلاوت قرآن و اطعام طعام حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ سے منقول نہین باوجود تو فر رغبت الی الخیر کے نیز ربیع الاول کی ۸ یا ۱۲ کہ تاریخ ولادت ہے خود روزہ کیون منقول نہین نیز ولادت جیسی نعمت ہے بہت سی اور نعمتین بھی آپکو عطا ہوئین بنوت ہجرت فتح مکہ وغیرہا انکے ساتھہ کسی عبادت کو معلل کیون نہین فرمایا پس معلوم ہوا کہ نہ علت عام ہے نہ حکم موافق قیاس کے ہے علت بھی خاص ہے اور حکم بھی خلاف قیاس ہے اور ایسا امر مدار اسکا وحی اور نقل ہے پس اس حالت مین قیاس کہان جائز ہوگا خاصکر غیر مجتہد کو جبکہ ایسے مقام پر مجتہد کو بھی جائز نہین اگر کسیکو شبہ ہو کہ یہ تو موافق قیاس کے ہے لیکن اور نعمتین فرع ہین اور ولادت اصل ہے اسلئے اس روز قربات مشروع ہوئین تو جواب اسکا یہ ہے کہ محل ولادت کی بھی اصل ہے اس تاریخ مین کوئی قربت کیون نہین مشروع ہوئی پھر یہ کہ دوسری قربات آپسے خود یوم ولادت یا تاریخ ولادت مین کیون منقول نہین علاوہ اسکے اگر اس سے استدلال کیا جاوے تو حیرت ہے کہ یوم ولادت کہ یوم الاثنین ہے جو کہ حدیث مین مذکور بھی ہے اس مین تو عید نکرین اور تاریخ ولادت جس مین کوئی چیز بھی حضور سے منقول نہین اس مین عید کرین پس چاہئے کہ ہر دوشنبہ کو وہی اہتمام کیا کرین جو ۱۲ ربیع الاول کو کیا جاتا ہے یہ گفتگو تھی دلائل سمعیہ مین جانبین سے اب ہم اہلسنت کی طرف سے ایک عقلی دلیل بھی بیان کرتے ہین وہ یہ کہ شریعت مین ہر فعل کا ایک سبب خاص ہوتا ہے اور اس سببیت اور مسببیت کی تین صورتین شریعت مین پائی جاتی ہین ایک یہ کہ سبب بھی بار بار پایا جاتا ہے اور مسبب بھی بار بار پایا جاتا ہے جیسے اوقات صلوۃ صلوۃ کے لئے اور رمضان

صوم کے لئے فطر صیام عید کے لئے یوم اضحی اضحیہ کے لئے دوسرے یہ کہ سبب بھی ایک ہی ہے مسبب بھی ایک جیسے بیت اللہ حج کے لئے اور یہ دونون امر مدرک بالعقل ہین اور اور تیسری صورت یہ کہ سبب ایک بار پایا گیا اور مسبب بار بار پایا جاوے جیسے مشرکین کو قوت دکھلانے کے لئے رمل کیا گیا تھا پھر اراءۃ قوت تو نہ رہی مگر رمل رہ گیا اور یہ امر مدرک بالعقل نہین اسلئے اس مین بجز وحی کے کوئی سبیل نہین جب یہ قاعدہ ممہد ہوگیا اب ہم پوچھتے ہین کہ عید میلاد کا سبب کیا ہے ظاہر ہے کہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی تاریخ ہونا اب دیکھیے کہ وہ تاریخ واحد ہے جو منقضی ہوگئی یا متجدد ہے ظاہر ہے کہ وہ منقضی ہوچکی دوسری تاریخ اسکا عین نہین صرف مثل ہے اور مثل کا مدار حکم ہونا کسی دلیل سے ثابت نہین پس اس حالت مین عید کا متجدد ہونا امر غیر مدرک بالعقل ہوگا اس لئے محتاج وحی ہوگا قیاس اس مین حجۃ نہوگا اور وحی ہے نہین اس لئے اسکو زیادت علی الشرع کہین گے اور اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ذالك الیوم الذی ولدت فیہ پر شبہ کیا جاوے کہ وہ یوم تو منقضی ہوگیا تھا جواب یہ ہے کہ اس صورت مین ہم کہہ چکے ہین کہ وحی کی ضرورت ہے اور آپ کے پاس اس حکم پر وحی تھی اور جس طرح یہ ہمارے پاس دلیل عقلی ہے اسی طرح ان کے پاس بھی ایک دلیل عقلی ہے وہ یہ کہ اس مین مقابلہ ہے اہل کتاب کا کہ وہ ولادت مسیح علیہ السلام کے دن اظہار شوکت کرتے ہین پس ہم ولادت نبویہ کے روز کرتے ہین اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ ہمارے لئے اظہار شوکت کا دن شارع علیہ السلام مقرر فرما چکے ہین عید بقر عید بلکہ ہر جمعہ پھر اس اختراع کی کون حاجت ہی دوسری اگر یہی بات ہے کہ ان کے ہر عمل کے مقابلہ مین ایک ایسا ہی عمل ہو تو چاہیئے کہ اہل سنت محرم کی دسوین بھی کیا کرین تاکہ اہل تشیع کے مقابلہ مین اظہار شوکت اہل حق ہو اور نیز عوام ان کی دسوین مین جانے سے بچین اور اگر اس کا کوئی التزام کرے تو اس کے جواب کے لئے ایک حکایت نقل کرتا ہون کہ جونپور مین ایک صاحب ہر مہینہ کی دسوین کو مجلس کیا کرتے تھے اور ایسی ہی مصلحت بیان کرتے تھے ایک محقق عالم نے ان سے کہا کہ اگر ایسی ہی مصلحت ہے تو ہنود کے ہولی دوالی ہوتی ہے تو چاہیئے مسلمان بھی ایک ہولی دوالی کیا کرین اسی راز کی بنا پر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مقابلہ پر انکار صریح فرمایا ہے جبکہ صحابہ نے عرض کیا کہ اجعل لنا ذات انواط کما لھم ذات انواط تو آپ نے فرمایا یہ تو ایسی ہی بات ہوگئی جیسے بنی اسرائیل نے کہا تھا اجعل لنا الٰھا کما لھم آلھۃ اور جاننا چاہئے کہ بعض مقامات پر ایک مجلس رجبی کے نام سے بتخصیص تاریخ ۲۷ رجب نہایت اہتمام سے منعقد ہوتی ہے دلائل مذکورہ منع کے اور جوابات و شبہات جواز اس میں بھی اکثر جاری ہیں بس اس کا حکم بھی یہی ہے کہ وہ بھی داخل بدعت ہے۔

کتبتہ لیلۃ الاثنین ثامن ربیع الاول تاریخ المولد الشریف عند کثیر من العلماء سنہ ۱۳۲۳ ھجری

ثم بعد ھذا التحریر ذکر ھذا المضمون تقریرا یوم الجمعۃ ثانی عشر من الشھر المذکور تاریخ المولد الشریف علی القول المشھور من السنۃ المذکورۃ

اطلاع

متعلق دفتر دعوات عبدیت

مقام بنت ضلع مظفرنگر

جوکہ میرے بڑے لڑکے برخوردار رفیق احمد سلمہ الصمد نے تھانہ بھون ضلع مظفرنگر میں مطبع موسوم امداد المطابع جاری کیا ہے اور وہاں سے ایک رسالہ الامداد بسرپرستی طبیب الملت حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ماہوار شائع ہونا شروع ہوگیا ہے جسکی نسبت اشتہارات علیحدہ طبع ہوکر شائع ہوچکے ہیں اسلئے ہمنے بغرض آسانی طالبین و شائقین دعوات عبدیت کے اپنا دفتر دعوات عبدیت بنت ضلع مظفرنگر کا ماہ رجب ۳۳ھ سے متعلق امداد المطابع تھانہ بھون کردیا ہے اور بہت سامان وہاں بھیجدیا ہے۔ جن حضرات کو ضرورت ہوتا جرانہ نرخ پر مال بکفایت منشی رفیق احمد ایڈیٹر الامداد تھانہ بھون ضلع مظفرنگر سے طلب فرماویں:-

الملتمس:- محمد صدیق احمد - بنت ضلع مظفرنگر

حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی مدظلہم العالی کے مواعظ

حضرت مولانا موصوف کے مواعظ کا مطالعہ کرنا تجربہ اور مشاہدہ سے نہایت ہی مفید ثابت ہوا ہے انکے بکثرت دیکھنے سے دین اور دنیا دونوں درست ہوجاتے ہیں اسلئے ان مواعظ کے ضبط اور طبع کا اہتمام شروع کیا گیا ہے چنانچہ جو مواعظ ابتک طبع ہوچکے ہیں انکی فہرست مع قیمت درج ذیل ہے:-

دعوات عبدیت					قیمت
دعوات عبدیت جلد اول مشتمل بر دس وعظ و سوا سو ملفوظات					عہ
//	جلد دوم	//	و	//	۸عہ
//	جلد سوم	//	و	//	۱۰عہ
//	جلد چہارم	//	و	//	۲عہ
//	جلد پنجم	//	و دو سو پچاس		۱۳عہ
(باقی پانچ جلدیں دعوات عبدیت کی تیار ہو رہی ہیں)					

(مواعظ متفرقات)	قیمت		قیمت		قیمت
النور	۲ر	الظہور	۲ر	فوائد الصحبۃ	۲ر
تذکیر الآخرۃ	۱ر	انقلاب امت	۲ر	تجارۃ آخرۃ	۲ر
اشرف المواعظ کلاں جلد اول جس میں سات وعظ ہیں					۵ر
//	جلد دوم	//	پانچ	//	۵ر
اغلاط العوام					۱ر

ملنے کا پتہ:- محمد عبداللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون ضلع مظفرنگر

الرحمٰن علّم القرآن خلق الانسان علّمه البيان

سلسلۂ علوم قرآن نمبر ۱

متعلقہ

فصاحت و بلاغت

علم الاستفهام من القرآن

مصنفہ ابوالبرکات محمد عبید اللہ مولوی فاضل خادم علوم کتاب و سنت ادام اللہ فیوضہ

قد طبع فی المطبع القاسم الواقع فی حیدرآباد
دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن

کتاب مندرجہ ذیل پتہ سے بھی مل سکتی ہے حیدرآباد دکن کوچہ ضیار تیغی بازار غیسی میاں مولوی سید محمد عبدالرؤف صاحب

فہرست کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل آیات القرآن تذکرۃ لاولی الاحلام وجعل
کلمۃ الاستفہام تبصرۃ لاولی الافہام والصلوۃ والسلام
علی سیدنا محمد ن الذی خص بالکلام المعجز من بین الانام و
علی آلہ وصحبہ الذین سبقوا فی مضمار الفصاحۃ والبلاغۃ واقتدوا
بہدیہ وسلکوا سبل السلام

رسالہ علم الاستفہام من القرآن سلسلہ علوم قرآن کا پہلا نمبر ہے
جس مین اقسام استفہام سے بحث کی گئی ہے انشاء اللہ تعالی اسکے بعد دوسرے رسالے
بھی فصاحت و بلاغت قرآن کے متعلق ہدیہ ناظرین کئے جائینگے بشرطیکہ زمانہ ہمکو فرصت
دے اور پبلک اسکو قدر کی نگاہون سے دیکھے۔

اس امر کی بہت ضرورت تھی کہ فصاحت و بلاغت قرآن کے مسائل اردو زبان مین
حل کئے جائین اور مخالفین اسلام جو تعصب کی پٹی آنکھون پر لگا کر قرآن پر بیجا حملے
کر رہے ہین اون کو روکا جائے اور کور باطنی سے انکے دیدۂ بصیرت پر جو ظلمت
کفر اور نفاق کا پردہ چھا گیا ہے اوسکو اٹھا کر یہ امر بخوبی وضاحت کیساتھ دکھلا دیا جائے
کہ قرآن عظیم الشان زندہ معجزہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جسمین اکثر علوم کے
حقایق اور غوامض موجود ہین کہ جن سے عام تو کجا خاص خاص لوگ بھی ناواقف ہین

قرآن عظیم الشان ایک دریائے ناپیدا کنار ہے کہ جسکا نہ اور ہے نہ چھور اسمین بکثرت ایسے
قیمتی آبدار موتی بھرے ہین جو بحر فصاحت و بلاغت کے غواص ہین اور اس عروس نوبہار سے
وہی متلذذ ہوتے ہین جنھون نے اپنی عمر کا پورا حصہ علوم عربیہ مین خرچ کر دیا ہے

محدرات سراپردہ ہائے قرآنی ؂ چہ دلبرند کہ دل می برند پنہانی

سلسلۂ علوم قرآن کو مین نے دو حصون مین تقسیم کیا ہے ایک حصہ متعلق فصاحت
و بلاغت کے ہے دوسرا حصہ متعلق احکام کے ہے حضرات فصاحت و بلاغت کلام ربانی
کے شیدا اور اردو لٹریچر کے دلدادہ ہین انکے لئے یہ سلسلہ اس وجہ سے مفید ہے
کہ اسمین فصاحت و بلاغت کے مسائل اردو زبان مین حل کئے گئے ہین اور علاوہ
شواہد قرآنی کے اردو اساتذہ کے اشعار بھی جہانتک ہوسکے ذکر کئے ہین تاکہ
عربیت کے ساتھ اردو لٹریچر اور تقریر بھی درست ہو اور اسپیچ اور لکچرون (خطبون)
مین کافی مدد ملے

دوسرا حصہ جو متعلق احکام قرآن کے ہے وہ فی الحقیقت قرآن عظیم الشان کی
بسیط فہرست ہے جسکی ترتیب حروف تہجی سے رکھی گئی ہے اور الگ الگ
ابواب قائم کرکے ہر ایک باب کا نام جداجدا عنوان سے رکھا گیا ہے جن لوگون کو
قرآن کے فقہی مسائل حاصل کرنا ہو ان کو یہ فہرست از حد مفید ہوگی کیونکہ ہر ایک
باب کے متعلق سب آیتون کو ایک جگہ جمع کردیا ہے اور پھر عربی اور اردو دونون حیثیت
سے ترتیب حروف تہجی ملحوظ ہے احکام قرآن کے رسالے انشاء اللہ تعالی اسکے
بعد شایع ہونگے غرضکہ میرا ایمان ہے ان دونون حصون کے سلسلے
پبلک کو بیحد مفید ہونگے۔

اگرچہ بہی خواہان قوم اور ہمدردان اسلام مسلمانونکے تنزل کے بہت کچھ اسباب بیان کرتے ہین لیکن ہمارا جہانتک خیال ہے اور جس حدتک ہمکو تجربہ ہے مسلمانون کے تنزل کا بڑا سبب قرآن وحدیث سے غفلت اور انکے احکام کی عدم تعمیل ہے اور اسکی کھلی دلیل یہ ہے کہ عرب کے لوگ جہالت اور وحشت اور نااتفاقی مین ضرب المثل تھے اور غیر اقوام یعنے رومیون اور فارسیون کے غلام بن رہے تھے لیکن جب کتاب وسنت کا نور اونمین پھیلا تو بجاے نفاق کے اتفاق اور بجاے وحشت کے اخوت اور بجاے جہالت کے تہذیب آگئی یہانتک کہ شاہان روم اور ایران کو اپنا تابعدار بنالیا ساری دنیا کو ہلا کر چھوڑ دیا اگر مسلمان آج بہی قرآن وحدیث پر حتی الامکان عمل کرین اور فضول قصون اور ناولون اور غیر ضروری کتابون کے مطالعہ سے احتراز کرین تو پہر انکی ترقی انکو مدارج کمال تک پہنچادے۔

افسوس ہے کہ مسلمان ایسی کتاب کو جو جامع شریعت وطریقت اور جامع تمام مصالح تمدن وسیاست ہے چھوڑکر فضول کتابون مین اپنا وقت ضایع کرتے ہین۔

غیر حق را می دہی رہ در حریم دل چرا ٭ می کشی بر صفحہ ہستی خط باطل چرا

از رباط تن چو بگذشتی دگر معمورہ نیست ٭ زاد راہے بر نمی داری ازین منزل چرا

تمام صحابہ وتابعین اور تمام ائمہ مجتہدین (رضی اللہ عنہم اجمعین) اور تمام اولیاء اللہ اور صوفیہ کرام (رحمہم اللہ اجمعین) سب کا ماخذ و تمسک یہی کتاب وسنت ہے اور سب اولیاء اللہ اس امر پر متفق ہین کہ صوفی کا کوئی مقام بغیر اتباع سنت کے نہین ہو سکتا افسوس ہے ان کچھ صوفیون پر جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو چھوڑکر اپنی طرف سے من گھڑت باتین دین مین داخل کرکے لوگون کو گمراہ کرتے ہین

اور ضلّوا فاضلّوا کے مصداق بن رہے ہیں۔ ع

خلاف پیمبر کسے رہ گزید ۔ کہ ہرگز نخواہد بمنزل رسید

اور بعض ناواقف جہال صوفیہ بلا تقلید اور بلا تحقیق ایسے جھوٹے اور بے اصل قصے کرامات کے اولیاء اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ جن پر مخالفین اسلام قہقہا اور تمسخر اسلام پر مضحکہ اڑاتے ہیں اور دین اسلام کی طرف سے لوگوں کو بدگمان کرتے ہیں اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ معاذ اللہ ہم اولیاء اللہ کے کرامات کے منکر ہیں ہرگز ہرگز ہمارا ایسا اعتقاد نہیں کیونکہ کرامات کا ماننا ایک اعتقادی مسئلہ ہے لیکن ایسے بے اصل کرامات کہ جس سے باری تعالیٰ کی ذات اور صفات کی توہین ہو یا اسکی ذات اور صفات میں شرک لازم آوے ہم کو بھی نہیں ملتے فَلَا تَکُوْنُوْا مِنْ جُہَّالِ الصُّوْفِیَّةِ فَاِنَّھُمْ لُصُوْصُ الدِّیْنِ۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو توفیق اتباع شریعت محمدی نصیب کرے اور اس خاکسار ناچیز کو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ علوم قرآن کے شروع کرنیکی توفیق عطا فرمائی ہے ویسا ہی اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور تائید سے اسکو تمام بھی کرادے اَللّٰھُمَّ وَفِّقْ لَنَا بِالْخَیْرِ وَاجْعَلْ خَوَاتِمَ اُمُوْرِنَا بِالْخَیْرِ وَجَنِّبْنَا عَنْ کُلِّ سَیِّئَةٍ وَضَیْرٍ۔

استفہام کی حقیقت اور اسکے اقسام

استفہام حقیقی

استفہام کے حقیقی معنے کسی بات کا دریافت کرنا یا کسی واقعہ کا پوچھنا ہے لیکن بیانیین کی اصطلاح میں استفہام وہ کلام ہے کہ جس کے ذریعے سے متکلم کسی امر کی تصدیق یا کسی بات کا [illegible] کرے یعنے متکلم استفہامیہ جملے سے کسی امر کا واقع ہونا یا نہ واقع ہونا دریافت کرے

یا کسی چیز کی صورت حال یا کسی شخص کا فعل پوچھتا ہے جیسے ءَاَنْتَ فَعَلْتَ
هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۞ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْــٴَـلُوْهُمْ
اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ (انبیاء ع ۵) بت پرستوں نے کہا اے ابراہیم کیا یہ (حرکت)
ہمارے معبودوں کے ساتھ تم نے کی ہے ابراہیم نے کہا نہیں بلکہ انکے اس بڑے بت نے کیا
ہے اگر یہ (بت) بولتے ہوں تو انہیں سے پوچھ دیکھو۔

کبھی استفہام حقیقی معنے سے الگ ہوکر مجازی کئی معنوں میں مستعمل ہوتا ہے

(۱) استفہام انکاری | استفہام انکاری وہ کلام ہے کہ جس سے متکلم کو کسی امر کی نفی منظور ہوتی ہے گو حرف استفہام اثبات ہی پر آوے

اور اس امر پر دو دلیلیں ہیں ایک تو یہ کہ استفہام انکاری میں حرف استفہام کے بعد (اِلَّا) آتا ہے جیسے فَهَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ (احقاف ع ۴) اسکی تقدیر مَا یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ہے یعنے نہیں ہلاک ہوگی مگر وہی

لے جب بت پرست کسی میلے کو گئے تو انکے پیچھے ابراہیم علیہ السلام نے سب بتوں کو توڑ پھوڑ کر بڑے بت کو صحیح وسالم چھوڑ دیا اور تبر بڑے بت کے گلے میں ڈالدیا جب میلے سے بت پرست لوٹے تو کہنے لگے یہ ہمارے بتوں کو کسنے توڑ ڈالا ایک نے اونمیں سے کہا ہونہ ہو یہ کام جوان ابراہیم کا ہے پھر انہوں نے ابراہیم سے پوچھا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ الخ) ابراہیم علیہ السلام نے جوابدیا اگر بت بولتے ہوں تو بڑے بت سے پوچھو وہاں کیا تھا بت نہ منہ سے بولے نہ سر سے کہیلے آخر کش ابراہیم علیہ السلام نے الزامی حجت قائم کرکے کہدیا تم اور تمہارے بت دونوں پر تف ہے ایسی چیز کی پرستش کرتے ہو جو بولتے تک نہیں اور تمکو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان جب جلکو کہیلنے ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام کے جلانیکی فکر کی اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو بچالیا
استفہام حقیقی کی مثال اردو میں ظفر کا شعر ہے ۔ اے بتو دل اور بت کو ہمنے دیدیا ہے اے ظفر دیکھیں خدا کرتا ہے کیا

تو تم جو بدکار ہو اور خدا کے حکم سے روگردان دوسری دلیل یہ ہے کہ استفہام انکاری والے جملے پر جملہ منفیہ کا عطف ہوسکتا ہے اگر مقصود استفہام سے نفی نہ ہوتی تو جملہ منفیہ کا عطف جملہ مثبتہ پر کیسے ہوسکتا ہے جیسے فَمَنْ یَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ (روم ۳ ع) کون اُس کو راہ پر لائے جسے اللہ نے گمراہ کیا اور اونکے لئے کوئی مددگار نہین یعنے جسے اللہ گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت پر لا نہین سکتا اور جو خدا کی راہ سے بھٹک گئے اونکا کوئی مددگار نہین اس مثال مین جملہ منفیہ کا عطف جملہ مثبتہ پر ہے اور مقصود نفی ہے۔

استفہام انکاری اگر ماضی پر آوے تو اُس سے مقصود مخاطب کی تکذیب ہوتی یعنے مضمون جملہ کے واقع ہونے کا جو مخاطب مدعی ہے وہ غلط ہے یعنے مضمون جملہ واقع نہین ہوا جیسے اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْئَلُوْنَ (زخرف ۳ ع) یعنے کافر جو فرشتون کو اللہ کی بیٹیان قرار دیتے ہین اس دعوے مین وہ جھوٹے ہین کیا وہ فرشتون کی پیدائش کے وقت موجود تھے (یعنے موجود نہ تھے) جب موجود نہ تھے تو اون کو کیونکر معلوم ہوا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیان ہین[۱] خیر اونکی یہ بات لکھہ لی جائیگی اور قیامت مین اون کی پوچھ ہوگی اور ایسا ہی مثال سے

---

[۱] خدا کی نعمتون کا مقتضی یہ تہا کہ اسکی تسبیح اور تقدیس کی جاتی اور اوسکو ہر عیب سے منزہ سمجہا جاتا اسکے برخلاف اوسکے لیے اولاد ٹھہرائی گئی اور اولاد بھی ایسی کہ جو خود کو پسند نہین یہ بڑی ادبی پر بے ادبی ہے ایک بے ادبی تو یہ کہ کہا جائے اسکو اولاد ہے حالانکہ توالد اور تناسل سے وہ بالکل پاک ہے دوسری بے ادبی یہ کہ فرشتے اللہ کی بیٹیان ہین حالانکہ جب اوسکو اولاد ہی نہین تو بیٹیان کہان غرضکہ اللہ تعالی نے اس آیت مین انکے اس زعم فاسد کا انکار کیا اور کہدیا کہ وہ اولاد سے بالکل پاک ہے یہ محض تمہارے توہمات ہین جو تمنے گھڑ لیے ہین ۱۲

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا کیا اللہ تعالیٰ نے
تمھارے لئے بیٹے چن لئے اور اپنے لئے فرشتون کو بیٹیان قرار دیا یعنے
خدا نے ایسا نہین کیا یہ محض تمھارے توہمات ہین کہ جنکے تم تابع ہوکر خدا پر جھوٹ
باندھتے ہو۔

استفہام انکاری[۵۱] اگر مضارع پر آئے تو اُس سے تکذیب کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس جملہ کا
مضمون آیندہ زمانہ مین واقع نہو گا جیسے اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ (ہود
ع ۳) نوح علیہ السلام نے کہا اس دین کا راستہ (جو بالکل کھلا ہوا ہے) کیا زبردستی سے ہم تم پر
لازم کرینگے کہ خواہ مخواہ خوشی سے بھی اسکو مان لو بلکہ وہ ایسا واضح ہے کہ تم اسکو خوشی سے مان سکتے ہو

۴۔ استفہام توبیخی استفہام توبیخی بھی استفہام انکاری کے قریب قریب ہے
بلکہ بعض علماء نے کہا ہے کہ استفہام توبیخی استفہام انکاری ہی ہے لیکن فرق
استفہام انکاری اور توبیخی مین اسی قدر ہے کہ استفہام انکاری مین جملہ
استفہامیہ سے اوس جملے کا ابطال مقصود ہوتا ہے اسی واسطے اُسکا دوسرا
نام استفہام ابطالی ہے اور استفہام توبیخی مین مخاطب سے جو فعل یا ترک
واقع ہوا ہے اُس پر ملامت کی جاتی ہے یعنے استفہام توبیخی مین یا تو یہ بتلایا
جاتا ہے کہ جو مضمون جملہ نہ واقع ہونا چاہئے تھا وہ کیون واقع ہوگیا آیندہ سے
وہ واقع نہ ہو جیسے اَفَعَصَيْتَ اَمْرِیْ (طٰہٰ ع ۵) موسیٰ علیہ السلام نے

---

۵۱ استفہام انکاری کی مثال مین غالب مرحوم کے یہ دو اشعار ہین۔

۵۲ سخن مین خامۂ غالب کی آتش افشانی ٭ یقین ہے ہمکو بھی لیکن اب اُس مین دم کیا ہے۔

۵۳ کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب ٭ آؤ نہ ہم بھی سیر کرین کوہ طور کی۔

استفہام تقریری | تقریر کہتے ہین کسی امر کے برقرار رکھنے کو اس صورت مین استفہام
تقریری کے معنے یہ ہوے کہ جو امر مخاطب اور متکلم کے پاس ثابت ہے اوسی پر متکلم
جملۂ استفہامیہ سے اقرار لیتا ہے جیسے هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ أَوْ
يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ (شعراء ع) یعنے ان بتون کو جو تم پکارتے ہو کیا وہ سنتے ہین یا
تم کو نفع پہونچاتے ہین جب یہ امر مسلم ہے کہ پکارنا اوسیکو چاہیے جو سنے اور نفع بھی دے
جب سنتے بھی نہین اور نفع بھی نہین دیتے تو پھر اون کو پکارنا بیکار ہے سو چاہیے
اللہ تعالی کو پکارو جو سنتا بھی ہے اور نفع بھی دیتا ہے استفہام تقریری مین گو استفہام
نفی پر آوے لیکن مقصود اوس سے اثبات ہوتا ہے اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ کلام
ایجابی کا عطف اوس پر صحیح ہوتا ہے اگر مقصود نفی سے اثبات نہ ہوتا تو جملہ مثبتہ کا عطف
جملہ منفیہ پر کیسا ہو سکے جیسے أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ
وِزْرَكَ الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ (سورۂ الم نشرح ع) اے پیغمبر کیا ہم نے
تمہارا سینہ نہین کھولا یعنے کھول دیا اور رکھ دیا تمہارے اوپر سے تمہارا بوجھ جو تمہاری
کہ جسنے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی یعنے اللہ تعالی نے تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ سب

ف سورۂ الم نشرح مکہ مین اتری سینہ کھول دینے یا تو یہ مراد ہے کہ اوسمین تمنے نبوت کا نور
پھیلا دیا یا اوس سے مراد شق صدر ہے کہ جو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کم سنی مین کیا گیا تھا اللہ تعالی
نے تمام دنیاوی کثافتون سے آپ کا سینہ پاک کر کے اوسمین نبوت کا نور بھر دیا تھا اسکا قصہ مشہور ہے
استفہام تقریری کی مثال اردو مین غفران مکان حضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر مرحوم مغفور
سابق فرمانروائے دکن کا شعر ہے ؎ دل مین گر تو نہین پھر کیا ہے ؛ گل مین گر بو نہین تو پھر کیا ہے
(غالب) ہان بھلا کر ترا بھلا ہوگا ؛ اور درویش کی صدا کیا ہے

معاف کردیے) اس مثال مین ہمزہ استفہامیہ گو نفی پر آیا ہے لیکن مقصود اس سے
اثبات ہے غرضکہ استفہام تقریری کبھی اثبات پر آتا ہے اور کبھی نفی پر لیکن مقصود
اس سے اثبات ہی ہوتا ہے کیونکہ نفی کی نفی اثبات ہے خلاصہ یہ نکلا کہ استفہام تقریری
سے مقصود اقرار لینا ہے جو اثبات ہے

۵ استفہام تعجبی جس کلام مین متکلم اظہار تعجب استفہام کے پیرایے مین
کرے وہ استفہام تعجبی ہے جیسے سلیمان علیہ السلام کا ہدہد کو دریافت کرنا
مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ تعجب ہے کہ ہدہد کو مین
نہین دیکھتا یا حقیقت مین وہ غائب ہے استفہام تعجبی کی دوسری مثال كَيْفَ
تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ
تُرْجَعُوْنَ (بقرہ ۳ ع) تعجب[۵] ہے کہ تم خدا سے کیسے منکر ہو حالانکہ تم بے جان تھے
پھر تم مین جان ڈالدی پھر تمکو مار ڈالیگا پھر جلائیگا پھر تم کو اسکی طرف لوٹ جانا ہے

۵ اس آیت مین اللہ تعالی نے منکرین خدا اور منکرین قیامت پر تعجب ظاہر کیا ہے اور ارشاد فرمایا
کہ تعجب ہے تمکو وجود نے نیست سے ہست کیا پھر نیست کرکے ہست کرنا کیا مشکل ہے کیونکہ دنیا کے سب موجودات کا
یہی حال ہے کہ معدوم سے موجود ہوتے ہین اور موجود سے معدوم جب کوئی چیز بلا وجہ موجود نہین ہوتی
تو عالم کا موجود ہونا یا تمہارا پیدا ہونا بلا سبب کیون ہوا اسکا بھی کوئی نہ کوئی سبب ہے اور وہ سبب مین
ہون اور کوئی منکرین خدا اور قیامت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی صناع سے کہے کہ تو اپنے مصنوعات
کو مکرر نہین بنا سکتا وہ بہت ہی ہنسے گا اور تعجب ظاہر کریگا۔ ان کا ٹھٹھے کے دہریونکا بھی حال ہے
کہ خدا کی قدرتون کو روز دیکھتے مین پھر منکر ہی رہتے ہین۔ استفہام تعجبی کی مثال میر انیس کا یہ شعر ہے

نرغے خنجر سے ہوا جو وہ چکر کس کا ہے ۔ ایک ذرا غور سے دیکھو یہ سر کس کا ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک مثال میں کئی قسم کے استفہام بن سکتے ہیں جیسے
اَتَأۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ
(بقرہ ع) کیا تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنی خبر ہی نہیں لیتے (یعنے خود عمل
نہیں کرتے) اور کتاب توریت پڑھتے ہو کیا تم کو عقل نہیں ہے اس مثال میں استفہام
تقریری بھی ہو سکتا ہے اور استفہام تعجبی بھی۔

۶ استفہام عتابی | متکلم جس کلام کے ذریعہ سے مخاطب پر تنبیہاً عتاب کرے
وہ استفہام عتابی ہے[۵] جیسے اَلَمۡ يَاۡنِ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ
لِذِكۡرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ (حدید ع) کیا ایمانداروں کے لئے وہ وقت
نہیں آیا کہ اللہ تعالی کے ذکر سے اور اللہ تعالی کی طرف سے جو قرآن اترا ہے اسکے سننے
سے انکے دل پگھل جائیں یعنے اس قساوت قلبی کی بھی انتہا ہے کہ باوجود اللہ کے ذکر
کے اور قرآن کی آیتوں کے سننے پر بھی دل نہیں پسیجتے اس صورت میں قہر خدا اور
غضب الٰہی نہ نازل ہو تو پھر کیا ہو فرق عتاب اور توبیخ میں اسقدر ہے کہ توبیخ میں
سرزنش زیادہ ہے اور عتاب میں کم۔

۷ استفہام تذکیری[۶] | جس استفہام کے ذریعہ سے متکلم اگلے واقعات کو بر سبیل اجمال

---

[۵] استفہام عتابی کی مثال اردو میں ذوق کا یہ شعر ہے۔
بغل سے لے گئے دل کو نکال کر وہ صریح ٭ جو مانگا تو کہا آنکھیں نکال کے کیسا
(حسد ہے) دل لیکے پھر اصاف مکر جاتے ہیں کیسا ٭ جو بھلا لوگوں تو کھینچتے ہیں کہ بد نما کیا ہے کیسا
[۶] استفہام تذکیری کی مثال آزاد کا یہ شعر ہے۔
کہاں ہے لشکر ہامان کہاں ہے قوم ثمود ٭ کہاں ہے لشکر فرعون جاہ ذی الاوتاد۔

یاد دلائے وہ استفہام تذکیری ہے یعنے جملہ استفہامیہ ایک اشارہ ہوتا ہے قصہ گذشتہ
کی طرف اور بخوف طوالت پورا قصہ ذکر نہین کیا جاتا صرف اشارۃً ایک جملہ اسکا بسبیل
ایجاز بیان کیا جاتا ہے جیسے اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا
الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (یٰس ع ۴) یعنے ہمنے تمسے کیا یوم میثاق اسبات کا
عہد نہین لیا تھا کہ اے آدم کی اولاد شیطان کی عبادت نہ کرنا لیکن پھر تم اُس عہد کو
بھول گئے اب ہم پھر تمکو وہ یوم میثاق کی بات یاد دلاتے ہین کہ تم شیطان کے کہے پر مت چلو
اور اسکو اپنا دشمن جانو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور خدا کی عبادت کرو کیونکہ
وہی مستحق عبادت ہے یا جیسے جناب باری کا ارشاد اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ
غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیا مین نے تمسے نہین کہا تھا کہ مین آسمان اور زمین کی
پوشیدہ باتونکو جانتا ہون اس استفہامیہ جملہ مین اشارہ ہے اُس قول کیطرف جو اللہ تعالیٰ
نے پہلے فرشتون سے کہا اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ
يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ
قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ پروردگار نے فرشتون سے کہا مین زمین مین اپنا
ایک نائب بنانا چاہتا ہون فرشتون نے کہا اے پروردگار کیا تو زمین مین ایسے
شخص کو پیدا کریگا جو فساد مچائے اور خونریزی کرے اور ہم تیری تسبیح اور تقدیس کرتے
ہی ہین اسوقت خدا نے کہا کہ آدم کے پیدا کرنے مین جو مصلحت ہے اُسکو مین ہی جانتا ہون
تم نہین جانتے اس پورے قصے کیطرف اشارہ صرف اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ سے کیا گیا اور
بخوف طوالت پورے قصے کو ذکر نہین کیا۔

۸ استفہام افتخاری | متکلم اپنے کلام مین تفخر جتلانے کی غرض سے جو استفہام لائے

وہ استفہام افتخاری[1] ہے جیسے فرعون کا موسیٰ سے کہنا اَلَیْسَ لِیْ مُلْکُ مِصْرَ (زخرف ع ۵) کیا مجھکو مصر جیسی سلطنت نہیں ملی ہے مجھکو بڑا فخر اس بات کا ہے کہ میں مصر جیسی سلطنت کا مالک ہوں۔

۹ استفہام تفخیمی[2] | جو استفہام کسی چیز کی عظمت بتلانے کی غرض سے لایا جائے وہ استفہام تفخیمی ہے جیسے مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا (سورۂ کہف ع) گناہ گاروں کو جب نامۂ اعمال دے جائینگے تو وہ ڈر ڈر کر کہینگے یہ ہمارا نامۂ اعمال کیا ہی بڑا لکھتا ہے کہ جسمیں چھوٹا گناہ چھوٹا ہے نہ بڑا گناہ سبا سبھی نوشتہ میں موجود ہے۔

۱۰ استفہام تہویلی یا تخویفی | جو استفہام کسی امر آئندہ کے رفعت سے مخاطب کو دہشت زدہ کرنے کی غرض سے لایا جائے وہ استفہام تہویلی[3] ہے جیسے اَلْحَآقَّةُ مَا الْحَآقَّةُ وہ حادثۂ قیامت جو حق کو باطل سے جدا کردے گا اور ضرور ہوکر رہے گا اُس کو تم کیا سمجھتے ہو وہ کیا واقعہ ہے وہ ایک بڑا عظیم الشان واقعہ ہے۔

۱۱ استفہام تسہیلی[4] یا تخفیفی | جو استفہام بغرض تسہیل یعنی کسی کام میں یا سانی

---

[1] مثال استفہام افتخاری (آتش) یاں مدعی حسد کرے نہ داد تو دے ۔ آتش غزل یہ تونے لکھی عاشقانہ کیا

[2] مثال استفہام تفخیمی (میر انیس) ذبح خنجر سے ہوا جو وہ یہ کس کا ہے ۔ یک ذرا غور سے دیکھو کہ یہ سر کس کا ہے
(طور) تیغ ہے اوس نظر کا کیا کہنا ۔ لیکن اپنے جگر کا کیا کہنا۔

[3] استفہام تہویلی کی مثال ع کیا بلا کوئے بتاں بھی ہے جگہ کی شئی ۔ قدم رکھا جو ... نے پیچھے دیکھا۔

[4] مثال تسہیل (ذوق) کیا اگر تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد ۔ سینے میں ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد۔

بتلانے کی غرض سے لایا جائے وہ استفہام تسہیلی ہے جیسے مَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا (نساء ع) یعنے اون پر کیا ایسا بوجھا دشوار ہے کہ جو ایمان لے آئیں وہ تو ایک آسان چیز ہے جو اون پر لازم کیگئی ہے اور ایمان کے لانے مین اونکا کوئی حرج نہین بلکہ سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے۔

۱۲- استفہام تہدیدی یا وعیدی وہ استفہام کہ جس کے ذریعہ سے متکلم اگلے واقعات کو یا بعد کے شدائد کو یاد دلا کر دہمکی دیتا ہے استفہام تہدیدی[۱] ہے جیسے أَلَمْ نُهْلِكِ الْأَوَّلِينَ (مرسلت ع) کیا ہم نے اگلون کو ہلاک نہین کیا یعنے تم کس غرّے پر ہو اگر تم بھی ایسی ہی نافرمانیان کروگے تو تم کو بھی ہلاک کرینگے۔

۱۳ استفہام تسویہ جس استفہام مین دو باتون کو برابر ٹھیرایا جائے وہ استفہام تسویہ[۲] ہے جیسے سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (بقرہ ع) اے پیغمبر تمہارا ان کافرون کو ڈرانا یا نہ ڈرانا دونون برابر ہین وہ تو ایمان لانے والے نہین۔

۱۴ استفہام امری[۳] متکلم کو کلام سے استفہام مقصود نہ ہو بلکہ اُس جملہ استفہامیہ کا حکم بجالانا مقصود ہو جیسے أَأَسْلَمْتُمْ (آل عمران ع) یعنے اسلام لے آؤ یا فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ (مایدہ ۲ع) کیا تم باز نہین آتے

---

[۱] مثال تہدیدی (شہیدی) یہی باتین ہی کہتا ہے ہی چاہت نیا پیا رے کیا تیامت ہوئے تخفی پہ آنا دل کا۔

[۲] مثال تسویہ ۔ شغل بہتر ہے عشق بازی کا ۔ کیا حقیقی و کیا مجازی کا۔

[۳] مثال امر (سہرانیس) افسوس اسی طور سے غفلت مین رہو گے ۔ کیا آخری بلبلا کی زیارت نہ کروگے

یعنی برائیوں سے باز آؤ اور جیسے اَلْصَّبِرْ نَفْسَكَ (فرقان ع ۶) یعنی صبر کرو۔

۵ استفہام تنبیہی جس استفہام کے ذریعہ سے متکلم مخاطب کو کسی بات پر آگاہ کرتا ہے وہ استفہام تنبیہی[۵] ہے اور یہ استفہام بمعنی امر کی ایک قسم ہے جس سے مقصود اس فعل کا کرنا ہوتا ہے جیسے اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ (فرقان ع ۵) اے پیغمبر کیا تم نے اپنے مالک کی قدرت نہیں دیکھی کہ اس نے سایہ کو کیونکر پھیلایا یعنے اس امر کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ سایہ کو کیونکر پھیلاتا ہے اور وہ کس طرح سے بڑہتا گھٹتا ہے۔

۶ استفہام ترغیبی جو استفہام کسی امر کی طرف رغبت دلانے کی غرض سے لایا جائے وہ استفہام ترغیبی[۶] ہے جیسے مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یعنے کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دے یہاں قرضہ حسنہ پر ترغیب دینے کے لئے استفہام استعمال کیا گیا اور ایسا ہی جملہ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (صف ع ۱) کیا میں تم کو ایسی تجارت جو عذاب الیم سے نجات دے نہ بتا دون یعنے مین تم کو ایسی تجارت کی طرف رغبت دلاتا ہون کہ جو عذاب الیم سے نجات دے اور آخرت مین فائدہ پہونچائے وہ تجارت کیا ہے ایمان اور عمل صالح۔

---

[۵] مثال استفہام تنبیہی (نسیم) ای سفیدی عمر کیون غفلت مین کہوتا ہے؛ کداو ٹھہ صبح قیامت ہوگی تو کس نیند سوتا ہے

[۶] مثال استفہام ترغیبی (نذیر احمد) ای قوم تری سہت و غیرت کو کیا ہوا؛ تو بے قصور وار تو کس کا گلہ کر رہا ہے۔ (سید احمد) یار ہون غمگسار کیا کہنا؛ اور ہلین ایسے یار کیا کہنا؛ پاؤن پڑ کر اسے منا لا یا؛ ہاتہہ تو لاؤ یار کیا کہنا؛

۱۷ استفہام نہی [1] استفہام سے مقصود کسی امر کی ممانعت ہوتی ہے جیسے أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَوْهُ (توبہ ع۲) کیا تم کافروں سے ڈرتے ہو حالانکہ اللہ زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو یعنی منافقین اور مشرکین اور کفار سے مت ڈرو۔

۱۸ استفہام دعائی [2] جس استفہام سے مقصود دعا ہو جیسے أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا (اعراف ع۱۹) موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار کیا تو ہم کو اس وجہ سے ہلاک کرتا ہے کہ ہم میں سے بیوقوفوں نے بت پرستی کی یعنی اے پروردگار ہم کو بیوقوفوں کے کرتوتوں پر ہلاک مت کیجیو۔

استفہام نہی اور استفہام دعائی میں اسی قدر فرق ہے کہ اگر ادنیٰ اعلیٰ سے کسی امر کے نہ کرنے کی درخواست کرے تو وہ استفہام دعائی ہے اور اگر اعلیٰ ادنیٰ کو کسی امر کے نہ کرنے کو کہے تو وہ استفہام نہی ہے۔

۱۹ استفہام تمنی [3] جس استفہام کے ذریعہ سے متکلم کسی بات کی آرزو کرتا ہے وہ استفہام تمنی ہے جیسے فَهَل لَّنَا مِن شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا (اعراف ع۶) دوزخی آرزو کریں گے ہائے کوئی ہمارے سفارشی ہیں جو اس وقت ہماری سفارش کرکے ہم کو عذاب سے نجات دیں۔

---

[1] مثال استفہام نہی (داغ) دل بیمار سنا ہے کہ تمھیں [illegible] نصیحت ناصح کرتا ہے کیا
[2] مثال استفہام دعائی (راحت) [illegible] کچھ [illegible] تم بھی [illegible]
[3] مثال استفہام تمنی (ناسخ) وحشت سے کب وطن میں پہنچونگا کہ جیتا اب تو سال آ پہنچا۔ (درد) [illegible] یعنی کبھی تو اپنا بھی دل شاد تھا۔

۴۰ استفہام استرشادی[لہ] — متکلم اپنے کلام میں کسی امر کے بھلائی کی درخواست کرتا ہے اور اگر یا مخاطب پر اعتراضاً کلام نہیں لاتا یا کہ محض ارشاد طلب کرتا ہے۔ اس کلام کو استفہام کے پیرائے میں ادا کرتا ہے جیسے اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا یعنے اے پروردگار ہم تیری جناب میں استرشاداً عرض کرتے ہیں نہ بسبیل اعتراض کہ کیا تو زمین میں ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے کہ جو فساد مچائے اور خونریزی کرے۔

۴۱ استفہام استبطائی[سے] — متکلم اپنے کلام میں کسی امر کے وقوع میں دیر ہونی کو ظاہر کرتا ہے۔ ایسا استفہام استبطائی ہے جیسے مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ یعنے اللہ کی مدد کب آئے گی یعنے اللہ کی مدد آنے میں بہت دیری ہوئی چنانچہ اوسکے جواب میں جناب باری ارشاد فرماتا ہے اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (۲۲ سورۂ بقرہ) یعنے آگاہ ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کی مدد عنقریب آنے والی ہے۔

۴۲ استفہام عرض[سہ] — جس استفہام سے مقصود متکلم کو کسی امر کا پیش کرنا ہو وہ استفہام عرض ہے جیسے اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ (نور ۳ ع) کیا تم اس بات کو نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخشدے یعنے ہم تمہارے اس بات کو پیش کرتے ہیں کہ تم اپنے گناہوں کی معافی چاہو

لہ مثال استفہام استرشادی (غالب) ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار ؛ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

سے مثال استفہام استبطائی — رات اور رات بھی جدائی کی ؛ اب نکلتا ہے آفتاب کہاں

سہ مثال استفہام عرض (امیر) — دیر سے آئے ہو کیا ابھی نہ گھر جاؤگے ؛ کچھ خیال تو میرے گھر کا نہ لکھواؤگے

۴۲ استفہام تحضیضی — جو استفہام کسی بات پر مخاطب کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے لایا جاوے وہ استفہام تحضیضی ہے جیسے اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ (توبہ ۲ع) کیا تم ایسی قوم سے نہیں لڑتے کہ جنھوں نے اپنے معاہدے کو توڑ دیا بعد عہد کرنے کے یعنی تم کو آمادہ کیا جاتا ہے کہ ایسی قوم سے جو نقض عہد کرے ضرور اُن سے لڑو۔

۴۳ استفہام تجاہل عارفانہ — جان بوجھ کر انجان بننے کی غرض سے جو استفہام لایا جاوے وہ استفہام تجاہل عارفانہ ہے جیسے ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا (ص ۱ع) کیا ہم کو چھوڑ کر محمد پر قرآن اتارا گیا ہے یہاں پر اس جملے کے کہنے والے مشرکین ہیں گو وہ اس بات کو جانتے تھے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن اترا ہے لیکن پھر بھی انجان بن کر اس جملہ کو انھوں نے استعمال کیا کہ ہم کو چھوڑ کر محمد پر قرآن کیوں اترا ہم پر نہ اترا ہوتا۔

۱؎ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے کافروں کے درمیان قرار پائی تھی لیکن کفار مکہ شرائط صلح پر قائم نہ رہے اور عہد کو توڑ دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ مکے کے کافروں نے حدیبیہ میں دس برس کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی اس شرط پر کہ جو لوگ مسلمانوں کی پناہ میں ہیں ان پر مکہ والے حملہ نہ کرینگے اور جو حملہ کرینگے ان کی مدد کرینگے اور مسلمان ان لوگوں پر حملہ نہ کرینگے جو مکہ والوں کی پناہ میں ہیں جو حملہ کرینگے ان کی مدد کرینگے مکہ والوں کی پناہ میں بنی بکر کی قوم تھی اور مسلمانوں کی پناہ میں خزاعہ کی قوم تھی اتفاقاً بنی بکر اور خزاعہ کی قوم میں جنگ ہوئی مکے کے کافروں نے اپنے عہد کا کچھ خیال نہیں کیا اور بنی بکر کی ہتیاروں سے مدد کی یہ حال دیکھ کر خزاعہ میں سے ایک شخص عمرو بن سالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور فریاد کی کہ مکے کے کافروں نے عہد کو توڑ دیا آپنے فرمایا اچھا ہم بھی تمہاری مدد کرینگے اسکے بعد آپ نے مکہ پر لشکرکشی کی اور مکہ فتح کیا غرضکہ یہ آیت کافروں کے جو اپنا عہد توڑتے تھے اُنسے قتال کرنیمیں نازل ہوئی ہے۔

وہ اون ستاروں کو جن کو وہ پوجتے تھے پوجا کرتے تھے یعنے ہم چھوڑنے والے نہیں۔

۳۲ استفہام تاکیدی — جس استفہام سے مضمون جملہ سابقہ کی تاکید مقصود ہو وہ استفہام تاکیدی جیسے اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ (زمر ع) کیا جس پر عذاب لازم ہو گیا ہے آیا تو اوسکو آگ سے نکال سکتا ہے یعنے ہرگز ہرگز ایسے شخص کو جسکے حق میں عذاب لکھا گیا ہے اوسکو تم نہیں نکال سکتے یہاں دوسرا جملہ پہلے جملے کی تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔

۳۳ استفہام اخباری — جس استفہام سے مقصود کسی بات کی خبر دینا ہو وہ استفہام اخباری ہے جیسے اَفِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ اَمِ ارْتَابُوا (نور ع) یعنے اون کے دلوں میں یا تو بیماری ہے یا شک میں پڑے ہوئے ہیں یہاں جملہ استفہامیہ سے مقصود خبر دینا ہے یعنے یا تو دلوں کے بیمار ہیں یا شک میں پڑ گئے ہیں۔

۳۴ استفہام تکثیری — جس استفہام میں کسی چیز کی بہتات بتلائی جاوے وہ استفہام تکثیری ہے جیسے كَمْ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنَاهَا یعنے بہت ساری بستیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔

۳۵ استفہام تقلیلی — جس استفہام میں کسی چیز کی قلت بتلائی جاوے وہ استفہام تقلیلی

ف مثال استفہام تاکیدی (ف) [illegible] کہا ہے تجھے لازم ہے [illegible] پس ایسی باتیں اپنی طرف سے جوڑ بیٹھے [illegible] استفہام خلیلی [illegible] شہیدی کا [illegible] ہو [illegible] مشعور کر دوں گیا۔

مثال استفہام تکثیری (ف) [illegible] کسی میں [illegible] لوگ کرتے ہیں بری بات کا چرچا [illegible]

مثال استفہام تقلیلی (ف) [illegible] استفہام تقلیلی کی مثال [illegible] سے نہیں [illegible]

کلمات استفہام

کلمات استفہام گیارہ ہیں ہمزہ۔ ھَل۔ مَا۔ مَن۔ اَیُّ۔ لِمَ۔ کَیفَ۔ اَینَ۔ اَنّٰی۔ مَتٰی۔ اَیَّانَ ۔

(ہمزہ و ھل) ہمزہ طلب تصور اور طلب تصدیق دونوں کیلئے آتا ہے اور ھل محض طلب تصدیق کیلئے

اور باقی حروف صرف طلب تصور کے لئے اردو میں ان دونوں لفظوں کا ترجمہ (کیا) ہے۔

(ما) ما استفہامیہ کے معنی اَیُّ شَیْءٍ کے ہوتے ہیں یعنے کیا چیز کونسی چیز کیسی چیز کیا حسب موقعہ اسکا ترجمہ

ہوتا ہے اس سے عام غیر ذوی العقول یا انکی صفات پوچھی جاتی ہیں جیسے مَا لَوْنُهَا اس کا رنگ کیسا ہے

(مَن) اس سے ذوی العقول کا تعین پوچھا جاتا ہے اردو میں اسکا ترجمہ (کون) ہے جیسے مَن بَعَثَنَا مِن مَرقَدِنَا

(اَیُّ) جس کسی امر میں دو باہم شریک ہوں تو ایک کو دوسرے سے جدا کرنیکے لئے اَیُّ لایا جاتا ہے اردو میں اسکا

ترجمہ (کونسا) ہے جیسے اَیُّکُم زَادَتهُ هٰذِهِ اِیمَانًا۔

(لِمَ) حرف تعلیل ہے کسی چیز کی علت پوچھنے کے لئے آتا ہے اردو میں اس کا ترجمہ (کیوں یا کس لئے) ہے

جیسے لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفعَلُونَ۔ کیوں کہتے ہو ایسی بات کو جسکو خود تم نہیں کرتے۔

(کَیفَ) کسی چیز کی حالت دریافت کرنیکے لئے آتا ہے جیسے قرآن شریف میں کَیفَ تَکفُرُونَ بِاللّٰہِ استعمال کیا ہے

اور اس سے مراد یا تنبیہ ہے یا توبیخ یا تعجب اردو میں اسکا ترجمہ (کیا) یا (کیونکر) ہے۔

(اَینَ) استفہام مکانی ہے یعنے اس سے کسی جگہ کا سوال ہوتا ہے اردو میں اسکا ترجمہ (کہاں) ہے جیسے

اَینَ تَذهَبُونَ۔ کہاں چلے جاتے ہو۔

(اَنّٰی) استفہامیہ یا تو معنی میں کیف کے ہوتا ہے یعنے (کیسے) جیسے اَنّٰی یُحیِی اللّٰہُ هٰذِهِ بَعدَ مَوتِهَا

یا معنی میں اَینَ یعنے کہاں سے جیسے اَنّٰی لَکِ هٰذَا ای من این لک ہذا۔ یہ کہاں سے تیرے لیے آگیا

[illegible]

[illegible]

الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

تفصیلی اشتہار نمبر ۲

اشاعت سلسلۂ علوم قرآن مجید

و

اظہار اعجاز فرقان حمید

منجانب مولوی حافظ عبد المجید صاحب وظیفہ یاب علاقہ پائگاہ نواب صاحب وقار الامراء بہادر مرحوم ساکن ملک پیٹھ نمبر ۱۸۹/۶
حیدرآباد دکن

و مولوی حافظ عبد الحمید صاحب (اٹاوی) ساکن کنٹہ روڈ نمبر ۱۱۱/۱
حیدرآباد دکن

یہ اشتہار شائقین کو مفت مل سکتا ہے

در مطبع اختر دکن واقع افضل گنج طبع گردید

ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۳ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ فِیْهِ تِبْیَانٌ لِکُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

ہر مسلمان پر عام اس سے کہ وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو جیساکہ قرآن مجید کا صحیح پڑھنا اوس کو لازم ہے ویساہی قرآن کی معانی سمجھکر اوس کی مطابق عمل کرنابھی ضروری ہے جیساکہ خود ذات باری عز اسمہ فرماتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ (یوسف اع) اور دوسری جگہ ارشاد فرماتاہے۔ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ (اعراف اع) اگرچہ اس وقت تک قرآن مجید کے بہت تفاسیر اور تراجم عربی اور فارسی اور اردو زبان مین تصنیف ہوے ہین اور ہر ہر مفسر اور مترجم نے اپنے مذاق علمی اور معلومات کے مطابق کلام ربانی کی تفسیر اور اوس کا ترجمہ کیاہے لکن ابھی تک قران مجید کے اون مضامین کو اردو زبان مین

لہ ہم نے اس قران کو عربی زبان مین اس لئے اتارا ہی کہ تم عرب کی لوگ مادری زبان مین ہونیکی وجہ سے اوس کو بخوبی سمجھ سکو گے (ای لوگو یہ قرآن) جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر اترا ہی اوسی کی ہدایت پر چلے جاؤ اور خدا کے سوا اپنے بنائی ہوئی کارسازون (یعنی معبودان باطل) کی پیروی نہ کرو تم لوگ تو غور کر بہت کم کام مین لاتی ہو۔

کسی نے حل نہیں کیا جن مضامین سے فصاحت وبلاغت قرآن معلوم ہو اور نہ اون
مسائل سے بحث کی ہے جن سے اعجاز قرآن اور اوس کا مافوق الطاقۃ البشریہ ہونا ثابت
ہو قرآن کے فصاحت وبلاغت کی سمجھنے اور اوس کی وجوہ اعجاز پر واقف ہونے میں علما تو
کجا بعض خاص خاص لوگ بھی عاجز ہیں غرضکہ قرآن پاک کی مضامین اور دقائق کی سمجھنے
کے لیے مختلف علوم کی ضرورت ہی اور وہ علوم کا ایک ایسا مخزن و معدن ہے جس کی مختلف
قسم کے جواہر کی آبداری لآلی عقول حکما کو ماند کرتی ہے اور وہ ایک ایسا بحر ناپیداکنار ہی
جس میں بڑے بڑے فصحا اور بلغا غواصان علوم غوطہ زنی کرتے ہیں لیکن اوس کی تہ تک
نہ پہونچنے کا اعتراف کرتے ہیں اوس کی دُر شاہوار اور جواہر زواہر کی آب وتاب سے
اون کی زبانیں تنقیح اور تنقید سے عاجز ہیں خلاصہ یہ کہ قرآن مجید کی ایک ایک آیت ایک
عروس زیبا ہے جو مختلف بے بہا جواہر اور گہرہاے ابدار سے مُحلّی اور مزیّن ہے اور
اپنے لاثانی جمال جہان آرا سے ایک عالم پر خورشید تابان کی طرح پرتو افگن ہے۔

اعجاز قرآن کو وہی سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ علوم عربیہ کے
دقائق سمجھنے میں صرف کر دیا ہے اور اوس کے حقائق پر وہی حضرات واقف ہو سکتے
ہیں جنہوں نے فصاحت وبلاغت کی تمام مسائل اور نیز مختلف علوم وفنون کے اصول
سے پوری واقفیت حاصل کی ہو قرآن مجید جیسا کہ من وجہ آسان اور سلیس ہی ویسا ہی
من وجہ مشکل اور عویص بھی ہے آسان تو اس وجہ سے کہ اوسکی عبارت سلیس تعقید
معنوی اور لفظی سے معرّی غرابت سے خالی وَلَقَدْ[۱] یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّکْرِ
فَہَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ (قمر ع) اور مشکل اس وجہ سے کہ وہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

۱ ہم نے قرآن کو لوگوں کی نصیحت پذیر ہونے کے لئے آسان کر دیا ہی تو کوئی ہی کہ نصیحت پذیر ہو۔

کا زندہ معجزہ ہے جو تا قیام قیامت باقی رہے گا جس کی مثل ایک سورت کا بھی پیش کرنا طاقت بشری سے خارج ہے ۔ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ[۱] (بقرہ ع)

الحاصل یہ کلام مقدس باعتبار معانی ظاہری کے آسان ہے اور باعتبار حقائق اور بلاغت و دقائق فصاحت اور اسرار خفیہ اور رموز مخفیہ کے مشکل تفہیم معانی کے متعلق بہت تراجم اور تفاسیر عربی اور فارسی اردو زبان مین ہو گئے ہین جن علما نے اس کی معانی سمجھانے مین کوشش بلیغ کی ہے اللہ تعالی اون کے کوشش کو مقبول فرمائے اور اون کے فیوض علمیہ سے تمام جہان کو فیضیاب کرے ۔

جب ذات باری تعالی خود قرآن مجید مین یہ ارشاد فرماتا ہے وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ[۲] اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ[۴] تیسری آیت مین ارشاد ہوتا ہے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ[۳] غرضکہ متعدد آیات سے قرآن عظیم الشان کا جامع علوم و فنون ہونا معلوم ہوتا ہے چنانچہ اسی امر کے ثابت کرنے کے لیے علما متقدمین نے بہت کچھ کتابین عربی زبان مین

---

[۱] اور جو ہم نے اپنے بندے (محمد) پر (قرآن) آتارا ہے اگر تم کو (اس کے منجانب اللہ ہونے مین) شک ہو تو اس جیسی ایک سورت تم بھی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے حمایتون کو (بھی) بلا لو۔

[۲] اور (اے پیغمبر) ہم نے تم پر (یہ) کتاب نازل کی ہے (جس مین) ہر چیز کا بیان (شافی) ہے اور مسلمانون کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے ۔

[۳] اور دنیا کی (تر و خشک (سب چیزین ہی تو) کتاب واضح مین لکھی ہوئی موجود ہین ۔

[۴] ہم نے اس کتاب مین کسی چیز کو نہین چھوڑا۔

تصنیف کی ہین منجملہ اونکے ایک کتاب الاتقان لعلوم القرآن مولانا علامۂ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی ہے جس ہین بعض بعض علوم کو شواہد قرآن سے علامہ موصوف نے بتادیا ہے مگر اوس ہین بھی تمام علوم وفنون کا استقصا بدرجۂ کمال نہین کیا گیا ہے جن کا اشارہ آیات مذکورین ہے اوس کے سوا اور بھی علما اور کملائے صوفیہ نے اسرار اور شواہد قرآن کے بیان ہین مختلف کتب اور رسائل تصنیف کئے ہین مگر کوئی کتاب جوان سب مختلف بیانات کی جامع ہو نہین ملتی علی الخصوص اردو زبان ہین الحاصل ان علوم کے خزاین اگر ہین تو وہ عربی زبان ہی ہین ہین اردو زبان ہین نہین جس کو ہر کوئی سمجھ سکے نظر بوجوہ بالا اس مختصر اور موجز اور جامع اور محیط قانون ربّانی کے متعلق ہم بھی یہی کہینگے ع بہت کچھ ہو چکی خدمت بہت کچھ اب بھی باقی ہے) اسی ضرورت کو محسوس کر کے ہمارے فاضل برادر عزیز عالیجناب مولانا مولوی حاجی حافظ ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب (مولوی فاضل) ہمشیرہ زادۂ نواب وقار نواز جنگ بہادر نے سلسلۂ علوم قرآن کو ایک وسیع پیمانہ پر ترتیب دیا ہے اور آپ نے اپنے اوس وعدے کی تکمیل ہے جسکا ذکر آپ نے اپنی کتاب تعلیم العقائد ہین اجمالاً کیا تھا آپ نے سلسلۂ علوم قرآن کو آٹھ حصون پر تقسیم کیا ہے پہلا حصہ سلسلۂ فصاحت و بلاغت قرآن (۲) دوسرا حصہ سلسلۂ احکام قرآن (۳) تیسرا حصہ سلسلۂ اخلاق قرآن (۴) چوتھا حصہ سلسلۂ علم تصوف قرآن (۵) پانچوان حصہ سلسلۂ علوم الہیئۃ قرآن (۶) چھٹا حصہ سلسلۂ علوم طبیعیۂ قرآن (۷) ساتوان حصہ علوم ریاضیۂ قرآن (۸) آٹھوان حصہ علوم متفرقۂ قرآن

(۱) سلسلۂ فصاحت و بلاغت قرآن

اس سلسلے ہین اسلوب آیات قرآنی اور ترکیب نظم قرآن اور اوس کی تقدیم اور تاخیر کے

فوایداور ہر ہر جملے مین جو لفظ اختیار کیا گیا ہے اوسکی خوبیان بیان ہونگین اس سلسلے مین مندرجہ ذیل علوم ہون گے -

علم الاستفہام - علم الامر - علم النہی - علم الدعا و علم الندا ر علم التمنی والترجی - علم الخطابہ - علم الخبر - علم الانشا علم الایجاز - علم الاطناب - علم المساوات - علم البیان - علم المجاز - علم الاستعارہ - علم التشبیہ - علم التعریض والکنایہ - علم الفصل والوصل - علم البدیع - علم اللغہ - علم الصرف - علم النحو - علم الاعراب وغیرہ -

۲ - ا سلسلۂ فقہ قرآن

علم فقہ کے متعلق دو علوم ہین ایک اصول فقہ دوسری احکام فقہ اصول فقہ کے سلسلے مین یہ علوم ہونگے علم العام والخاص - علم النص - علم الظاہر - علم المشکل - علم المجمل - علم الامر - علم النہی - علم المطلق علم المقید - علم المشترک - علم الماوّل - علم المتشابہ - علم الاستدلال - علم القیاس -

۲ - ب سلسلۂ احکام قرآن

احکام فقہیہ کے سلسلے مین یہ علوم ہونگے -

علم الایمان - علم الاسلام - علم الطہارۃ - علم الصلوۃ - علم الزکوۃ - علم الصوم - علم الحج - علم النکاح - علم الطلاق - علم الحدود - علم البیع - علم الربا - علم الحقوق - علم القضا - علم الفرایض - علم الوصایا وغیرہ

۳ سلسلۂ اخلاق قرآن

علم آداب الاکل - علم آداب الکلام - علم آداب المعاشرۃ مع الاخوان - علم آداب السیاحۃ علم الصبر - علم الشکر - علم الخوف والرجا - علم ذم الغضب والحقد والحسد - علم ذم الدنیا وذم البخل وذم حب المال - علم ذم الجاہ والریا - علم الکبر والعجب وغیرہ -

۴ سلسلۂ تصوف قرآن

اس سلسلے مین مندرجہ ذیل علوم ہون گے گویا یہ سلسلہ خلاصہ ہوگا اون احکام کا کہ جن کا استنباط صوفیہ کرام رحمہم اللہ اجمعین آیات قرآنی سے کرتے ہین -

علم المعارف - علم المعاملات - علم الاحوال - علم المنازل - علم المنازلات - علم المقامات وغیرہ

(۵) سلسلہ علوم الٰہیۃ قرآن

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل علوم ہونگے۔

علم آیات اللہ تعالیٰ۔ علم اسمار اللہ تعالیٰ۔ علم صفات اللہ تعالیٰ۔ علم التوحید۔ علم التنزیہ والتشبیہ علم الملائکہ۔ علم آثار القیامہ۔ علم الحشر۔ علم الجنۃ۔ علم النار۔ علم النبوۃ۔ علم الوحی وغیرہ۔

(۶) سلسلہ علوم طبعیہ قرآن

علم الارض (زمین)۔ علم السمار (آسمان)۔ علم المار (پانی)۔ علم الھوار۔ علم النار (آگ)۔ علم تکوین الاحجار (پتھر)۔ علم تکوین النبات (نباتات)۔ والاشجار۔ علم تکوین الحیوانات۔ علم الروح۔ علم کیفیۃ اعضار الانسان۔ علم النفس والقوے علم الحرکۃ۔ علم السکون۔ علم السحاب (ابر)۔ علم الاظلال۔ علم البرق۔ علم التوالد والتناسل علم الطب والادویہ۔ علم المناظر۔ علم الامکنۃ۔ علم النور علم الظلمۃ۔ علم المعادن (بجلی)۔ علم الکیمیار وغیرہ۔

(۷) سلسلہ علوم ریاضیہ قرآن

علم الحساب۔ علم الکرۃ۔ علم النجوم۔ علم الھندسہ۔ علم المثلث۔ علم الاعداد۔ وغیرہ۔

(۸) سلسلہ علوم متفرقہ قرآن

علم التاریخ۔ علم القصص۔ علم السیر علم المغازی۔ علم فواصل الآیات۔ علم معرفۃ اسمار القرآن۔ علم معرفۃ آداب تلاوت القرآن۔ علم القراۃ۔ علم معرفۃ من نزال فہیم القرآن۔ علم معرفۃ جمعہ وترتیب علم معرفۃ خواص السور۔ علم معرفۃ فواتح السور۔ علم معرفۃ کیفیۃ تحمل القرآن۔ علم الکلام۔ علم المناظرہ علم العلل۔ علم الحجج۔ علم البراھین۔ علم النسخ۔ علم التفسیر۔ علم الحدیث۔

سلسلہ علوم قرآن کی ضرورت

سلسلہ علوم قرآن کی کچھ تو ضرورت اوپر بیان ہو چکی ہے اور کچھ یہاں بیان کیجائیگی۔

(۱) سب سے پہلی ضرورت سلسلہ علوم قرآن کی اس وجہ سے ہے کہ اثبات اعجاز قرآن مختلف علوم کے ذریعے سے کیا جائے تاکہ عام خاص سب لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ قرآن کریم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔ اور جناب سرو

کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا مبارک سینہ اور نورانی قلب مہبط فیوض ربانی تھا جو لذتنے علوم اور دقائق کا بار اوٹھاتے ہوئے تھا۔ وَلَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ

(۲) دوسری ضرورت سلسلۂ علوم قرآن کی اس وجہ سے ہے کہ اکثر مخالفین اسلام خصوصاً آریہ وغیرہ مذہبی تعصب کیوجہ سے قرآن پاک پر بیجا اعتراضات کرتے ہین اور عدم وقوف عربیت کیوجہ سے جوجی مین آیا قرآن پاک کی نسبت اعتراض لکھہ بیٹھتے ہین نہ اوس کے محل کو سمجھتے ہین نہ سیاق عبارت کو معلوم کرتے ہین اس لئے آخرکو منہ کی کہاتے ہین بلکہ بعضے نادان کم عقل مخالفین قرآن کا معارضہ سہل سمجھکر کچھ غلط سلط عبارت بناکر مسیلمہ کذاب کی طرح یہ دعوے کرتے ہین کہ دیکھو ہم نے بھی قرآن کی کئی سورتین بنادین ایک نو آریہ نو جو پہلے مسلمان تھا سوہی اور کلکتوہی سورتین بناکر شائع کی ہین حالانکہ اوس بیچارے کی استعداد اور لیاقت پر نظر کیجئے تو اوس کی بات صحیح عربی کا ایک فقرہ نکلنا بھی خارج از امکان ہے کہلے کہلے اغلاط صرفی اور نحوی اوس کی بنائی ہوئی سورتون مین موجود ہین جنکو دیکھکر اہل علم لوٹتے لگاتے ہین اور ایک ذٹل کی طرح خیال کرتے ہین مگر ناواقف عوام خصوصاً مخالفین اونکو سنکر پھول جاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ حقیقۃً یہ سورتین فصاحت و بلاغت مین قرآن کی مثیل ہین کس برتے پر تتا پانی ۔

پس ایسے ناواقف مخالفین اسلام کو سلسلۂ علوم قرآن یہ بتائے گا کہ معاذ اللہ قرآن پر شبہات وارد کرنے سے پہلے یا اوس کا معارضہ کرنے سے پہلے عربیت مین کافی استعداد اور حوصلہ پیدا کیجئے اور اوس مین جو جو علوم ہین اون پر وقوف حاصل کیجئے اون اصول ومبادی سے واقف ہونیکے بعد جو اعتراض یا شبہ وارد ہو اوسکو پیش کیجئے اوسکا کافی جواب عمدہ پیرائے مین دیا جائیگا جو اون کے سمجہ مین آجائیگا۔

(۳) تیسری ضرورت سلسلۂ علوم قرآن کی اس وجہ سے ہے کہ ائمہ مجتہدین کے جو اجتہادات

لے (اے محمد) ہم اگر یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے ہوتے (اور آدمی کیطرح وہ سمجھتا) تو اوسکو دیکھہ لیتے کہ خدا کے ڈر کے مارے جھک پڑا ہوتا اور پھٹ پڑا ہوتا ہم یہ مثالین لوگونکے سمجھنے اور سمجھنے کے لئے بیان کرتے ہین

اون کے استنباطات قرآن کریم سے ہین عام کیا خاص لوگ بھی اون کے اصول اور قواعد
پہ واقف نہین اس لئے سلسلہ علوم قرآن مین فقہی اور اصولی مسائل کو بھی بیان کیا جائیگا تاکہ
مقلد اور غیر مقلد دلون کو فائدہ ہو۔

۴ چوتھی ضرورت سلسلۂ علوم قرآن کے قایم کرنے سے یہ بھی ہے کہ آجکل علوم مغربیہ کے شیدائی
اور نئی روشنی کے دلدادہ بعض اوقات یہ کہہ بیٹھتے ہین کہ قرآن کیا ہے بیش ازین نیست کہ اخلاقی
قصص کا مجموعہ ہی پس اسی ضرورت سے ہم نے خاصکر ایک جدا سلسلہ علوم طبعیہ اور ریاضیہ
کا بھی رکھا ہے تاکہ معلوم ہو کہ قرآن مجید صرف اخلاقی قصون سے بحث نہین کرتا اور اوس مین جو
واقعات اور قصص ہین وہ حقیقت واقعی رکھتے ہین جو ادب اور عبرت آموز ہین ان کے علاوہ
علوم مادیہ اور طبعیہ کے اصول کیطرف بھی اون مین بالاجمال اشارہ ہے۔

۵ پانچوین ضرورت سلسلۂ علوم قرآن سے یہ بھی ہے کہ علماء ظاہری محض ظاہری معنے قرآن
کو سمجھکر اوسی پر اکتفا کرتے ہین اور اوس کے حقائق اور مغز سے واقف نہوکر صوفیہ کرام رحمہم اللہ
پر بے موقع اعتراض کر بیٹھتے ہین اس لئے ایک حصہ تصوف کا بھی رکھا ہے تاکہ جو لوگ مذاق
تصوف سے مالامال ہین اونکو حقائق باطنی معلوم ہون اور اسرار صوفیہ کرام سے بیحد التذاذ حاصل ہو

۶ چھٹی ضرورت جو سب سے زیادہ ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانون کی اخلاقی حالت اسوقت
بہت بگڑ رہی ہے اور اسی وجہ سے مسلمانون مین آپس مین پھوٹ اور نفاق اور تحاسد اور
تباغض اور منازعات کا مرض متعدی پھیلا ہوا ہے سچائی اور راستی اور عدل اور سلامت
روی کا التزام اونھون نے بالکل چھوڑ دیا ہے اس لئے سلسلۂ علوم قرآن اون کے روحانی
امراض کا معالج ہوگا اور سارے اخلاقی آداب اور طرز معاشرت اور طریق تمدن کو بتائیگا
جس سے مسلمانون کی دینی اور دنیوی ترقی ہوگی بشرطیکہ مسلمان احکام قرآن پر عمل کرین۔

سلسلۂ علوم قرآن کیا کام کرے گا

سلسلۂ علوم قرآن مسلمانون کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جو مسلمانوںمین ترقی کی روح

پہونچیگا - اور اون کے اخلاق اعمال طرز معاشرت تدبیر تمدن مین یوماً فیوماً اصلاح کرے گا
جو حضرات اردو زبان کی ترقی چاہتے ہین سلسلۂ فصاحت و بلاغت قرآن ایسی باریکیان
اور قواعد بتائیگا کہ اگر اون قواعد کو اردو مین استعمال کرین اور فصاحت بلاغت قران سے جو
جدید اصطلاحات اونکو حاصل ہون اون اصطلاحات کی اشاعت اردو زبان مین کرین تو
علاوہ توسیع اشاعت زبان اردو کے اعلیٰ درجہ کے انشاپرداز ہون اور جن حضرات کو اسپیچ یا
خطبے یا وعظ کا شوق ہوا ونکو فصاحت بلاغت قرآن ایسے ایسے اصول فن تقریر کے سکھائیگا
جن سے وہ عام جلسون مین تقریر کر سکینگے اور اپنی جادو بیانی سے ایک عالم کو مسخر کرلین گے کیونکہ
اس سلسلے مین بعض بعض مقامات پر علاوہ آیات قرآنی کے شواہد کے عربی یا فارسی یا اردو شعرا
کے اشعار اور ضرب الامثال توضیح مسائل کی غرض سے استشہاد مین لائے جائینگے تاکہ
اون طلبہ کو جو مطول اور مختصر کے مشکل مضامین اردو مین سمجھنا چاہتے ہین اونکو اردو مین فصاحت
بلاغت کے دقیق دقیق مسائل حل شدہ ملینگے -

اصول فقہ کے پڑہنے والون کو توضیح اور تلویح مسلم الثبوت جمع الجوامع کے حل شدہ مسائل
اردو زبان مین شواہد قرآنی کے ساتھ دستیاب ہونگے

جو حضرات تصنیف اور تالیف مین مصروف ہین اونکو بھی سلسلۂ علوم قران کی اس وجہ سے
ضرورت ہی کہ یہ سلسلہ جب مختلف علوم سے بحث کریگا تو بہت کچھ ذخیرہ اونکو حل شدہ مسائل
قرآن کا شواہد قرانی کے ساتھ ملیگا کیونکہ ہر ہر علم کے مسائل سے پہلے اوس کی ضروری تعریفات
اور مبادی بیان کرگئے ہین تاکہ مشکل مسائل کا سمجھنا آسان ہو جایگا آیات کا ترجمہ معہ
حوالہ سورہ اور رکوع کیا گیا ہے اور ہر ہر آیات سے جو مضامین نکلتے ہین اور جن جن آیہ نے
اون سے استدلال کیا ہے اوسکو بھی بخوبی کہولا ہے اور ذرا سے شبہ کو بخوبی حل کیا ہی
غرضکہ بحمد اللہ یہ سلسلۂ علوم قرآن انشاء اللہ تعالیٰ ہر خاص و عام کو مفید ہوگا قاریان قرآن کو قرأت
صوفیون کو تصوف طالبین تفسیر کو تفسیر و حدیث شائقین فقہ کو فقہ مشتاقان اصول و بیان کو اصول

دبیان اور شیدایان علوم مغربیہ کو طبعیات اور ریاضیات کے مسائل سکھلائے گا۔

سلسلۂ علوم قرآن کی اشاعت کہاں سے ہوگی

اگرچہ مولوی صاحب موصوف کا یہ منشا تھا کہ سلسلۂ علوم قرآن دہلی مین قایم کیا جاتا کیونکہ شہر دہلی ہمیشہ سے علماء دین کا محط رحال رہا ہے لکن چونکہ مولوی صاحب موصوف کا مولد اور مسکن حیدرآباد فرخندہ بنیاد ہے اور اسی دولت ابد پایدار کے وہ نمک خوار قدیم مین اور نیز اسوقت حیدرآباد دکن بوجہ قدردانی آقاے ولی نعمت اعلیحضرت بندگانعالی حضور پرنور مظفر الدولہ مظفر الممالک نظام الملک فتح جنگ آصف جاہ سابع واسطہ طلوع انوار العلم والعرفان وسیلۃ ظہور آثار العدل والاحسان نواب میر عثمان علیخان بہادر جی سی ایس آئی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ وادام اللہ عزہ وشوکتہ۔

ادام العلی رب الوری بوجودہٖ ورَوّی بریاض العلم من فیض جودہٖ

علما اور فضلا کا مرجع اور مسکن ہے اور اعلیحضرت حضور پرنور کو چونکہ علوم وفنون سے خاصتہً علوم دینیہ سے زیادہ دلچسپی ہے چنانچہ اسی دلچسپی اور قدردانی کا اثر ہے کہ اس وقت حیدرآباد دکن علوم فنون کے شاداب چمنون سے رشک گلشن ہے اور اسی آفتاب علم وحکمت سے ہر در ودیوار روشن ہے اور ہر خاص وعام اپنے آقائے ولی نعمت والی ملک وملت کی مدح سرائی مین یون نغمہ زن ہے۔

ہست عثمان علیخان مطلع انوار علم	گشتہ روشن از ضیائے علم او دربار علم
ناخن فکرش کشاید عقدۂ سربستہ را	جودت طبعش کند حل مشکل اسرار علم
لطف وانعامش مسخر اہل عالم را کند	مالدار علم شد از فیض او نادار علم
طالبان علم را کردہ تونگر از عطا	عالمان مخمور بادہ گشتہ او خمار علم
ارزش فضل وہنر در عہد تو بالا گرفت	ای کف جود ونوالت ابر گوہربار علم
دیدنی باشد کمال افتخار و رفعتش	ہست زیب افسر تو گوہر شاہوار علم

ماکه قایم کرده ایم این سلسله را بهر دین
گوهر سود است ارزان لیکه در بازار علم

این شجرها نشانده ایم از برای فیض عام
حق پژوهان بهره گیرند از آثار علم

گمرهان را هم هدایت می کند این سلسله
غافلان جاهلان را هم کند هشیار علم

ماحی کفر و ضلالت قامع بنیاد جهل
حاوی احکام قرآن جامع اسرار علم

معنی فرقان که قوت روح باشد بے گمان
طالبان علم اکنون برخورند از بار علم

هست حکم دانش بوا این بادهٔ گلفام را
مژده ده ساقی بیا بند این زمان سرشار علم

چون نه بر آید امیدم از عطاے شاه ما
هست از انعام شاهی رونق بازار علم

بلبل توحید هر دم نغمه سنجی میکند
با دیار رب خرم و شاداب این گلزار علم

نظر برین حقوق ملکی کا لحاظ رکھکر اس کا صدر مقام حیدر آباد دکن ہی قرار دیا گیا ہے اگر موقعہ ملا تو اس کی شاخیں دہلی۔ لکھنو۔ مراد آباد۔ لاہور وغیرہ ممالک مین بھی کھول دیجا سکین

سلسلہ علوم قرآن کی رفتار سست کیون ہے

سلسلۂ علوم قرآن کی رفتار جو اس وقت دھیمی سے ہے اوس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مولوی صاحب ممدوح کے پاس نہ اسقدر سرمایہ ہے کہ اس کو سرعت کے ساتھ چلائین اور نہ ایسی کوئی جایداد ہے کہ جو اس دینی خدمت کے لیے وقف کر دیجاے جو کچھ مولوی صاحب موصوف کی قلیل تنخواہ سے ہے وہ اسی سلسلے کے طبع مین خرچ ہو جاتی ہے اگر روساے ذوی الاقتدار اور حکام عالی مقام جنکو قرآن پاک سے سچی محبت ہو۔ (اور یون تو ایمان کی بات ہے کہ سبھی کو ہونا چاہیے) اور اس دینی کام کو ضروری سمجھتے ہون تو کچھ امداد چندے کے طور پر عطا فرما کر اسکی اعانت فرمائین تو کچھ بعید نہین کہ اس کی رفتار تیز ہو جاے اگرچہ فی الحال اس کے چھوٹے چھوٹے رسالے ہین لیکن جب بڑے بڑے مباحث بیان کئے جاینگے تو وہ ضخیم کتابون کی صورت اختیار کرتے جاینگے جس کے طبع کے لیے ایک رقم کثیر کی ضرورت ہوگی غرضکہ شایقین علوم قرآن جو کچھ رقم سالانہ یا ششماہی یا سہ ماہی یا ماہانہ یا ایک مشت عطا

فرمائینگے وہ بہت شکریہ کے ساتھ منظور کی جائیگی اور جو کچھ آمدنی اور خرچ اس کے طبع کا ہوگا وہ سالانہ رپورٹ مین چھاپ دیا جائیگا جس سے واضح ہو جائیگا کہ صرف طبع ہی کے کام مین لگائی گئی ہے کیونکہ فہرست منسلکہ مین ہر علی کا اسم گرامی معہ تعداد چندہ و خرچ طبع درج رہیگا۔

سلسلۂ علوم قرآن علما سے کس قسم کی اعانت چاہتا ہے

قرآن مجید مین اس قدر علوم ہین کہ جن کا حساب ہو نہین سکتا قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا کہف ۱۲ ع ۱۲ غرضکہ اون علوم کا احاطہ سواے ذات باری تعالیٰ اور حضور اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک کے کسی اور قلب سے ہو نہین سکتا کہ اوس کے پورے مضامین پر حاوی ہو سکے لکن مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ پر مولوی صاحب عمل پیرا ہوکر اس سلسلہ علوم قرآن کو بغرض اثبات اعجاز قرآن و اصلاح حالت مسلمانان حَفِظَهُمُ اللہ اس کام کو اپنے ذمے لیا ہے اگر سب علمار ذوی الکرام اور مصنفین ذوی الاحتشام اس دینی کام مین مولوی صاحب موصوف کا ہاتھ بٹائین تو کچھ عجب نہین کہ یہ کام بہت جلدی جلدی ہونے لگے ورنہ مولوی صاحب تو اپنی وسعت اور طاقت کے موافق اس خدمت قرآن کو ہمہ تن مستعدی سے بجالارہے ہین اگر کوئی صاحب کسی خاص فن مین کمال رکھتے ہون وہ اپنی تصنیف کو (اسطرح پر کہ علمی مضامین کو قرآنی شواہد کے ساتھہ ثابت کیا ہو) دفتر اشاعت سلسلہ علوم قرآن مین بھیجدین تو بعد تنقید ارکین اشاعت علوم قرآن و گنجائش سرمایہ اونہین کے نام نامی سے وہ کتاب دفتر اشاعت علوم قرآن مین چھپ سکے گی اگر کوئی صاحب اسی سلسلہ علوم قرآن کی ترتیب مین کوئی مفید راے دفتر اشاعت علوم قرآن مین بھیجدین تو بہت شکریے کیساتھہ لیجائیگی۔

سلسلۂ علوم قرآن عام غیر مستطیع اشخاص سے کیا چاہتا ہے

چونکہ یہ قرآن عظیم الشان کی خدمت ہے جس کی سعی و اشاعت مین ہر مسلمان کو من حیث الاسلام

ثواب حاصل کرنا ضرور ہے اس لئے جن صاحب کے پاس سلسلۂ علوم قرآن کا کوئی سا نمبر پہونچے یا اشتہار نمبر ۱ یا تفصیلی اشتہار نمبر (۲) پہونچے تو اونکی خدمت مین یہ عرض ہے کہ براہ کرم آیت تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان وحدیث الدال علی الخیر کفاعلہ پر عمل پیرا ہوکر اپنے دوسرے برادران اسلام کو اس سلسلے کی خریدنے کی ترغیب اور تحریص دین جو صاحب آٹھ خریدار سلسلۂ علوم قرآن کے فراہم کردینگے اور اون خریدارون سے پیشگی قیمت (جس کی تفصیل آگے آتی ہے) وصول ہوجائیگی اون کی نام سلسلۂ علوم قرآن مفت جاری ہوگا

سلسلۂ علوم قرآن اڈیٹران و مدیران رسالہ جات سے کس امر کا خواہان ہے

تمام مدیران اخبار و شیعیان رسالہ جات جن کو سلسلۂ علوم قرآن کے اشتہار نمبر ۱ و ۲ و ۱۰ اور رسالہ جات نمبر ۱ و ۲ و ۳ پہونچین اونکی قلمی اعانت سے ہمکو امید ہے کہ اس سلسلے کی متعلق ایک مختصر اور مفید ریویو اپنے اخبار گہربار مین چھاپ کر قرآن کی اشاعت فرمائین نیز جس قدر اشتہارات ارسال خدمت کئے جاتے ہین اونکو اپنے خریدارون اور دوست و احباب مین تقسیم کردین

واعظون اور خطیبون اور قوم کی لیڈرون کو سلسلۂ علوم قرآن کی لئے کیا کرنا چاہئے

واعظان خوش بیان اور مقرران خوش الحان سے بھی ہمکو امید ہے کہ جو جو نمبر سلسلۂ علوم قرآن کی خدمت اقدس مین پہونچین مضامین قرآن کی اشاعت بذریعہ وعظ کرین اور اشتہار نمبر ۱ و ۲ و رسالہ جات نمبر ۱ و ۲ و ۳ خدمت مین پہونچین تو از راہ ہمدردی قرآن اسکی اشاعت کی متعلق بھی ضمناً وعظ مین ذکر فرمادین اور مناسب ہوگا کہ ان اشتہارات کی مضمون کو جو ماقل و دل ہے پڑھکر سنادین کیونکہ مقصود اشاعت علوم قرآن سے اصلاح حال مسلمین ہے۔

سلسلۂ علوم قرآن کے نسبت بعض حضرات کی توہمات

سلسلۂ علوم قرآن کی نسبت جو بعض حضرات اپنی غلط فہمی سے یہ سمجھے ہوئے ہین کہ مولوی صاحب موصوف اہل قرآن سے ہین اگر اہل قرآن کے یہ معنے ہین کہ قرآن پاک اون کا ماخذ اور متمسک ہے تو بیشک جیسا کہ قرآن عظیم الشان سب ائمہ مجتہدین اور علما سلف اور خلف کا ماخذ و متمسک ہے مولوی صاحب کا بھی

وہی مسلک ہے اگر اہل قرآن سے وہ فرقہ مراد ہے جو فرقہ چکڑالویہ سے نامزد ہے جو محض قرآن ہی کو مانتے ہین
اور حدیث کو نہین مانتے تو حاشا وکلا مولوی صاحب موصوف نہ اوس کی طرفدار ہین نہ حامی کیونکہ
اسی سلسلۂ علوم قرآن مین حتی الامکان قرآن مجید کے جہانتک شواہد ملسکتے ہین استشہاد مین لائے
جاتے ہین اگر قرآن سے کوئی آیت نہ ملے تو حدیث وغیرہ سے استشہاد کیا جاتا ہے غرضکہ مولوی صاحب
موصوف حسب آیت ارشاد جناب باری وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
حدیث شریف کو قرآن کی شرح اور فقہ کو شرح الشرح قرآن سمجھتے ہین چنانچہ جب علم الحدیث من القرآن
اور علم الفقہ من القرآن انشاء اللہ تعالی طبع ہوگا اوس سے ناظرین خود سمجھہ جاوینگے کہ سلسلۂ علوم قرآن سے کس قدر
تعلق حدیث اور فقہ سے ہے۔

سلسلۂ علوم قرآن کی کیا حیثیت ہوگی

سلسلۂ علوم قرآن نہ کوئی روزانہ یا ہفتہ وار اخبار ہے اور نہ ماہواری رسالہ بلکہ جدا جدا حصون کے
متعلق علیحدہ علیحدہ علوم کی متفرق رسالے یا کتابین ہین جو غیر موقت الشیوع شایع ہونگے اسمین نہ کوئی
پولٹیکل مضامین ہونگے نہ اور سیاسی سی اسکو بحث ہوگی اس کا موضوع صرف قرآن پاک کی وہ آیات اور مضامین
ہونگے جو مختلف علوم کی مسائل کی تمثیل مین بطور استشہاد لائی جاوینگی یہ سلسلہ مذہبی جھگڑون اور منازعات
سی بالکل مبرا اور فضول اور لاطائل بحثون سی بالکل خالی اور تعصبات مذہبیہ کی جوشیلے مضامین سی بالکل
پاک وصاف ہوگا۔ اگر سلسلۂ علوم قرآن کی مضامین پر کوئی صاحب کسی قسم کا اعتراض کرینگے تو اگر وہ اعتراض
قابل جواب ہوگا تو بہت متانت اور تہذیب سی اوسکا جواب دیا جاویگا ورنہ خاموشی اختیار کیجاویگی۔

سلسلۂ علوم قرآن کا تبادلہ اخبار ورسالہ جات ودیگر کتب سے

اگر کوئی صاحب اپنا روزانہ یا ہفتہ وار اخبار یا ماہوار رسالہ یا قرآن مجید کی متعلق اپنی کوئی جدید
تصنیف تبادلہ مین بھیجدین تو مولوی صاحب اوسکو بہت شکریہ کے ساتھہ لینے پر راضی ہین۔

سلسلۂ علوم قرآن کی اشاعت کس طرح سے ہوگی

جب سلسلۂ علوم قرآن کی کتابین چھپ کر تیار ہوجاوینگی تو جن حضرات نے پیشگی رقم عطا فرمائی ہے اونکی خدمت

مین غور اور جن حضرات ذی کو اسکی خریدی کی درخواست بھیجی ہے اونکی درخواست پر بشرطیکہ پہلے یا اونکا وسکی قیمت بھیجی جاے یا وی پی کی اجازت ہو) روانہ کئے جائینگے -

سلسلۂ علوم قرآن کی ہر جز کی قیمت ار رکھی گئی ہے جو صاحب سالانہ عیصر ۸ر پیشگی مرحمت فرمائینگے اونکو سال مین ۴۲ ہجز کی حجم کی رسالے پہونچینگے اسوقت تک سلسلۂ علوم قرآن کی تین نمبر یعنی علم الاستفہام من القران نمبر (۱) علم الامر من القرآن نمبر (۲) علم النہی من القران نمبر (۳) طبع ہوچکی ہین جن صاحب کو نمونتہً ان رسالون کا دیکھنا منظور ہو وہ مذکورہ قیمت یعنی مع محصول جملہ ۸ر بھیجکر یا بذریعہ وی پی منگواکر ملاحظہ فرماسکتی ہین اگر آئندہ کو خریداری منظور ہو تو اپنا پتہ صاف لکھکر مندرجہ ذیل پتون سی منگوا سکتی ہین حیدرآباد دکن قریب مسجد حیرت آباد بنگلہ نواب وقار نواز جنگ بہادر - مولانا مولوی ابوالبرکات محمد عبید اللہ صاحب مولوی فاضل خادم علوم کتاب و سنت و مدیر اشاعت علوم قرآن -

براہ کرم خریدارون کو اپنا پتہ صاف خط مین لکھنا چاہئے کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض اوقات شکستہ خط مین پتہ لکھنے سی ایصال رسالہ جات مین تعویق واقع ہوتی ہے خط مین شہر محلہ یا ڈاکخانہ عہدہ یا پیشہ کی صراحت بخوبی ہونا چاہئے

فہرست ابواب علوم مین ترتیب رہیگی یا نہین

سلسلۂ علوم قرآن جن علوم سی بحث کرتا ہے - اوس مین حتی الامکان مولوی صاحب موصوف سلسلے کو ملحوظ رکھینگے بشرطیکہ اوسکے مصارف طبع کا کافی انتظام ہو جاے - ورنہ سلسلے مین تقدیم و تاخیر ضرورۃً ہو جایا کریگی غرضکہ مولوی صاحب موصوف تاامکان وسعی بلیغ انشاء اللہ تعالی اس سلسلے کو جاری رکھینگے چنانچہ اسی دینی خدمت کی لئے آپ نے اپنی بقیہ زندگی کو خدمت قرآن کی لئے وقف کر دیا ہے اللہ تعالی اونکی مساعی جمیلہ مین برکت دے اور اس سلسلۂ علوم قرآن کو ترقی عطا فرمائے تاکہ اس سی مسلمانون کی دینی اور دنیوی اصلاح ہو -

وَاللّٰہُ ھُوَ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ اِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآب -

المشتہران

حافظ عبد المجید و خلیفہ یاب علاقہ پائیگاہ سر وقار الامرا مرحوم ساکن حیدرآباد دکن بلک سیٹھہ نمبر مکان ۶/۱۸۹

حافظ عبد الحمید اناوی ساکن حیدرآباد دکن گنٹہ روڈ نمبر مکان ۱۱۰

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ

سلسلۂ علوم قرآن نمبر ۳

متعلقۂ

فصاحت وبلاغت

عِلمُ النَّہیِ مِنَ القُرآنِ

اس رسالہ مین لفظ نہی اور صیغۂ نہی اور انکے حقیقی و مجازی معنون سے بحث ہے

مصنفہٗ

عالیجناب ابو البرکات محمد عبید اللہ صاحب (مولوی فاضل) خادم علوم کتاب و سنت

قد طبع فی مطبع اختر دکن واقع فضل گنج فی حیدرآباد دکن

سنہ ۱۳۳۳ ہجری

قیمت فی جلد ۳/

اس کتاب کے ملنے کا پتہ - حیدرآباد دکن خیریت آباد متصل مسجد بنگلہ نواب وقار نواز جنگ بہادر - ابو البرکات محمد عبید اللہ (مولوی فاضل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی وَقَدَّرَ فَھَدٰی وَالصَّلٰوۃُ وَ

السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَمَرَ مَنِ اتَّقٰی وَنَھٰی مَنِ انْتَھٰی

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ ذَوِی الْمَجْدِ وَالنُّھٰی

رسالہ علم النہی من القرآن سلسلہ علوم قرآن کا نمبر ۸ ہے جیسے امر کے حقیقی اور مجازی معنے ہوتے ہیں ویسے ہی نہی کے بھی حقیقی اور مجازی معنے ہوتے ہیں جیسا کہ امر سے امتثال امر لازم ہے ویسا ہی نہی سے ترک منہی عنہ ضروری ہے شائقین مضامین قرآن کو جیسا امر کے معانی سمجھنا ضرور تھا ویسا ہی نہی کے دقائق پر بھی واقف ہونا لازم تھا اسیوجہ سے علم الامر کے بعد علم النہی کا رسالہ طبع کرایا گیا تقسیم نہی کیوقت چند قسمیں امر کی اوبھی نکل آئیں نہی کے بیان میں امر کے اقسام کا بیان کرنا خلاف موضوع تھا اس لئے بقیہ اقسام امر کو نہیں ذکر کیا انشاء اللہ تعالی طبع ثانی میں بقیہ اقسام امر کو بھی علم الامر میں درج کیا جائیگا اس کتاب میں بھی تلازم امر و نہی کی بحث میں جوامر کا ذکر کیا گیا ہے وہ نہی کی ضمن میں بیان کیا گیا ہے اس لئے کہ امام سکاکی رحمۃ اللہ تعالی نے ایک مقام میں امر و نہی کو ایک جگہ بیان کیا ہے ہم نے بھی مجبوراً انہیں کی تقلید کی۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا اَنْ نُطِیْعَ لِاَمْرِکَ وَنَجْتَنِبَ عَنْ نَھْیِکَ

ابوالبرکات محمد عبید اللہ خادم علوم کتاب و سنت

المرقوم ۱۰ محرم الحرام ۱۳۳۳ ہجری۔

تعریفات

علم النہی | جس علم مین صیغہ نہی سے بحث ہو وہ علم النہی ہے

موضوع علم نہی | علم النہی کا موضوع صیغہ نہی ہے۔

نہی | اعلی مرتبے کا شخص اگرادنی کو کسی امر سے روک دے تو ایسا روکنا نہی یا ممانعت کہلاتا ہے۔

ناہی یا مانع | جو شخص کسی شخص کو کسی امر سے (عام اس سے کہ وہ فعل ہو یا ترک فعل) روک دے تو روکنے والا ناہی یا مانع کہلاتا ہے۔

منہی عنہ | جس امر سے منع کیا جائے (عام اس سے کہ وہ فعل ہو یا کسی فعل سے باز رہنا ہو) وہ منہی عنہ یا ممنوع ہے

حرام | وہ امر کہ جس سے باز رہنا ضروری ہو اور اوس کے کرنے پر وعید آئی ہو حرام ہے۔

مکروہ | جس کام کا نہ کرنا کرنے سے اولی ہو مکروہ ہے۔

مکروہ تحریمی | جس امر کا نہ کرنا کرنے سے اولی ہو اور اوس کے کرنے مین ارتکاب حرام کا اندیشہ ہو اور اوس فعل کی حرمت دلیل ظنی سے ثابت ہو تو ایسا فعل مکروہ تحریمی ہے۔

مکروہ تنزیہی | جس امر کا نہ کرنا کرنے سے اولی ہو اور وہ فعل حلت کے قریب ہو لیکن نزہت کے خلاف ہو اور اوس کے کرنے مین کوئی عذاب کی وعید نہ آئی ہو تو ایسا فعل مکروہ تنزیہی ہے

تحریم یا حرمت | اگر کسی امر کی ممانعت دلیل قطعی سے کیجائے تو وہ تحریم یا حرمت ہے۔

مکروہ تحریمی | اگر کسی امر کی ممانعت دلیل ظنی سے کیجائے تو وہ مکروہ تحریمی ہے

اس سے فرق حرام اور مکروہ تحریمی مین ہو گیا۔ کیونکہ تحریم مین دلیل قطعی کی ضرورت ہے

اور بکر وہ تحریری ہین دلیل ظنی کی

دلیل قطعی | جس دلیل سے یقین حاصل ہو وہ دلیل قطعی ہے ف آیات قرانی اور احادیث متواترہ اولیہ قطعیہ ہین

دلیل ظنی | جس دلیل سے یقین نہ ہو لیکن ظن غالب اوس کی صحت کا ہو وہ ظنی ہے ف احناف کے پاس آیات قرانی اور احادیث متواترہ مفید یقین ہین ان کے سوا اور جو صحیح احادیث مشہور ہین وہ سب مفید ظن ہین لیکن محدثین کے پاس علاوہ آیات قرانی کے احادیث صحیحہ مشہورہ بھی مفید یقین ہین بشرطیکہ وہ صحیح ہون اور اونکی شہرت قریب تواتر کے ہو۔

مکلف | وہ عاقل اور بالغ مسلمان (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) جس پر اوامر اور نواہی کی بجا آوری لازم ہے مکلف ہے۔

طالب | جو شخص امر و نہی کا صیغہ اپنے کلام مین لاتا ہے طالب ہے

مطلوب منہ | امر و نہی کے صیغے سے طالب جس کسی شخص کو مخاطب کرتا ہو وہ مطلوب منہ ہے

مطلوب | جس امر کی درخواست امر و نہی کی صیغے سے کی جاتی ہے وہ مطلوب ہے۔

قبیح لعینہ | جو امر فی نفسہ برا ہو اور اوس کی برائی مین دوسرے امور عارضی کا لحاظ نہ ہو ایسا امر قبیح لعینہ ہے اس کا دوسرا نام قبیح لنفسہ بھی ہے۔

قبیح لغیرہ | جو امر فی نفسہ برا نہ ہو لیکن دوسرے عوارض کی وجہ سے اوس مین برائی آئی ہو اور اونہین عوارض کی وجہ سے وہ امر معیوب ٹھہرایا گیا ہو تو ایسا امر قبیح لغیرہ ہے۔

امر | اس باب مین امر سے مراد فعل یا ترک فعل ہے بشرطیکہ سیاق عبارت اس کے خلاف نہ ہو۔

لفظ نہی کی تحقیق

لغوی معنے نہی کے کسی شخص کو کسی فعل سے سختی کے ساتھہ باز رکہنے کے ہین جیسے وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (حشر ع ۱) اے مسلمانو پیغمبر جو (مال یا حکم) دے تم اوسکو لے لو اور جس سے تمکو باز رکہے اس سے تم باز رہو۔ کسی شخص کو کسی فعل سے باز رکہنا دو طرح سے ہوتا ہے قول سے جیسے ہم صراحتہً کہدین کہ تم اس کام کو مت کرو فعل سے جیسے کوئی شخص کوئی کام کرتا ہو ہم اوس کو ہاتہہ سے روک دین پہر قول سے بہی روکنا دو طرح سے ہوتا ہے یا تو صیغہ نہی کا لایا جاتا ہے جیسے لَا تُشْرِكْ بِاللّٰہِ (لقمان ع ۲) اللہ کے ساتھہ دوسرے کو شریک مت کر یا صیغہ امر کا لایا جاتا ہے اور مراد اوس سے نہی ہوتی ہے جیسے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (حج ع ۴) بتون کی گندگی سے بچو (یعنے اونکی پرستش مت کرو) اور جہوٹ بولنے سے بچتے رہو (یعنے جہوٹ مت بولو) پہر ممانعت قولی کی تین صورتین ہین (۱) محض لفظ نہی سے کسی کام کو روک دین جیسے کہین لَا تَفْعَلْ کَذَا یعنے ایسا مت کر (۲) کبہی لفظ اور معنی دونون اعتبار سے کسی کام سے روک دیا جاتا ہے جیسے وَلَا تَقْرَبَا ھٰذِہِ الشَّجَرَۃَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اور تم دونون (یعنے آدم اور حوا) اوس درخت کے پاس نجاؤ اور اگر ایسا کروگے تو گنہگارون مین شریک ہوگے (بقرہ ع ۴) ف یعنے تم دونون نہ اوس درخت کے پاس جاؤ اور نہ کہاؤ (۳) کبہی محض معنے کے اعتبار سے ممانعت ہوتی ہے نہ لفظ کے اعتبار سے جیسے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (النزعت ع ۲) ف اور جو کوئی اپنے مالک سے اس وجہ سے ڈرا کہ مجہے (ایک نہ ایک روز

ضرور حساب کتاب کے لئے) اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونا ہوگا اور اپنے نفس کو بُری خواہش سے روکتا رہا تو اوس کے رہنے کی جگہ بہشت ہوگی ف یہان لفظ نہی سے یہ مراد نہین ہے کہ انسان اپنے نفس سے بصیغہ نہی مخاطب کرے کہ تو ایسا مت کر بلکہ مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کو خواہشات سے روکے اور نفس کو اپنا تابع کرے نہ یہ کہ خود اوس کا تابع ہوجائے غرض کہ نہی مین نہی قولی اور فعلی دونون داخل ہین۔

اِنْتِهَاءٌ لفظ نہی سے مشتق ہے جسکے معنے کسی فعل سے باز رہنے کے ہین جیسے فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (بقرہ ۲۴ع) پھر اگر وہ (لڑائی سے) باز آجاوین اور اسلام قبول کرلین تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اِنْهَاءٌ - یہ لفظ بھی نہی سے مشتق ہے جس کے معنے ابلاغ (پہونچا دینا) ہین

نُهًى - نُهْيَةٌ کی جمع ہے ایسی عقل جو انسان کو امور قبیحہ سے روکتی ہے

تلازم امر و نہی

امر و نہی مین باعتبار اون کے مفہوم کے کچھ ایسا تلازم ہے کہ امر و نہی کے ظاہر مفہوم کو لے لو اور پھر اوس مفہوم کے ضد کو خیال کرو تو امر مین نہی کی صورت اور نہی مین امر کی صورت نظر آئیگی جیسے ہم کہین لَا تَنَازَعُوْا (انفال ۶ع) جھگڑو نہین اس کا مطلب یہ ہے کہ اُتْرُكُوا النِّزَاعَ یعنے جھگڑا چھوڑ دیا جیسے ہم کہین وَافْعَلُوا الْخَيْرَ (حج ع) نیکی کرو اس کا مطلب یہ ہے لَا تَنْتَهُوْا عَنِ الْخَيْرِ یعنے نیکی کرنے سے باز نہ رہو اب سوال یہ ہے کہ امر و نہی کے مفہوم مخالف کو چھوڑ کر مفہوم موافق کیون اختیار کیا جاتا ہے یعنے امر مین امر کے صیغے کو اور نہی مین نہی کے صیغے کو کیون لاتے ہین

اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی بہ نسبت امر کے نہی مین زیادہ اختصار ہوتا ہے جیسے اوپر کی مثال
مین لاتنازعوا بہ نسبت اتر کوالتنزاع کے مختصر ہے اور کبھی بہ نسبت نہی کے امر مین زیادہ اختصار
ہوتا ہے جیسے وَافْعَلُوا الْخَيْرَ زیادہ مختصر ہے بہ نسبت لَا تَنْتَهُوا عَنِ الْخَيْرِ کے
کبھی نہی مین زیادہ مبالغہ ہوتا ہے بہ نسبت امر کے جیسے لَا تُشْرِكْ بِاللهِ مین زیادہ
مبالغہ ہے بہ نسبت وَحِّدِ اللهَ کے کیونکہ ثبوت پر جب نہی لائی جاتی ہے تو وہ زیادہ
بلیغ ہوتی ہے بہ نسبت اثبات کے کبھی نہی کے صیغے لانے سے حصر مقصود ہوتا ہے
اس لئے امر کا صیغہ چھوڑ کر نہی کو اختیار کیا جاتا ہے جیسے اَلَّا تَعْبُدُوا اِلَّا اِيَّاهُ (یوسف ع)
مین حصر عبادت ہے بہ نسبت اُعْبُدُوا اللهَ کے یعنے عبادت اوسی کی کرو اور کسی کی
نہین کلام عرب مین اِلَّا اگر بعد لا کے آئے تو اوس سے حصر کا فائدہ ہوتا ہے۔ کبھی لفظ امر
مین تہدید اور وعید زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت نہی کے اس لئے نہی کے صیغے کو چھوڑ
کر امر کا صیغہ اختیار کرتے ہین جیسے اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ اِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرٌ
(سورہ ہود ع) تم جو چاہے کرو اللہ تمہارے کارروائیون کو دیکھ رہا ہے یہان تہدید
اور شدت وعید کی غرض سے امر کا پیرایہ اختیار کیا گیا او نہی کے صیغہ کو چھوڑ دیا گیا دیکھو
علم الامر من القران صفحہ ۹ غرضکہ امر و نہی کے صیغے جہان جہان استعمال کئے جاتے ہین
اون سے مختلف اغراض ہوتے ہین اگر ہم اون اغراض کی تفصیل کرنا چاہین تو یہ رسالہ
ہمارا طویل ہو جائیگا ناظرین جب اقسام نہی پر واقف ہون گے تو خود بخود یہ بات معلوم
ہو جائیگی کہ امر و نہی کے صیغے کیون استعمال کئے جاتے ہین اور اون سے کیا کیا
فوائد حاصل ہوتے ہین۔

حقیقت امر و نہی

جیسے کہ امر طلب کی ایک قسم ہے ویسے ہی نہی بھی طلب کی ایک قسم ہے امر ہو یا نہی یہ دونون درخت انشا کی شاخین ہین امر مین اگر حکم کسی کام کے کرنے کا ہے تو نہی مین حکم اوس کام کے نہ کرنے کا ہے۔ فرق امر و نہی مین ہے تو اسی قدر ہے کہ امر مطلقاً فعل کے وقوع کو چاہتا ہے۔ خواہ اوس فعل کا وقوع سر دست ایک مرتبہ ہو یا بار بار ہوتا رہے برخلاف نہی کے نہی سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ فعل واقع نہ ہو عام اس سے کہ وہ فعل اوسیوقت موقوف کر دیا جائے یا کسی وقت بھی واقع نہ ہو۔

امر و نہی سے استمرار اور انقطاع کب سمجھا جائیگا۔ امام سکاکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ امر اور نہی کے صیغون مین آمر و ناہی کے خواہش کو دیکھا جائے گا کہ آمر اور ناہی صیغہ امر و نہی کو کس غرض کے لئے لائے ہین اگر صیغہ نہی یا امر کے لانے سے آمر اور ناہی کی یہ غرض ہے کہ جو فعل اب اس وقت نہین ہو رہا ہے وہ فعل کیا جائے یا جو فعل اب ہو رہا ہے وہ سر دست موقوف کر دیا جائے اس صورت مین امر اور نہی کے لانے سے یہ مقصود ہو گا کہ وہ فعل یا ترک فعل اس وقت ہو نہ ہمیشہ کے لئے مثلاً جیسے کوئی شخص بیٹھا ہو ہم اوس سے کہین اِذْهَبْ چلے جاؤ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت چلے جاؤ یا کوئی جا رہا ہو ہم اوس سے کہین لَا تَذْهَبْ مت جاؤ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت مت جاؤ یہ نہین ہے کہ ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ یا ہمیشہ کے لئے بیٹھے رہو۔

اگر آمر اور ناہی صیغۂ امر اور نہی کو اس غرض سے لائین کہ جو حالت جاریہ ہے وہ یا تو ہمیشہ کے لئے جاری رہے یا ہمیشہ کے لئے موقوف کر دی جاوے اس صورت

یعنی امر و نہی کے صیغے لانے سے یہ مقصود ہوگا کہ یہ کام ہمیشہ جاری رہے یا ہمیشہ کے لئے موقوف کر دیا جائے مثلاً ہم اسکول کے طالب علموں سے کہیں جو ہمیشہ پڑھتے رہتے ہیں تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ یعنے علم سیکھو اس کا یہ مطلب ہے کہ تم تحصیل علم کو جاری رکھو یا جیسے کوئی شخص شراب پیا کرتا ہے ہم اوس سے کہیں لَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ شراب مت پی اس کا مطلب یہ ہے کہ تم شراب کبھی مت پیو خلاصہ یہ کہ امر اور نہی کے صیغے کسی حالت واقعی (عام اس سے کہ وہ حالت واقعی فعل ہو یا ترک فعل) کو منقطع کر دینے کے لئے لائے گئے ہیں تو اون سے استمرار مراد نہیں ہوگا بلکہ اوس کام کو ایک مرتبہ کرنا یا ایک مرتبہ کے لئے موقوف کر دینا مراد ہوگا اور اگر امر و نہی کے صیغے کسی امر واقعی کے (عام اس سے کہ وہ فعل ہو یا ترک فعل) جاری رکھنے کے لئے لائے گئے ہیں تو اون سے مراد استمرار ہوگا یعنے وہ کام ہمیشہ کیا جائے یا ہمیشہ موقوف رہے۔

توضیح انقطاع و استمرار

امر انقطاعی | اگر امر کا صیغہ اس لئے آیا ہے کہ جو فعل واقع میں نہیں ہوا ہے وہ واقع ہو جائے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ فعل ایک مرتبہ یا اس وقت ہو یہ نہیں کہ ہمیشہ وہ فعل ہوتا رہے۔

نہی انقطاعی | اگر نہی کا صیغہ اس لئے لایا گیا ہے کہ جو فعل واقع میں ہو رہا ہے وہ نہ ہو تو اس سے مقصود یہ ہے کہ وہ فعل اس وقت واقع نہ ہو نہ یہ کہ ہمیشہ واقع نہ ہو۔

امر استمراری | اگر امر کا صیغہ اس لئے لایا گیا ہے کہ جو فعل واقع میں ہو رہا ہے وہ آیندہ بھی ہوتا رہے تو اس سے مطلب یہ ہوگا کہ اس فعل کو آیندہ بھی جاری رکھو اور ہمیشہ کرتے رہو۔ کیونکہ اگر اس وقت ہی جاری رہنا مراد ہو تو تحصیل حاصل ہے اس لیے کہ وہ تو ہو رہا ہے

نہی استمراری | اگر نہی کا صیغہ اس لئے لایا گیا ہے کہ جو امر برا ہے اور وہ نہ ہونا چاہیے۔

وہ ہمیشہ کے لئے نہ ہو تو اوس سے قائل کا منشا یہ ہے کہ وہ آیندہ کسی زمانہ مین کبھی نہ ہو کیونکہ
اوس فعل کی قباحت اس امر کی مقتضی ہے کہ اوس کا وقوع کسی زمانہ مین نہ ہو جیسے شرک کی
ممانعت کفر کی تہدید عقوق والدین وغیرہ چنانچہ اس کی مثالین ہم اوپر بیان کر چکے ہین اور
آیندہ تقسیم نہی مین بہی معلوم ہو جائینگی۔

اوپر کے بیان سے واضح ہو گیا کہ امر و نہی کی (با عتبار حالت موجودہ کے) چار قسمین
ہین۔ امر استمراری۔ امر انقطاعی نہی استمراری نہی انقطاعی یہ تقسیم امر اور نہی کی حالت
موجودہ کے اعتبار سے ہے پہر طالب اور مطلوب منہ کا الگ لحاظ ہے اگر طالب اور
مطلوب منہ ایک مرتبہ کے ہین تو امر التماسی اور نہی التماسی ہے اگر طالب کا مرتبہ مطلوب منہ
سے بڑہکر ہے تو امر اور نہی حقیقی ہین اگر طالب کا مرتبہ مطلوب منہ سے کم ہے تو امر دعائی اور
نہی دعای ہین پہر طالب کی حالت کا الگ لحاظ ہے اگر طالب نے حکم کسی کام کے کرنے
کا شدت سے دیا ہے تو وہ طلب امر مین جاکر وجوب کا جامہ پہن لیتی ہے اور نہی مین
تحریم کا پہر طالب کے اغراض کو الگ دیکہا جائے گا اگر امر و نہی کے صیغے کسی مصلحت
دنیوی کے غرض سے لائے گئے ہین تو وہ امر ارشادی اور نہی ارشادی ہے اگر ڈرانے
کے لئے لائے ہین تو امر انذاری اور نہی انذاری ہے اگر ایذان کے لئے یعنی خبر دینے
کے لئے لائے ہین تو امر ایذانی اور نہی ایذانی ہے پہر امر و نہی کے صیغون کا الگ لحاظ
ہے اگر اون مین کسی امر کی قید لگا دی ہے تو امر مقید اور نہی مقید ہے اگر قید نہین ہے تو
امر مطلق اور نہی مطلق ہے پہر ماموربہ اور منہی عنہ کا خیال کرو اگر ماموربہ اور منہی عنہ متعدد
ہین تو امر تعددی اور نہی تعددی ہے پہر تعدد مین اگر جمع اور تفریق ہے تو امر جمعی اور نہی
جمعی اور امر تفریقی اور نہی تفریقی ہے غرضکہ مختلف اعتبارات سے مختلف اقسام

امر و نہی کے پیدا ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک کی تفصیل اور توضیح ہم آئندہ اقسام میں بیان کرینگے اور ہر ایک کی مثال قرآن سے دینگے

نہی کا حقیقی معنے

نحویوں اور صرفیوں کی اصطلاح میں نہی مضارع کا وہ صیغہ ہے کہ جس پر لائے جازمہ لایا جاتا ہے جیسے لَا تَفْعَلْ - لَا تَضْرِبْ - لَا تَقُلْ وغیرہ -

اصولئین اور بیانئین کے اصطلاح میں نہی وہ کلام ہے کہ جس کے ذریعے سے اعلیٰ مرتبے کا شخص ادنی کو کسی بات سے روکنے کا حکم دے اب عام اس سے کہ وہ نہی کا صیغہ ہو یا نہی کا صیغہ نہ ہو امر ہو یا مضارع ہو امر جیسے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ اور مضارع جیسے وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (نحل ۱۳ع) اور اللہ بے حیائی (فسق فجور اور زنا لواطت وغیرہ) اور برے کام (جو شرع کے خلاف ہوں) اور ظلم سے (یا بغاوت اور حسد سے) منع کرتا ہے لیکن اس کتاب میں زیادہ تر ہم صیغہ نہی سے بحث کرینگے -

نہی سے مجازی معنے کب لئے جائینگے | ہم تعریف نہی میں بیان کر چکے ہیں کہ اعلیٰ مرتبہ کا شخص اگر ادنی کو کسی امر سے روک دے تو نہی ہے اور یہی نہی کا حقیقی معنے ہے لیکن اس امر کی بہت ضرورت تھی کہ ہم یہ بتلا دیں کہ کہاں ہم نہی کا حقیقی معنے مراد لینگے اور کہاں مجازی معنے اس کا قاعدہ یہ ہے کہ نہی کا صیغہ جہاں کہیں آئے گا تو وہاں پر دیکھا جائیگا کہ کوئی قرینہ حقیقی معنے سے پھر جانے کا ہے یا نہیں اگر کوئی قرینہ حقیقی معنے سے پھرنے کا نہیں ہے تو نہی اپنے حقیقی معنے پر رہیگی اور اگر کوئی قرینہ حقیقی معنے سے مجازی معنے کیطرف

پھیرنے کا ہے تو وہان پر نہی اپنے مجازی معنے مین مستعمل ہوگی حقیقی اور مجازی معنے کی تعریف ہم علم امر مین بیان کر چکے ہین یہان اس کے دہرانے کی ضرورت نہین ہے ہان یہان بہی ہم نے نہی جہان جہان حقیقی اور مجازی معنے مین استعمال پائی ہے اوس کے طرف اشارہ کر دیا ہے۔

اقسام نہی

نہی کی تقسیمین مختلف اعتبارات سے ہوتی ہین اس رسالہ مین ہم نے نہی کی تقسیمین پانچ اعتبارات سے کی ہین (۱) تقسیم نہی باعتبار حالت موجودۂ کلام (۲) تقسیم نہی باعتبار حالت طالب (۳) تقسیم نہی باعتبار مراتب طالب (۴) تقسیم نہی باعتبار اغراض طالب (۵) تقسیم نہی باعتبار منہی عنہ۔

تقسیم نہی باعتبار حالت موجودۂ کلام

نہی انقطاعی جس نہی سے مقصود یہ ہو کہ جو فعل اس وقت ہو رہا ہے وہ نہ ہو نہی انقطاعی ہے جیسے نوح علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے نجات کے لئے ذات باری تعالیٰ سے عرض کرنا اور جناب باری کا فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (ہود ع۴) سے جواب دینا (ترجمہ) اے نوح جس امر کی مصلحت تمکو معلوم نہین ہے اوس امر مین ہم سے درخواست مت کرو۔ ف اس آیت مین ہمیشہ سوال کرنے کی اللہ تعالےٰ نے ممانعت نہین کی کیونکہ اوس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے بہت ساری دعائین مانگین بلکہ اوس وقت جو انہون نے اپنے بیٹے کے نجات کی بارے

مین درخواست کی اوس وقت اون کو سوال سے ممانعت کی گئی یعنے تمہارے بیٹے کے عمل جو برے ہین اور ہم کو اوس کا علم نہین ہے اور اوس کی مصلحت سے تم واقف نہین ہو اوس کے بارے مین ہم سے پوچھا پاچھی مت کرو۔

نہی انقطاعی کب استمرار کا فائدہ دیگی: نہی انقطاعی مین کلام کے سیاق اور قرینۂ حالیہ اور مقالیہ کو دیکھا جائے گا اگر مقصود شارع کا اوس نہی سے اوس فعل کو سر دست موقوف کرنا مراد ہے تو وہ نہی انقطاعی رہے گا ورنہ انقطاعی نہی استمراری ہو جائیگی جیسے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَاؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (نور ۴ ع)

اے ایمان والو اپنے گھرون کے سوا پرائے گھرون مین مت گھسو جب تک کہ اون گھر والون سے اذن نہ لے لو اور باہر رہکر سلام نہ کر لو یعنے پرائے گھرون مین جب جانا چاہو تو پہلے اذن لو اور باہر سے سلام علیک کہو یہ اذن لینا اور سلام علیک کرنا تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم یاد رکھو اور نصیحت پذیر ہو عرب مین یہ دستور تھا کہ بلا اذن بلا تکلف دوسرے کے گھرون مین چلے جاتے اللہ تعالےٰ نے بلا اذن گھرون مین داخل ہونے کو منع کر دیا اور یہ حکم ہمیشہ رہا یعنے کبھی کسی کے گھر مین بلا اذن نہ جائے ہان البتہ کوئی ایسی خاص ضرورت ہو مثلاً کسی کے گھر مین آگ لگ گئی ہو یا کسی کی جان جاتی ہو تو بلا اذن جا سکتا ہے غرضکہ مجبوری کی حالت جدا ہے

۲ نہی استمراری: جس نہی مین کسی امر کی ممانعت ہمیشہ کے لئے ہو وہ نہی استمراری ہی استمراری کی مثالین قرآن مین بہت مل سکتی ہین مثلاً لقمان علیہ السلام کا اپنے بیٹے سے کہنا لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؔؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمان ۲ ع)

بیٹا۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کر کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ ف یعنے تم شرک کسی وقت کسی حالت مین کبھی نہ کرو کیونکہ شرک ایک ایسی قبیح چیز ہے کہ کسی وقت مین کسی حالت مین نہ ہونا چاہیئے۔

تقسیم نہی باعتبار حالت طالب

(۱) نہی تحریمی جس صیغہ نہی سے ممانعت کسی امر کی شدت کے ساتھہ سمجھی جاسے اور ثبوت اوس ممانعت کا دلیل قطعی سے ہو۔ اور اوس امر ممنوع کے کرنے پر سزاے دنیوی یا اخروی مرتب ہو تو ایسی نہی نہی تحریمی ہے جیسے وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَآءَ سَبِيْلًا۔ (بنی اسرائیل سہع) زنا کے پاس ہی نہ جاؤ کیونکہ وہ تو ایک بڑے درجے کی بیحیائی اور بری روش ہے۔ ف اس لئے کہ طریقہ جائز یعنے نکاح کا عمدہ طریقہ موجود ہوتے ہوے پھر طریقہ ناجائز (یعنے غیر کی عورت یا اوس کی بہن یا اوس کی بیٹی سے تعلق پیدا کرنا) برا طریقہ ہے اس آیت مین لَا تَزْنُوْا نہ کہکر لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا کہا گیا اس مین بلاغت یہ رکہی گئی کہ زنا کرنا تو کجا زنا کے قریب بہی نہ جاو یعنے زنا کے اسباب جہان ہون وہان سے بہی بہاگو غرض کہ یہان زنا کی ممانعت نہی تحریمی ہے اور سزاے دنیوی اوس کی اگر محصن ہے تو رجم ہے اور اگر محصن نہین تو اسّی کوڑے ہین۔

حرمت کن کن الفاظ سے ثابت ہوتی ہے | یہ ضرور نہین ہے کہ کسی امر کی حرمت نہی کے صیغے سے ہو بلکہ اثبات حرمت علاوہ صیغہ نہی کے اور چھہ امور سے بہی ہوتی ہے۔

(۱) تحریم اور اوس کے مشتقات سے جیسے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ الخ (سورۂ نسا سہع) تمہاری مائین تم پر حرام ہین اور الخ۔

(۲) نفی سے جیسے لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ وَّلَا صَدَقَۃٌ مِّنْ غُلُوْلٍ (حدیث ابوداود ترمذی) یعنے بغیر طہارت کے نماز مقبول نہین اور مال خیانت کا صدقہ مقبول نہین یعنے بغیر طہارت کے نماز پڑہنا اور چوری اور خیانت کرکے صدقہ دینا دونون ممنوع ہین۔

(۳) لَا یَحِلُّ سے جیسے لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا (سورہ نساء ع ۳) تمکو حلال نہین ہے کہ عورتون کو میراث سمجھکر زبردستی اون پر قبضہ کرلو۔

(۴) لَا یَاْمُرُ سے جیسے لَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا (آل عمران ۸ ع) اور وہ تم کو کبھی حکم نہین کریگا کہ فرشتون اور نبیون کو اپنا رب بناؤ۔

(۵) لَا یُحِبُّ سے جیسے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (لقمان ۲ ع) اللہ تعالے اترا کر چلنے والے اور فخر کرنے والے کو دوست نہین رکہتا ہے۔

(۶) امر سے جیسے وَذَرُوْا ظَاھِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَہٗ (انعام ۲ ع) ظاہری گناہ جیسے زنا شراب خواری چوری لواطت خیانت وغیرہ اور باطنی گناہ جیسے خودپسندی ریاکاری کینہ۔ کبر نفاق۔ مکر وغیرہ ان سب کو چھوڑ دو۔

نہی کراہت جس نہی مین کسی امر کا نہ کرنا کرنے سے اولی ٹہیرایا گیا ہو تو ایسی نہی نہی کراہت ہے جیسے وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ (بقرہ ۳۷ ع) اللہ کے راہ مین ردی مال دینے کا ارادہ تک مت کرو۔ تم ردی مال کو اللہ کی راہ مین خرچ کرتے ہو حالانکہ (وہی چیز اگر تم کو دیجائے تو تم اوس کو کبھی خوشی سے نہ لو مگر یہ کہ دیدہ و دانستہ اوس کے لینے مین چشم پوشی کر دینے ردی مال کا دینا اللہ کے راہ مین برا ہے اس مثال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ردی مال کا اللہ کے راہ مین نہ دینا دینے سے بہتر ہے بہتر یہ ہے کہ اللہ کی راہ

ہین جو مال دیا جاے وہ مال طیب اور حلال ہو۔

اقسام نہی باعتبار مراتب طالب

باعتبار مراتب طالب کے نہی کی تین قسمین ہین نہی حقیقی نہی التماسی نہی دعائی نہی حقیقی کی دو قسمین ہین یعنے نہی تحریمی اور نہی کراہت ان ہر دو کا ذکر اوپر ہو چکا باقی دو قسمین یہ ہین۔

(۵) نہی التماسی — برابر والا اپنے ہم مرتبہ شخص کو جب کسی بات سے منع کرے تو ایسا روکنا نہی التماسی ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام سے کہنا لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا (کہف ۰ ع ۱) موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے کہا کہ ہماری بھول چوک پر ہم سے مواخذہ مت کرو اور ہمارے کام کو مشکل مین نہ ڈالو۔ ف حضرت موسی اور حضرت خضر برابر مرتبے کے تھے یہان پر نہی کا صیغہ اونہون نے ازراہ التماس استعمال کیا۔

(۶) نہی دعائی — ادنی مرتبے کا شخص اعلی مرتبے والے شخص سے جب کسی امر سے نہ کرنے کی درخواست کرے تو ایسی نہی نہی دعائی ہے جیسے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران ع ۱) اے پروردگار ہمکو ہدایت کرنے کے بعد پھر ہمارے دلون کو ہدایت سے نہ پھیرو (یعنے بعد ہدایت کے پھر ہمارے دلون کو ڈانوان ڈول نہ کرو) اور اپنی بارگاہ سے ہم کو رحمت کی خلعت عطا فرما کیونکہ تو بڑا بخشنے والا ہے۔ ف اس آیت مین بندے جو نہایت ہی کم مرتبہ رکھتے ہین اپنے پروردگار عالی شان اور عالی مرتبت سے درخواست اور عرض کرتے ہین کہ اے ہمارے مالک ہمارے دلون کو بعد ہدایت کے پھر ڈانوان

ڈول نہ کروے یعنے ہدایت پرہم کو ثابت قدم رکھہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہدایت اور گمراہی سب اوسی کے طرف سے ہے اور خداوند کریم پر کوئی امر واجب نہیں ہے جیسا کہ معتزلہ سمجھتے ہین بلکہ جو وہ چاہے کرے اوس کی عنایت اور مہربانی ہے۔

اقسام نہی باعتبار اغراض طالب

۷ نہی ارشادی جس نہی سے مقصود اوس فعل کی قطعاً ممانعت نہ ہو بلکہ اوس فعل کی ممانعت کسی مصلحت دنیوی کے غرض سے رکھی گئی ہو تو ایسی نہی نہی ارشادی ہے جیسے یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَسْاَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤْکُمْ مایدہ ۱۴ع ۱۴ مسلمانو ایسی باتین مت پوچھو جو اگر بیان کی جائین تو تم کو بری لگین رف یعنے بے ضرورت سوال مت کرو کیونکہ بے ضرورت سوال کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا بلکہ اور مشکل پڑجاتی ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو اللہ نے تم پر حج فرض کیا۔ ایک شخص نے پوچھا ہر سال۔ آپ خاموش ہو رہے اوس نے تین بار یہی پوچھا۔ آپ نے فرمایا اگر مین ہان کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا پھر تم نہ کر سکتے پہلی امتین بہت کچھ پوچھا پاچھی کرنے سے تباہ ہو گئین حدیث شریف مین ہے کہ اگلے لوگ ایک چیز کو خواہ مخواہ پوچھتے وہ حلال ہوتی پھر اور زیادہ پوچھا پاچھی کرتے وہ حرام ہو جاتی غرضکہ اس آیت مین مطلق سوال سے ممانعت نہین ہے بلکہ بے ضرورت سوال سے ممانعت کی گئی ہے دنیوی مصلحت بے ضرورت سوال کی ممانعت مین یہ ہے کہ وقت ضائع ہوتا ہے دوسرے مجیب کے پاس سائل کی حماقت معلوم ہوتی ہے کہ اس کا سوال بے موقع اور نامناسب تھا سائل کی حق مین دقتین بڑھ جاتی ہین بندے کی شان یہ ہے کہ مولا نے جو کچھ فرمایا سن لیا زیادہ

چنانچہ ویسا کیا تو ظاہر ہو گیا اونکا قرآن مجید مین کہ بے ضرورت سوالوں سے سوال کرنے
مین بھی کیونکہ بنی اسرائیل نے بلا ضرورت سوال کئے بے ضرورت سے ہوئے ضرورت اور بے
موقع سوال کئے ... گاے کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تہا کوئی
سی گاے لیکر ذبح کر دیتے چھٹی ہوتی اوس مین لگے موشگافیان کرنے اوس کا رنگ کیسا
ہوگا اوس کی عمر کتنی ہوگی ہم کو گاے مین اشتباہ ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی تعیین
بڑھا دین اوس بے ہودہ سوال کا نتیجہ یہ ہوا کہ بڑی مشکل سے گاے اس قیمت پر ملی کہ
بعد ذبح اوس گاے کی کہال سونے سے بھر دی جائے غرضکہ بیہودہ سوال کا یہ نتیجہ تہا
جس کا خمیازہ اون کو اوٹھانا پڑا کراہت اور ارشاد مین فرق اسی قدر ہے کہ کراہت مین مصلحت
امر دینی کے متعلق ہے اور ارشاد مین مصلحت امر دنیوی کے متعلق ہے غرض کہ یہان
نہی نہی ارشادی ہے۔

نہی تنزیہی | جس نہی مین کسی فعل کا حکم شدت کے ساتھہ نہ ہو اور اوس فعل کا نہ کرنا کرنے
سے اولی ہو تو ایسی نہی تنزیہی ہے جیسے وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ (بقرہ ۳۱ ع)
اور آپس مین ایک دوسرے پر احسان کرنے مین ست چوکو یعنے اگر مرد نے عورت
کو قبل خلوت صحیحہ کے طلاق دیدی ہے تو عورت کو نصف مہر کے مطالبہ کا حق ہے اور
مرد پر نصف مہر واجب الادا ہے پہر اگر دونون ایک دوسرے کیساتھہ احسان کرنا
چاہین (یعنے عورت نصف حق اپنا چھوڑ دے یا مرد نصف حق پر اکتفا نہ کرکے پورا مہر
عورت کو دیدے تو اختیار ہے اور اچھا ہے جو ایک قسم کا احسان ہے غرض کہ
ایک دوسرے کیساتھہ احسان کرنا اولی اور بہتر ہے اور احسان کو بہول جانا تنزیہہ
کے خلاف ہے۔

(۹) نہی تعقیبی جس نہی سے مقصود کسی کام کا انجام کار بتلانا ہو وہ نہی تعقیبی ہے جیسے
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ
يُرْزَقُوْنَ (آل عمران ع ۱۷) اے پیغمبر جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے اون کو تم مردہ
نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے مالک کے پاس زندہ ہیں اون کو روزی ملتی ہے ف یہ آیت
شہیدون کی فضیلت میں اتری ہے جو اللہ کی راہ مین جان دیتے ہین یعنے اے محمد
تم شہیدون کا انجام کار موت سمجھتے ہو ایسا نہین ہے بلکہ اون کا انجام ابدی زندگی ہے
وہ اپنے مالک کے پاس چین سے زندہ ہین اور اون کو عمدہ عمدہ نعمتین جنت مین ملتی ہین
اس مین علما کا اختلاف ہے کہ شہیدون کی روحین بعد شہادت کے کہان رہتی ہین۔
بعض کہتے ہین کہ شہیدون کی روحین قبرون مین لوٹا دی جاتی ہین۔ وہ وہان چین سے
رہتے ہین جنت کے میوون کی خوشبو آتی ہے لکن صحیح حدیث مین آیا ہے کہ شہیدون
کی روحین سبز چڑیون کی قالب مین جنت مین رہتی ہین اور عرش کے نیچے جو سونے کی
قندیلین لٹکی ہوئی ہین اون مین بسیرا کرتی ہین اور پروردگار کی تسبیح اور تقدیس کرتی رہتی ہین۔
اور کہتی ہین کہ کاش ہمارے بہایون کو بہی ہمارے حال کی خبر ہوتی تو وہ بہی شہادت
کی آرزو کرتے۔

(۱۰) نہی ایاسی جس صیغۂ نہی سے مقصود متکلم کا مخاطب کو بالکل ناامید کرنا ہو ایسی نہی
نہی ایاسی ہے جیسے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (تحریم ع ۱) کافرو آج کے دن تم کچہ عذر معذرت (ہمارے دربار مین)
مت پیش کرو تم کو تمہارے اعمال کی ضرور سزا ملنے والی ہے ف قیامت کے دن جب
دوزخ سامنے لائی جائیگی اوس وقت اللہ تعالے کافرون کے امیدون کو قطع کرنے

کے لیے کہے گا کہ اب تم چاہتے ہو کہ عذر وحیلہ کر کے عذاب دوزخ سے بچ جاؤ گے
تم کسی طرح بچنے والے نہیں کیونکہ عذر معذرت معافی چاہنے کا وقت جا چکا دنیا مین
اگر کفر وشرک سے توبہ کر لیتے تو ہم معاف کر دیتے اب یہان تمہارے عذر وحیلے
سب بے کار ہین جاؤ اپنے کیے کی سزا پاؤ۔

(۱۱) نہی تقلیلی یا تحقیری | جس صیغہ نہی سے مقصود کسی امر کی حقارت یا قلت بتلانا ہو ایسی
نہی نہی احتقاری یا تقلیلی ہے جیسے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ
أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ
وَأَبْقَىٰ (طٰہٰ ع) اے پیغمبر ہم نے جو مختلف قسم کے لوگون کو عمدہ عمدہ ساز
وسامان دیئے ہین تم اون کے طرف (خواہش کر کے) اپنی نظر نہ دوڑاؤ اور لیعنے ان
ساز وسامان کو اپنی نظرون مین حقیر سمجھو) یہ ساز وسامان اور یہ تزک وشان اون کو
دنیا مین آزمانے کے لئے دیا گیا ہے کہ ان نعمتون کو پا کر ہمارا شکر کرتے ہین یا ہم کو
بھول کر کفران نعمت کرتے ہین اور تمہارا مالک جو تم کو آخرت مین دیگا وہ ان نعمتون
سے کہین بہتر اور پایدار ہے ف یعنے یہ دنیوی نعمتین اخروی نعمتون کے مقابلہ مین
کچھ بھی وقعت نہین رکھتین یہ نہایت ہی حقیر وہ نہایت ہی عظیم یہ نہایت ہی قلیل وہ نہایت
ہی کثیر فرق تحقیر اور تقلیل مین یہ ہے کہ تحقیر کیفیت شے مین ہوتی ہے اور تقلیل مقدار
شے مین غرضکہ دنیوی نعمتین اخروی نعمتون کے مقابلہ مین حقیر بھی ہین اور قلیل بھی۔

(۱۲) نہی انذاری | جس صیغہ نہی سے مخاطب کو آیندہ کسی امر ہولناک سے ڈرانا مقصود
ہو تو ایسی نہی نہی انذاری ہے جیسے وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ
(ہود ع) اے (نوح) (ان) ظالمون کے بارے مین ہم سے گفتگو نہ کرو یہ ضرور

ڈوبنے والے ہین تو اس آیت مین مطلق گفتگو کرنے سے اللہ تعالے نے نوح کو منع نہین کیا بلکہ آیندہ چلکر اون کے غرق کی خبر دینا مقصود تہی اس وجہ سے اوس وقت اون کے متعلق گفتگو کرنے سے ممانعت کی۔

(۱۳) نہی ایذانی | وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ (ابراہیم ۷ ع)
اسے پیغمبر کہین تم ایسا سمجہو کہ اللہ تعالے ان ظالمین کے اعمال سے غافل ہے بلکہ خوب خبردار ہے یہان نہی اپنی حقیقی معنے پر نہین ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبہی اللہ کو غافل نہین سمجہتے تہے بلکہ اوس کو عالم جانتے تہے پہر نہی جو لائی گئی ہے تو محض اس امر پر آگاہ اور خبردار کرنے کے لئے لائی گئی ہے۔ کہ کہین ان کے ڈہیل دینے سے اور اون کو دنیا کا عیش و آرام دینے پر یہ خیال نہ ہو جائے کہ ہم غافل ہو گئے ہین یہ خیال غلط ہے بلکہ ہم اون کے ہر ہر ذرہ کی کاروائیون پر مطلع ہین اور ہم اون کی بہت جلد خبر لینے والے ہین۔

جس نہی کی حقیقی معنے مقصود نہو وہ نہی ایذانی ہے جیسے

(۱۴) نہی تذلیلی | جس صیغہ نہی کو بغرض تذلیل مخاطبین لائین تو ایسی نہی تذلیلی ہے جیسے اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ (مومنون ۵ رکوع) (جب دوزخی دوزخ مین چلے جائینگے اور وہان کے شدت عذاب سے گہبرائینگے اور چلاکر کہین گے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ اسے پروردگار ہمکو دوزخ سے نکال اگر پہر ہم برے اعمال کرین تو ہم گنہکار ہین اللہ تعالے جواب دیگا۔ اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ یعنے اسے کتو دور ہو جاؤ مجہہ سے بات مت کرو یعنے تم مثل کتون کے ذلیل و خوار ہو اور لائق ہم سے کلام کرنے کے نہین ہو۔

(۱۵) نہی تشاوری | جس نہی سے مقصود کسی امر مین رائے دینا ہو وہ نہی تشاوری ہے جیسے قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ (یوسف ۱ ع) (یوسف کے بہائیون مین

حضرت یہودا نے کہا تمہاری تو یہ رائے ہے کہ یوسف کو قتل ہی کرو لیکن ہم مشورہ دیتے ہیں کہ یوسف کا مار ڈالنا مناسب نہیں بلکہ اوس کو ایک گہرے کوئیں میں ڈال دو تو مناسب ہے۔

ادنیٰ بے ادبی | جس میں بھی سے مقصود ادب مخاطبین ہو وہ بھی بے ادبی ہے جیسے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (حجرات ع ۱)

اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچی نہ ہونے دو اور پیغمبر سے اسطرح پکار کر بات مت کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے پکار کر باتیں کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہاری اس طرز روش سے تمہارے نیک اعمال اکارت ہو جائیں اور تمکو خبر نہ ہو ف یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کا ادب یہ ہے کہ آوازیں تمہاری بلند نہ ہوں اور ایک دوسرے کو جیسا کوئی پکارتا ہے ویسا پکارنا نہ ہو بلکہ نہایت ادب سے گفتگو کرو اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بنی تمیم کا قافلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ قعقاع بن معبد کو اون کا سردار بنائے حضرت عمرؓ نے کہا نہیں اقرع بن حابس کو بنائے حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ تم میرا خلاف کرنا چاہتے ہو حضرت عمرؓ نے کہا نہیں میں تمہارا اختلاف کرنا نہیں چاہتا تھا اسی پر دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں اتنے میں یہ آیت اوتری جب یہ آیت اوتری تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا خدا کی قسم میں آج سے آپ سے اوسی طرح باتیں کرونگا جیسے کوئی سرگوشی کرتا ہے کہتے ہیں جس وقت یہ آیت اتری تو ثابت بن قیس صحابی جن کی آواز بہت بلند تھی رنجیدہ ہو کر گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے میں ہی آنحضرت

سے پکار پکار کر باتیں کیا کرتا تھا میرے سب اعمال اکارت ہو گئے ایک روز حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا کہ ثابت کہاں ہے صحابہ نے کہا ثابت اپنے کو دوزخی
سمجھے ہوئے بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا نہیں وہ بہشتی ہے پھر یمامہ کے دن شہید ہوئے
صحیح حدیث میں ہے کہ آدمی ایک بات منہ سے نکالتا ہے اور اوس کو بڑی نہیں سمجھتا
لیکن اوس کی وجہ سے اوس کا شمار دوزخیوں میں ہو جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حیات بابرکات میں بھی ادب صحابہ کا یہ تھا کہ جب کہنا ہوتا
تو آہستہ باتیں کرتے اب بھی حدیث شریف اور قرآن مجید کا بھی ادب ہے کہ کلام
الٰہی جہاں پڑھا جائے یا حدیث شریف کا جہاں کہیں درس ہو وہاں غل نہ مچائیں
اور کلام الٰہی اور حدیث نبوی سے کسی اور کے قول کا معارضہ نکریں اگر کچھ شبہ ہو تو
آہستہ ادب سے پوچھیں۔

(۱۶) نہی امری | جس کلام میں نہی کا صیغہ لایا جائے لیکن مقصود اوس سے امر ہو تو ایسی
نہی امری ہے جیسے وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (حدید ع) اور تم کو کیا ہو گیا ہے جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں
(اپنا مال خرچ نہیں کرتے حالانکہ زمین و آسمان کا وارث اللہ تعالےٰ ہی ہے (جب
سب مال اوسی کا ہے تو تم کو دینے میں کیا عذر ہے) یعنے اللہ کی راہ میں اللہ کا مال
دو تم اپنا مال سمجھکر روک نہ رکھو ہاں مگر ایسا دو کہ جو بر محل اور بر موقع ہوئے بے موقع اور بے
محل صرف کر کے مسرف نہ بنو کیونکہ اللہ تعالےٰ مسرفوں کو دوست نہیں رکھتا غرضکہ اس
آیت میں لاتنفقو کہا گیا ہے اور مراد اوس سے انفقو کہا گیا ہے۔

(۱۷) نہی سببی | جس صیغہ نہی میں اسناد فعل کی سبب منہی عنہ کے طرف کی گئی ہو ایسی

نہی سببی ہے جیسے لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ (اعراف ع) اے آدمیو
(خیال رکھو) کہیں شیطان تم کو فتنے میں ڈال نہ دے (یعنے بہکا نہ دے) کیونکہ وہ
تو تمہارا دشمن ہے اس جملہ کی تقدیر لَا تَفْتَتِنُوْا بِفِتْنَةِ الشَّیْطَانِ ہے یعنے
تم شیطان کے فتنے اور بہکانے میں نہ آجاؤ۔ چونکہ فتنے کا سبب شیطان ہی اس
لئے فتنے کی اسناد شیطان کے طرف کی گی اور مقصود یہ رکھا گیا کہ تم فتنۂ شیطان
میں نہ پھنس جاؤ۔ کیونکہ کلام میں کبھی اسناد سبب کے طرف کرنا زیادہ بلیغ ہوتا ہے
بہ نسبت مسبب کے طرف اسناد کرنے کے۔ کیونکہ اسباب اشیاء کو دور کرنا زیادہ
موثر ہوتا ہے بہ نسبت مسببات کے دور کرنے کے۔

(۱۸) نہی سببی | جس صیغہ نہی میں اسناد فعل کی کسی امر کے نتیجہ کے طرف ہو تو ایسی نہی نہی
سببی ہے جیسا کہ سورۂ نمل میں اللہ تعالےٰ نے ایک چیونٹی کا واقعہ بیان کیا ہے
جب سلیمان علیہ السلام کا لشکر وادی نمل (جو شام اور طائف کے درمیان ہے)
کے قریب پہونچا تو ایک چیونٹی نے اپنے ساتھی چیونٹیوں سے کہا یَا اَیُّهَا النَّمْلُ
ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ
(نمل ۲ع) (ترجمہ) اے چیونٹیو اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ اور (پھر وہاں سے
نکلو نہیں) کہیں تم کو سلیمان اور اوس کے لشکر والے بے خبری میں کچل نہ ڈالیں یعنے
چلنے میں اور ہجوم میں اون کو خیال نہ رہے اور تم پر پاؤں رکھدیں اور تم مسل جاؤ۔
چیونٹی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کیساتھ یہ گمان نہ کیا کہ وہ عمداً اور قصداً کچل دینگے
بلکہ یہ کہا کہ بے خبری میں شاید اون سے ایسا نہ ہو جائے اس جملہ کی تقدیر لَا تَخْرُجُوْا
مِنْ مَسَاكِنِكُمْ فَیَحْطِمَنَّكُمْ ہے یعنے تم اپنے سوراخوں سے نکلو نہیں کیونکہ

اگر نکلو گے تو تم کو سلیمان کا لشکر روند ڈالے گا یہان سبب نہی کو یعنے خروج کی ممانعت
کو چھوڑکر جزا اور نتیجہ خروج کے طرف (یعنے روندیکے) اسناد سلیمان اور لشکر سلیمان کیطرف کی
گئی کیونکہ یہان اختصار مین زیادہ مبالغہ ہے بنسبت تطویل کے جیسے کہتے ہین۔

لَا اُرِيَنَّكَ هٰهُنَا مین تم کو یہان نہ دیکھون اس کی تقدیر یہ ہے لَا تَكُنْ هٰهُنَا
فَارَاكَ یعنے تم یہان رہو ہی نہین تاکہ میری نظر تم پہ پڑے یعنے تم نکلو ہی نہین
تاکہ سلیمان کا لشکر تم کو کچل ڈالے۔

(۱۹) نہی تسویہ۔ جس صیغہ نہی مین کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے دونون کو برابر ٹھیرا گیا ہو
تو ایسی نہی نہی تسویہ ہے نہی تسویہ ہمیشہ امر تسویہ کے ساتھ ہوتی ہے جیسے اِسْتَغْفِرْ
لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (توبہ ع) اے محمد تم ان
(منافقین) کے لیئے خدا سے بخشش مانگو یا نہ مانگو دونون برابر ہین اگر تم ستر
بار بھی ان کے لیئے بخشش مانگو گے تو اللہ ہرگز بخشنے والا نہین۔ یہان نہی عنہ استغفار
اور عدم استغفار کو برابر ٹھیرایا گیا ہے۔

اقسام نہی باعتبار منہی عنہ

(۲۰) نہی مطلق۔ جس نہی مین کسی امر کی قید نہ ہو وہ نہی مطلق ہے جیسے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ (نور ع) اے ایمان والو
شیطان کے قدم بقدم مت چلو یعنے شیطان کی پیروی کسی حالت کسی وقت بھی نہ
کرو کیونکہ وہ دشمن ہے اور دشمن سے ہر حالت مین بچنا ضرور ہے معلوم نہین کس
وقت اور کس حالت مین چکمہ دیکر راہ حق سے پھرا دے۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْ

الشیطان وکیدہٖ۔

(۲۱) نہی مقید | جس نہی میں کسی بات کی قید لگادی جائے نہی مقید ہے۔ نہی مقید کے کئی اقسام ہیں اگر قید شرطی ہے تو نہی شرطی ہے اور قید صفت کی ہے تو نہی مقید بقید صفت ہے اور اگر قید کسی خاص زمانہ کی ہے تو نہی مقید بقید زمان ہے اور اگر کسی خاص مکان کی ہے تو نہی مقید بقید مکان ہے۔

(۲۲) نہی شرطی | جس نہی میں قید شرطی ہو وہ نہی شرطی ہے جیسے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ (توبہ ۳ع) اے ایمان والو اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کو چھوڑ کر کفر کو عزیز رکھیں تو ان کو اپنا رفیق مت بناؤ یعنے اون کی دوستی چھوڑ دو یہاں مطلق ماں باپ اور بھائیوں سے دوستی اور محبت رکھنے کی ممانعت نہیں ہے بلکہ وہ جب کفر کو عزیز رکھتے ہیں تب اون سے دوستی رکھنے کو منع کیا گیا ہے یہاں پر اِن استحبوا الکفر الخ جملہ شرطیہ ہے۔

(۲۳) نہی مقید بقید صفت | جس نہی میں کسی خاص حالت یا صفت کی وجہ سے کسی امر سے ممانعت کی گئی ہے تو ایسی نہی مقید بقید صفت یا حالت سے ہے جیسے وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ (انعام ۱۴ع) جس جانور پر اللہ کا نام (کاٹتے وقت) نہ لیا گیا ہو اوس کو مت کھاؤ اور یہ گناہ کا کام ہے ف یعنے نہ کھانے کا حکم اوس ذبیحہ کے ساتھ ہے کہ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور جس ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اوس کو کھاؤ کیونکہ اوس سے پہلے فکلو مما ذکر اسم اللہ آچکا ہے۔ اللہ کا نام خواہ عمداً نہ لیا جائے یا سہواً ہر حال میں وہ جانور حرام ہے بعضوں نے کہا اگر بھول سے

شکیے تو حلال ہے اور اگر عمداً ترک کرے تو حرام (یہ حنفیہ کا مذہب ہے) شافعیہ
کہتے ہیں کہ ہر حال میں حلال ہے یعنے مسلمان کا ذبیحہ ہر حال میں حلال ہے خواہ
وقت ذبح کے نام لیوے یا نہ لیوے وہ اس آیت کا مطلب یہ لیتے ہین کہ اللہ کے سوا دوسرے
کسی کا نام کسی جانور پر لیا جاوے تو وہ حرام ہے۔

(۴۴) نہی مقید بقید زمان یا نہی موقت جس صیغہ نہی میں کسی فعل کی ممانعت کسی وقت خاص
تک محدود ہو تو ایسی نہی کو نہی موقت کہتے ہیں یا نہی موقت ہے جیسے لَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَكُمۡ حَتّٰى
يَبۡلُغَ الۡهَدۡىُ مَحِلَّهٗ (بقرہ ۲۴ ع)

جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہونچ جائے اپنے سر نہ منڈاؤ یعنے
احرام کہولنے اور سر نہ منڈوانے کا حکم قربانی اپنے مقام پر پہونچنے تک ہے جب قربانی
اپنے مقام پر پہونچ گئی تو سر بہی منڈالے اور احرام بہی کہول ڈالے اس کی توضیح یہ ہے
کہ مثلاً کسی شخص نے حج یا عمرے کی نیت کر لی اور راستہ میں دشمن اوس کو روک لیں۔ اور
اس وجہ سے وہ خانہ کعبہ تک نہ پہونچ سکے تو اوس پر بالاتفاق قربانی کرنی لازم ہے
اب رہی یہ بات کہ وہ قربانی کب اور کہاں کی جائے اس میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف
ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی یہ رائے ہے کہ حرم میں کی جاوے اسطرح پر کہ وہ شخص
قربانی کے جانور کو کسی اور شخص کے ہاتہہ خانہ کعبہ کو بہیجدے اور اوس کے قربانی کرنے
کا دن حج کا احرام باندہنے کی صورت میں یوم نحر یعنے دسوین ذیحجہ اور عمرے کی صورت مین
کوئی خاص دن مقرر کر دے اوس دن یہ شخص اپنی جگہ سر منڈوا کر احرام اتار دے اور
امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ اس قربانی کا حرم مین ہونا ضرور نہین ہے جس جگہ وہ شخص روکا
گیا ہے وہی اوس کا محل ہے قربانی وہین کر کے احرام اتار دے جیسا کہ جناب سرور

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کی نیت سے
مکہ تشریف لئے جاتے تھے مدینہ مین کافرون نے آپ کو روک دیا آپ نے وہین قربانی
کرا کر سب کے احرام اتروا دئے۔ دوسری مثال نہی موقت کی وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ
حَتّٰى يَطْهُرْنَ (البقرہ ۲۸ع) حائضہ عورتون سے مقاربۃ (جماع) نہ کرو جب تک کہ
وہ حیض سے پاک نہ ہولین یعنے مقاربت حائضہ کی ممانعت طہارت کے زمانے
تک ہے بعد طہارت کے مقاربت جائز ہے۔

(۲۵) نہی مقید بمکان یا نہی مکانی | جو نہی کسی مکان کے ساتھ مختص ہو وہ نہی مکانی ہے
جیسے يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ
الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (توبہ ۴ع) اے ایمان والو مشرک تو یقینی گندے
ہین تو اس سال کے بعد وہ ادب والی مسجد کے نزدیک نہ آئین یعنے مشرکون کو مسجد
حرام مین داخل ہونا بوجہ اونکی نجاست کے حرام ہے اور اونکو ممانعت مسجد حرام مین داخل
ہونے سے کی گئی ہے نہ دوسرے مقامات سے اب اس مین علما کا اختلاف ہے
کہ دوسرے مسجدون مین مشرک کا جانا درست ہے یا نہین اہل مدینہ نے کہا کہ درست
نہین شافعی رحمہ اللہ کہتے ہین سوائے مسجد حرام کے اور مساجد مین درست ہے کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو مسجد مین باندھا تھا حالانکہ وہ مشرک تھا امام ابوحنیفہ رح
کہتے ہین کہ ذمی کافر اور مشرک مسجدون مین ضرورت سے جا سکتا ہے۔

(۲۶) نہی غیر شرطی | جس نہی مین کسی امر کی شرط نہ ہو ایسی نہی غیر شرطی ہے جیسے
يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (حجرات ۱ع) اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول سے (حد سے) بڑھ کر نہ
(چلو)

ہین) اون حدون سے آگے نہ بڑہو اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ سنتا اور جانتا ہے
ف۔ یعنے کسی جانتے ہین اللہ اور رسول کے حکم کے خلاف نہ کرو اور اون کے مقررہ
حدود سے آگے قدم نہ رکہو۔

نہی غیر مشروطی اور نہی مطلق مین عام خاص مطلق کی نسبت ہے نہی غیر مشروطی عام ہے
اور نہی مطلق خاص کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ہر نہی مطلق غیر مشروطی ہو لکن ہر غیر مشروطی مطلق ہونا
ضرور نہین ہے کیونکہ جو نہی مقید بقید صفت یا بقید زمان یا بقید مکان ہون وہ نہی غیر
مشروطی ہین اس وجہ سے کہ شرط اون مین نہین ہے لکن مطلق نہین ہین اس لئے کہ قید زمان
یا صفت یا مکان کی اون مین ہے۔

(۲۷) نہی جمعی | جس نہی مین دو یا دو سے زیادہ باتون کے جمع کرنے کی ممانعت ہو اور
الگ الگ کرنے کی اجازت ہو ایسی نہی نہی جمعی ہے۔ جیسے وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ
اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا (نساء ع ۱) یتیمون کے مال اپنے مالون
کے ساتہہ گڈمڈ کر کے مت کہاؤ یہ تو بڑا گناہ ہے ف جاہلیت کا یہ قاعدہ تہا کہ یتیم کا
مال اپنے مال مین خورد برد کرنے کی نیت سے ملا دیتے اللہ تعالےٰ نے اس سے منع
فرمایا کہ یتیم کے مال کو اپنے مال کے ساتہہ خرچ مین جمع مت کرو وہ اپنا مال الگ کہائے
تم اپنا مال الگ کہاؤ اوس کا حساب کتاب الگ رکہو اپنا حساب کتاب الگ رکہو لکن اگر
یتیم کے مال کو اوس کے فائدے کی غرض سے ملا لین تو کچہ حرج بہی نہین ہے جیسے سورہ بقر کے
۲۶ رکوع مین ہے وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ یعنے اگر تم نیک نیتی سے
اون کے خرچ کو اپنے خرچ کے ساتہہ ملا لو یا مال تجارت مین اونکے فائدے کی غرض سے
اون کو شریک کر لو تو اس مین کچہ حرج بہی نہین ہے اگرچہ تفریق مال کی آیت منسوخ ہے اور

ملانے کی اجازت ہے لیکن یہاں پر ہمکو اس کے نسخ سے بحث نہیں ہے کیونکہ یہاں ہم کو
نہی جمعی کی مثال لانا مقصود ہے اس وجہ سے اس آیت کو ہم یہاں لائے ہیں انشاء اللہ
تعالےٰ جب علم النسخ من القرآن چھپے گا وہاں نسخ کی آیتوں سے اور اوس کے مصالح
سے عقلی بحث کریں گے ممانعت جمعی کی مثال اور بھی مل سکتی ہے گو اوس میں صیغہ نہی کا
نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ الخ کے تحت میں
جمع بین الاختین کو قید نکاح میں لانے سے منع کیا ہے۔ ہاں ایک بہن کے مرجانے کے
بعد دوسرے سے یا ایک کے طلاق دینے کے بعد دوسرے سے نکاح کرسکتا ہے۔

(۲۸) نہی تفریقی یا تفرقی | جس صیغہ نہی میں کئی امور کو یا کسی مہتم بالشان امر کو جدا جدا کرنے کی
ممانعت ہو اور ملکر کرنے کا حکم نکلے تو ایسی نہی نہی تفریقی ہے نہی تفرقی یا تفریقی بعد
امر جمعی کے یا قبل امر جمعی کے آیگی جیسے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ
وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا
تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ
اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ
وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا
الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا
كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

تِلْكَ اٰيَاتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ (اٰل عمران ا ع)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ حق ڈرنے کا ہے اور مرتے تک اسلام پر قایم رہو اور سب ملکر اللہ کی رسی (یعنے قرآن اور دین کو) مضبوط پکڑو اور پھوٹ نکرو اور اللہ کے اوس احسان کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلون مین الفت پیدا کر دی اور تم اس نعمت قرآن کے بدولت ایک دوسرے کے حق مین مثل بھائی کے ہو گئے۔ تم تو آگ کے گڑہے (یعنے دوزخ) کے کنارے ہی آ گئے تھے اللہ نے تمکو بچا لیا۔ تمہارے راہ راست پر آنے کے لئے اللہ اپنے احکام کو کھول کھول کر بیان کرتا ہی اور تم مین ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہئے کہ جو لوگونکو نیک کام کیطرف بلائے اور برے کامون سے منع کرے اور آخرت مین ایسے لوگ بامراد ہونگے۔ اور اون جیسے (یعنی مثل یہود اور نصارے) نہ ہو جو ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اور کھلے کھلے احکام پہونچنے کے بعد آپس مین اختلاف کر لیا (جیسے یہود اور نصاریٰ) اور یہی لوگ ہین کہ جن کو بڑا عذاب آخرت مین ہوگا۔ آخرت کے دن بعض لوگون کے منہ سفید ہونگے اور بعض لوگون کے سیاہ جو لوگ روسیاہ ہین اون سے کہا جائیگا کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے اب اپنی کفر کی سزا مین عذاب کے مزے چکھو اور جو لوگ سفید رو ہونگے وہ اللہ کی رحمت یعنے بہشت مین ہونگے ہمیشہ وہ اوسی مین رہین گے (اے پیغمبر) یہ واقعی اور سچی اللہ کی آیتین ہین جو ہم (جبرئیل کے معرفت) تم کو پڑہ پڑہ کر سناتے ہین اور اللہ جہان کے لوگون پر ذرا بھی ظلم کرنا نہین چاہتا۔ جمع ہو یا تفرق جس جمع اور تفرق سے کسی قسم کا نتیجہ نہ ہو ایسی جمع بے حاصل ایسی تفرق ناکارہ۔ اصل تو جمع سے تفرق کسی ضرورت ہوتی ہے لکن ہم مسلمانون کی جمع اور تفرق دونون ناکارہ ہین سب قومین اپنی اجتماعی قوۃ سے سب قسم کے قومی کامون مین فائز المرام ہوتی ہین اور

ترقی کے اعلی منازل طے کئے جاتی ہین لیکن نہ معلوم ہم مسلمانون مین کیون ایسا پہوٹ کا مرض پیدا ہوگیا ہے۔ کہ ہم کوئی بہی قومی کام اجتماعی قوۃ سے کرنا چاہتے ہین تو اوس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ مثل تار عنکبوت یا مغرزہ عورت حمقا رکہ جو دن بہر چرخہ لیکر کاتتی اور پہر شام مین سب دہاگون کو توڑکر رکہدیتی) چند روز درست ہوکر پہر ٹوٹ جاتا ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا معلوم یہ ہوتا ہے کہ قران عظیم الشان نے جو ہم کو تفرق کی ممانعت کی ہے اوس پر ہمارا عمل ہی نہین ہے اور تفرق کے اسباب پر ہم واقف ہی نہین ہین اور اگر واقف بہی ہین تو زبانی جمع اور خرچ بہت عمل اس پر کچہ بہی نہین ہین اسلیئے ہم مختصر بحث اختلاف اور اتفاق کے متعلق کئے دیتے ہین تاکہ عامۃ المسلمین اس مرض مہلک (پہوٹ) سے بچین اور اپنے اصلاح دینی اور دنیوی کے لیئے اتفاق اور یکجہتی پیدا کرین۔

اختلاف اور اتفاق آپس مین ایک دوسرے کے ضد ہین۔ لکن باوجود ضد ہونے کے پہر تعجب ہے کہ جہان اتفاق ہے وہان اختلاف کی بہی جہلک ہے جہان قدرت خداوندی کی گوناگون نیرنگیان ہین وہان اوسکی قدرت کے یہ بہی کرشمے ہین کہ ہر چیز کو اوس کے ضد کیساتہہ پیدا کیا ہے ظلمت کے ساتہہ نور کفر کے ساتہہ اسلام اتفاق کے ساتہہ اختلاف آب وہوا کا اختلاف صورتون کا اختلاف سیرتون کا اختلاف عقائد کا اختلاف اعمال کا اختلاف۔ غرضکہ دنیا بہر کے اختلاف لے لو اوس کے ساتہہ ہی اتفاق کا بہی جزو لاینفک لگا ہوا ہے ملکی اتفاق قومی اتفاق مذہبی اتفاق آرائی اتفاق شخصی اتفاق جمہوری اتفاق ہمارے تو سمجہہ مین نہین آتا کہ کیون لوگ اتفاق کو محمود سمجہتے ہین اور اختلاف کو مذموم حالانکہ جب اتفاق ہوگا تو حسب اقتضائے طبیعت اختلاف کا پایا جانا لازمی ہے۔ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ مطلقاً نہ اتفاق برا ہے نہ اختلاف۔ کلیۃً نہ اتفاق اچہا ہے نہ اختلاف۔ اگر برے ہین تو دونون

اور اچھے ہین تو دونون۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز حد اعتدال پر ہو تو اچھی ہوتی ہے اگر حد اعتدال سے متجاوز ہو تو بری یہی حال اتفاق اور اختلاف کا ہے اگر اختلاف حد اعتدال پر ہے تو اچھا ہے اور اگر حد اعتدال سے بڑھکر ہے یعنے نفسانیت اور گالی گلوج اور کفر کے فتوے تک پہونچ گیا ہے تو برا ہے ایسا ہی اگر اتفاق درجۂ اعتدال پر ہے اور اوس سے ملکی اور قومی اصلاح مقصود ہے تو مستحسن اور اگر حد اعتدال سے بڑھکر تعدّی اور عُدوان تک پہونچ گیا ہے تو مذموم خلاصہ یہ کہ اختلاف کی دو قسمین ہین ایک محمود دوسری مذموم ایسا ہی اتفاق کی بھی دو قسمین ہین ایک محمود دوسری مذموم۔

اختلاف محمود جو اختلاف بغرض اظہار حق یا بغرض انکشاف امر واقعی یا حل مطالب یا بغرض فصل خصومات ہو محمود ہے۔ محمود کیا بلکہ ایک حد تک ضروری ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو مباحثہ اور مناظرہ علما یا اختلاف آراکین مجالس شوریٰ بے کار ہون حالانکہ اس اختلاف سے عمدہ نتائج مرتب ہوتے ہین ہر فریق مخالف کو اپنے حقوق کے اظہار کا موقع ملتا ہے بحث اور مناظرے سے مطالب اور مسائل حل ہوتے ہین تمام مقدمات امور شرعی اور قانونی اور سیاسی کا تصفیہ ہوتا ہے اسی قسم کے اختلاف کے محمود ہونے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اِخْتِلَافُ عُلَمَاءِ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ۔

اختلاف مذموم جو اختلاف از راہ تعصّب مذہب و عناد یا بغرض توہین یا از راہ نفسانیت بدنیتی سے کیا جائے وہ اختلاف مذموم ہے۔ مذموم کیا بلکہ مُہلک قوم اور مخرب ملک اور ملت ہے فی زمانا بعض مسلمانون مین عموماً اور بعض مشائخین اور علمائے دین خصوصاً اسی قسم کا اختلاف ہے کہین تو پرانے خلافت کے جھگڑے چھیڑے جاتے ہین کہین تفضیل صحابہ کی بحث ہے کہین تقلید اور غیر تقلید کی موشگافی ہے کہین آمین بالجہر اور رفع یدین مین نزاع ہی

غرضکہ ہمیں جھگڑے ذاتی جھگڑے قومی جھگڑے شہری جھگڑے خانگی جھگڑے
دینی بھی جھگڑے ان جھگڑوں نے مسلمانوں کا بیحد خراب کر رکھا ہے جزئی مسائل میں اسقدر
اختلاف ہے کہ آئے دن تحقیر اور تفسیق و تشنیع سے اسلام کٹ رہا ہے اگر اس قسم کے مذہبی
جھگڑوں کو ہم تھوڑی دیر کے لیے اصولی بھی مان لیں تاہم فی الوقت ضروری نہیں ایک حکیم کا
مقولہ ہے اِذا تحقق المرضان فدا اوّلاً الاخطر جب تجھے دو مرض لاحق
ہوں تو جو مرض خطرناک ہے اوس کا پہلے علاج کر یہ تو دیکھا نہیں جاتا کہ اسلام کی بنیادیں
کھوکھلی ہو رہی ہیں یعنی عقاید اور ضروری اعمال اور اخلاق بگڑ رہے ہیں واجبات ترک
ہو رہے ہیں اون کو چھوڑ کر اسلام کے جزئی مسائل پر اختلاف کیا جا رہا ہے اس وقت
اس امر کی بہت ضرورت ہے کہ تمام مسلمان اصول اسلام کے پابند رہیں اور اون فرعی
مسائل سے پہلو تہی کریں کہ جن کی اشد ضرورت نہیں ہے آج کل کا اختلاف ایسا مذموم
اختلاف ہے کہ جس سے شیرازہ اسلام کے اوراق پریشان نظر آرہے ہیں سب ہمدردان
قوم اور مصلحان مذہب کا فرض ہے کہ روز و شب اس امر میں غور و خوض کریں کہ مسلمانوں میں
کن کن وجوہ سے اختلاف مذموم پیدا ہو گیا ہے اور وہ کونسے اسباب ہیں کہ جس کے ذریعہ
سے اونمیں اتفاق محمود ہو سکتا ہے غرضکہ جہاں تک ہو سکے سب ہمدردان قوم تحریراً
وتقریراً اس امر میں سعی بلیغ کریں کہ اختلاف مذموم مسلمانوں سے اٹھ جائے اور اتفاق
محمود پیدا ہو جس کے بارے میں خود خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے لَا تَفَرَّقُوْا اور حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ
اِخْوَانًا (حدیث کنز العمال) آپس میں حسد نہ کرو اور نہ بغض و کینہ رکھو۔ اور سب ملکر
ایک ہی مالک کے سچے بندے اور ایک دوسرے کے بھائی ہو جاؤ

اتفاق محمود وہ امور کو جو عقلاً یا شرعاً یا قانوناً مستحسن ہون اور اوس مین عامۂ خلائق کا عموماً اور مسلمانون کا خصوصاً فائدہ ہو ان سب امور مین مسلمانون کا ایک ہونا اتفاق محمود ہے اور ایسا اتفاق مسلمانون کے لئے بہت ضروری ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ مسلمان امور کلیہ اور اصول دین اور اخلاق مین ایک رہین اور ایسے قومی کامون مین جس مین عامۂ خلائق کا فائدہ ہو ایک دوسرے کی اعانت کرین اور ذاتی اغراض اور مذہبی تعصبات کو اوس مین دخل نہ دین مصیبت اور راحت مین اور قومی خدمات مین ہر مسلمان جان اور مال سے ایک دوسرے کا شریک اور معین رہے کیونکہ اس قسم کے اتفاق سے ملک اور اہل ملک کو فائدہ ہوتا ہے تجارت اور زراعت اور صنعت اور حرفت کو ترقی ہوتی ہے قوم کی دینی اور اخلاقی حالت درست ہوتی ہے بشرطیکہ ایسی اعانت لوجہ اللہ ہو اور اوس مین غرض ذاتی شامل نہ ہو۔

اتفاق مذموم جو امر قانوناً یا شرعاً یا عقلاً ممنوع ہو اوس مین کسی خاص فرقے یا قوم یا اشخاص کا ایک ہونا اتفاق مذموم ہے اور ایسا اتفاق قانون اور شریعت مین دونون طرح ممنوع ہے ایسے اتفاق سے سب مسلمانون کو بچنا چاہیئے اتفاق محمود کے مستحسن ہونے اور اتفاق مذموم کے ممنوع ہونے کے لئے یہ آیت کافی ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ حسن سلوک اور نیکی اور تقویٰ مین تم سب آپس مین ایک دوسرے کی اعانت کرو اور گناہ اور تعدی یا بغاوت پر باہم ایک دوسرے کی اعانت نہ کرو (مایدہ اع)

ہمدردان قوم اور مصلحان ملک و ملت مسلمانون کے تنزل پر آٹھ آٹھ آنسو روتی ہین اور دن رات اس بات کی متلاشی رہتے ہین کہ مسلمانون مین اتفاق کیون نہین ہوتا

لکن یہ دیکھا نہین جاتا کہ یہ ادبار اور پہوٹ کے اسباب کیا ہین ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ خداے جل وشانہ نے ہمکو ایک ایسا موجز اور مختصر دستور العمل دیدیا تہا کہ اگر ہم اوس پر عمل کرتے تو ہمارے سب اخلاق اور اعمال درست ہوجاتے لکن افسوس ہم نے اوس عطیہ عظمی کی کچہ قدر نہین کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس کو ہم آج دیکہہ رہے ہین نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ حکیم امت روحی فداہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ہر روحانی مرض کا علاج اور اوس کے اسباب اور پرہیز کو تبلا دیا اور اسباب نفاق اور اتفاق کو قرآن وحدیث مین واضح کردیا دقائق وغوامض اور مشکلات مسائل فقہیہ جو قرآن وحدیث مین تہے اون کو مفسرین اور محدثین اور ائمہ مجتہدین نے حل کردیا ۔ غرضکہ شریعت محمدیہ بالکل کامل اور مکمل واضح اور مُبیّن ہوگئی باوجود اس تکملہ کے اگر ہم اپنی بداعمالیون کو دور نہ کرین اور اپنے امراض روحانیہ کا علاج قرآن وحدیث کے مطابق نہ کرین اور شرک اور کفر اور بدعت کی گندگیون سے پرہیز نہ کرین تو اس مین حکیم کا کیا قصور اور اسلام کیون بدنام محض ہماری غفلت اور بداعمالیون کا ثمرہ ہے کہ جو آج ہم کو مل رہا ہے ۔ جو لوگ قرآن وحدیث کو چہوڑکر دوسرے اسباب کو مسلمانون کی ترقی اور اتفاق کا ذریعہ سمجہتے ہین اون کی مثال ایسی ہے شعر

یار در خانہ و من گرد جہان میگردم ۔ آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم

اسباب نااتفاقی پر غور کیجیے قرآن کریم مین اگر اوسکا علاج نہ ملے تو ہمارا ذمہ نااتفاقی کیون پیدا ہوئی اتلاف حقوق سے ۔ پہوٹ کا مرض کیون پہیلا نفسانیت سے تو حید اسی لئے آئی تہی کہ سب ایک دل ہوکر ایک ہی خدا کو پوجین اور سب مل کر اوسی کے آگے

سر خم کریں احکام خداوندی کی تعمیل ایک ہی کتاب (قرآن) کے مطابق کریں اگر وہ سمجھ میں نہ آئے اور اوس میں وضاحت سے حکم نہ ملے تو حدیث شریف دیکھیں جب توحید اور اخلاص اوٹھ گیا تو شیطان علیہ اللعنہ نے شرک کا جال ڈالا اور سب کو ضلالت میں ڈبودیا سنت کی کساد بازاری ہونے لگی بدعت کا بازار گرم ہوا پھر مسلمان ذلیل اور خوار اور گرفتار تنزل اور ادبار ہوئے تو کیا ہو غرضکہ ہم مسلمان زبانی کلمہ گو اور ادعائے مسلمان ہیں عمل ہمارا بالکل اس کے خلاف ہے جب خدا ایک رسول ایک کتاب ایک پھر اختلاف اور تنازع کیوں وَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْئٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

ہمارے ہمدرد قوم ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے جواب شکوہ میں خوب مسلمانوں کی حالت کا خاکہ کھینچا ہے۔

نظم

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک — ایک ہی سب کا نبی - دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی - اللہ بھی قرآن بھی ایک — کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

کون ہے تارک آئین رسول مختار — مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعار اغیار — ہو گئی کس کی نگہ طرز سلف سے بیزار

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں

جا کے ہوتے ہیں مساجد میں صف آرا تو غریب — زحمت روزہ جو کرتے ہیں گوارا تو غریب
نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا - تو غریب — پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمہارا تو غریب

امرا نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملتِ بیضا غربا کے دم سے

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی برق طبعی نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی نہ رہی فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصافِ حجازی نہ رہے

جب ہم کلمہ گو ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین سمجھتے ہیں تو ہمارا فریضہ ہے کہ جو کچھ پیغام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدائے جل شانہ کے طرف سے لائے ہیں اوس کو سمجھیں اور محض سمجھے ہی پر اکتفا نہ کریں بلکہ اوس کے مطابق عمل بھی کریں جب ہم مسلمان قرآن عظیم الشان پر بخوبی عمل ہونے لگیں گے تو اوسی سے ہمارے دین اور دنیا کی اصلاح ہوگی اور اوسی کی بدولت ہم میں اخوت اور سچی ہمدردی پیدا ہوگی بشرطیکہ ہمارے عملوں میں خلوص ہو نیتوں میں فتور نہ ہو حب دولت و جاہ نہ ہو شرک اور کفر کی گندگیوں سے ہم پاک ہوں خدا اور رسول کی اطاعت میں پورے سرگرم رہیں غرضکہ قرآن عظیم الشان ہی ہمارے لئے ایک ایسا عمدہ دستور العمل ہے جس کی بدولت ہمارے کل منازعات اور اختلافات مٹ سکتے ہیں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارک سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

عَنِ الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ قَالَ مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ يَخُوْضُوْنَ فِي الْاَحَادِيْثِ
فَدَخَلْتُ عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَوَقَدْ فَعَلُوْهَا قُلْتُ نَعَمْ
قَالَ اَمَا اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّهَا سَتَكُوْنُ

فِتْنَةٌ قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِيْ غَيْرِهٖ أَضَلَّهُ اللّٰهُ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ هُوَ الَّذِيْ لَا تَزِيْغُ بِهِ الْأَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْأَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهَا الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا تَنْقَضِيْ عَجَائِبُهُ هُوَ الَّذِيْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ إِذْ سَمِعَتْهُ حَتّٰى قَالُوْا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ۔ مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ أُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ وَمَنْ دَعٰى إِلَيْهِ هُدِيَ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

(حدیث رواہ الترمذی والدارمی) (ترجمہ) حارث اعور کہتے ہین کہ مین ایک دن مسجد چلا گیا اتفاق سے کیا دیکھتا ہون کہ لوگ مسجد مین بیٹھے ہوئے (دنیا کی) باتین کر رہے ہین مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی آپ نے فرمایا کیا واقعی مین لوگون نے ایسا ہی کیا مین نے کہا ہان آپ نے فرمایا مین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ قریب مین فتنے اور فساد ہون گے (یعنے بہت کچھ اختلاف اور قتل اور فساد ہوگا اور جدے جدے مذاہب نکلینگے) پھر مین حضرت سے پوچھا یا رسول اللہ اون فتنون سے بچنے کی کیا صورت ہے آپ نے فرمایا اون سے بچنے کی صورت یہی ہے کہ قران (پڑھے جاؤ) وہ اللہ کی ایسی کتاب ہے جس مین اگلون کی بھی قصے ہین اور آیندہ ہونے والے واقعات کی بھی خبر ہے (یعنے اگر تم کو قصے اور کہانیون سے رغبت ہے تو قرآن پاک مین اگلے انبیاء کے قصص ہین اور اگر آیندہ کے حالتون سے مطلع ہونا چاہتے ہو آیندہ ہونے والے امور کی پیشین گوئیان بھی ہین یعنے آثار اور

احوال قیامت دوزخ کے عذابات اور جنت کی نعمتون کا اوس مین ذکر ہے) وہ تمہارے
قضایا کے فیصل کرنیوالی کتاب ہے (جس مین کفر وایمان حلال وحرام اور تمام
شرایع اسلام اور معاملات درج ہین) وہ ایسی کتاب ہے کہ جو حق کو باطل سے جدا کرتی
ہے جس مین کوئی بیکار لفظ نہین جس متکبر نے قرآن کو تکبر کی راہ سے نہ التفات کر کر چہوڑ دیا
(یعنے نہ اوس کو سمجہا نہ اوس پر عمل کیا) اللہ تعالے اوس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا (یعنے
اوس کو ذلیل وخوار کر دیگا اور اپنی رحمت سے اوسکو دور کر دیگا) اور جس نے ہدایت
قرآن کو چہوڑ کر دوسری کتابون اور علمون مین اپنی ہدایت تلاش کی وہ گمراہ ہو گیا قرآن اللہ
تعالے کی رسی ہے (یعنے معرفت اور قرب الہی کا وہی ذریعہ ہے اور قرآن خود تمہارا حکیم ہے
(یعنے تمہارے روحانی امراض کا وہی مُعالج ہے جو حکمت کی باتین اور روحانی امراض
کا علاج بتلاتا ہے) اور وہی سیدہا راستہ ہے جو سعادتِ ابدی کے طرف تم سب کو لے
چلتا ہے) اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جو اوس کی پیروی کرے وہ نہ خواہش نفسانی کا مطیع
ہو اور نہ باطل کے طرف اوس کا میلان ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ خواہش پرست اوسکو
اپنی مرضی کے موافق تغیر او رتبدیل نہین کر سکتے (اور اوس کی عبارت ایسی فصیح اور بلیغ ہے
کہ دوسرے کسی زبانون مین نہین ملتی اوس کے مطالب نکالنے سے علما سیر نہین ہوتے
یعنے گوناگون مسائل اور مطالب اوس سے نکلتے چلے جاتے ہین (ف۔ سبحان اللہ
ابتک قرآن مجید کے کسقدر تفاسیر اور تراجم ہوئے اور ہر شخص نے اپنے علم سے کس
کس قسم کے مطالب قرآن سے نکالے ہین ہم نے بہی سلسلہ علوم قرآن کا قایم کیا ہے
اللہ تعالے ہی سے اسکی اجرا اور تکمیل مین ہم مدد چاہتے ہین اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ صُدُوْرَنَا بِالْقُرْاٰنِ)
بار بار پڑہنے سے وہ پُرانا نہین ہوتا (یعنے ہر دفعہ پڑہنے سے جدی جدی لذت ملتی ہے

قرآن کے عجائبات کی انتہا نہیں ہے انتہا اوس سے مطالب نکلے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ جنون نے بھی جب قرآن سنا تو اوس کی عجیب و غریب عبارت پر فریفتہ ہوکر کہنے لگے کہ
اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ یعنی قرآن عجیب و غریب کلام ہے کہ جو ہم کو ہدایت کا راستہ بتلاتا ہے اور قرآن سے جس نے تمسک کیا اوس نے نجات پائی جس نے قرآن پر عمل کیا اوس کو اجر ملا جس نے قرآن کے مطابق فیصلہ کیا وہ عادل کہلایا جس نے قرآن کی طرف لوگوں کو بلایا وہ سیدھے راستے پر لوگوں کو لے چلا اَللّٰهُمَّ
ارْفَعْنَا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ وَاَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِکَلَامِكَ الْقَدِیْمِ وَصَلِّ عَلٰى سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ اَوْضَحَ دِیْنَكَ الْقَوِیْمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الَّذِیْنَ سَلَکُوْا طَرِیْقَكَ الْمُسْتَقِیْمَ
دوسری مثال نہی تفریقی کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد لَا یَمْشِیَنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ نَعْلٍ وَّاحِدٍ لِیَنْعَلْهُمَا جَمِیْعًا اَوْ لِیَخْلَعْهُمَا جَمِیْعًا تم میں سے کوئی شخص ایک جوتی پہن کر نہ چلے پہنے تو دونوں جوتیاں پہنے اوتارے تو دونوں اتارے صحیحین کی یہ حدیث ہے ہم تلازم امر و نہی میں بیان کر چکے ہیں کہ امر کو اگر ایک پہلو سے دیکھو تو نہی ہے اور نہی کو ایک پہلو سے دیکھو تو امر ہے نہی تفریقی اور جمعی کی بھی یہی حالت ہے نہی تفریقی کے مفہوم مخالف کو لو تو امر جمعی ہے جیسے لَا تَفَرَّقُوْا اوس کا مفہوم مخالف اِجْتَمِعُوْا ہوا اور وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا میں اس کی مفہوم مخالف نہی کو لو تو لَا تَتْرُکُوا الْاِعْتِصَامَ بِحَبْلِ اللّٰهِ نہی تفریقی ہے ناظرین کو بہت تعجب ہوگا کہ یہاں لفظ تفرق سے نہی کی قسم ایک الگ نکالی گئی ہے اگر محض الفاظ سے نہیوں کے اقسام کو لیا جائے تو پھر صدہا قسمیں نہی کی نکلیں گی لیکن اگر غور اور تامل سے قرآن کے مناہی پر نظر ڈورائو تو جن جن مناہی سے خدا نے

جل شانہ نے ہمکو منع کیا ہے اون سب مناہی مین نہی تفریقی مضمر ہے کیونکہ قانون الٰہی کبھی تو مسببات سے
منع کرتا ہے کبھی اسباب سے شرک سے اللہ نے کیون منع کیا کیونکہ یہ شرک ہی کُل محبت باعث تفرق
سے ہے حقوق یتامیٰ حقوق مساکین حقوق جوار حقوق اقربا ان سب کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ کیون حکم کیا
اور ان کے اتلاف سے اللہ نے کیون منع کیا کیونکہ ان حقوق کا اتلاف باعث تفرق فیما بین ہے
غیبت - زنا - چوری - مسخرگی - بدگمانی - ان سب سے کیون منع کیا کیونکہ یہی اسباب تفرق مسلمانان
سے ہے قرآن کی یہ بلاغت ہے کہ کہین اللہ تعالےٰ اسباب سے منع کرتا ہے اور کہین اثرات سے
اگر ہم اس امر کے اثبات کے لیے بیٹھ جاوین کہ سب مناہی مین نہی تفرقی کس طرح ہے تو یہ رسالہ
ہمارا جو مختصر ہے ایک بہت بڑا طول طویل رسالہ ہو جائیگا اس لیے ہم نے نہی تفرقی پر اس قدر
بحث کی اور مسلمانون کو اس امر پر آگاہ کر دیا کہ تفرق مسلمانون کے لیے قطعاً حرام ہے اور
اجتماع مسلمانون کے لیے واجب اور فرض ہے۔

۲۹ نہی تفریقی وجمعی | جس صیغہ نہی مین منہی عنہ کو الگ الگ کرنے کی بھی ممانعت ہو اور ملا کر کرنے کی بھی
ممانعت ہو تو ایسی نہی نہی تفریقی وجمعی ہے جیسے وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا اے محمد تم
کسی گنہگار کی اطاعت کرو اور نہ کسی کافر کی یعنے اطاعت مین نہ دونون کو جمع کرو نہ ایک کو۔

۳۰ نہی تعددی یا انہاء متعددہ | جس جملہ مین کئی نہیان حرف واو سے جمع ہو گئی ہون وہ نہی تعددی ہے اس کا
نام چاہے انہاء متعددہ رکھو چاہے نہی تعددی کہو ایسے متعدد نہیون کو جمع کرنے سے متکلم کا
مقصد یہ ہوتا ہے کہ مخاطب ان سب امور سے بچین جیسے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا
بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ - يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ
عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْا
اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ

لم یتب فاولئک ھم الظلمون - یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن
ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم
ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم ٥

(حجرات ع ۲) سلمان آپس مین ایک دوسرے کے بھائی ہین۔ اگر بھائیون مین کسی قسم کا بیچ ہو جائے تو اونکو آپس مین میل جول کرادو اور ڈرو امر سے تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اسے ایمان والو تم مین جو مرد ہون وہ دوسرے مردون پر ہنسین شاید وہ لوگ جن کی ہنسی اڑائی گئی ہے وہ اللہ کے پاس اچھے ہون اور تم مین جو عورتین ہین وہ دوسری عورتون پر نہ ہنسین شاید کہ وہ عورتین جن کا ٹھٹھکا اڑایا گیا ہے وہ اللہ کے پاس اچھے ہون اور نہ ایک دوسرے پر اشارةً یا زبان سے طعنہ زنی کرے اور کسی ایسے برے نام یا لقب سے جس سے وہ چڑھتا ہے نہ پکارو ایمان لانے کے بعد ایسی بدزبانی کی باتین کسی کے حق مین کرنا سب سے بڑی بدنامی کی بات ہے اور جو لوگ ایسی حرکتون سے توبہ نکرین وہ بڑے شریر ہین (طعنہ زنی بدزبانی مثلاً کسی سلمان کو کہنا او فاسق یا او منافق یا او بے وقوف یا او گدہے یا اے یہودی یا اے نصرانی یا اور اس قسم کی باتین جس سے کسی سلمان کا دل دکھے۔

اسے ایمان والو (اپنے بھائی مسلمان کے ساتھہ) بہت گمان کرنے سے بچو کیونکہ بعضا گمان گناہ ہے اور کھوج نہ کیا کرو (یعنے کسی کے عیبون کی تلاش نہ کرو) اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم مین سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے (یعنی مسلمان بھائی کی عزت بمنزلہ گوشت کے ہے جب غیبت کرکے اوس کی عزت مین کوئی شخص خرابی ڈالے تو گویا اوس نے اوس کا گوشت کھایا) تم ضرور ایسی باتون سے گھن کروگے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے (فائدہ) دیکھئے

اس آیت مین بہی امر جمعی اور نہی تفریقی کے جلوے نظر آرہے ہین اصلاح ذات البین امر جمعی ہے تضحیک مسلمانان - بدزبانی - طعنہ زنی - بدگمانی غیبت - چڑانا ان سب مین نہی تفریقی پوشیدہ ہے گویا یہ اسباب باعث تفرقات ہین - اللہ تعالے نے یہان اسباب کو بیان کیا اور مراد اوس سے مسبب رکہا کیونکہ ان مناہی کا بعد امر جمعی کے آنا اس امر کو بخوبی واضح کر رہا ہے کہ یہ امور قبیحہ باعث افساد اور نفاق اور تفرقہ ہین اللہ تعالے سب مسلمانون کو ان بلاؤن سے بچائے

۳۱ نہی تعمیمی | جس نہی کا مورد عام ہو وہ نہی تعمیمی ہے یعنے جس نہی مین عام مسلمان شریک ہون اور وہ حکم سب کے لئے ہو وہ نہی تعمیمی ہے جیسے وَلَا تَتَّخِذُوا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا (البقرہ ۲۹ ع) یعنے اے مسلمانون تم سب کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ اللہ کی آیتون کو ٹہٹا نہ بناؤ یعنے اوسکی آیتون کی تعظیم کرو اور اوس کے احکام پر چلو -

۳۲ نہی تخصیصی | جس نہی کا مورد خاص ہو وہ نہی تخصیصی ہے یعنے جو نہی کسی خاص قوم یا شخص کے ساتہہ مختص ہو تو ایسی نہی کو نہی تخصیصی کہتے ہین جیسے وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِی السَّبْتِ اور ہم نے اون یہود سے یہ بہی کہا تہا کہ تم سفتہ کے دن شکار مت کرو یعنے سفتہ کی دن شکار کی ممانعت قوم یہود کے ساتہہ خاص تہی شخص کی مثال جیسے لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤی اِلَیْكَ وَحْیُهٗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا اے پیغمبر (جب تک تم پر قرآن کا اترنا پورا نہو یعنی وحی ختم نہو لے) اوس کے پڑہنے مین جلدی مت کرو اور خدا سے دعا مانگو کہ اے مالک تو مجہے اور زیادہ علم دے ف جب جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی آئتین لاکر سناتے تو آپ اونکی قرات ختم ہونے سے پہلے اوسکو پڑہنے لگتے شوق سے یا اس خیال سے کہ مین کہین بہول نہ جاؤن اوس وقت یہ آیت

اثر ہی نہی تخصیصی میں بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ مورد خاص ہوتا ہے اور حکم اوسکا عام ہوتا ہے قرآن میں بہت ساری مثالیں ایسی ہیں کہ جہاں پر مخاطب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا ہے اور مراد اوس سے عام مسلمان رکھے گئے چنانچہ علم الخطابہ من القرآن میں اس کی تفصیل آئیگی یہاں پر بھی یہی صورت ہے کہ قرآن مجید کو جلدی جلدی نہ پڑھیں بلکہ سوچ اور سمجھکر پڑھیں کیونکہ یہ نہی تخصیصی میں مورد خاص ہی رہتا ہے عام نہیں ہوتا جیسے اوپر کی مثال لا تعدوا فی السبت گذر چکی

نہی کے معنوں میں علمار کا اختلاف

اس امر میں علما کا اختلاف ہے کہ کونسا معنے نہی کا حقیقی ہے اور کونسا معنی مجازی جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تحریم نہی کا حقیقی معنے ہے اور باقی معانی (یعنے کراہت - دعا - ارشاد - تنزیہہ - تقلیل - ایاس - تسویہ - تعقیب - التماس - تذلیل - انذار - ایذان) مجازی ہیں بعض کا مذہب یہ ہے کہ کراہت نہی کا حقیقی معنے اور باقی مجازی - بعض کا مذہب یہ ہے کہ نہی تحریم - کراہت - ارشاد میں مشترک ہے حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر نہی کا صیغہ دلیل قطعی سے آیا ہے تو نہی تحریم کے لئے ہے اور اگر دلیل ظنی سے آیا ہے تو نہی کراہت کے لئے ہے اب رہے نہی کے باقی اقسام مثلاً نہی مشروطی یا غیر مشروطی نہی مقید نہی مطلق نہی تخصیصی نہی تعمیمی نہی تعددی نہی تفریقی - نہی جمعی نہی استمراری نہی انقطاعی سو یہ قسمیں جیسے نہی کے حقیقی معنوں میں پائی جاتی ہیں ویسا ہی نہی کے مجازی معنوں میں بھی ہوسکتی ہیں ان میں سے ہر اک کی تفصیل ہم نے بخوف طوالت چھوڑدی ہے

احکام نہی یعنے اثرات نہی

احکام حکم کی جمع ہے یہاں پر مراد حکم سے یہ ہے کہ صیغہ نہی نے اثر کیا مرتب ہوتا ہے اور یا وجود

ممانعت فعل کو اگر کوئی شخص امر منہی عنہ کا مرتکب ہو جاوے تو آیا وہ فعل اوسکا بالکل باطل و ناکارہ ہے یا فاسد ہے یا صحیح ہے
اوپر ہم بیان کر چکے ہین کہ نہی کی دو صورتین ہین ایک نہی مطلق دوسری نہی مقید یہ قسمین نہی کی باعتبار کلام
نہی کی نہین یعنی اگر کلام مین شرط یا زمان یا مکان کی قید ہو تو وہ نہی مقید ہے ورنہ نہی مطلق لیکن اصولیین کی اصطلاح مین
نہی مطلق اور نہی مقید اور ہین اونکی اصطلاح مین اگر شارع نے کلام میں منہی عنہ کی فاسد ہونیکی صراحت نہین کی ہے تو ایسی نہی
نہی مطلق ہے اور اگر صراحت کر دی ہے تو نہی مقید ہے یہان مطلق اور مقید سے یہی مراد ہے۔
مطلق نہی عام اس سے کہ وہ تحریمی نہی ہو یا تنزیہی اگر عبادات مین وارد ہو تو اوس سے بطلان فعل لازم آئیگا یعنی اوسکا
فعل ناکارہ ہوگا مثلاً اگر کوئی شخص وقت کراہت مین نفل نماز پڑھے یا ایام ممنوعہ مین روزہ رکھے تو اوسکی نماز اور اوسکے
روزے باطل۔
مطلق نہی اگر معاملات مین ہو تو تین حال سے خالی نہین یا تو وہ نہی کسی امر کے فی نفسہ معیوب ہونیکی وجہ سے
وارد ہوئی ہے یا کسی امر داخلی کے وجہ سے یا کسی امر خارجی کی وجہ سے۔
اگر مطلق نہی کسی امر کے فی نفسہ قبیح ہونیکی وجہ سے یا کسی امر داخلی کیوجہ سے وارد ہوئی ہو تو ایسا فعل قبیح اور
ایسا معاملہ کالعدم ہے امر داخلی کیوجہ سے کوئی معاملہ ممنوع ہو اوسکی مثال جیسے آزاد شخص کی بیع ممنوع ہے اور اگر کوئی
شخص کسی آزاد شخص کو پکڑ کر فروخت کر دے تو ایسی بیع کالعدم ہے کیونکہ حر تملک نہین اور بیع کیلیے دو نو طرف سے مال شرط ہے
مطلق نہی اگر کسی سبب خارجی کیوجہ سے وارد ہوئی ہو تو اس صورت مین اکثر علما کا مذہب یہ ہے کہ وہ فعل نہی عنہا اگر کر دیا جائے
تو وہ عمل فاسد نہ ہوگا مثلاً غیر کی ملک کا پانی لیکر وضو کرنا جائز نہین کیونکہ اتلاف مال غیر ہے لیکن اگر کوئی شخص ایسا
کرے تو وضو اوس کا ہو جائیگا یا مثلاً اذان جمعہ کے وقت خرید و فروخت ممنوع ہے لیکن اگر کوئی شخص باوجود ممانعت
کے فروخت کرے تو اوسکی بیع نافذ ہو جائیگی۔
امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ فرماتے ہین کہ مطلق نہی فساد فعل کو لازم نہین کرتی بلکہ بعض مناہی بطلان فعل کو لازم کرینگے۔
اور بعض فساد فعل کو یعنے اگر فعل منہی عنہ باوجود ممانعت کے صادر ہو جائے تو وہ فعل اوسکا ناکارہ نہوگا۔ اونکے پاس
مناہی کی دو قسمین ہین ایک وہ مناہی جو قبیح لعینہ ہین جیسے زنا۔ شرک۔ کفر۔ شرب خمر وغیرہ ایسے افعال ہین کہ
انکی نہی بطلان فعل کو لازم کرتی ہے یعنی ایسے افعال باوجود ممانعت کے کیے جاوین تو وہ صحیح نہین باطل اور

ناکارہ ہین اور ایسی افعال کی نہی بمنزلہ نفی کے ہے یعنی گو کلام مین نہی کا صیغہ ہو لکن مراد اوس سے نفی ہے۔
اگر نہی ایسے مناہی پر وارد ہو جو قبیح لغیرہ ہین یعنی فی نفسہ وہ افعال برے نہین ہین لکن امر خارجی کی وجہ سے
اون مین قباحت آگئی ہے) ایسے افعال کا حکم یہ ہے کہ اون کا کرنا جائز نہین اگر باوجود ممانعت کی وہ سرزد
ہوگئے تو وہ افعال ناکارہ اور باطل نہونگے اس قاعدہ کے روسے اگر کوئی شخص ایام تشریق مین روزہ کی
نذر مان لے اور روزہ رکھہ لے تو اوس کا روزہ صحیح ہوجائیگا اگر کوئی شخص اوقات مکروہہ مین نماز پڑھ لے
تو نماز اوس کی صحیح ہوجائیگی لکن اوس کو ایسا کرنا نہ چاہیئے امام اعظم رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ نہی کسی فعل کی
اوس فعل کے امکان وجود کو چاہتی ہے کیونکہ نہی اسی واسطے آئی ہے کہ جو کام انسان کرسکتا ہے
اوس سے اوس کو منع کیا جائے کیونکہ اگر ایسا نہو تو تکلیف بالا یطاق لازم آئیگی اور نہی کا لانا
لغو ہوگا کیونکہ منع ہم اوسی شخص کو کرینگے کہ جسکو اوس فعل کے چھوڑ دینے کی طاقت ہو اور جو فعل کر
ترک کی طاقت ہی نہین رکھتا اوس کو منع کرنا ایسا ہے جیسے اندھے کہنا کہ تو مت دیکھہ پس
قبیح لغیرہ مین اگر بعد نہی کے وہ فعل واقع ہوجائے تو اوس سے اوس فعل کا بطلان نہین لازم آتا۔
غایہ مافی الباب فاسد ہوگا اور فساد فعل مستلزم عدم وقوع فعل کو نہین کہ سری سے اوسکی فعل کا وجود ہی نہو
امام احمد رحمہ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ مطلق نہی عام اس سے کہ وہ کسی امر داخلی کی وجہ سے ہو یا
امر خارجی کی وجہ سے ہر صورت مین بطلان فعل کو لازم کریگی اس صورت مین امام احمد رحمہ اللہ کی پاس
نہ وقت اذان کے بیع نافذ ہی نہ غیر کے ملک سے وضو کرنا صحیح ہی لکن ایک صورت مین امام رحمہ اللہ فرماتی
ہین مطلق نہی مین اگر فعل منہی عنہ مکلف سے واقع ہوجائے اور اوس منہی عنہ کی فاسد نہ ہونے پر دلیل آئی
ہو تو وہ فعل فاسد نہ ہوگا مثلاً حائضہ عورت کو حالت حیض مین طلاق دینا طلاق بدعی ہے جو ممنوع ہے پہر
باوجود اس ممانعت کے اگر کوئی شخص طلاق دے اور رجوع کرے تو اوسکی رجعت صحیح ہوجائیگی کیونکہ
ایسی صورت مین رجوع کرنیکا حکم آگیا ہے۔
نہی اگر مقید ہے یعنی جس نہی مین منہی عنہ کی فاسد ہونیکی خود شارع علیہ السلام نے صراحت کردی ہے تو ایسی
نہی پر سب علما کا اتفاق ہے کہ اگر وہ فعل منہی عنہ کیا جائے تو فاسد اور باطل ہے تمت بالخیر بحمد اللہ وعونہ

سلسلہ مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن نمبر (۳۴۳)

وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ

الحمد للہ کہ دریں زمان سعادت اقتران کتاب مستطاب

شعائر اللہ

فی

اثبات فضائل شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مولفہ فضیلت پناہ کرامت دستگاہ عالیجناب مولانا محمد سلامت اللہ صاحب سلمہ الواہب

حسب الحکم

عالیجناب شیخ الاسلام والمسلمین عمدۃ الحاج مولانا و مقتدانا مولوی حافظ محمد انوار اللہ صاحب عمت فیوضہ

باہتمام

مولانا ابو الدرجات مولوی حافظ محمد ولی الدین صاحب فاروقی مہتمم مجلس اشاعۃ العلوم

در عثمان پریس عبد الحی واقع حیدرآباد دکن بزیور طبع مزین گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا واصلی واسلم علی من ارسل رحمۃ للعالمین خاتم النبیین شاہدا لما کان فی الازل ومشاہدا لما یکون الی الابد ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا جعلہ مبارکا اینما کان ونورا بل جملۃ اجزائہ وفضلاتہ طاہرۃ ومبارکۃ وطہورا وبسمعہ سمیعا وببصرہ بصیرا فلیس کمثلہ شیٔ ولن یکون وکان بعلم اللہ علیما وبقدرتہ علی کل شیٔ قدیرا فمن استخف بشانہ العلی العظیم بتنقیص جزء من اجزائہ ولو شعرا من اشعارہ شعیرا او نقص ما ینسب الیہ ویعرف بہ وصغرہ تصغیرا کما ہو دیدن الفرقۃ المارقۃ من الدین نقیرا وقطمیرا فقد اتی بامر من اعظم الکبائر واشد المنکرات نکیرا بل استحق ان یکفر تکفیرا لانہ قد بدت العداوۃ والبغضاء من افواہہم وما تخفی صدورہم اکبر توقیرا وصلوۃ ومصادیق ان یقال لہم لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم وارتکبتم کبیرا وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ الجمیل الاجمل الاجل الاکمل الاعظم

از اذکیہا الانور المنور تنویرا وعلی آلہ الذین طہرہم اللہ تطہیرا واصحابہ الذین آووہ ونصروہ معاونا وظہیرا وبارک وسلم تسلیما کثیرا ما دام یتبرک باثارہ الکریمۃ ویشتاق المحب الیہا ویکون لہا نصیرا اما بعد فیقول الفقیر الی حبیب الحبیب حقیر انہ ہیرا محمد المدعو بسلامت اللہ کان اللہ ولوالدیہ فی الدنیا والاخرۃ ولا یکلہ الی نفسہ طرفۃ عین فتدمرہ تدمیرا ان ہذہ دلائل بل وسائل قلائل الی ذکر الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم اذکر بہا اخواننا تذکیرا وانکل الاعداء واکہرہم تکہیرا۔

جاننا چاہئے کہ موئے مبارک نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اور اس کا تبرک اور موجب فیوض وبرکات وانوار ہونا ایسی چیز نہیں ہے جسکا انکار کوئی ادنے عقل والا بھی کر سکے اگرچہ اسکی دلائل ہزاروں ہین مگر بطور نظیر چند دلائل یہان ذکر کرتا ہون وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی ونعم الوکیل۔

پہلی دلیل قال اللہ سبحانہ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔ شعائر جمع ہے شعیرہ کی اور شعیرہ کے معنی علامت ہین یعنے اللہ تعالےٰ کی جو نشانیاں ہین اُن کی تعظیم وہی کرے گا جس کے دل مین تقوی اور اللہ تعالےٰ کا ڈر ہو اگرچہ یہ آیت خاص بدنہ کے باب مین ہے مگر

موافق قاعدہ اصول العبرۃ بعموم اللفظ لا لخصوص السبب جملہ نشانیون
اور اعلام دین اور علامات الٰہیہ کو شامل ہے اسیواسطے اس آیات سے
اکابر نے اولیاء اللہ کی تعظیم کا قول کیا ہے کہ وجود انکا اعظم آیات الٰہیہ
سے امت میں سے اور جب یہ لفظ شعائر اللہ بعمومہ شامل ہوا
جمیع نشانیون کو تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے موے مبارک کو بدرجہ
اولے شامل ہوگا پس اُسکی تعظیم جملہ تعظیم شعائر اللہ سے اور وہ بحکم آیت
وشہادت الٰہی دلیل ہے تقوی القلوب کی اور اللہ تعالے جسکے تقوی کی
گواہی دے اُس کی قبولیت کا درجہ کیا پوچھنا ۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ
الْمُتَّقِيْنَ وَاِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ بس ہے اس سے
معلوم ہوا کہ موے مبارک کی تعظیم نکرنیوالا متقی نہیں بلکہ فاسق و فاجر ہے اور خارج
طاعۃ اللہ سے معاذ اللہ من ذالک

دوسری دلیل قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ آيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ
فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوْسٰى وَ
آلُ هٰرُوْنَ ۔ الآیۃ تابوت عبارت ہے اُس صندوق سے
جسمین تصویرین انبیاء علیہم السلام کی تھین جو حضرت آدم علیہ السلام سے موسیٰ
علیہ السلام تک پہنچی تھیں اور اسمین تورات کی بعض الواح اور حضرت
موسےٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ تھا

جبکہ وجہ تسکین ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اور اسمین کوئی شبہ نہین کہ
موئے مبارک نبوی صلے اللہ علیہ وسلم عصائے موسیٰ اور عمامۂ ہارونی بلکہ
تمام دیگر انبیاء سے تبرک اور تسکین مین بدرجہا بڑھکر ہے

تیسری دلیل صحابۂ کرام کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود موئے
مبارک حلق فرماکر تقسیم کئے ہین اگر تبرک نہ ہوتا تو تقسیم کے کوئی معنی نہین ہ

ھذا الحدیث مسطور فی الصحاح و جمیع کتب السیر و سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ فانتظرہ

چوتھی دلیل حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو شب معراج کی صبح کو حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریش مبارک کے موئے مبارک عطا فرمائے

وتشرفنا بسندہٖ مختوما لاکابر دمشق عند السید الجلیل محمد حبیب
اللہ الدمشقی قد نزل فی ھذہ البلدۃ رامفور سنۃ ثلث والعشرین
بعد الالف و الثلثمائۃ من الھجرۃ علی صاحبھا افضل الصلوۃ والسلام

پانچوین دلیل حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو حضور نے چند موئے
مبارک عطا فرمائے تھے اور حضرت خالد نے اُسکو اپنی ٹوپی مین سی رکھا
تھا جب لڑائی مین وہ ٹوپی پہنکر گئے اللہ تعالےٰ نے برکت موئے مبارک انکو
فتح دی قال الشیخ فی المدارج (بود چند موئے از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در کلاہ خالد بن الولید و حاضر نشد با نہا ہیچ قتالے را مگر آنکہ داده شد نصرت انتہیٰ)

چھٹی دلیل مدارج النبوۃ مین ہے فصل در کرامات و برکات آنحضرت

در چیزے کہ لمس کردہ ومباشرت کردہ آنرا در صحیح آمدہ کہ بیرون آورد اسماء بنت ابی بکر جبہ طیالسیہ را وگفت کہ این جبہ را پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ است وما می شوئیم آنرا برائے بیماران وشفا می جوئیم بآن انتہی اقول بدن مبارک سے مس ہونا لباس یا کسی چیز کا جب باعث برکت وشفائے بیمار ہے حالانکہ مس ولمس ایک وصف ہے جسم مبارک ودست مبارک کا اور وہ عرض ووصف ہے تو موئے مبارک کہ جوہر اور جزو بدن مبارک ہے کیونکر متبرک اور موجب شفائے قلب وجسم بیماران ظاہر وباطن نہ ہوگا۔

ساتویں دلیل نیز مدارج النبوۃ میں ہے وبود کاسۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ آب می انداختند در آن وشفا می جستند بآن انتہی وتقریر الدلیل ما مر

آٹھویں دلیل فیہ ایضاً وآوردہ نمیشد نزد وے صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ یکے کہ دیوانگی ومس جن داشت مگر دست می زد در سینہ وے ومیرفت آن مس وجنون وتقریر المدعی ما مضے

نویں دلیل ایضاً فی المدارج وپیدا شدن جودت وجلادت در اسپ ابی طلحہ ببرکت سواری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازان کہ بغایت تنگ گام بود وچنان شد کہ ہیچ اسپے ہمراہ شاہ وے ہمراہی نمی توانست کرد بوے

دسویں دلیل ایضاً پیدا شدن سرعت وچابکی در شتر جابر بعد از سستی ودماندگی بخلانیدن چوبے کہ در دست شریف بود تا آنکہ نہ توانست زمام اورا

نگہداشت و ہمچنین سوار شدن حمار تنگ گام سعد بن عبادہ را و گردانیدن وے تند و تیز کہ اسپ ترکی و ہیچ دابہ نمی توانست بوے مسابرہ کرد۔

گیارھوین دلیل۔ و جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کہ بر پشت اسپ نمی توانست نشست و آنحضرت بر سینہ وے زد پس گشت فارس ترین عرب و ثابت ترین ایشان انتہے مدارج۔

بارھوین دلیل ایضاً و از انجملہ دادن ادست عکاشہ را شاخ درخت خرما در وقتے کہ بشکست شمشیر او و در بدر و گشتن آن در دست وے شمشیر و قتال کردن بدان ہمیشہ در مواقف و مشاہد تا وقتیکہ شہید شد در قتال اہل ردت و نام این سیف عون بود و ہمچنین دادن وے برائے عبداللہ بن جحش روز احد شاخ خرما و گشتن آن در دست وے شمشیر و دادن قتادہ بن نعمان را در شب تاریک شاخ خرما و روشن شدن آن در راہ۔

تیرھوین دلیل مفسرین نے لکھاہے کہ والشمس ضحٰہا میں محبوب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مکھڑے کی قسم ہے اور والیل اذا سجی میں حضرت حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی زلف مبارک کی قسم کھائی ہے حضرت حق سبحانہ نے پس جسطرح دست مبارک بوجہ ید اللہ فوق ایدیہم کے موجب برکات مسطورہ ہوا اسی طرح موئے مبارک بوجہ قسم کہانے حق تعالےٰ کے اس کی عظمت اور بزرگی آیت سے ثابت ہے۔

پس اسکے برکات مین شبہ بے عقلی ہے جو چیز اللہ تعالے کے نزدیک اسقدر معظم و مکرم ہو کہ خود اسکی قسم کھائی تو اُس کی مبارکی اور عظمت مین کیا شک ہے تفسیر حسینی سورۂ والضحی مین ہے اشارت است بروشنی روئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم وکنایت است از سیاہی موئے وئے

بیت والضحیٰ رمزے ہم از روے چو ماہ مصطفیٰ است ؎ معنی واللیل گیسوئے سیاہ مصطفےٰ است پس موئے مبارک لحیۂ مبارک کے والضحیٰ مین اور سر مبارک کے واللیل کی قسم مین داخل ہین —

چودہوین دلیل - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ اور تشریف آوری کی جگہ اور عبادت کی جگہ اور جس چیز سے دست مبارک کا مس ثابت ہوا ان سب کی تعظیم و اکرام خود حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اکرام ہے - پس موئے مبارک کی تعظیم و اکرام داخل تعظیم و اکرام حضرت سید انام ہے - علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام مدارج مین ہے از جملۂ اعظام و اکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکبار جمیع انچہ متعلق است بوے از مشاہد و اماکن و معابد و انچہ دست شریف وے بدان رسیدہ و دیدہ شد ابن عمر کہ نہاد دست خود را بر جاے نشستگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد ازان نہاد دست را بر روی خود خود و امام مالک سوار نمی شد در مدینۂ مطہرہ بر دابۂ خود و گفت شرم میدارم

از خلا کہ پی سپر کیم زینے را کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم در ان خفتہ بسم
اسپ خود وبہادہ است آنحضرت صلعم پاے مبارک خود بر آن بخشید
اسپان خود را کہ واشت ہمہ را بشافعی پس جواب دا دیہ یاند این جواب
انتھی اقول جب نشستگاہ و قدم گاہ کی تعظیم صحابہ و تابعین و اتباع تابعین
و مجتہدین وائمہ دین سے ثابت ہوئی۔ کما فی الشفا و المواہب و السیرۃ
للشامی والحلبی وغیرہا تفصیل ذالک تو موئے مبارک کا مرتبہ
تو قطعاً زمین و خاک مذکور سے بڑھا ہوا ہے۔ کما لا یخفی علی من لہ
ادنےٰ مسکۃ بالفہم وحلاوۃ الایمان۔

پندرھوین دلیل۔ خود صحابہ کرام سے تخصیص عظمت و برکت کی
بھی ثابت ہے بثبوت لامرد لہ کیف وقد اتفق علیہ اصحاب
السیر والمغازی قال فی المدارج آوردہ اند کہ ابو محذورہ رضی
اللہ عنہ موے پیشانی او دراز بود چنانکہ چون مے نشست و فرومی
گذاشت آن موہارا بر زمین میرسید گفتند چرا دراز میداری این موہارا
ونمی تراشی گفت نمی تراشم از ان جہت کہ وقتے دست شریف
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بآن رسیدہ۔ پس نگاہ میدارم آنہارا
تبرکاً انتہیٰ جب ایک دفعہ کسی صحابی کے بال پر دست مبارک کا
مس کرنا موجب اس کی مبارکی و تبرک کا ہوگیا صحابہ کے نزدیک تو خود

حضور کے موے مبارک کا کیا پوچھنا اور پھر اسپر کتنی مرتبہ دست
مبارک پڑے ہونگے اور پھر ہمارے واسطے کہ ہم صحابہ کرام سے
زیادہ محتاج ہین برکت اور تبرک حضور کے سبحان اللہ وبحمدہ
سبحان اللہ العظیم۔

سولہوین (۱۶) دلیل نبزنداج مین ہے ودر کلاہ خالد بن ولید سوئی
چند بود از موہاے شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم تبرکاً وافتاد
کلاہ وے در بعضے از جنگ گاہہا پس محکم بربست کلاہ را تا باز نیفتد
وزمانہ[1] بران کشید کہ چند کس از مسلمان کشتہ شدند پس انکار کردند صحابہ
این فعل[2] را بر خالد گفت نکردم این را بسبب کلاہ بلکہ بجہت موہاے
شریف کہ دران بستہ بود نگاہ داشتہ ام تا ضائع نشود و در دستہاے
مشرکان نیفتد و برکات آن از من مسلوب نگردد انتہیٰ

سترہوین (۱۷) دلیل شواہد النبوت مین ہے زنے از یمامہ فرزندے
پیش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آورد کہ بر سر وے رعشے[3] بود
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آب دہان مبارک خود بر سرے انداخت آن
ریش نیک شد از نسل آن کودک آن علت ہرگز پیدا نیامد ہمان زن پسر
دیگر را بہمین علت پیش مسیلمہ کذاب برد آب دہان نامبارک خود را بر
سر وے انداخت سراو کل شد و در نسل وے بماند انتہیٰ۔ اور

مدارج النبوۃ میں ہے وریخت آنحضرت از بقیہ آب وضوے خود در بیر قبا پس خشک نشد و کم نگشت آب او ہرگز و آب دہن شریف انداخت در چاہے کہ در دار انس بود پس نبود در مدینہ شیرین تر از وے آب و گذشت آنحضرت بہ آبے و پرسید کہ نام این چیست گفتند نام وی بیسان است و آب وے شور است فرمود نام وے نعمان است و آب وے خوش پس خوش گشت آب وے و انداخت آب دہن در دلوے از بیر و ریخت در آن و فائح گشت از وے بوے مشک انتہی نیز اسی میں ہے و در جنگ احد تیرے بچشم قتادہ بن النعمان رسید تا آنکہ افتاد بر رخسارہ وے پس رد کرد آنحضرت آنرا بجاے خود وش پس بہترین و تیز ترین دو چشم وے شد و شکست شمشیر عبد اللہ بن جحش پس داد آنحضرت او را شاخ درخت خرما پس گشت در دست وے شمشیر چنانکہ در بدر ربعکاشہ دادہ بود سواے ان مذکورات کے ہزاروں برکات و معجزات آب دہن مبارک اور دست مبارک کے کتب سیر میں مذکور ہیں اور معلوم ہے کہ آب دہن جملہ فضلات سے اور لمس و مس صفات سے ہے جب انکے آثار کرامت و برکات اسقدر ہیں تو موے مبارک جو لحیہ مبارک یا سر مبارک کے اجزا ہیں انکے برکات میں تردد نشان محرومی ہے۔

اٹھارہویں (۱۸) دلیل خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تقسیم فرمانا موے سر مبارک کو حجۃ الوداع میں صحابۂ کرام کو اور صحابہ کرام کا دوسرونکو عطا فرمانا اس سے بڑھکر انکی سند اور برکات کی دلیل کیا چاہیے۔ مدارج النبوۃ میں ہے۔ بعد ازان حلاق را طلبید که معمر بن عبد اللہ نام داشت و اشارت کرد بحلاقت کہ ابتدا بجانب راست کند و قسمت کرد موہا را بر اصحاب ہر یکے را یکبار ۂ موئے یا دو تارۂ موے نصیب رسید و موہاے جانب چپ را ہمہ بابو طلحہ انصاری داد انتہے۔

انیسوین (۱۹) دلیل شواہد النبوۃ مصنفہ مولانا جامی قدس سرہ السامی مین ہے مندیلے کہ بر روے مبارک وے رسیدہ بود آتش بر آن کار نمی کرد جماعتے مہمان انس بن مالک رضی اللہ عنہ شدند بہ اسے ایشان طعام آورد چون فارغ شد کنیزک خود را آواز داد کہ فلان مندیل را بیار آن کنیزک مندیلے چرکین آورد انس وے را گفت در تنور آتش برا فروز آتش بیافروخت پس بفرمود تا آن مندیل را در میان آتش انداختند بعد ازان بیرون آوردند چون شیر سفید شدہ بود و ہیچ نسوختہ پرسیدند از وے کہ این چیست فرمود کہ این مندیلے است کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روے مبارک خود پاک کردی ہر گاہ کہ چرکین

ہشیو دور آتش سے اندازیم پاک ملشیو دونمی سوز دانتھی جب ممسوس
دست مبارک کا یہ مرتبہ اور عزت و کرامت ہے اللہ تعالےٰ کے
نزدیک کہ اسکو دنیا کی آگ مین نہین جلا تا حرمت و کرامت حبیب
کیوجہ سے تو موے مبارک حبیب کی اللہ تعالےٰ کے نزدیک کیا
کچھ حرمت و عزت و کرامت نہوگی پس اُسکے معظمین اور متبرکین
جو شوق و محبت حبیب سے اسکی زیارت کرنیوالے اور اسکے فیوض
و برکات و انوار حاصل کرنیوالے اور حق تعالےٰ سے فیض و کرامت
اور عزت پانیوالے ہیں نار دوزخ سے کیونکر نہ محفوظ رہینگے

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بیسوین (۲۰) دلیل نیز حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع
مین ناخن مبارک کو ترشوا کر صحابہ کرام کے درمیان تقسیم فرمایا ہے
اور یہ تقسیم فرمانا نہین ہے مگر بوجہ تبرک کے اور اشارہ ہے طرف
کشائی محبوب کے جو محب کو محبوب کی طرف سے عطا ہو پس اسیطرح
موئے مبارک کی تقسیم سمجھنا چاہیے اور اس کے تبرک ہونے مین
کوئی شک و تردد نچاہیئے والمحروم محروم و باخر ناخن انگشتان مبارک
را تقلیم کرد و آن را نیز بر مردان قسمت کرد کذا فی المدارج ۵

اُن کے ناخن پہ فدا جان کیجئے اور ہلال عید قربان کیجئے

(۲۱) اکیسوین دلیل بول مبارک سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم کا پاک اور موجب شفائے ہر بیماری ہے جب بول کہ اخس ترین فضلات ہے اسمین یہ برکات ہیں تو موئے مبارک کی کیا کچھ برکات نہ ہون گے اور کیونکر شفائے باطن نہ ہوگی مدارج میں ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ در شفا گفتہ کہ بہ تحقیق رفتہ اند قومے از اہل علم بطہارت حدثین از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واین است قول بعضے اصحاب شافعی رح واما بول را مشاہدہ کردہ اند بسیارے و نوشیدہ است ام ایمن کہ خدمت میکرد آنحضرت را آوردہ اند کہ شبہا در تحت سریر آنحضرت قدحی می نہاد کہ در آن بول میکرد شبے در آن قدح بول کردہ بود چون صبح شد فرمود یا ام ایمن بریز انچہ در آن سفال است پس نیافتند در آن چیزے گفت ام ایمن واللہ تشنہ شدم خوردم آنرا پس خندہ کرد آنحضرت و امر نکرد بغسل فم و نہی نکرد از عود و گفت درد نکند شکم تو ہرگز انتہٰی۔

(۲۲) بائیسوین دلیل ایضاً فیہ بار دیگر زنے بود کہ نام وے برکۃ بود و نیز خدمت می کرد آنحضرت را پس بخورد بول را و فرمود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم الصحت یا ام یوسف بیمار نشوی ہرگز پس بیمار نشد آن زن ہرگز مگو بیماری کہ در ان روز از عالم رفت

(۲۳) تئیسوین دلیل در بعضے روایات آمدہ است کہ مردے بول انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را خوردہ بود پس بوسے خوش می دمید از وے و اولاد وے تا چند پشت انتہے۔

(۲۴) چوبیسوین دلیل ایضاً در روایت است کہ مردم تبرک میکردند بول و دم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اما بول مذکور شد احادیث آن۔

اقول جب ذات مبارک و مطہر کا بول و دم تبرک ہوا اُسکا موے مبارک اور شعر اطہر کا موجب برکت نہونا اس کے کوئی معنے نہین اور جب صحابۂ کرام بول و دم سے برکت حاصل کرین اور خون و پیشاب کو تبرک گردانین تو ہم متبعین بدرجۂ اولی موے مبارک کو تبرک گرداننا چاہیے۔ لقد کان لکم فیھم اسوۃ حسنۃ۔

(۲۵) پچیسوین دلیل ایضاً فیہ واما شرب دم پس مکرر واقع شدہ است از صحابہ خوردن آن۔

(۲۶) چھبیسوین دلیل یکے حجامے حجامت کرد آنحضرتؐ را پس بیرون برد خون را و فرو برد او را در شکم خود پس دید آنحضرتؐ چہ کار کردی خون را گفت بیرون بردم تا پنہان کنم آن را انخواستم کہ خون ترا بر زمین بریزم پس پنہان کردم آن را در شکم خود فرمود بہ تحقیق حفظ کردی ذات خود را نگاہداشتی نفس خود را بعضے از اعراض و بلا انتہی۔

اقول جب خون سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کے نزدیک اتنا معظم و مکرم اور متبرک ہے کہ زمین میں ڈالنا اسکا روا نہیں رکھتے بلکہ اپنے سینہ کی تہ میں رکھتے ہیں اور تبرک جانکر پی جاتے ہیں اور اُسپر حضور تقریر فرماتے ہیں اور اُس سے منع نہیں کرتے بلکہ اسکی برکات کا اسطرح اظہار فرماتے ہیں کہ اس خون کی برکت سے جو تونے پی لیا اپنی جان کو تمام بلاؤں اور امراض سے محفوظ کر لیا اور تونے ہوشیاری اور دور اندیشی اور عقلمندی کی کہ میرے خون کی اسقدر عظمت اور اسکو تبرک سمجھا پھر ہم افتادوں کو موے مبارک کی کسقدر عظمت اور توقیر چاہئے بیحد شادمانی اور شکر کا محل ہے اسلئے موی مبارک کی تقسیم گویا ہمارے ہی واسطے فرمائی گئی تھی اور صحابہ کرام کو گویا ہمارے ہی لئے یہ امانت سپرد کی گئی تھی چنانچہ انہوں نے وہ امانت ادا کی ایسطرح تابعین عظام اور اتباع تابعین کرام نے تا اینکہ ہم تک ہماری امانت پہونچ گئی تو ہم اُسپر کیوں نہ قربان ہوں اور اسکی تعظیم و توقیر و تکریم کریں اور اپنے سروں پر رکھیں اور اپنا فخر سمجھکر اُسپر ہر وقت نثار ہوں اور اس نشانی سے محبوب اکرم کے ہمیشہ فیضیاب بہرہ ور ہوں۔

ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔

ستائیسویں (۲۷) دلیل — وارد است کہ چون مجروح شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

روزاحد کیدجراحت اوراما لک بن سنان پدرابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنراپاک وسفید ساخت آنرا گفتند بنیداز خون رااز دہن گفت لا واللہ ہرگز نریزم خون آنحضرت رابرخاک پس فرو برد آنرا پس فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرکہ خواہد کہ بنگرد بمردے از اہل بہشت بنگرد بسوئے این مرد انتہی ما فی المدارج۔

اقول جب خون مبارک کی عظمت اور اظہار محبت پر وعدۂ بہشت ہے تو موے مبارک کی عظمت کرنیوالے اور اُس کی محبت وحرمت کرنیوالے ضرور مبشر بالجنۃ ہین اور منکرین اس سعادت وبشارت سے محروم ہین ایہا المسلمون دلیل از عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کہ حجامت کرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے پس دادمرا خون را وگفت غائب کن این را درجائے کہ کس نہ بیند دروپس نوشیدم آنرا کہ پوشیدہ تراز ان مکانے نیافتم پس گفت آنحضرت وائے ترا از مردم ووائے مردم را از تو کنایت کرد از قوت ومردانگی وشجاعت وشہامت کہ اورا ازان حاصل شود باعث حرب وقتال با مردم شد ووے رضی اللہ عنہ بیعت نہ کرد بہ یزید واقامت کرد بمکہ شریفہ وجمع شدند بروے حجاز ویمن وعراق وخراسان وجز آن وکشت اور احجاج ابن یوسف در امارت عبدالملک بن مروان وبردار کشید ولہ قصۃ طویلۃ

ودر روایتے آمدہ کہ گفت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مرعبداللہ
بن زبیر را وقتیکہ فرو بردخون را۔ لا تمسّك النار الا قسم الیمین
مساس نہ کند ترا آتش دوزخ مگر برائے سوگند کہ حق جل وعلا خوردہ۔
وان منکم الا وارِدھا الآیۃ ودرین احادیث دلالت ست
برطہارت بول ودم آنحضرت صلعم وبرین قیاس سائر فضلات وعینی
شارح صحیح بخاری کہ حنفی مذہب است گفتہ کہ ہمین قائل است امام
ابوحنیفہ رح وشیخ ابن حجر گفتہ کہ دلائل متکاثرہ ومتظاہرہ اند برطہارت
فضلات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وشمار کردہ اند آنرا ائمہ از
خصائص وے صلی اللہ علیہ وسلم کذا فی المدارج للشیخ
المحدث مولانا عبدالحق الدہلوے رحمۃ اللہ علیہ۔
اونتیسوین دلیل احادیث متعددہ بطرق مختلفہ صحاح ستہ مین وارد
ہین کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیئے دعا مین یہ
کلمات مبارکہ فرمائے ہین۔ اللھم اجعلنی نورا وفی سمعی
نورا وفی بصری نورا وما سے نورا وخلفی نورا وفی
شعری نورا وفی بشری نورا وفی دحمی نورا وفی ایدی نورا وفی عصبی نورا
وفی عظمی نورا ومخی نورا وکلی نورا وجزئی فو نا الیس موئے مبارک کی
مبارکی اور اُسکا نور اور صاحب نور ہونا اس سے ثابت وظاہر

اور اوسنے چشم بصیرت وا سے پر روشن اور باہر۔الا من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور فی الدنیا ولا فی الاخرۃ لان من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی واضل سبیلا۔

تیسوین (۳۰) دلیل قال اللہ سبحانہ ومن اصوافھا اوبارھا و اشعارھا اثاثا ومتاعا الی حین۔ جب جانورونکے بالون مین منفعت اور اثاث ومتاع یعنے برخورداری وانتفاع دنیوی نص قطعی سے ثابت ہے تو اشرف المخلوقات کے اشرف اشخاص کے موئے مبارک سے انتفاع اخروی ہونا بعید از عقل سلیم ہے کما لا یخفی علی من لہ قلب سلیم وفہم مستقیم۔

اکتیسوین (۳۱) دلیل نصاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گدھے کے سم کے نشان کی تعظیم کرتے ہین اور حق یہی ہے کہ اپنے نبی معظم کی تعظیم اور محبت کا مقتضی یہی ہے کہ ان کی ہر چیز کی تعظیم اور اوس سے محبت ہو امت کو مگر منکرین کو باوجود دعوی امتی ہونے کے محبت اور عظمت کی بو نہین ہے ورنہ محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی عظمت اور محبت مین کلام نہ کرتے وہ اس باب مین نصاریٰ سے بھی گئے گذرے ہین اس لئے کہ گدہے کے سم کے نشان سے حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے موئے مبارک کو بال برابر بلکہ لاکھوان کروڑوان حصہ اسکا
بہی اگر فرض کرو تو کچھ نسبت نہیں پس اسنے تو اس امر مین نصرانی لاکھ
درجہ بہتر ہین کہ اپنے محبوب کی نشانی کے نشان پر گرویدہ ہین واہ رے
ایمان واسلام فرقہ مارقہ کا اسی کا نام دین واسلام ہے تو ایسے اسلام
کو دور سے سو سلام ہے

تبیسوین ۳۲ دلیل قانون لغت محبت سے جو واقف اور ماہر ہے
اوسپر یہہ امر آفتاب کی طرح روشن اور ظاہر ہے کہ محبوب کی ہر چیز محبوب
ہوا کرتی ہے۔

لموٴلفہ کوئی شئے ہو کہین ہو اس کی طرف ہو منسوب ہاں ہے برابر وہی عین
سے نسبت میری ؛ مجنوں کی حکایت مشہور ہے کہ لیلی کی گلی مین ایک
کتے کو اُس نے ایک دن دیکھا تھا جب اُسکو جنگل مین وہ ملگیا
تو پیار کیا اسکو گلے سے لگایا اسکے ہاتھ پاؤن چومے اس کے لئے دامن
بچھا دیا اُسپر اُسکو بٹھایا جب اُسپر نا واقفین قانون الفت نے
اوسپر طعنہ کیا تو اُس کے جواب مین بھی قانون الفت کا دفعہ پڑھ
سنایا مواہب لدنیہ مین ہے۔ اشعار۔

رای المجنون فی البیداء کلبا	فجرّ لہ للاحسان ذیلا
فلاموہ علی ما کان منہ	وقالوا لم منحت الکلب نیلا

فقال دعوا الملام فان عینی ۔ ۔ اتہ موقفی حی لیلی

تنبیہ سوین ولیل قال اللہ سبحانہ مثل نورہ کمشکوۃ الی قولہ
تعالیٰ نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء در روح الارواح
آوردہ کہ این نور محمدی است کذافی التفسیر الحسینی اس آیات
سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سراپا نور ہونا ثابت ہے اور
نیز حدیث صحاح سے جو سابقا دلیل ۹ ۲ مین گذر چکی ہر ہر جزو اور کل کا
نور ہونا ظاہرا وباطنا ثابت اور نیز نور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے اسمائے مبارکہ مین سے ہے کمافی الشفاء والمواہب و
المدارج وسیرۃ الشامی والحلبی وغیرہا وہو متفق علیہ اور نیز نص قرآن
سے ثابت ہے لقد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین۔
فالنور ہو محمد صلے اللہ علیہ وسلم والکتاب القرآن الکریم پس موئے
مبارک کے منور اور منور ہونے مین شبہ نرہا خواہ سر مبارک کے
ہون یا لحیۂ مبارکہ کے اور جب اونکا منور اور منور ہونا بوجہ نور ذات
یا نور صفات کے مبرہن ہوا تو انکے برکات وانوار مین شک نرہا
اور یہ امر بدیہی ہے کہ نور کے سامنے جو ہوگا اسکی روشنی بالضرور
اس پر پڑے گی خواہ اسکو اسکا ادراک ہو یا نہو پس موئے مبارک
کے انوار وفیضان کا ہونا اور اس سے انتفاع محبین ومعظمین کے

واسطے متعین اور مبرہن ہوگیا۔ نقلاً وعقلاً ولیس وراء العبادان قریۃ ومن کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی۔

چونتیسوین (۳۴) دلیل قال تعالے یا ایہا النبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا۔ سراج کے معنی چراغ کے مشہور ہین اور ایک معنی سراج کے آفتاب کے بھی ہین اور قرآن مین بھی سراج کا اطلاق سورج پروارد ہے۔ وجعل الشمس سراجا۔ جب سراپائے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا آفتاب حقیقت ہونا نص قطعی سے ثابت اور موئے مبارک کا جزو بدن ہونا محتاج دلیل نہین اگرچہ جزو زائد ہے مثل ناخن قدر مقطوع ومعلوم کے مگر قبل قلم ہونے کے اوسکا اتصال آفتاب کمال سے یقیناً اس کے جمال وجلال اور عظمت اور شوکت اور ہیبت کا باعث اور کیسا باعث اور بعد انفصال اسکا تبرک ہونا اور اس کے برکات کا صحابہ پر فائض ہونا اور خود حبیب سے اوکی تقسیم کا وقوع برہان قاطع اور دلیل ساطع ہے اسکے سطوع انوار اور برکات وفیضان پر ورنہ تقسیم کا فائدہ اور صحابہ پر وقوع انواع فیضان وبرکات کا عائدہ معاذ اللہ کیا فسانہ عجائب یا داستان امیرحمزہ

ابو عمرو عیار کا قصہ اور شیخ چلی کی حکایت ہے استغفر اللہ اور جب ایسا نہین تو
پھر خفاشان منکرین کیون اس آفتاب سے آنکھین چراتے ہین اور موئے
مبارک کے مشتاقون کو منہ چڑاتے ہین شرم نہین آتی کہ اسکا انکار کرین جس
کے انوار و برکات کے اثبات پر اتنی ادلۂ قاہرہ اور براہین روشن و باہرہ آیات
و احادیث اور دلائل عقلیہ قائم ہوئے ہین انکا آفتاب کا انکار اور اسکی تعظیم و اکرام
کو بت پرستی سمجھنا اور کہنا یقیناً موجب لعنت و پھٹکار ہے کہ صحابۂ کرام
و تابعین عظام و سلاسل اولیا و مشائخ و علمائے دین الی یومنا ہذا پر
جو سلسلہ نقل مین داخل و شامل ہین طعن کی بوچھار ہے بلکہ نعوذ باللہ
خود شارع صلوۃ اللہ و سلامہ پروارد ہے۔

پینتیسوین دلیل۔ یہ ادلہ جو مین نے یہان تک مختصر ذکر کئے ہین منکرین
پر حجت کے لئے ہین جو نور باطن کی درخشانی سے ہنوز
بہرہ ور نہین اور جنکو حق تعالےٰ نے نور ادراک باطن کا ذرہ
عطا فرمایا ہے اون کے واسطے دلائل کی کچھ ضرورت نہین ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب   گر دلیلت باید از وی رو متاب

باطن کے چمکارہ والے کیواسطے صرف زیارت موئے
مبارک بس ہے کہ وہ اپنی دلیل آپ ہی ہین بلکہ اس کے واسطے
یہ دلائل و حجج ایسے ہین جیسے آفتاب کو روز روشن مین چراغ سے

ڈھونڈھنا ہے

زہے ناداں کہ او خورشید تاباں
بنور شمع جوید در بیاباں

منکرین کے شبہ کی تقریر روشن

اور اس کا جواب دنداں شکن

منکرون مین جو چھاجل رشید کہلاتے ہین اور یہ لوگ جنکو بشیر ونذیر بتاتے ہین جنکو اشرفی بیگم اور منور محل ہونیکا دعوے ہے جن کو واحدیت کا ادعا جن کی تحریر کا رب نام کا عرب جنکی تقریر کا فضل حفر کی زٹل اسلح عوام الناس کی انکھون مین خاک ڈالتے ہین کہ میاں اسکی سند کیا ہے کہ یہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہین یا یہ حضور کا جبہ اور قدم شریف ہے اور بالفرض اگر وہی ہون تو اس کی زیارت سے نفع کیا جب ابی بن سلول کو حضور نے خود اپنا جبہ پہنایا اوسکے منہ مین لعاب دہن ڈالا اور کچھ کام نہ آیا اور دوزخ سے نہ بچایا تو موئے مبارک یا جبہ و قدم شریف کے نقشہ کی زیارت سے کیا امید نفع اُسمین کیا دھرا ہے جس سے آخرت کا بھلا ہے یہ سانگ بدعتون کا نکالا ہے ایسی زیارت کرنے والونکا آخرت مین منہ کالا ہے اللہ رے سدریدہ دہنی عقل و انصاف

پیچ کنی مومنین محبین کے حال کو اپنے قیاس سے منافقین کے حال پر
قیاس مع الفارق کا ذکر کیا سند کی یہان تک خبر نہین کہ اپنے باپ کے
پہچاننے کا مبتدا کیا اور منتہی کیا اس موضوع کا محمول مہمل یا موضوع
شہرت یا تواتر سے باپ کی خبر کہ یہ ہمارا باپ ہے مسلم لیکن موئے
مبارک یا جبۂ شریف یا قدم شریف کی خبر غیر مسلم تمہارے باپ کی
سند مین صحابہ نہین تابعین نہین علما نہین مشایخ نہین اولیا نہین اور
موئے مبارک وغیرہ آثار شریفہ کی سند مین صحابہ و تابعین و مشائخ و اولیا
اور علمائے دین ہین لہٰذا وہ مسلم یہ غیر مسلم کیون بوجہ لانسلم لانسلم دوسرے طوک
خالیہ اور بلدان نائیہ کا علم ہے یا جہل بر تقدیر اول وہی علم یہان
اور بر تقدیر ثانی وہی لانسلم میرے احادیث کی سند مستند یا غیر مستند
اگر مستند تو وہی استناد یہان اور اگر غیر مستند تو تم عامل بالحدیث
کیسے چوتھے ان سب سے قطع نظر قرآن و رسالت کو فرمائیے
اپنا ایمان بتائیے اسکی سند کیا وہی شہرت و تواتر یا خیالی رام
و ذاکر پرشاد کی سی تو فضیلت کا شملہ بقدر علم تمہارے سر مبارک
پر ہے ہر شے کی انتہا اسکی ضد سے ہوتی ہے تمہاری دینداری
کی انتہا نے تمکو بیدینی تک پہونچایا۔ **شعر**

ولجدت حتی کدت تبخل حائلا للمنتہی و من السرور بکاء

شبہ کی دوسری تقریر
اور اس کے جواب کی تحریر

انمیں جو بڑے بھگت اور اشرف گویاں ہیں انکی یہ بڑی ہے کہ نماز نہیں روزہ نہیں ضروریات و واجبات و فرائض نہیں مگر زیارت پر مرتے ہیں اور موئے مبارک کے نام سے زیارت کرتے ہیں جب تارک واجب و فرض ہیں تو اس زیارت سے انکی مغفرت کی کیا امید فرائض جواہر نوافل اعراض ہیں
اسکا جواب یہ ہے۔ کہ یہ عامہ مومنین محبین پر محض افترا اور بہتان اور انکی غیبت ہے جس کی حرمت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اولاعموما یہ گمان کہ وہ تارک فرائض و واجبات ہیں کیسطرح صحیح نہیں ثانیا بالفرض بعض زائرین اگر ایسے ہیں تو غایت انکی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ مرتکب کبائر ہیں پھر انقطاع امید مغفرت انسے محض بے دلیل بلکہ خروج عن سواء السبیل ہے جب حق تعالے فرمائے قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ اور الذین اصطفینا من عبادنا فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات باذن اللہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں شفاعتی لاھل الکبائر من امتی۔ تو پھر مرتکب کبائر سے انقطاع امید مغفرت کیسی سمجھی جائے منکرین شفاعت البتہ

انقطاع امید مغفرت ہو ہوتا لیکن مدار اصل نجات و مغفرت کا نفس ایمان پر ہے نہ اتیان جملہ فرائض و واجبات پر جیسا کہ اہل سنت وجماعت کا اسپر اجماع ہے پس یہ عدم امید مغفرت کب قابل اصغا و لائق سماع ہے رابعاً احادیث صحاح مین وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی نسبت فرمایا تھا کہ اُس نے ایک وقت کی نماز نہ پڑھی اور جنت مین چلا گیا جس نے ایمان لاتے ہی جہاد مین شہادت پائی اس سے معلوم ہوا کہ نماز و روزہ شرط دخول جنت و مغفرت نہین تھا جس نے حضور سے پوچھا۔ متی الساعۃ یارسول اللہ اور حضور نے فرمایا ما اعددت لہا جب اُسنے کہا ما اعددت کثیر صلوٰۃ و صیام لکن احب اللہ ورسولہ جواب مین حضور نے انت مع من احببت فرمایا اور دوسری حدیث مین عموماً المرء مع من احب وارد ہے اس سے معلوم ہوا کہ مغفرت و نجات کا دارومدار اللہ و رسول کی محبت پر ہے نہ کثرت صلوٰۃ و صیام وغیرہا پر ساد ساً اصل ایمان اور حقیقت ایقان محبت اللہ و محبت رسول اللہ ہے اور اسمین شک نہین کہ زائر مقتضائے محبت حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم زیارت کا مشتاق ہوتا ہے پس اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار ہو یہ اشتیاق و زیارت اسکے

حقیقی ایمان کی دلیل کامل ہے پس حقیقی ایمان والے سے انقطاع امید مغفرت کا سمجھنا جہالت محض ہے سابعاً ان تقریرون میں موی مبارک کی تنقیص اور تحقیر ہے اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی چیز کی تنقیص موجب خروج ایمان و اسلام ہے جیسا کہ واقع ہے طائفہ بارقہ سفہاء الاحلام سے وسیاتی تحقیقہ فی اٰخر الکلام انشاء اللہ العزیز العلام ہذہ کانت جملاً معترضۃ فلنرجع الی ما کنا فیہ من ایراد الدلائل علی الفضائل۔

چھبیسوین (۲۶) دلیل شفا میں ہے۔ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دار انس فعرق فجاءت امہ بقارورۃ تجمع فیہا عرقہ فسألہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک فقالت نجعلہ فی طیبنا وہو اطیب الطیب انتہی وتقریر التقریب ما مر غیر مرۃ۔

ستائیسوین (۲۷) دلیل نیز شفا میں ہے۔ ومنہ شرب مالک بن سنان دمہ یوم احد ومصہ ایاہ وتسویغہ صلی اللہ علیہ وسلم وقولہ

لن يصيبه النار

أحد وثلاثون (۳۸) دليل ايضاً فيه ومثله شرب عبد الله بن الزبير دم حجامته فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويل لك من الناس وويل لهم منك ولم ينكر عليه۔

اربعون (۳۹) دليل فيه ايضا وقد روى نحو من هذا عنه صلى الله عليه وسلم في امرءة شربت بوله فقال لها لن تشتكي وجع بطنك ابدا ولم يأمر واحدا منهم بغسل فم ولا نهاه عن عوده وحديث هذه المرأة التى شربت بوله صحيح اخرجه البخاري في الصحيح واسم هذه المرأة بركة وقيل هي ام ايمن كانت تخدم النبي صلى الله عليه وسلم قالت وكان لرسول الله صلى الله عليه وسلم قدح من عيدان يوضع تحت سريره يبول فيه وانا عطشانة فشربته وانا لا اعلم۔

عن بركة ماد خلل فی جوفک من بولہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

چالیسویں جلد السمی شفا قاضی عیاض رضی اللہ عنہ میں ہے۔ **فصل فی عادۃ الصحابۃ**

فی تعظیمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام واجلالہ وتوقیرہ الی قولہ) قال عروۃ بن مسعود حین وجھتہ قریش الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورای من تعظیم اصحابہ لہ ما رأی وانہ لا یتوضأ الا ابتدروا وضوءہ وکادوا یقتتلون علیہ ولا یبصق بصاقا ولا یتنخم نخامۃ الا تلقوھا باکفھم فدلکوا بھا وجوھھم واجسادھم ولا تسقط منہ شعرۃ الا ابتدروھا واذا امرھم بامر ابتدروا امرہ واذا تکلم خفضوا اصواتھم عندہ وما یحدون الیہ النظر تعظیما لہ فلما رجع الی قومہ قال یا معشر قریش انی جئت کسری فی ملکہ وقیصر فی ملکہ والنجاشی فی ملکہ وانی واللہ ما رایت ملکا فی قومہ قط مثل محمد فی اصحابہ وفی روایۃ ان رایت ملکا قط یعظمہ اصحابہ ما یعظم محمدا اصحابہ انتہی اقول

کانت الصحابۃ رضی اللہ عنہم لا تسقط من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعرۃ الا اخذوھا وتبرکوا بھا ۱۲

مرتبہ ازشفا بعینہ ما ۱۲

وهذا الحديث رواه اصحاب السنن والصحاح وهو متفق على صحته وفيه نص على تعظيم الاصحاب شعر النبي عليه الصلوة والسلام وانه كان ذلك عادة لهم فمن لم يعظم شعر النبي صلى الله عليه وسلم كالطائفة الوهابية المارقة من الدين وهم يدعون انهم عاملون بالحديث فقد خالف طريق الصحابة رضوان الله عليهم وخالف طريق اهل السنة والجماعة كافة وله اسوة سوءة في النجدية المحقرة لشان خاتم النبيين عليه صلوات رب العالمين -

الثاني والاربعون والتسعون وليل فيه ايضا وعن انس رضی الله عنه لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم والحلاق يحلقه واطاف به اصحابه فما يريدون ان تقع شعرة الا في يد رجل انتهى وهو ايضا صريح في تعظيم الصحابة شعر النبي صلى الله عليه وسلم -

الثالث والاربعون والتسعون وليل - ايضا فيه واعلم ان حرمة النبي صلى الله عليه وسلم بعد موته وتوقيره

وتعظیمه لازم کما کان حال حیاته انتہی اقول ومن جملة تعظیمه صلی الله علیه وسلم الواجب تعظیم ما نسب الیه وسیاتی التصریح بذالک عنقریب فانتظره مفتشا۔

تتمیما لمسوین ویسل ایضا فی الشفاء من اعظامه واکباره اعظام جمیع اسبابه واکرام مشاهده وامکنته من مکة والمدینة ومعاهده وما لمسه علیه الصلوة والسلام اوعرف به انتہی اقول فاذا کان الارض التی وضع فیها قدمه الشریفة صارت بذلک معظمة ودخل تعظیمها فی تعظیمه وتوقیره صلی الله علیه وسلم فشعر راسه اولحیته صلی الله علیه وسلم کیف لا یکون معظما ومکرما غایة التعظیم والتکریم مع کونه اعظم رتبة واعلی قدرا ومنزلة من القدم وارضه فمن انکره فقد انکر عظمته وقدره وخالف بداهة العقل ونظره فانما حسابه علی الله یوم القیمه حین حضره وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

ص ای بعد وصلة اسبابه وبعوذته ۱۲

ص ای موضع الحصول الذی حصل ایضا ۱۲

ص ای المواضع التی شهدها وشاهدها ۱۲

قصة موی پیشانی

جمع الوسائل فیه ایضا وروی عن صفیة
بنت نجدة قالت كان لابی محذورة قصة في مقدم
راسه اذا قعد وارسلها اصابت الارض فقیل له
الا تحلقها فقال لم اكن بالذی یحلقها وقد مسها
رسول الله صلی الله علیه وسلم بیده انتهى۔
اقول فاذا كان الشیء الممسوس بیده صلى الله
علیه وسلم معظما ومكرما وموقرا عند اصحابه
صلی الله علیه وسلم فما بالنا لا نعظم شعر راسه ولحیته
صلی الله علیه وسلم وقد مسهما رسول الله صلی الله
علیه وسلم بیده الشریفة ما لا یعلمه الا الله سبحانه
ونحن احوج فی تعظیمه وتحصیل فیضانه من الصحابة
مع غناهم بشرف الصحبة والمجالسة والمكالمة
والمشاهدة جمال وجهه الكریم علیه افضل الصلوة
والتسلیم۔
جمع الوسائل۔ وكانت فی قلنسوة خالد بن
الولید شعرات من شعره صلی الله علیه وسلم
فسقطت قلنسوته فی بعض حروبه فشد علیها

جدید

شدة انكر عليه اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كثرة من قتل فيها فقال لم افعلها بسبب القلنسوة بل لما تضمنته من شعر النبى صلى الله عليه وسلم لئلا اسلب بركتها وتقع فى ايدى المشركين كذا فى الشفاء

(۴۶) چھیالیسویں دلیل رئي ابن عمرؓ واضعا يده على مقعد النبى من المنبر ثم وضعها على وجهه هكذا فى الشفاء وتقرير المدعا ما مضى۔

(۴۷) سینتالیسویں دلیل كان مالك رحمه الله تعالى لا يركب دابة بالمدينة وكان يقول استحيى من الله ان اطأ تربة فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم بحافر دابة ويروى انه وهب الشافعي كراعا كثيرة عنده فقال له الشافعي امسك منها دابة فاجابه بمثل هذا الجواب الشفاء۔

(۴۸) اڑتالیسویں دلیل وقد افتى مالك فيمن قال تربة المدينة ردية بضرب ثلاثين درة وامر بحبسه وكان له قدر وقال ما احوجه

الی ضرب عنقه تربة دفن فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم یزعم انها غیر طیبة کذا فی الشفاء۔

اقول فاذا کانت تربة المدینة باسرها بهذه المثابة من العظمة والتوقیر فوالله لشعر راسه ولحیته صلی الله علیه وسلم اولی بالتعظیم واحری بالتکریم من التراب کما لا یخفی علی احد من اولی الالباب۔

انجاح سوم ۱۴۹ رسیل۔ فیه ایضا وجدیر لمواطن عمرت بالوحی والتنزیل واشتملت تربته علی جسد سید البشر واول ارض مس جلد المصطفی ترابها ان تعظم عرصاتها وتنسم نفحاتها وتقبل ربوعها وجدرانها انتهی۔

فاذا کان التراب والعرصات والربوع والجدران جدیرا بالتعظیم لکونه منسوبا الیه صلی الله علیه وسلم فشعره صلی الله علیه وسلم اجدر بالتکریم وکل ذلک اظهر لمن له قلب سلیم وفهم مستقیم لا ینکره

الا من لہ ذہن مستقیم وطبع سلیم۔

(۵۰) پچاسویں دلیل جلد دوم صحیح مسلم صفحہ ۴۲۱ کتاب الحج مطبوعہ مجتبائی مطبع دہلی میں ہے

عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم اتی منٰی فاتی الجمرۃ فرماھا ثم اتی منزلہ

بمنٰی ونحر ثم قال للحلاق خذ واشار الی جانبہ

الایمن ثم الایسر ثم جعل یعطیہ الناس۔ اس حدیث سے

صراحۃً اور نصًّا عطا فرمانا موئے مبارک کا صحابہ کرام کو ثابت اور محقق ہے اور یہ بھی

واضح ہے موئے مبارک کے تبرک ہونے اور تقسیم کی اور اس کے ساتھ تبرک

حاصل کرلے اور اسکو تبرک سمجھنے اور بطور تبرک اس کو اپنے پاس رکھنے

اور اس کو لوگوں میں شایع کرنے کی کما سیاتی التصریح بذلک

من شارح الامام النووی انشاء اللہ تعالی اسی طرح وہ احادیث

جو آئندہ ہم نقل کریں گے اسی مضمون کے مصرح ہیں اور مضامین مذکورہ

کی دلیل کامل۔

(۵۱) اکاونویں دلیل۔ نیز اسی صحیح مسلم صفحہ ۴۲۱ میں ہے۔ اما

ابو بکر فقال فی روایۃ قال للحلاق ھا واشار بیدہ

الی جانبہ الایمن ھکذا فقسم شعرہ بین من یلیہ

قال ثم اشار الی الحلاق والی جانبہ الایسر

فحلقه فاعطاه امّ سلیم۔

باونویں (۵۲) دلیل اسی صفحہ (۴۲۱) مسلم میں ہے واما فی روایۃ ابی کریب قال فبدأ بالشق الایمن فوزعه الشعرۃ والشعرتین بین الناس ثم قال بالایسر فصنع مثل ذلک ثم قال ھھنا ابو طلحۃ فدفعه الی ابی طلحۃ۔

ترپنویں (۵۳) دلیل - نیز اسی صفحہ (۴۲۱) مسلم میں ہے ثم انصرف الی البدن فنحرھا والحجام جالس وقال بیده عن راسه فحلق شقه الایمن فقسمه فیمن یلیه ثم قال احلق الشق الآخر فقال این ابو طلحۃ فاعطاه ایاه۔

چونویں (۵۴) دلیل - اسی صفحہ (۴۲۱) مسلم میں ہے - عن انس لما رمی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الجمرۃ ونحر نسکه وحلق ناول الحالق شقه الایمن فحلقه ثم دعا ابا طلحۃ الانصاري فاعطاه ایاه ثم ناوله الشق الایسر فقال احلق فحلقه فاعطاه ابا طلحۃ فقال اقسمه بین الناس۔ اس حدیث میں جو لفظ (دعا) اور (اقسمه) ہے اس سے اہتمام شان تقسیم موئے مبارک کا خوب ظاہر ہے۔ کہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کو عطا فرمایا اور تقسیم کا صراحۃً نصاً امر فرمایا۔

پچپنویں (۵۵) دلیل۔ امام نووی شرح صحیح مسلم کے صفحہ (۲۱) میں تحریر فرماتے ہیں۔

هذا الحديث فيه فوائد كثيرة (الى ان قال) ومنها التبرك بشعره صلى الله عليه وسلم وجواز اقتنائه للتبرك ومنها مواساة الامام والكبير بين اصحابه واتباعه فيما يفرقه عليهم من عطائه وهديه انتهى۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تقسیم موئے مبارک کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور امر فرمانا حضور کا اس کی تقسیم کے لئے درمیان اصحاب کے تا اینکہ ایک ایک دو دو تار ہر ایک کے حصہ میں آئے۔ بوجہ تبرک و اظہار تبرک موئے مبارک کے تھا۔ اور بسبب کمال غمخواری حضور کے صحابہ کے حال پر جو عاشق زار تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور واسطے حفظ اور ذخیرہ بنانے اور جمع کرنے اور تبرکا رکھنے کے واسطے تھا تاکہ قرون آیندہ کے مشتاقین کی تسلی و تشفی کا باعث ہو اور تاکہ اس کی زیارت سے غائبین ہمیشہ کے لئے مستفیض ہوتے رہیں اور تاکہ ہر ملک میں یہ تبرک آپ کا پہونچ جائے۔ اور قیامت تک اس کی برکات بیحد سے ہر قریب و بعید کے محبین برکت حاصل کریں۔

چھپنویں (۵۶) دلیل صحیح مسلم کتاب الفضائل صفحہ (۲۵۶) میں ہے۔

عن انس بن مالک رضہ قال کان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اذا صلی الغداۃ جاء خدم المدنیۃ
بآنیتھم فیہا الماء فما یؤتی باناء الاغمس یدہ فیہ
وربما جاؤہ فی الغداۃ الباردۃ فیغمس یدہ فیہا
ایضاً عن انس قال لقد رأیت رسول اللہ صلی (ص ۲۵۶ مسلم)
اللہ علیہ وسلم والحلاق یحلقہ واطاف بہ اصحابہ
فما یریدون ان تقع شعرۃ الافی ید رجل امام نووی اس پر
لکھتے ہیں۔ فی ھذہ الاحادیث بیان بروزہ صلی اللہ علیہ
وسلم للناس وقربہ منھم لیصل اھل الحقوق
الی حقوقھم ویرشد مسترشدھم ولیشاھدوا
افعالہ وحرکاتہ فیقتدی بھا وھکذا ینبغی
لولاۃ الامور وفیہا صبرہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی المشقۃ فی نفسہ لمصلحۃ المسلمین واجابتہ
من سألہ حاجۃ او تبریکا بمس یدہ وادخالہا
فی الماء کما ذکروا وفیہ التبرک باثار الصالحین
وبیان ماکانت الصحابۃ علیہ من التبرک
باثارہ صلی اللہ علیہ وسلم وتبرکھم بادخال

یدہ الکریمۃ فی الانیۃ وتبرکھم بشعرہ الکریم وکرامھم ایاہ ان یقع شیٔ منہ الا فی ید رجل سبق الیہ انتہی۔

ستاونویں (۵۷) دلیل نیز صحیح مسلم [ص ۲۵۷] باب طیب عرقہ صلی اللہ علیہ وسلم والتبرک بہ میں ہے عن انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدخل بیت ام سلیم [۱] فینام علی فراشہا ولیست فیہ قال فجاء ذات یوم فنام علی فراشہا فاتت فقیل لہا ھذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتک علی فراشک قال فجاءت وقد عرق واستنقع عرقہ علی قطعۃ ادیم علی الفراش ففتحت عتیدتہا [۲] فجعلت تنشف ذلک العرق فتعصرہ فی قواریرہا ففزع [۳] النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما تصنعین یا ام سلیم فقالت یا رسول اللہ نرجو برکتہ لصبیاننا قال اصبت **اقول** اس حدیث سے عرق مبارک کا مبارک اور تبرک ہونا اور اسے تبرک جاننے والے کو اور اس کے ساتھ برکت کے طالب کو مصیب کہنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف ثابت ہے اور اسمیں شک نہیں کہ موئے مبارک کا

[۱] م کانت محرما له صلی الله علیه وسلم
[۲] م العتیدة کالصندوق الصغیر یکون فیها الطیب
[۳] م فزع استیقظ ۱۲ ن

مرتبہ نفس تبرک ہونہیں نسبت عرق اطہر کے بدرجہا بڑھ کر ہے کما لا یخفی علی من لہ ادنی مسکۃ بالفہم پس موئے مبارک کو تبرک جاننے والے اور اسکے برکت حاصل کرنے والے اور اس کی زیارت سے حصول برکت کے امیدوار بے شبہ مصیب اور رحمت الٰہی کے امیدوار اور اس پر طعن و شبہ کرنے والے قطعاً خطاوار یقیناً گنہگار بلکہ یہ انکار بوجہ لزوم استخفاف شان حضرت ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بالضرور موجب پھٹکار۔

اٹھاونویں (۵۸) دلیل ۔ ابو داؤد صفحہ (۲۷۹) مطبوعہ مجتبائی دہلی میں ہے

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی جمرۃ العقبۃ یوم النحر ثم رجع الی منزلہ بمنیٰ فدعا بذبح فذبح ثم دعا بالحلاق فاخذ بشق رأسہ الایمن فحلقہ فجعل یقسم بین من یلیہ الشعرۃ والشعرتین ثم اخذ بشق رأسہ الایسر فحلقہ ثم قال ھھنا ابو طلحۃ فدفعہ الی ابی طلحۃ ترجمہ مختصر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن رمی جمار کر کے اپنی ٹھیرنیکی جگہ تشریف لائے جو منیٰ میں تھی اور قربانی کرنے کے بعد نائی کو بلوایا۔ اور اپنے

سر مبارک کے سیدھی جانب اس کو دی۔ اور اس نے اسکو مونڈا اور حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم اسے تقسیم کرنے لگے درمیان ان صحابیوں کے جو حضور
کے پاس اور متصل تھے ایک ایک دو دو موئے مبارک پھر الٹی جانب
سر مبارک کی منڈوائی اور فرمایا یہاں ابو طلحہ ہیں سو ابو طلحہ کو وہ
موئے مبارک عطا فرمایا **اقول** اس حدیث سے حضور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کا خود تقسیم کرنا موئے مبارک کو ثابت ہے اور منشاء
اس تقسیم کا درمیان صحابہ کے تھا گویہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی نشانی ان کے پاس رہے اور اس سے ان کو برکت حاصل ہوتی رہے
اور ان کے ذریعے سے اور لوگوں کو جو دور و دراز کے رہنے والے
اور غائب ہیں اسکے برکات پہونچیں اور وہ اس سے مستفیض ہوں

فالمعترض علی متخذی شعرہ المبارک مبارکا و تبرکا
فی الحقیقۃ معترض علی صاحب الشرع ولا یخفی
ما فیہ من الشناعۃ و القباحۃ بل البغض و العداوۃ
اعاذنا اللہ وسائر المسلمین من امثال ھذہ الجسارۃ
الموجبۃ لسلب الایمان عند اھل الایقان۔

(۵۹) اونسٹھویں دلیل مشکوٰۃ مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ کے صفحہ ۳۲۲ میں ہے

عن انس ؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آتی منیٰ - فاتی الجمرۃ فرماھا ثم اتی منزلہ بمنی ونحر نسکہ ثم دعا بالحلاق وناول الحالق شقہ الایمن ثم دعا اباطلحۃ الانصاری فاعطاہ ایاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ اباطلحۃ فقال اقسمہ بین الناس متفق علیہ -

اقول اس روایت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امر فرمانا حضرت ابوطلحہ انصاری کو تقسیم موئے مبارک کے لئے ثابت ہے اور منشا اس امر کا بھی وہی ہے جو مذکور ہوا یعنے مستفیض ہونا صحابہ وغیرہم کا حضور کی نشانی اور موئے کے تبرک سے بہر حال خواہ حضور نے خود تقسیم فرمایا صحابہ میں یا امر فرمایا تقسیم موئے مبارک کے ساتھ دونوں صورتوں میں موئے مبارک کا تبرک ہونا اور اس تبرک سے خلق کو فیض پہونچانا ثابت ومبرہن ہے -

دلیل ساٹھویں (۶۰) مکہ شریف اور مدینہ شریف کے نقشے کاغذ پر کھنچے ہوئے کی عظمت اور گھروں میں اس کے رکھنے سے برکت متفق علیہ جمہور علمائے اعلام بلکہ کافہ اہل اسلام ہے پھر موئے مبارک کی عظمت وبرکت جو خدائی نقشہ ہے کیا اس کاغذی نقشہ منقوشہ مخلوق سے بھی کم ہوگی - ع بریں عقل ودانش بباید گریست -

دلیل اکسٹھویں (۶۱) مزار اقدس اور روضہ مقدسہ کی تصویریں کتب احادیث و سیر وغیرہا میں صدہا برس سے بنتی چلی آرہی ہیں۔ بلکہ زمانہ مشہود لہا بالخیر یعنے تابعین و اتباع تابعین سے لیکر قرناً بعد قرن آج تک بنائی جارہی ہیں تو کیا کوئی فریادی بیدادی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ کاغذی پیراہن پیکر تصویر مزار روشن و روضہ رشک گلشن کا مرتبہ موئے مبارک حضرت ختم مبارک صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا چڑھا ہے۔ تبرک اور تعظیم کے باب میں حاشا و کلا۔ اور اگر عقل و انصاف کا خون کرکے یہی تصویرکشی ذہن وہی ہیں متصور ہو تو اسکے مجنون ہونے میں کسی عاقل کو تردد نہ ہوگا۔

دلیل باسٹھویں (۶۲)۔ اس سے بڑھکر اور سنیئے اور اپنا سر دھنئے کہ کعبہ شریف اور مدینہ منیف اور مزار انور اور روضہ منور تو بڑی چیزیں ہیں۔ ان کی تصاویر اور نقشے اگر متبرک اور معظم و مکرم مان لئے گئے تو چنداں محل تعجب اور مقام استعجاب اولی الالباب نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل بے بہای لعل بہا کی تصویر و تمثال وہ معظم و مکرم ہیں کہ مذاہب اربعہ کے علمائے دین و اساطین شرع مبین ان کو آنکھوں سے لگاتے ہیں تبرکاً و تعشقاً اس کو چومتے ہیں۔ اور بناتے ہیں۔ اور اس کے بنانے اور پاس رکھنے کی ترغیب دلاتے ہیں۔

اور اس کے برکات اور موجب تسلی وتشفی قلوب عشاق ہونیکی تصریح فرمائی

فاعتبروا یا اولی الابصار واحترقوا ایہا الاشرار علی رغم سکر نعال الابرار وارجل الاخیار۔

دلیل تیسیوں (۳) امام عثیم بن نسطاس تابعی مدنی نے اور محدث جلیل القدر ابونعیم صاحب حلیۃ الاولیاء و ابو الفرج ابن جوزی حنبلی علامہ تاج الدین فاکہانی صاحب فجر منیر امام ابن عساکر علامہ سید سمہودی شافعی صاحب کتاب الوفا وخلاصۃ الوفا عارف باللہ محمد سلیمان جزولی صاحب دلائل و حافظ محقق ابن حجر مکی شافعی صاحب جوہر منظم علامہ حسین بن محمد صاحب الخمیس فی احوال النفس النفیس صلی اللہ علیہ وسلم و علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی شارح مواہب شیخ عبد الحق محدث دہلوی صاحب جذب القلوب علامہ محمد بن عمر حافظ رومی صاحب خلاصۃ الاخبار ترجمہ خلاصۃ الوفا و غیرہم نے قبور مقدسہ حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم و صدیق اکبر و فاروق اعظم صلی اللہ علیہ و علیہما وسلم کے نقشے بنائے انکو معظم و مکرم سمجھے اور سمجھائے زیارت و تقبیل کی ہدایت فرمائی اگر نہ دیکھا ہو تو اب دیکھو اور اگر دیکھے ہو تو ایمان لاؤ یا انپر اعتراض بناؤ۔ اور بے دین کہلاؤ اختیار بدست مختار ہے

گربہ مسکین اگر پر داشتے	تخم گنجشک از جہان برداشتے
زین دو شاخ گاو گر خر داشتے	ہیچکس را بدن نگذاشتے

وسیلہ چونسٹھویں (۶۴) مطالع میں شیخ علامہ محمد بن احمد بن علی فاسی قصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ اعقب المؤلف رحمہ اللہ تعالی ورضی عنہ ترجمۃ الاسماء بترجمۃ صفۃ الروضۃ المبارکۃ موافقا ومتابعا للشیخ تاج الدین الفاکہانی فانہ عقد فی کتابہ الفجر المنیر بابا فی صفۃ القبور المقدسۃ ومن فوائد ذلک ان یزور المثال من لم یتمکن من زیارۃ الروضۃ ویشاہدہ مشتاقا ویلثمہ ویزور ویزداد فیہ حبا وشوقا۔ ترجمہ مولف رضی اللہ عنہ نے فصل اسمائے طیبہ حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صفت روضہ مبارکہ کی فصل بڑھائی تبعیت وموافقت امام تاج الدین فاکہانی کہ انہوں نے بھی اپنی کتاب فجر منیر میں قبور مقدسہ کی تصویر میں خاص ایک باب ذکر کیا اور اس میں بہت سے فائدے ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ جسکو روضہ مقدسہ کی زیارت میسر نہ ہو وہ اس نقشہ پاک کی زیارت کرے۔ مشتاق اسے دیکھے اور بوسہ دے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور حضور کا شوق اس کے دل میں بڑھے۔

اقول۔ جب روضۂ مبارک کا نقشہ کاغذ پر کھینچا ہوا ایسا معظم و مکرم اور مبارک و محترم ہے۔ کہ اس کی زیارت کرنی چاہیئے۔ خصوصًا اس شخص کو جسے اصل روضۂ مبارک کی زیارت نصیب نہ ہوئی ہو اور زیارت تصویر روضہ کی موجب ہے۔ ازدیاد شوق و محبت مشتاق کی تو حضور کے جبۂ شریف یا قدم شریف یا موئے لطیف یا اور آثار شریفہ کیونکر قابل ہزار احترام اور لاکھ اکرام نہ ہوں۔ اور ان کی زیارت مشتاقوں کو کیوں کر موجب زیادت شوق و غرام نہ ہوں۔ جب نقشۂ روضۂ رشک روضۂ رضوان لایق اہتمام و اشاعت تام ہو تو خود محبوب کے جزؤ اور خاص ملبوس اور اثر منور و قدوس کیوں نہ سزاوار کروڑ اہتمام اور احق بے شمار اشاعت بین الانام کے ہوں۔

دلیل پینسٹھویں (۶۵) اسی مطالع علامہ فاسی قصری میں ہے قد کنت رأیت تالیفا لبعض المشارقۃ یقول فیہ انہ ینبغی لذاکر اسم الجلالۃ من المریدین ان یکتبہ بالذھب فی ورقۃ ویجعلہ نصب عینہ فاذ اصور قاری ھذا الکتاب الروضۃ صورۃ حسنۃ وخصوصًا بالذھب فھو من معنی ذٰلک ترجمہ بعض علمائے مشرق کی

کتاب میں دیکھا کہ وہ اس میں فرماتے ہیں جو مرید اسم پاک اللہ کا ذکر کرے تو اُسے چاہیے کہ نام پاک اللہ ایک ورق میں سونے سے لکھ کر اپنے پیش نظر رکھے پس جب اس کتاب کا پڑھنے والا روضہ مقدسہ کی خوبصورت تصویر خوشنما رنگوں سے بنائیگا بلکہ آب زر سے بنائے تو وہ اسی قبیل سے ہے۔

دلیل چہارم نیز — ایضاً فیہ قد ذکر بعض من تکلم علی الاذکار کیفیۃ التربیۃ بہا انہ اذا ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیشخص بین عینیہ ذاتہ الکریمۃ بشریۃ من نور فی ثیاب من نور بیض لتنطبع صورتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرآۃ خیالہ و یتألف معہا تألفا یتمکن بہ من الاستفادۃ من اسرارہ والاقتباس من انوارہ صلی اللہ علیہ وسلم فان لم یرزق تشخص صورتہ فیری کانہ جالس عند قبرہ المبارک یشیر الیہ متی ذکرہ فان القلب متی ما شغلہ شیئ امتنع من قبول غیرہ فی الوقت (الی کلامہ) فیحتاج الی تصویر

الروضۃ المشرفۃ والقبور المقدسۃ لیعرف صورتہما

ویشخصہما بین عینیہ من لم یرہما من المصلین علیہ

فی ھذا الکتاب وھم عامۃ الناس وجمہورھم

ترجمہ۔ بعض اولیای کرام جنہوں نے ذکر وشغل سے

تربیت مریدین کی کیفیت ارشاد کی بیان فرماتے ہیں۔ کہ

جب ذاکر لا الٰہ الا اللہ کو محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے کامل کرے تو چاہیئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور

اپنے پیش نظر جمائے بشری صورت نور کی طلعت نور کے لباس میں

تاکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کریمہ اس کے آئینۂ دل میں

جم جائے۔ اور اس سے وہ الفت پیدا ہو۔ جکے سبب اسکے حضور کے

اسرار سے فائدے لے۔ حضور کے انوار کے پھول چنے۔ اور جسے

یہ تصویر میسر نہ ہو وہ یہی خیال جمائے کہ گویا مزار مبارک کے سامنے

حاضر ہے۔ اور ہر بار جب ذکر میں نام پاک آئے۔ تصور میں مزار اقدس

کی طرف اشارہ کرتا جائے کہ دل جب ایک چیز میں مشغول ہو جاتا ہے

پھر اس وقت دوسری چیز قبول نہیں کرتا تو اب روضۂ مطہرہ اور قبور مطہرہ

کی تصویر بنانے کی حاجت ہوئی کہ جن دلائل الخیرات پڑھنے والوں نے

ان کی زیارت نہ کی۔ اور اکثر ایسے ہی ہیں وہ انہیں پہچان لیں۔

اہل ذکر کے وقت ان کا تصور ذہن میں رہتا نہیں **اقول** جب خیال میں
تصور جمانے کے لئے روضۂ نبوی اور مزار صدیق و فاروق کے نقشے و تصویر
کی حاجت ہو تو بھی آثار محبوب کی زیارت بدرجۂ اولیٰ محل ضرورت ہوگی
ہاں ہاں جو بدعتی ہیں تصور محبوب کو نماز میں ناجائز کہنے والے اور معاذ اللہ
گاؤ و خر کے تصور سے اس کو بدتر جاننے والے ہیں جیسا کہ وہابیوں کے
پیر نے اپنی صراط مستقیم میں خیال باندھا وہ خدا و رسول خدا سے لڑنے والے
ہیں اپنے خیال بدتر از خیال گاؤ و خر پر اڑنے والے ہیں۔ خدا و رسول خدا نے
نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کا حکم کیوں دیا تھا اپنے حبیب اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر اعظام و اکرام کیوں کیا **مصرعہ** چہ داند
بوزنہ لذات ادراک **مصرعہ** چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند مجنوں کے
لئے ریت کا تودہ کاغذ اور اپنی انگلی کا قلم لیلیٰ کی نام کی تصویر کے واسطے
موجب تسلی و آرام اور یہ مسلمان بدنام محبوب حقیقی کے آثار و خیال ونام سے
کہنے والے رام رام واہ رے ایمان اور شاباش اے اہل اسلام۔

مثنوی شریف

دید مجنوں را یکے صحرا نورد	در بیابان غمش بنشستہ فرد
ریگ کاغذ بود و انگشتاں قلم	می نمودے بہر کس نامے رقم
گفت ای مجنون شیدا چیست این	می نویسی نام بہر کیست این

خاطر خود را تسلی میکنم	گفت مشق نام لیلی میکنم

دلیل ستائیسویں - نیز اسی کتاب مستطاب میں ہے۔ وقد استنابوا مثال النعل عن النعل وجعلوا لہ من الاکرام والاحترام ما للمنوب عنہ وذکروا لہ خواص وبرکات وقد جربت۔ ترجمہ علمائے کرام نے نعل مقدس کے نقشے کو نعل مقدس کا قائم مقام بنایا۔ اور اس کے لئے وہی اکرام واحترام ٹھیرایا جو اصل کے لئے ثابت تھا اور اس نقشہ مبارک و تصویر نعل کے لئے خواص وبرکات ذکر فرمائے اور بلا شبہ وہ تجربے میں آئے۔

دلیل اٹھائیسویں - اسی میں ہے۔ وقالوا فیہ اشعارا کثیرۃ والفوافی صورتہ وروواہ بالاسانید وقد قال القائل ؎

اذا ما الشوق اقلقنی الیھا	ولم اظفر بمطلوبی لدیھا
نقشت مثالھا فی الکف نقشا	وقلت لناظری اقصر علیھا

ترجمہ نعل مبارک کے نقشے اور اس کے شوق کے باب میں علمائے دین نے بہت سے اشعار کہے ہیں اور اس کے نقشے اور تصویر کے باب میں رسالے تصنیف کئے۔ اور اس کو سندوں کے ساتھ روایت کئے۔ اور کہنے والے

نے کہا جب اس کے شوق کی آگ میرے سینہ میں بھڑکتی ہے اور کا
دیدار میسر نہیں ہوتا تو اس کی تصویر ہاتھ پر کھینچکر آنکھ سے کہتا ہوں اسی پر بس کر

دلیل انتیسویں (۲۹) علامہ تاج الدین فاکھانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فجر منیر میں فرماتے ہیں۔ من فوائد ذلک ان من لم

یمکنہ زیارۃ الروضۃ فلیبرز مثالھا

ولیلثمہ مشتاقا لانہ ناب مناب الاصل

کما قد ناب مثال نعلہ الشریفۃ مناب

عینھا فی المنافع والخواص بشھادۃ التجربۃ الصحیحۃ

ولذا جعلوا لہ من الاکرام والاحترام ما یجعلون للمنوب عنہ

ترجمہ روضۂ مبارکہ کے نقشے لکھنے میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضۂ اقدس کی زیارت نہ ملے۔ وہ اس کی زیارت کرے۔ اور شوق دل کے ساتھ بوسہ دے کہ مثال اسی اصل کی قائم مقام ہے جیسے نقشۂ نعل مقدس منافع وخواص میں بالیقین اس کا قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربے شاہد عدل ہیں۔ اور اسی واسطے علمائے دین نے نقشے کو واعظام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔

دلیل تیسویں (۳۰) دلائل الخیرات کی شرح جو خود مصنف کی ہے اس میں مرقوم ہے۔ انما ذکرنھا تابعا للشیخ تاج الدین

الفاکہانی فانہ عقد فی کتابہ الفجر المنیر بابا فی

صفۃ القبور المقدسۃ وقال ومن فوائد ذلک الخ

دلیل اکیس (۲۱) امام ابو اسحاق ابراہیم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے نقشۂ نعل

مبارک کے بیان میں مستقل کتاب تالیف کی نیز ان کے شاگرد شیخ

ابو سلیمان بن عساکر نے عمدہ کتاب اس باب میں مسمی بہ خدمۃ النعل

للقدم المحمدی صلی اللہ علیہ وسلم لکھی جس کے ساتھ اکابر ائمہ حدیث نے

مثل کتب حدیث کے روایۃً وسماعاً وقراءۃً اعتنا سے تام کیا اور ایسا ہی

اور علماء نے اس باب میں تصانیف کیں چنانچہ علامہ قسطلانی شارح

صحیح البخاری مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں۔ قد ذکر

ابو الیمن بن عساکر تمثال نعلہ الکریم

علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم فی جزء مفرد

روایۃ وقراءۃ وسماعاً وکذا افردہ بالتالیف

ابو اسحاق ابراھیم بن محمد بن خلف السلمی

المشہور بابن الحاج من اھل المریۃ بالاندلس

وکذا غیرھما۔

دلیل بائیس (۲۲) نیز مواہب میں ہے۔ وللہ در ابی الیمن بن

اور اللہ عزوجل ہی کے لئے خوبی ابوالیمن بن

عساکر حیث قال۔

عساکر کی بیتے کیا خوب قصیدہ مدح شبیہ شریف نعل میں لکھا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔۱۲

نظم

یا منشداً فی رسم ربع خال	ومناشد الدوارس الاطلال
دع ندب آثار و ذکر مآثر	لاحبة بانوا و عصر خال
والثم تری الاثر الکریم فحبذا	ان فزت منه بلثم ذا التمثال
صافح بها خدا و عفر وجنة	وفی تربها وجدا و فرط تغال
یا شبه نعل المصطفی روحی الفدا	لمحلک الاسمی الشریف العال
هملت لمرآک العیون وقد نائی	مرقاها العیون بغیر ما اهمال
وتذکرت عهد العقیق فناثرت	شوقا عقیق المدمع الهطال
اذ کرتنی قدما لها قدم العلی	والجود والمعروف والافضال
لو ان خدی یحتذی نعلا لها	لبلغت من نیل المنی آمال
او ان اجفانی لوطء نعالها	ارض سمت عز ابذا الاذلال

ذیل تحریر میں نیز امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں قصیدہ غرا شیخ ابو الحکم رح سے بعض ابیات مرقومہ ذیل نقل کئے۔ اور اس قصیدہ کی مدح میں ما احسنہا فرمایا اور وہ قصیدہ نقشہ نعل مبارک کے وصف میں ہے۔

مثال لنعلی من أحب هویته ۔ فها انا فی یومی ولیلی لاثمه

اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر نعل پاک کو میں دوست رکھتا ہوں ۔ اور رات دن اسے بوسہ دیتا ہوں

أجر علی راسی ووجهی ادیمه ۔ والثمه طورا وطورا الازمه

سر اور منہ پر اسے رکھتا ہوں ۔ اور کبھی چومتا ہوں اور کبھی سینہ سے لگاتا ہوں

أمثله فی رجل اکرم من مشی ۔ فتبصره عینی وما أنا حالمه

میں اگر دیکھتا نہیں اسکو محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس میں تصور کرتا ہوں تو شدت صدق تصور سے ۔ گویا میں اپنی آنکھوں سے جاگتے میں دیکھ لیتا ہوں

احرك خدی ثم احسب وقعه ۔ علی وجنتی خطوا هناك یداومه

اس نقشہ پاک کو اپنے رخسارہ پر رکھکر جنبش دیتا ہوں ۔ گویا اسے پہنے ہوئے میرے رخسارے پر چل رہے ہیں

ومن لی بوقع النعل فی حر وجنتی ۔ لماش علت فوق النجوم براجمه

آہ کون ایسی صورت کردے کہ وہ پائے پاک جو آسمان ہفتم کے ستاروں کی سرو نپر بلند ہوئی انکی کفش مبارک چلنے میں میرے رخسارہ پر پڑے

ساجعله فوق الترائب عوذة ۔ لقلبی لعل القلب یبرد حاجمه

میں نقشہ نعل مبارک کو اپنے سینہ پر لٹکا تعویذ بنا کر باندھوں گا ۔ شاید دل کی سوزش کو آرام ہو اور چین پائے

واربط فوق الشئون تمیمة ۔ لجفنی لعل الجفن یرقاء ساجمه

اور میں اس نقشہ نعل مبارک کو اپنی آنکھوں کے لئے تعویذ بنا کر ۔ باندھونگا شاید بہتی پلکیں رکیں

الا بابی تمثال نعل محمد ۔ لطاب احاذیه وقدس خادمه

سن لو تصویر کفش مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر میرا باپ قربان ۔ کیا اچھا ہے اس کا پہننے والا اور جو اس کی خدمت کرے پاک ہو گئے

یود هلال الافق لو انه هو ۔ یزاحمنا فی لثمه ونزاحمه

ماہ نو کی تمنا ہے کاش آسمان سے اتر کر اس نقشہ مبارک کے ۔ بوسہ میں ہم اور وہ باہم مزاحمت کرتے

وغنت باغصان الاراک حمائمہ	سلام علیہ کلما ھبت الصبا
اور جبتک درخت اراک کی ٹہنیوں پر کبوتر اس کی گائیں	اللہ تعالیٰ کا سلام آپ پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جبتک باد صبا چلے

دلیل چودھویں نیز مواھب میں ہے۔ من بعض ما ذکر من فضلھا

وجرب من نفعھا و برکتھا ما ذکرہ ابو جعفر احمد بن عبد المجید

وکان شیخا صالحا ورعا قال حذوت ھذا المثال لبعض الطلبۃ

فجاء نی یوما فقال رایت البارحۃ من برکۃ ھذا النعل

عجبا اصاب زوجی وجع شدید کاد یھلکھا فجعلت النعل

علی موضع الوجع وقلت اللھم ارنی برکۃ ھذا النعل فشفاھا اللہ للحین

ترجمہ اس نعل مبارک کے نقشہ کے فضائل جو ذکر کئے گئے اور اس کے

منافع و برکات جو تحریر میں آئے ان میں سے وہ ہے جو شیخ صالح صاحب

ورع و تقویٰ ابو جعفر احمد بن عبد المجید نے بیان فرمایا کہ میں نے نعل مقدس

کی مثال اور تصویر اپنے بعضے شاگردوں کو بنا دی تھی ایک روز انہوں نے

آکر کہا رات میں نے اس مثال مبارک کی عجیب برکت دیکھی میری بی بی کو

سخت درد لاحق ہوا کہ مرنے کے قریب ہوگئی میں نے اس تصویر مبارک کو

درد کی جگہ پر رکھکر یہ دعا کی کہ الٰہی اس کی برکت سے شفا دے اللہ جل شانہ نے

فوراً شفا بخشی۔

دلیل پچھترویں ایضاً قال العلامۃ القسطلانی

عن ابی اسحاق عن شیخ شیخہ ومما جوب من برکتہ

ان امسکہ عندہ متبرکا بہ کان امانا لہ من

بغی البغاۃ وغلبۃ العداۃ وحرزا من کل شیطان مارد وعین

کل حاسد وان امسکتہ الحامل بیمینہا وقد اشتد علیہا الطلق تیسر

امرہا بحول اللہ تعالیٰ وقوتہ ترجمہ نقشہ نعل مبارک کی آزمائی

ہوئی برکات سے ہے کہ جو شخص بہ نیت تبرک اسے اپنے پاس رکھے

ظالموں کے ظلم سے اور دشمنوں کے غلبہ سے امان پائے اور وہ نقشہ مبارک

ہر شیطان سرکش اور حاسد کی چشم زخم سے اس کی پناہ ہو جائے اور

عورت حاملہ شدت دردِ زہ میں اگر اسے اپنے دھنے ہاتھ میں لے بعنایت

الٰہی اس کا کام آسان ہو۔

دلیل چہاردہم (۱۴) اس نقشہ نعل مبارک کے باب میں علمائے دین کی

کثیر تصنیفات وتالیفات ہیں منجملہ ان کے علامہ تلمسانی کی النفحات العنبریۃ

فی وصف خیر البریۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور فتح المتعال فی مدح خیر النعال

مشاہیر سے ہیں۔ ان میں اور ان کے غیر میں عجائب فضائل وبرکات

وعظیم تجلیات وقضائی حاجات جو اس نقشہ مبارکہ سے خود مشاہدہ کئے

اور سلف صالح ومعاصرین صالحین نے دیکھے کثیر لکھے ہیں جس کا جی چاہے

مطالعہ کرے اور جن علمائے دین نے نقشہ مبارکہ بنایا اور بنوایا اور تلامذہ کو

عطا فرمایا، اس سے تبرک کیا، اس کے مدائح لکھے، اس سے فیوض و برکات
حاصل کیئے۔ سر آنکھوں پر رکھنے اور بوسے کی ترغیبیں دیں، احادیث کی طرح
اس کی روایات کا اہتمام فرمائے، اس قدر ہیں کہ ان کے نام مبارک کی
فہرست لکھی جائے تو دفتر طویل چاہیئے۔ انہیں علمائے محققین و اساطین
شرع متین سے امام عبد اللہ بن عبد اللہ مدنی اجل تبع تابعین سے ہیں جو امام
مالک رضی اللہ عنہ کے بہنوئی اور حقیقی بھتیجے اور اکابر علمائے مدینہ سے
ہیں از انجملہ امام حافظ الحدیث زین الدین عراقی علامہ ابن حجر عسقلانی کے
استاذ از انجملہ علامہ ابو ذرعہ عراقی اور امام بلقینی اور امام سخاوی اور امام جلال الدین
سیوطی وغیرہم حفاظ حدیث اور ائمہ معتمدین ہیں جن کی جلالت شان و عظمت
اظہر من الشمس اور متفق علیہ اہل تحقیق ہے۔ اقول جب نقشۂ نعل شریف کے
یہ فیوضات و برکات ہیں صرف تشابہ من وجہ کی وجہ سے اور شرف نسبت سے
تو موئے مبارک جو عین جزو ہے حضرت ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکے
برکات و فیوضات اور اس کے کرامات اور اس سے قضائی حاجات دفع
بلیات کا کیا پوچھنا۔ اگر برکات و فیوضات اور کرامات و قضای حاجات
و دفع بلیات موئے مبارک سے جو وقوع میں آئے ہیں اور آتے ہیں کوئی لکھنا
چاہے تو احاطۂ تحریر میں ہرگز نہیں آسکتے نہ حیطۂ تقریر میں ان کی گنجائش اور موجب
برکات ہونا اس کا تو خود تقریر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور تجربۂ صحابہ

اور تقسیم حضور پر نور سے ثابت اور مبرہن ہو چکا فلا اذہو الکلام باعادتہ

دلیل شتر دہم یہاں تک جو اولہ ہیں سنے لکھے وہ موافق مسلک ارباب ظاہر کے۔ اور جو ارباب باطن ہیں ان کے واسطے ان اولہ کی کچھ ضرورت نہیں ان پر برکات اور فیضان وانوار موئے مبارک کے آفتاب کی طرح بلکہ اس سے زیادہ روشن ہیں ۵

نہ ہے ناداں کہ او خورشید تاباں	بنور شمع جوید در بیاباں

یعنے انکے واسطے ان اولہ سے اثبات ایسا ہے جیسے چراغ سے خورشید کو ڈھونڈھنا

آفتاب آمد دلیل آفتاب	گر دلیلت باید از وے رومتاب

دلیل اٹھتر دہم منکرین جو موئے مبارک کے تبرک اور اس کے فیض سے انکار کرتے ہیں۔ اور قائل ہیں اس کے عدم تبرک و عدم عظمت کے اس قول سے انہوں نے ساری امت اور سواد اعظم کو معاذ اللہ گمراہ جانا صحابہ و تابعین سے لیکر آج تک کے علمائے صالحین کو جو قائل ہیں موئے مبارک کے تبرک اور فیضان کے اور آئندہ اس قول سے اپنے خلف معتقدین کے سواد اعظم حق سے پھیرنے والے اور گمراہ کرنے والے ہیں اس سے انپر سخت خوف کفر کا عائد ہوگا شفاء قاضی عیاض میں ہے نقطع بتکفیر کل قائل قولا یتوصل بہ الی تضلیل الامۃ ترجمہ جو کوئی ایسی بات کہے جس سے امت کو گمراہ ٹھرانیکی طرف راہ نکلے یا وہ اپنے زعم میں امت کو

گمراہ ٹھیراوے وہ یقیناً کافر ہے انتہی۔
دلیل (۶۹) انانسی۔ جو موئی مبارک سندی ہیں جن کے اسناد میں صالحین علما اور سادات فضلا اور اتقیا چلے آتے ہیں اور وہ مشہور و حد تواتر کو پہونچے ہیں ان کے انکار سے اور اس تبرک کو نہ ماننے سے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر معاذ اللہ تجویز کذب ہے۔ کما لایخفی اور کذب انبیا مطلقا موجبات کفر سے ہے۔ بالاتفاق شفا میں ہے۔ من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ ونبوۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذالک المصلحۃ بزعمہ او لا یدعھا فھو کافر بالاجماع ترجمہ جو اللہ کی وحدانیت و نبوت کی حقانیت اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو با اینہمہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ان باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جانے اور ان کو ان کی بات میں کاذب مانے خواہ اپنے زعم میں اس میں کسی مذہب کا ادعا کرے۔ یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر انتہی۔ نیز اسی میں ہے۔ قال ابو حنیفۃ واصحابہ علی اصلھم من کذب باحد من الانبیاء او تنقص احدا منھم او بری منہ او شک فی شئی من ذالک فھو مرتد۔
دلیل (۷۰) اسی۔ سابقا مدارج النبوۃ اور شفا وغیرہ سے گذر چکا کہ موئی مبارک

اور جملہ آثار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم عین تعظیم حضرت معظم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی النبی
کی ہے۔ پس موی مبارک یا کسی اثر کے آثار فیض انوار حضور سے تحقیر و استخفاف
و تنقیص و توہین معاذ اللہ خود حضور کی شان اعلیٰ و اجل و اعظم و اکرم و افضل کی
تحقیر و استخفاف و تنقیص و توہین ہے۔ اور حضور کی تحقیر و توہین و استخفاف
بلا خلاف کفر ہے۔ خواہ تصریحاً ہو یا تلویحاً اشارۃً و کنایۃً ہو یا صراحۃً وعلی رق
بہر حال کفر ہے بالاتفاق شفا شریف میں ہے۔ وکذلک

من اضاف الی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم تعمدا الکذب
فیما بلغہ واخبر بہ اوشک فی صدقہ اوسبہ او استخف بہ
او باحد من الانبیاء او ازری علیھم او اذاھم فھو کافر باجماع

خلاصہ مطلب جو شخص ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
قصداً کذب کی نسبت کرے تبلیغ احکام شرعیہ میں یا آپ کے اخبار یعنے
خبر دینے میں یا آپ کے سچے ہونے میں شک کرے۔ یا آپ کو گالی دیوے
یا آپ کی تحقیر و توہین کرے۔ خواہ کسی نبی کی انبیا علیہم السلام سے یا انکی
حقارت و ذلت کی بات کرے۔ یا کہے یا ان کو ایذا دے تو وہ شخص بالاتفاق
کافر ہے۔ نیز شفا شریف میں ہے جمیع من سب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ
او نسبہ او دینہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ

او شبہہ بشیٔ علی طریق السب لہ او الازراء علیہ

او التصغیر لشانہ او الغض منہ او العیب لہ فھو

ساب لہ وحکمہ حکم الساب یقتل ولا نستثنی

من فصول ھذا الباب علی ھذا القصد ولا نمتری

فیہ تصریحا کان او تلویحا انتہی۔ علامہ محقق چلپی

حاشیہ شرح وقایہ میں لکھتے ہیں قد اجمعت الامۃ علی

ان الاستخفاف بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم

وبای نبی من الانبیاء کان کفر سواء فعلہ

فاعل ذلک استحلالا ام فعلہ معتقدا بحرمۃ

لیس من العلماء خلاف فی ذلک والذین نقلوا

الاجماع فیہ وفی تفاصیلہ اکثر من ان یحصوا

انتہی حاصل ترجمہ تمام امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ تحقیر ہمارے نبی اکرم

حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یا کسی نبی کی انبیا علیہم السلام سے کفر ہے خواہ تحقیر

کرنے والا اس کو حلال جانے یا حرام بہر صورت کافر ہے۔ اس میں کسی

عالم کا علمائے دین سے خلاف نہیں اور جن محققین نے اس اجماع کو نقل

کیا ہے اور اس میں تفصیل بات کی ہے۔ وہ بے شمار ہیں ان کا

احاطہ نہیں ہو سکتا۔ انتہی ترجمہ مع ادنیٰ توضیح۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و اشرف بریتہ و احب مخلوقاتہ

واکرم موجوداتہ محمد و آلہ وصحبہ بقدر حسنہ

وجمالہ وکمالہ وبارک

فیہا جدا وسلم تسلیماً

کثیرا ابدا

ابدا

قصیدہ غراء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ بخشش رحمت ختم رسالت اس کو کہتے ہیں
ہوئی ضامن ہماری خود کفالت اسکو کہتے ہیں

کیا محبوب حق نے یاد ہم کو ہم نہ تھے پیدا
محبت اس کو کہتے ہیں عنایت اسکو کہتے ہیں

صحابہ کو ہمارے واسطے موئے مبارک دیں
امانت اس کو کہتے ہیں کرامت اسکو کہتے ہیں

حبیب کبریا واقف تھے اپنے دردوالوں سے
یہ کی تسکین خاطر انکی شفقت اسکو کہتے ہیں

ہمارے واسطے اپنی نشانی دی صحابہ کو
جفا ہوتا نہ دوروں پر عدالت اسکو کہتے ہیں

دلیل اس بات کی ہے بہت واضح اگر سنئے
اسے کہتے ہیں برہان اور حجت اسکو کہتے ہیں

صحابہ کو ضرورت کچھ نہ تھی موئے مبارک کی
حضوری انکو حاصل تھی سعادت اسکو کہتے ہیں

مگر محبوب حق اپنی محبت کے سزاواروں کو
نہ بھولا غائبانہ جوش الفت اسکو کہتے ہیں

لہذا معرفت اصحاب کے ہم دور والوں کو
عطیہ اپنا بھیجا عام رحمت اسکو کہتے ہیں

یہ ہے محبوب کی اپنے نشانی اے مسلمانو
حقیقی دو جہاں کی اصل دولت اسکو کہتے ہیں

یہ جزو اس کل کا ہے عالم میں جو کل کے لئے کل ہے
لقائے جزو سے کل کی زیارت اسکو کہتے ہیں

عجب ہے قسمت ہماری ہم مشرف اس لقا سے ہیں
یہ صورت ہے حقیقت میں حقیقت اسکو کہتے ہیں

صراحت سے یہ فرمایا کہ ہم مشتاق ہیں ان کے
پیارے نبی قسم تو بس محبت اسکو کہتے ہیں

مبارک اسے زیارت کرنیوالو موئے اقدس کی
بصیرت ہو اگر حضرت کی ارادت اسکو کہتے ہیں

جو آنکھیں ہوں میسر تو فرق اس میں ہو نہیں سکتا
خدائے پاک کا فضل و ہدایت اسکو کہتے ہیں

اگر ہر موئے تن میں ہو زبان ہو شکر کی خاطر
ادا ہر گز نہ ہو شکر اس کا غفلت اسکو کہتے ہیں

جو قانون محبت سے ہیں واقف یہ وہی سمجھیں
حضوری میں جو غیبت ہو تو غیبت اسکو کہتے ہیں

نظر میں خواجۂ عالم ہے خواجہ کی عنایت سے
جو ہو انکار منکر کو شقاوت اس کو کہتے ہیں

دل مخلص خزانہ ہے عجائب فیض و برکت کا
نصیبے کی سعادت حسن قسمت اسکو کہتے ہیں

تمت

غلط نامہ شعائر اللہ

نمبر شمار	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	نمبر شمار	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١	١	٨	دیفن	وایدن	١٦	١٩	١٣	حب اسپر	حب
٢	٣	٦	ری امنا	ری اینا	١٧	٢١	١	لقطا	نقطا
٣	٥	١٤	برکت	ببرکت	١٨	″	٨	جیب اپائی	پس سراپائے
٤	٨	١٠	بثبوت	بثبوت	١٩	″	١١	معلوم	معلوم
٥	″	″	دالمغازی	والمغازی	٢٠	٢٢	١	شیخ چلی	شیخ چلی
٦	″	″	فی الدارج	فی الملا ارج	٢١	″	٥	اسکا انکا	اسکا انکار
٧	٩	١٠	نشوودورستہا	نشوودوردا ستہا	٢٢	″	١٤	گردلیت	گردلیلت
٨	″	١٥	انشن	وازنسل	٢٣	٢٣	١٣	اورروزح	اوردوزخ
٩	[illegible]	٦	سکاموسے	اسکے موسے	٢٤	″	١٧	انصاف	انصاف کی
١٠	١٦	″	محدت	محبت	٢٥	٢٤	٥	باب	باپ
١١	١٧	١٣	وماعی	واامی	٢٦	″	١٧	حنی	حتی
١٢	″	١٥	نشرای	لبشرای	٢٧	٢٩	١٠	لبوزنہ	لبوزبنہ
١٣	″	″	دجھی نورا	وجھی نورا	٢٨	٥٣	حاشیہ	اب	اے
١٤	١٧	١٥	ایدی سورا	ایدی نورا	٢٩	٥٨	١٥	تبتغفر	تبتکفر
١٥	١٨	١١	[illegible]	تنیر	٣٠	٥٦	٤	اس تبرک	اسکے تبرک

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	فن	تعداد صفحات	قیمت	کیفیت
۷	حکمت بالغہ جلد دوم	مولوی احمد کریم صاحب جاکوٹی	علم کلام	۲۱۲	۱۰ر	قرآن کلام الٰہی ہونے کا ثبوت اور مخالفین کے شبہات کے جواب
۸	؍؍ جلد سوم	؍؍	؍؍	۱۷۱	۸ر	؍؍
۹	السبع الاسبع عربی	؍؍	خطبہ	[illegible]	[illegible]	[illegible] فصیح و بلیغ بے نقط عربی خطبہ۔
۱۰	سرمایۂ نجات	مولوی عبد الجلیل صاحب نعمانی	فقہ	۹۶	۲؍۲	مسائل ضروریہ و ارکان اسلام و مسائل فقہیہ صوم و صلوٰۃ۔
۱۱	نقشۃ الوارث الفرائض	مولوی فتح الدین صاحب ازہر	فرائض	۰	سو روپیہ	ترکہ میت کی تقسیم مذہب اسلام و شاستر ہنود کے موافق
۱۲	تعلیمات فقہ اردو	مولوی عبید اللہ صاحب مولوی فاضل	فقہ	[illegible]	[illegible]	وضو و نماز کے شرائط و فرائض و واجبات و مفسدات و مکروہات وغیرہا۔
۱۳	خطبہ میلاد النبی اردو	مولوی سجاد مرزا بیگ صاحب	خطبہ	۴۴	۳ر	مختصر حالات پیدائش آنحضرتؐ
۱۴	العروۃ الوثقیٰ عربی	مولوی سید غلام محمد برہان الدین صاحب مہاجر۔	میلاد شریف	۱۱۴	۵ر	رویت اور فضیلت ورود جواز محفل میلاد۔
۱۵	الوسیلۃ العظمیٰ ؍؍	۰	۰	۱۲۶	۴ر	جواز قیام وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
۱۶	زاد السبیل الی دار الخلیل اردو	مولوی سعد اللہ صاحب	مناسک حج و عمرہ	۱۳۷	۴ر	مناسک حج و عمرہ و ممنوعات و مکروہات احرام کا بیان۔
۱۷	اعلام التجرید اردو	مولوی سلامت اللہ صاحب	تجوید	۴۴	ار۶س	قرات قرآن کا مدلل ثبوت و قواعد تجوید کا بیان۔
۱۸	رفع الحجاب عن مسئلۃ الخضاب	؍؍	مسئلہ خضاب	۳۲	۲ر	کالا خضاب جائز ہونے کا ثبوت
۱۹	شعائر اللہ فی اثبات فضائل شعر رسول اللہ	؍؍	آثار و موئے مبارک	۷۰	۳ر	موئے مبارک و آثار شریفہ کی زیارت کا ثبوت۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	فن	تعداد صفحات	قیمت	کیفیت
۲۰	سعادت الشرافت اُردو	مولوی سلامت احمد صاحب	اخلاق	(۴۴)	ار۶مر	آہستہ اور پکار کر ذکر کرنیکا ثبوت ۔
۲۱	سفرنامہ حرمین شریفین اردو	مولوی محی الدین حسین صاحب ضاویلوی	سفرنامہ حج	۲۲۳	۱۲ار۳مر	حرمین شریفین واحکام حج وغیرہ واسفار بری و بحری کا کیفیت سہولت کے بیانات
۲۲	احسن التوضیح فی مسئلۃ التراویح	مولوی مشتاق احمد صاحب انبہٹوی	فقہ	۳۲	ار۳مر	تراویح کے بیس رکعت کا ثبوت بایراد الصحیحہ ۔
۲۳	تحقیق مسح الجوربین فارسی	״	״	۲۴	ار	پاتابو پر مسح کرنیکی تحقیق ۔
۲۴	فیصلہ شاہ صاحب دہلوی رح اردو	״	تصوف	۲۶	ار	وحدۃ الوجود کے حق ہونیپر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح کا مدلل فیصلہ ۔
۲۵	ثبوت ذکر جہر اردو	״	فقہ	۱۰	۶مر	بلند آواز سے ذکر کرنیکا ثبوت ۔
۲۶	تحفۃ السالکین اردو	״	سلوک	۲۴	ار	صوفیوں کے ذکر و شغل وغیرہ کی توضیح ۔
۲۷	تفسیر سورۃ اعلیٰ فارسی	״	تفسیر	۲۴	ار	سورۂ اعلیٰ کی مفید تفسیر
۲۸	الدلیل الاقوی اردو	״	فقہ	۱۰	۶مر	کلوخ استنجا کا ثبوت ۔
۲۹	فتاوائے نظامیہ جلد اول	مولوی رکن الدین صاحب مفتی مدرسہ نظامیہ	مسائل دینیہ	۲۱۶	۱۰	مسائل دینیہ کا مفید مجموعہ
۳۰	خیر المواعظ جلد اول	مولانا مولوی نذر محمد خان صاحب نہٹوی رح	مواعظ و نصائح	۶۶۰	۵ع۵	اوامر و نواہی صحیح حدیثوں سے زبانی کئے گئے ہیں ۔
۳۱	اصطلاحات الصوفیہ عربی	علامہ کمال الدین ابوالغنائم عبدالرزاق کاشی ۔	تصوف	۱۶۸	۵ر۶مر	صوفیوں کے اصطلاحات نہایت مفید ۔
۳۲	مذہب منصور	مولوی منصور علی خان صاحب مدرس مدرسہ طبیہ آصفیہ	اتباع سنت	۳۴۴	۱۲ار	ہدایت اتباع سنت واجتناب از بدعت

المعلن

حافظ محمد ولی الدین مہتمم مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

مجموعہ رسائل حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

در مطبع احمدی متعلق مدرسہ عبد الرب دہلی طبع شد

انسان العین فی مشایخ الحرمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ه الحمد للہ الذی جعل الحرمین خیر بلاده واسکن فیہما فی کل قرن صفوة عباده وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحابہ اجمعین اما بعد میگوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ این کلمۂ چند یست مسمی بانسان العین فی مشایخ الحرمین در ذکر بعض مشایخ صوفیہ وعلماء محدثین از اہل حرمین شریفین کہ سلسلۂ خرقۂ صوفیہ وحدیث باین فقیر بواسطۂ ایشان رسیدست جزاہم اللہ تعالی عنی خیر الجزاء شیخ احمد شناوی وے پسر علی بن عبد القدوس بن محمد عباسی شناوی ست ابا عن کابر از کبار اولیا بودند شیخ عبد الوہاب شعراوی پارۂ از احوال ایشان نوشتہ جامع بود در علم شریعت وحقیقت علم حدیث از شمس رملی واز والد خود واز سید غضنفر واز شیخ محمد بن ابی الحسن بکری روایت کردہ واز والد خود خرقہ پوشید بعد آن صحبت سید صبغة اللہ را لازم گرفت واز دست وے خرقہ پوشید واز صحبت وے بدرجات عالیہ رسید وخلیفۂ وے شد در تربیت سالکین از وے می آید کہ گفت لو کان الشعراوی حیا ما وسعہ الا اتباعی وگفتہ عہد نا بحفظ لم یحفظہ الا تبحروف گوید قبول بیعت را در عرف متاخرین اہل حرمین اخذ عہد گویند یعنی ہر کہ مشایخ صوفیہ بیعت او قبول کردند برکۂ مشایخ آن طریقہ چہ حیا وچہ موات شامل حال وے میشود وگفت :

لا یدخل النار من رآنی ورای من رآنی الی یوم القیمة گویند روزے در حجرۂ خود خفتہ بود کہ وزغی را دید کہ بر دیوار حجرہ میرود بحکم شرع خواست کہ او را بکشد شہود وحدت این داعیہ را مضمحل ساخت باز خواست کہ او را بکشد باز شہود وحدت

ان وعده را مضمحل یافت بالجمله میان این خطره متردد شد و با خرقهٔ اشتراع راستم حسنه سنگے بجانب او انداختن سنگ
خطا شد و در زرع بگر نخست بسیار خوشوقت شد و گفت الحمد لله الذی جمع الناس بین الامامین شیخ احمد قشاشی عقب
این حکایت گفت اگر آن حاضر میبودم هیچ توقف نمی کردم و سر آن ذرع را سنگ میکوفتم کما تبحر و
گویند مراد قشاشی آنست وحدت در حقیقت بوجهے واقع است و باکثرت احکام آن هیچ منافی ندارد
گو آب را نار همه در وجود یکے باشند اما چون هر یکے فواره فیض خاص شد و مظهر استعدادی خاص آمد آب از آتش
معدوم شود و آتش از آب منتفی میگردد و حکم شرع در ضبط احکام این کثرت است و شهود
کاملان آنست که آن وحدت کثرت را مزاحمت نه کند و نه کثرت وحدت را ؎ چونکه بیرنگے
اسیر رنگ شد ۞ موسوی با عیسوی در جنگ شد ۞ توفی سنة ثمان وعشرین
بعد الالف ودفن البقیع شیخ احمد قشاشی وے پسر محمد بن یونس القشاشی
المقلب بعبد النبی ابن الشیخ احمد الدجانی است دجانه بتخفیف جیم قریه ست از قری
بیت المقدس شیخ احمد دجانی از انجاست بسیار بزرگ بود و شیخ عبد الوهاب در
طبقات ترجمه وے نوشته و شیخ یونس را عبد النبی از ان گویند که مردمان را نزد
گرفتے تا در مسجد نشیند و بر نبی صلے الله علیه وسلم صلوة فرستند قشاشی از ان گویند
که برائے ستر و اخفا در مدینه قشاشه فروشی کردے و قشاشه سقط متاع را گویند
و چیزهای بے نهایت و پاپوش کهنه و مانند آن و محمد مدنی نیز عالم بود و صالح و شیخ احمد قشاشی
امام بود در علم حقیقت و شریعت چون در حقایق سخن گفتے بآیات و احادیث آن را
مبرهن ساختے صحبت بسیار مشایخ دریافت و خرقه از والد خود پوشید و فتح کار وے
بر دست شیخ احمد شناوی شد و خود را بوے منسوب کردے گویند شیخ احمد
قشاشی بسیاحت رفته بود تا مشایخ صوفیه را دریابد چون بازگشت و بجد رسید
در خواب او را نمودند که شیخ احمد شناوی استاده است و منی از ذکر وے سیلان
مے کند با جامهاے او متلطخ شده اند چون بیدار شد دانست که شیخ بمرتبه
تکمیل رسیده لیکن کسے فرزند معنوی وے پیدا نشده بود تے وے مبادرت
کرد و بشناوی چون او را دید گفت مرحبا مرحبا بمن جاء یقتبس منا علومنا و
نیز گویند که وے شبے بخواب دید که شیخ محی الدین بن عربی او را خرقه پوشانیده و خواهر
خود در عقد او در داده است که وے را معرفت وحدت وجود درست شده است و خواهر شیخ ابن

عربی روئیت بخط شیخ قشاشی یافتہ شدہ الذی تحقیق وجد انہ ان الخمیۃ الخاصۃ من
الھیۃ ینزل بھا کل واحد لھا حسب وقتہ وزمانہ غیر منقطعۃ ابد الاباد الی ان لا
یبقی علی وجہ الارض من یقول اللہ لعدم خلو المراتب الالھیۃ عن القائمین بہا
حتی یصیر القائم بہا بصفۃ الحافظ المرتبۃ لعلیین فیما قبلہ وبعدہ بانفاستہ بتم المصالح و
بقضی الحاجات لو انھم الف الف فی عدد بینھم عاد والی واحد فرد بالاحد وقد تحققنا
بذلک حقا ونزلناہ منازلۃ صدقا فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم
ومن رایتہ من مشائخی من اھل الخمیۃ المذکورۃ سندا متصلا منا الیھم من غیر انقطاع باذن اللہ
تعالی خمسۃ بتدبیر للنفس سادسھم کلبھم لا رجما بالغیب انتھی نیز گویند کہ در حاجتی از حاجات خود
کاغذ پارہ نوشت کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیک انت اقرب الی منی ام ھذا فیمن
قرباک منی وان بعدت الا ما شفعت لی وفی قضا حاجتی کلھا الدنیویۃ والاخرویۃ
لی ولمن احببہ آمین بعد از ان بخشش راہ سید محمد بن علوی بوے نوشت رأیت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لی سلم منی علی احمد القشاشی وبشرہ بالشفاعۃ وفردا آن روز آمدہ گفت
رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثانیا سمعتہ یقول سلم منی علی احمد القشاشی وقل لہ انہ حلیبی فی الفردوس
گویند چون ذکر مقامات درمیان آمدی شیخ احمد گفتی نحن لا مقام لنا الا انا من اھل یثرب قال اللہ تعالی
یا اھل یثرب لا مقام لکم گویا اشارت میکرد بمقام بے نشانی و آنکہ وے بر قدم حضرت خاتم است صلی اللہ
علیہ وسلم از عجائب روزگار قشاشی یکی آنست کہ قرآن تمام در منام بر حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ
وسلم خواندہ بود وہم چنین مقدمہ عثماویہ در فقیہ مالکیہ از شیخ ابراہیم منقول است کہ
روزی قشاشی در مجلس خود این حدیث ذکر کرد کہ ما علی احدکم ان یکون فی بیتہ محمد ومحمدان
وثلثہ ہمدران ساعت بخاطر من افتاد کہ مرا سہ پسر خدائے تعالی خواہد داد واسم ہر یکے محمد باشد
بعد ازان در تامل افتادم کہ یکے را از دیگرے بچہ چیز توان شناخت برین شیخ قشاشی بر من
خاطر مشرف شد و گفت قلنی احدھم ابو سعید والثانی ابو الحسن والثالث ابو طاہر
بعد مدتے ہمین صورت متحقق شد از شیخ ابراہیم منقول است کہ قشاشی روزے بر خاطر من سخن گفت
بیل من خطور کرد کہ کاش این معاملہ بشیخ نیز گفتہ بودی شیخ بمن التفات نکرد و فرمود ولو
شاء اللہ ما تلوتہ علیکم ولا ادریکم بہ ومثل اینہا اشرافات وتصرفات از قشاشی بسیار
روایت کردہ اند بالجملہ سیرت قشاشی آن بود کہ نہ بر نمط فقہای زمانہ بودے و نہ بر وضع

زیاد و مشفقت بلکه بر طریقه توسط و بے تکلفی که نهج سنت همانست هرگز بجانب امرا نرفتے و اگر ایشان بزیارت وی آمدندی بخوش خوی و بشاشت تلقی کردی و بقدر منزلت هر یکے معامله فرمودے و کریم قوم را بمزید اکرام مخصوص کردے و امر معروف بنهایت لین او کردے و وزرایان خود را از نصیحت خالی نگذاشتی شیخ علے مغربی گفت ما خرجت من عند القشاشی نفعنا الله به الا والدنیا فی عینی احقر من کل حقیر و نفسی اذل من کل ذلیل و لو تکرر دخولی علیه مات تو فی رحمة الله تاسع عشر من ذی الحجه سنه احدی و سبعین بعد الالف

سید عبد الرحمن الادریسی الشهیر بالمحجوب و تعین شبیکه ولادة وے در مکناسه از بلاد مغرب بوده ست در مغرب و مصر و روم و شام سیاحت کرد بعد از ان بحرمین سالها مجاورت نمود بعد از ان به یمن رفت برای زیارت اولیاء حجاز که میگویند الیمن ینبت فیه الاولیاء کما ینبت فی الارض البقل و اورا با ایشان وقائع عجیبه و صحبتها رنگین پیش آمد بعد از ان به مکه باز آمد و محل اقامت انداخت اهل مکه از وے مستفید شدند و خرقه پوشیدند و از وے کرامات بسیار روایت کنند شیخ زین العابدین شافعی مفتی مدینه را شنیدم که از پدر خود نقل کرد و وے خادم سید محمد معتقد وے بود که شریف الشرفا مکه را ضرورتے پیش آمد بسید عبد الرحمن محجوب رجوع کرد و دعا خواست سید ساعتے سر بجیب تفکر انداخت بعد از ان فرمود که در فلان محله از محلات مکه خانه ایست کذا کذا صاحب آن مالی یافته از انجا قدرے که شریف را لابدست بگیرد و باقی همانجا باحتیاط بگذارد فی الحال رفتند و خانه بهمان صفت یافتند و از انجا بست هزار و کما قال بر داشتند بر صندوق مهر نهادند و بسید آوردند شریف را داو تا دران ضرورت خرج کند وقت دیگر شریف خواست که باقی را نیز در تصرف آورد نه خانه را یافت و نه آن مال را حیران شدند و از سید سر آن پرسیدند فرمود شخصی از عجمیان یعنی ایرانیان در بلاد خویش بمرد او را هیچکس وارث نبود تصرفے کردم که خانه او بمکه پیدا شد و از انجا گرفتند انچه گرفتند و بعد رفع حاجت بجای خویش رفت گویند وے بزیارت قبر سید احمد بن علوان رفت سید احمد خادم خود را در منام بقدوم سید خبر داد و گفت فردا باستقبال وے برو تعظیم وے بجا آر خادم باستقبال بیرون شهر رفت هر چند تفحص کرد نیافت و نومید شده باز آمد دید که سید در قبه قبر نشسته و دروازه بند بود و کلید آن بدست خادم شیخ ابو طاهر ذکر میکردند که یک بار شیخ ابراهیم را قبضے پیدا شد شش ماه پیوسته میگریست هیچکس سبب آن نمیدانست چون موسم حج رسید و بعضے تلامذه وے از شام در قافله حج آمدند

سید عبد الرحمن الادریسی المحجوب

برائے وے از شیخ قشاشی اذن خواستند تا بحج رود شیخ قشاشی اذن داد چون عبد الرحمن برادر
شیخ ابراہیم خواست کہ کتابہا را از جائے نشستن شیخ ابراہیم بردہ آرد زیر آن کتابہائے کاغذ
پارہ یافت بخط شیخ قشاشی یا ابراہیم فلا غرقا نضفک فان لم ترجع اغرقناک کلک
آنگاہ دانستند۔ کہ سبب بکا چیست چون شیخ ابراہیم بمکہ رسید و بر سید عبد الرحمن محجوب داخل
شد سید سہیم گلاب آب را بر شیخ ابراہیم پاشیدن شروع کرد زیرا کہ محرم بود و ممنوع از استعمال
طیب مقابس آب اندختن قبض شیخ ابراہیم مرتفع مے شد تا آن کہ بحال اصلی خود باز آمد
این گویا صلح بود کہ سید درمیان قشاشی و شیخ ابراہیم آورد و ہمچنانکہ سید بکمالات باطنہ
متصف بود بکمالات ظاہرہ نیز بوجہ کمال و ہمت در کرم وجود بے نظیر بود و بر مائدہ وے صبح
و شام جماعہ کثیر حاضر مے شدند و وے باہمہ بہ بشاشت و خوش خلقی پیش آمدے و از اطراف
و دیار بسیار ہدایا برائے وے مے آوردند ہمہ آن را بر فقرا صرف مے کرد و قریب صد تن را آزاد
کردہ بود و ہر کہ با وے نشستے مفارقت او دوست نداشتے بجہت عذوبت گفتار و نیک
خلقی او و عاقل بود و قوے الفطانۃ ہر کہ با وے ملاقات کردے اگرچہ در موسم حج
باشد او را باز مے شناخت و ہر کہ بزیارت وے آمدے بقدر استعداد وش بر وجوہ خیر
دلالت مے کرد از درود و تلاوت و استغفار و اوراد و ہر کرا استعداد النستے بر مطالعہ کلام صوفیہ
و اعتقاد ایشان خصوصاً شیخ اکبر ابن العربی قدس سرہ تحریص فرمودے وجہ لقب
وے بمحجوب ہرچند از اہل مکہ تجسس کردم محقق نشد امّا از احتمال قریب آنست کہ نزدیک
سماع روئے خود را مے پوشید چو گرم مے شد پردہ از چہرہ مے افگند انوار عجیب
ظاہر مے شدند و اثر وے در مجلسیان در مے گرفت باین معنی شیخ احمد نخلی
اشارہ کردہ واللہ اعلم شمس الدین محمد بن العلاء البابلی حافظ حدیث
بود در زمانہ خود استاد مصر و حرمین باخلاق مرضیہ مثل تواضع و جودۂ فہم و تودد و غیر آن
متصف بود گویند در صبا بحال شب قدر را دریافت و بعض آثار عجیبہ آن شب مشاہدہ نمود در
آنوقت دعا کرد کہ بار خدایا مرا مانند حافظ ابن حجر عسقلانی گردان این دعائے وے
مستجاب شد از وے مے آید کہ گفت لا یؤلف احد تالیفاً الا فی احد اقسام
سبعۃ اما ان یولف فی شیٔ لم یسبق الیہ تخرعہ او شیٔ ناقص یتممہ
او شیٔ مغلق یشرحہ او طویل یختصرہ دون ان یخل من معانیہ بشیٔ

او شئ مختلط برتبه او شئ خطأ فيه مصنف ابنه او شئ متفرق يجمعه والا كان اضاع الوقت صحیح بخاری وموطا وسائر کتب از سالم سنهوری وغیر وے روایت کرد ومسلسلات صحیحه وارد در موطا وبخاری وبعض کتب دیگر وتسلسل سماع جمیع حاصل کرده بود وشیخ عیسی مغربی اسانید وی در رساله ضبط کرده وگویا اصل شبها متاخرین ہمان ست مصداق قول حضرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم نضر الله امرأ سمع منی الحدیث از جلالۃ وعظمت وبزرگی واحترام امرے عجیب داده شده بود شریف الشرفا وباشوات ووزراسمیه بوے تبرک می جستند واز قول وی انحراف نمی توانستند وبر تلاوت قرآن عظیم مواظبت داشت توفی سنۃ سبع وسبعین والف یا بلدیہی ست بمصر شیخ عیسی الجعفری المغربی مولد ومنشاوی مغرب ست قرآن وچند متن از علوم متعارفه آنجا یاد گرفت بعد ازان بجزائر رفت وبه سجلماسی زیاده از ده سال صحبت داشت ونزدیک وے متبحر شد واز علمای قسطنطنیه ومصر وحرمین نیز روایت کرد بمکه وطن گرفت معجمی دارد بمقالید الاسانید بالجمله یکے از علماء متقنین بود ووے استاد جمهور اہل حرمین ست ویکے از ادعیه حدیث وقراءة سید عمر با حسن ورحق وے گفتی من اراد ان ینظر الی شخص لا یشك فی ولایته فلینظر الی هذا وسید محمد بن علوے گفتے هو ذو نور از عمل برحسنه ومواظبته حضور جماعه وکثرت طواف وقیام چیزے عجیب وے را روزے شده بود ومتوسط بود در جمیع امور مبالغه در تنگ وشت نه تساہل وارتباط با مشائخ بسیار کرده بود اما اخراب شاذلیه را لازم گرفت تا آخر عمر وآن طریقه بروے غلبه داشت مسندے برائے امام ابو حنیفه تالیف کرده در آن جا عنعنه متصل ذکر کرده در حدیث از آنجا ابطال زعم کسانیکه که گویند که سلسله حدیث امروز متصل نمانده بود ودر شهر تریشو وسنة ثمانین والف برفت از دنیا محمد بن محمد بن سلیمان المغربی حافظ حدیث بود وجامع فنون علم وریاست ودین ودنیا ہر دو جمع کرده بود خرقه مدینیه داشت از جهت شیخ ابو مدین مغربے بحقیقت طریق تصحیح کتب حدیث ونسخه بنویند واتقان در معرفت آن بحرمین وے آورده است استاد جمهور اہل حرمین بود ویکے از ثقات متدین گویند باسلام بول رفته بود آنجا شخصے نسخه بنویند میفروخت قدر نشناسی وحرص علم وے را بران داشت که مبلغ کثیر قریب سه ہزار شخص صرفه کرد وآن را بدست آورده وبدلان نسخه شغفے تمام داشت گویند یک بار در مسجد الحرام سیل آمد وخوف غرق براہل آن جا مستولی شد محمد بن سلیمان زود نسخه بنویند جستن

وبطواف مشغول شد تا اگر دیر ایشان آگاه گیرد در حسن احوال باشد این فقیر زیارت این نسخه کرده
است و چیزے در آن خوانده شیخ تاج الدین قلعی می گفت که چنانکه شیخ محمد بن سلیمان علم روایت
بکمال داشت صناعات عجیبه و علوم غریبه نیز میدانست و مصداق قول حضرت حق تعالی
وزاده بسطة فی العلم والجسم افتاده بود و عقل معاش نیز بر کمال داشت تا آخر حل و عقد که معظم بود
افتاد و حاسدان راه یافتند و شد آنچه شد والله اعلم این فقیر از محمد وفد الله ابن شیخ مذکور اجازت جمیع
مرویات والدش حاصل کرده بحق اخذه عن والده قراءة وسماعا واجازة ونیز موطا یحیی
بن یحیی بتمامه بر ایشان خواندم بحق سماعه بجمیعه من ابیه الشیخ حسن العجمی وغیره من المشایخ والحمد لله

شیخ ابراهیم کردی

شیخ ابراهیم کردی قدس سره عالم بود و عارف در فنون علم از فقه شافعی و حدیث و عربیه و اصلین
ید طولی داشت و در هر یکے تصانیف دارد در بلاد خویش تحصیل علم کرد بعد از ان بقصد حج بیرون آمد
دو سال کما بیش در بغداد ساکن شد و بر قبر سیدے عبدالقادر قدس سره متوجه می شد و ذوق
این راه از آنجا پیدا کرد و چهار سال بشام ماند و بمصر بگذشته بحرمین و بقشاشی ملاقات کرد و ویرا
بقشاشی و قشاشی را با وے خصوصیتی عجیب پیدا شد و از وی حدیث روایت کرد و خرقه پوشید
و در صحبت وی بکمالات علیا ترقی کرد زبان فارسی و کردے و ترکی و عربی همه میدانست و
بتوقد ذهن و بتبحر علم و زهد و تواضع و صبر و حلم متصف بود گویند در ایام اقامت شام بقبر
شیخ محیی الدین بن عربی متوجه شد تا مطلع شود بر آنکه عزم سفر در آن وقت کند یا نه شیخ را دید که عبای
از سبا پوش او دور مے کند دانست که باقامت می فرمایند شیخ ابوطاهر می گفتند در ایام نزول حج
مصرے بمدینه مشرفه شیخ ابراهیم باصحاب و احباب خویش خواست که بملاقات جماعه از اهل مصر رود
و گذر ایشان بر قینات افتاد که بغنا و لعب مشغول بودند سید محمد برزنجی که یکے از اجله تلامذه شیخ بود
عصا بر داشت و به نهی منکر مشغول شد شیخ از ان کار منع کرد که درین هنگامه خوف فتنه متصورست
سید محمد برزنجی فی الجمله یبس مزاج داشت ازین منع بغایت تنگدل شد چون بمقصود رسیدند یکے از قینات
در غناء خود این بیت آغاز کرد شعر وت سرقوا اسادتی ون فر بوا ولی ∴ ودون عاشروا عینی نا ولی
علی ویلی ∴ و آن بیت بر قاعده نحو و عروض نیست بر وفق عرف متاخر ایشان است چون بسمع شیخ
ابراهیم رسید حال وے متغیر شد و روے خود را پوشید و گریستن آغاز کرد و اهل مجلس هر که صوت شیخ
شنید یا صورت او دید همه گریستند رقیق القلب و قاسی القلب برابر یکسان سید محمد برزنجی نیز
بگریستن آمد و آن انکار همه از دل وے شسته شد شیخ ابوطاهر ذکر میکردند که استفتاء پادشاه روم که آن را

اہل آن دیار خوجہ میگویند بزیارت مدینہ منورہ آمد و بصحبت شیخ ابراہیم با جماعہ کثیر از علما و با
ابہت عظیم رسید و چون ملاقات شیخ دریافت گفت من در شام بدعتے آشکارا دیدم و در قلع
و قمع آن سعی بلیغ کردم شیخ فرمود آن بدعت چہ بود گفت ذکر جہر در مساجد میکردند شیخ این
آیت برخواند ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا
قیافہ خواجہ متغیر شد و بروی بغایت دشوار آمد و بعض النقول فقہیہ کہ از فتاوی قاضیخان وغیر
آن نوشتہ بود از جیب برآوردہ بدست شیخ داد شیخ فرمود اگر بتقلید سخن میگوئید من مقلد کسی ام
و شما مقلد کسے حجت شما بر من لازم نیست و اگر از تحقیق سخن می گوئید اینک گوئے و میدان پس
عنقریب درین باب سالہ حافلہ تحریر نمود و از شبہات آن خوجہ اجوبہ قاطعہ ذکر فرمود یاران شیخ
از تغیر مزاج خوجہ کہ در دولت عثمانیہ پایہ بلند داشت ملاحظہ کردند و بشیخ گفتند چندان مبالغہ
در رد مناسب نیست شیخ گفت از حق نتوان گذشت ہرچہ شود گو شود بالجملہ آخر خوجہ و اصحاب
وے سخنے نتوانستند گفت مبہوت ماندند و کلمۃ الحق تعلو ولا یعلی بظہور پیوست
و نیز شیخ ابو طاہر ذکر کردند کہ شیخ یحیی شاوی بحرمین آمدہ بود و با شیخ ابراہیم ملاقات
کردہ بعد از آن بروم رفت و وزیر روم کہ معتقد شیخ ابراہیم بود وے را گفت کیف وجدت
شیخنا ملا ابراہیم گفت وجدتہ محجبا و وزیر بخشم آمد او را از آن مجلس باہانت اخراج کرد بعد
ازین واقعہ یحیی شاوی را با شیخ ابراہیم حقد قوی افتاد و خواست کہ بقصد ایذا وے
بحرمین آید این قصہ را بسمع شیخ رسانیدند فرمود بحسبہ حابس الفیل وی چون ببطون
رسید بیمار شد و ہمانجا ازین عالم انتقال کرد فی الجملہ سیرت شیخ ابراہیم آن بود کہ از روے
روزگار و متصوفہ آن از تکبیر عمامہ و تطویل ولباس حرج وکلاہ وک بنزار الود ثیاب متوسطہ دعمامہ
متقاربہ و بیلشت صوف مخطط و کوفیہ لاطیہ چنانکہ عامہ اہل حجاز عادت دارند می پوشید و ہرگز
اظہار خود از حیثیت تصدر در مجلس و تقدم در کلام و امثال آن نمی کرد و افادہ در مجلس اصحاب
خود را بہیئت مناظرہ و مفاوضہ می بود میگفت اما ہو کذا وکذا الیس فہمہم من کذا وکذا
وکذا و چون در مسئلہ با وجہ کسے او را نہ مراجعت کردے متوقف مے شد تا آنکہ بطریق تحقیق و
انصاف رفع آن اشکال کند عبد اللہ عیاشی گفت کہ کان مجلسہ روضۃ من ریاض الجنۃ
چون تقریر مسائل حکمت کردے البتہ حقایق صوفیہ در ضمن آن ذکر کردے و ترجیح کلام صوفیہ
بر تحقیق آنہا بیان فرمودے و گفتی ہؤلاء الفلاسفۃ قاربوا اعثروا علی الحق ولم یحصلوہ

تاریخ وفات یکی از خطبای زمانہ اش از زین لفظ برآورد واللہ انا علی فراقک یا ابراهیم لمحزونون

شیخ حسن عجمی رحمۃ اللہ علیہ یکی شیخ حدیث و جامع فنون علم و فایق در فصاحت و حفظ و جودت فہم بود و اکثر صحبت و استفادہ وے با شیخ عیسی مغربی ست و با شیوخ بسیار مثل شیخ احمد قشاشی و شیخ محمد بن العلاء بابلی و شیخ زین العابدین ابن عبد القادر طبرے مفتی شافعیہ و امام ایشان صحبت داشتہ و روایت کردہ شیخ ابو طاہر ذکر میکردند کہ شیخ حسن عجمی با شیخ نعمۃ اللہ قاری و غیر آن از صوفیہ ملاقات کردہ بود دعوت اسما نیز میدانست و نیز میگفتند کہ شیخ حسن حنفی بود اما در سفر جمع میکرد درمیان ظہر و عصر و میان مغرب و عشا و در حالت اقتدا سورۂ فاتحہ میخواند و مارا وصیت می کرد کہ انسان خود را تنگ میگیرد بعضی از رخص حنفیۃ ایشان افرا تا نماز تواند کرد یعنے در مسئلہ نجاست قدر درہم و مثل آن کا تب حروف گوید غرض آنست کہ با وجود این ہمہ علم التزام مذہب معین در جمیع امور لازم نمیدانست و تلفیق جائز میداشت بی ملاحظہ آنکہ حقیقت ممتنعہ نزدیک فرقتین متحقق شود یا نہ واللہ اعلم و نیز می گفتند کہ لم یکن سیدی حسن العجمی بجمیل و کانت فی عینہ ھنۃ وکان مع ذلک اذا قرء الحدیث رأی علی وجہہ الانوار وصار کاجمل من رأے فی الدنیا و ذلک سر قولہ صلی اللہ علیہ وسلم نضر اللہ عبدا الحدیث اسانید خود رسالہ ضبط کردہ از انجا قوت تبحر وی معلوم توان کرد می گفت یقول الناس و للعالم نصف العالم و صدقوا فان العالم لہ نصفان عالم ولیس لواحد منھما معنی فکانھم قالوا ولا العالم لا معنی لہ *

ہر سال در ماہ رجب بزیارت مدینہ مشرفہ می آمد و در مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوات والتسلیمات یک کتاب ستہ بطریق سرد ختم می کرد و اہل مدینہ از وی روایت میکردند و قاری وی شیخ ابو طاہر بود و اگر دیگری قرائت کردی خوش نمیشد باید دانست کہ درس کتب حدیث را نزدیک علماء حرمین سہ طریق ست یکی طریق سرد کہ شیخ مسمع یا قاری وی تلاوت کتاب کند بے تعرض مباحث لغویہ و فقہیہ و اسماء رجال و غیر آن دیگر طریق بحث و حل کہ بعد تلاوت یک حدیث بر لفظ غریب و ترکیب عویص و اسم قلیل الوقوع از اسماء اسناد و سوال ظاہر الورود و مسئلہ منصوص علیہا توقف کند و آنرا بکلام متوسط حل نماید و آن گاہ بیش رود و علی ہذا القیاس و سیم طریق امعان و تعمق کہ بر ہر کلمہ ما لہا و ما علیہا و یتعلق بہا بسیار ذکر کند مثلا در کلمہ غریبہ و ترکیب عویص نظائر آن از کلام شعرا و اخوات کلمہ در اشتقاق و محال استعمال کو ذکر کند و در اسماء الرجال احوال این قوم و سیرت ایشان بیان نماید و مسائل فقہیہ را بر آن مسئلہ منصوص علیہا تخریج نماید و بادنی مناسبت قصص عجیبہ و حکایات غریبہ بگوید و

وآنچه بدین ماند از علماء حرمین محترمین این هر سه وضع دیده شد مختار شیخ حسن عجیمی و احمد قطان و
شیخ ابوطاهر وغیر ایشان طریقه سرد بود به نسبت خواص متبحرین تا زود سمع حدیث و سلسله روایت
درست کنند و باقی مباحث را بر شروح حواله میکردند زیرا که ضبط حدیث امروز مدار آن بر
تتبع شروح ست و به نسبت مبتدین و اہل توسط طریقه بحث تا آنچه در علم حدیث ضروری ست
احاطه کنند و فائده گیرند و این صورت غالبًا شرحے از شروح در نظر میدارند و بدان در اثنار بحث
رجوع مے کنند اما طریقه ثالثه طریقه قصاص ست که قصد از ان اظهار فضیلت و علم ست یا نحیہ
آن والله اعلم نه روایت و تحصیل علم و در ذیل این کلمات باید دانست که اشتغال محدث باحوال
رجال سند بعد تصحیح اسماء آنها و معرفت و فوق شان خصوصًا در صحیحین و مثل آن و بتاویل
لفظ منا من فعل کذا و لفظ فان الله قبل وجهه و مانند آن بفروع فقهیه و بیان اختلاف مذاهب فقها
و توفیق در اختلاف روایات و ترجیح بعض احادیث بر بعض از امعان و تعمق ست و اوائل امت مرحوم
بدین امور مشغول نبودند آری فقیهان و متکلمان درین امر خوض می کنند امروز بدان حاجت نمانده است
والله اعلم شیخ حسن به نسبت مشایخ خود بغایت خافض الجناح لین الجانب بودی و در مراعات خواطر
ایشان غایت صحیح بجا آوردے وے گفت که از شیخ عیسے پرسیدم اذا کان الانسان بشیخ فهل له ان
یدخل علی شیخ آخر گفت الاب واحد والاعمام شئ کاتب حروف گوید معنی این کلام آنست که قدس
شیخ اول که بسبب وی از بیضه بشریت خروج کرده یا در علم ظاهر تخریج شده به نسبت مشائخ دیگر از ایشان
فوائد دیگر خارجه از اصل از بیضه بشریه یا در تخرج در علم یافته باید دانست و با وی بری که مناسب
والد ست باید کرد و با دیگران معامله اعمام شیخ حسن در آخر عمر سکنے مکه موقوف داشته در طائف
گوشه نشینی اختیار کرد و گفت لیس بمکة من یتقی الله و هم در طائف متوفے شد و قریب تربت
ابن عباس مدفون گشت سنة ثلث عشر بعد الالف والمائة ۱۱۱۳ **شیخ احمد نخلی** جامع
بود میان علم ظاهر و باطن و صحبت بسیاری از مشائخ طریقه و علما شریعت دریافته بود خرقه از
سید عبد الرحمن محجوب و سید محمد رومی و سید عبد الله سقاف و میر کلان بن میر محمود بلخی وغیر ایشان
وارد و حدیث از محمد بن العلماء البابلی و شیخ عیسے مغربی و طبقه ایشان روایت کرده و تسلسل
در سماع بخاری و موطا حاصل نموده و احزاب مشائخ طریقه بسیار داشت از
اول نشو و نما به صلاح و محبت علم و علما و التزام صحبت ایشان و اعتقاد مشائخ
صوفیه تثبیت بر اعمال و اشغال ایشان متصف بود و به اکثر مشائخ حرمین

دوار و این بحرین صحبت مستوفاة داشته بالجمله یکے از اعیان مکہ معظمه ومشهور به برکت
واستجابت دعوات بود شیخ عبدالرحمان نخلی ولد شیخ احمد نخلے ذکر کرد که پدر شیخ احمد نخلی را
فرزند زنده نمے ماند وازین راه بسیار محزون مے بود چون شیخ احمد متولد شد برائے
وے از اہل الله استدعار دعاے کرد واز ایشان استمداد وطلب ہمت می نمود وے را
ہر جمعه بخدمت شیخ تاج سنبهلی میفرستاد واتفاقاً روزے شیخ تاج تامل کرد وبدست غلامی
که ہمراه وے بود گفته فرستاد هذا الطفل لیس مثلك بل هو افضل واسعد منك غیر
انه لیس له من العمر الا الشیٔ القلیل چون غلام بمولے خود رسید وحقیقت حال باز گفت
مولے اورا باز گردانید وگفت از جانب من در خدمت شیخ التماس کن یا سیدی انی اعطیت
عمری هذ الطفل وانی ستشفع بك فی هذا الامر چون این پیغام شنید متوجه شد وبعد
ساعتے خبر داد که آن نیت مقبول شد از نزدیک خویش سه ماه عنایت کرد تا در آن مدت استعداد
سفر آخرت کند پدر شیخ احمد بهمان میعاد از عالم فانی انتقال کرد وشیخ احمد نود سال عمر یافت
ونیز شیخ عبدالرحمان ولد شیخ احمد نخلے ذکر کرد که وکیل والد خود در معاملت واستقراض من
بودم چون شیخ را عمر آخر شد وضعف غالب آمد روزے در خدمت وے از جهته مطالبه
اہل دیون شکایت کردم وگفتم مے ترسم ناگاه حادثه پیدا شود وهمه آن دیون در عهده من شوند
واقارب من این وکالت مرا معتبر ندارند شیخ فرمود ازین راه بر خاطر خود خدشه را راه مده امید
وارم که نمیرم تا آنکه جمیع دیون من ادا شود وگمان من آنست که شبے هیچ دین بر ذمه من نباشد آن
شب آخر عمر من باشد بعد ازان نزدیک وفات از انجا که متوقع نه بود ادای دین وی حاصل شد وشبے
که ذمه وے از دیون فارغ شد آخر شب بود از شبهائے دنیا شیخ احمد نخلی گفت که شیخ من طریقه خلوتیه
شیخ عیسے بن کنان خلوتے چون مرا اجازت طریقه خلوتیه داد مرا خلیفه خود ساخت بمکه معظمه تا
خلوتیان همه پیش من جمع شوند وضعے که مقرر این طائفه است بعد نماز تهجد با ورادِ مشغول شوند
وازین معنی بر خاطر من بغایت تردد پیش آمد زیرا که میل دل من بکلی بطریقه نقشبندیه بود ومخالفت
شیخ نیز نمی توانستم کرد بجانب حضرت خاتمه علی صاحبها الصلوة والتسلیمات توجه کردم ودر
آن سال به زیارت روضه مقدسه مشرف شدم روز جمعه قبل از نماز جمعه به خواب آنحضرت
را صلی الله علیه وسلم دیدم گویا در زیارت عثمانیه با خلفاء اربعه حاضر اند بآن جانب مبادرت
کردم وبه تقبیل ید شریفه وایدے خلفاء کرام به ترتیب مشرف شدم بعد ازان آنحضرت

شیخ عبداللہ بن سالم البصری ثم المکی رحمہ اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم دست مرا گرفتند و بر سجادہ جدیدکہ نزدیک اس قبر شریف محاذی صف
اول مفروش است آوردند و فرمودند ھذہ سجادۃ الشایخ تاج اجلس علیھا دانستم کہ اشارت
بطریقہ نقشبندیہ است و اجازت ست دران طریقہ شیخ عبداللہ بن سالم البصری
ثم المکی۔ احیاء بسیارے از کتب حدیث کرد ازان جملہ بمسند امام احمد کہ نزدیک بود کہ
بروجہ ارض نسخہ کاملہ ازان یافتہ نشود وے از مصر و عراق و شام از خزانہ ہا قدیم اطراف
و اجزاء آن جمع کرد و ازان ہمہ نسخہ نوشت و آن را صحیح کرد و اصل ساخت و از کتب
ستہ نیز اصول مصححہ ساخت و از نسخہ یونینیہ بخط خود فرعے نوشت بہتر از اصل و بر بخاری
شرحے دارد مسما بضیاء الساری کہ بسبب ضعف پیری اتمام آن نتوانست کرد و ہمہ عمر بروایت
کتب حدیث سرواً و بحثاً گزرانید بالجملہ بحقیقت حافظ درین زمانہ متاخر وے بود و تفصیل
این اجمال و شرح این مقال آن ست کہ ضبطے کہ در صحت حدیث با خود است
آن در امت مرحومہ سہ حال گزشتہ حال اول آن بود کہ در زمان صحابہ و تابعین
احادیث یاد میداشتند و ضبط آن وقت در جودت حفظ بود و حال دوم آنکہ در
زمان تبع تابعین و اوائل محدثین تا طبقہ سابعہ و ثامنہ آن را می نوشتند و ضبط
آن وقت در تبیین خط و احتیاط در لفظ و حرکات و سکنات و تصویر حروف و مقابلہ
بر اصول صحیحہ و حفظ کتاب از عوارض طاریہ و مثل آن و حال سوم آن ست کہ حفاظ
حدیث در اسماء رجال و غریب و ضبط الفاظ و مشکل آن تصانیف ساختند و شروح
مفصلہ نوشتند و دران جا بانچہ تعرض می باید کرد پس الحال ضبط آن ست کہ کسی آن
تصانیف و شرح را در نظر داشتہ بر حسب آن روایت کند لہذا اہل حدیث الحال
تساہل کردند در انچہ قدماء دران تشدد می کردند چنانکہ متوسطین تساہل کردند در حفظ
و اکتفا کردند بر خط و لہذا شائع شد در ایشان وجادۃ و اجازۃ مجردہ و مثل آن
بخلاف طبقات سابقہ حاصل آنکہ این قسم ضبط نزدیک شیخ عبداللہ بر وجہ کمال بود
و سبب بقاء این سلسلہ وے شد از ابتدای صبا رغبت علم و علماء و صلاح و ورع پیشہ مرضیہ
وے بود ہر روز دہ سیپارہ از قرآن خواندے چون پیر شد انچہ می توانست میخواند
و ہیچ وقت خالی نبودے از درس یا تلاوت یا نماز یا سخن ضروری شنیدم کہ چون شیخ
سالم پسر شیخ عبداللہ در سرکار شریف الشرفا مداخلت کرد اکبر ہم شیخ عبداللہ آن بود

شیخ ابوطاهر محمد بن ابراهیم الکردی المدنی

که در طعام شیخ سالم مخلوط نشود و نه ممیخ و تو اول دو بار صحیح بخاری را در جوف کعبه معظمه ختم کرد یکبار چون ترمیم کعبه مے کردند و دیگر بار چون دروازه اش درست میساختند و مسند امام احمد حنبل را بعد تصحیح و جمع آن نزدیک سر مبارک حضرت پیغامبر صلی الله علیه وسلم از مسجد شریف در پنجاه و شش روز خواند عمرے طویل یافت و آن همه در مرضیات الهی گذشت و تا آخر عمر بوفور عقل و حفظ و صحت حواس متصف بود الا سامعه که فی الجمله فتور یافته بود در آخر عمر شیخ عبد الله مغربی کتب سته را بروی خواند و اهل مکه اکثر ایشان بروی سماع کردند رابع رجب سنه اربع و ثلثین بعد الالف والمایته برفت از دنیا **شیخ ابوطاهر محمد بن ابراهیم الکردی المدنی** رحمة الله علیه از ابتدای حال راغب در علم و علما می بود خرقه از پدر خود پوشید و والد بزرگوارش برای وے خرقه و اجازت از بزرگان بسیار گرفت از انجمله شیخ محمد بن سلیمان مغربی و کتب عربیه از سید احمد ادریس مغربی که سیبویه زمان خود خواند شیخ ابوطاهر از سید احمد ادریس ذکر کردند که امامی از تلامذه وی در محراب شریف سوره تبت خوانده چون به نزدیک سید آمد سید بروے بسیار عتاب کرد و گفت لا اراك تقرأ بين يدي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سورة ذكر فيها عمه بما ذكر فان الله يخاطب رسوله بما شاء وليس لاحد ان كان ترجمه گوید امثال این چیزها اگرچه ناشی از محبت پیغامبر صلی الله علیه وسلم می شوند اما از باب تعمق فی الدین اند میزان درین چیزها عادات صحابه و تابعین ست چرا نگویند که درین سوره منقبت عظیمه فضل کبیره است حضرت پیغامبر را صلی الله علیه وسلم زیرا که درین جا خدائے تعالیٰ لعنت کرده است اعدا لاعادی آنجناب را بسبب سوء ادب وے در آنجناب و فقه شافعی از شیخ علی طولونی مصری گرفت و معقول از منجم باشی که از مشاهیر متبحران روم بود و علم حدیث از والد خود اخذ کرده بعد ازان از شیخ حسن عجیمی و بروی است اکثر استفاده وے و بعد ازان از احمد نخلی و شیخ عبد الله بصری شمائل النبی صلی الله علیه وآله وسلم خوانده از وے مسند امام احمد را اقل از شهرین استماع کرده و از دین بحرین بسیار اخذ کرد از انجمله شیخ عبد الله لاهوری و کتب ملا عبد الحکیم سیالکوٹی از وی روایت کند عن الشیخ عبد الله اللبیب عن مولانا عبد الحکیم و کتب شیخ عبد الحق دهلوی همین و اسطه از مولانا عبد الحکیم روایت کند و وی از شیخ عبد الحق اجازت روایت و از انجمله شیخ سعید کوکنی بعض کتب عربیه قدر ربع فتح الباری بروے خواند بالجمله متصف بود بصفات سلف صالح از

درع واجتہاد در طاعت واشتغال بہ علم والصاف در مذاکرہ درادنی مراجعت تاتامل واقی
نہ کردے وتتبع کتب نمو دے جواب ندادے ورقیق القلب بود چون احادیث رقاق خواندے چشم پُر آب
کردے ودر لباس وغیر آن تکلف نداشت وباخادم وتلامذہ خود وغیر ایشان بعجز تواضع پیش نیامدے
در اثنائے قرأت صحیح بخاری سخن در اختلاف روایات احادیث دفعتًا او فتاد شیخ ابوطاہر گفتند
این ہمہ از آنست کہ حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در نہایت جمعیت ست واز فرط جمعیت
اضداد در اجمع مے تواند کرد وکما قال این نکتہ عمقے دارد فقیر روزے سخن در احوال صوفیہ افتاد
وآنکہ بعض ایشان بالبعض نقارے داشتند واین نقارے در تابعان نفوذ می کند شیخ ابوطاہر
گفتند من از انکار صوفیہ بغایت میترسم وہر چند بعض اسلاف من بالبعض نقارے داشتہ
باشند من ہیچ گونہ بہ آن بعض گران خاطر نمی باشم آنگاہ قصہ آغاز کردند کہ شیخ یحیے شاوی با والد
من نقارے داشت وگویا بہ تاثیر نفس من بگذشت از دنیا کما م تفصیلہ مع ہذا چون اورا جد مدتے
از قبر برآوردند سالم برآمد گویا امروز خفتہ است ازینجا معلوم شد کہ بر کسے طعن بناید کرد بسبب
آنکہ منکر بعض عارفان بودست آنگاہ گفتند کہ شیخ محے الدین بن العربے درین باب وصیت
عجیبے فرمودہ است آنگاہ باب الوصیت از فتوحات کہ بہ خط مصنف بود برآوردند وآن
مبحث خواندند حاصلش آن ست کہ شیخ فرمودہ است کہ با شخصے عداوت داشتم بجہت آن کہ
طعن میکرد در شیخ ابومدین مغربی وکنت علی بصیرۃ منہ روزے حضرت پیغامبر را صلے اللہ
علیہ وسلم بخواب دیدم گویا می فرمایند لم تبغضت فلانا گفتم لانہ یبغض ابا مدین وانا علی بصیرۃ
منہ قال الیس یحب اللہ ورسولہ قلت نعم قال فلم تبغضہ لبغضہ ابا مدین ولم تحبہ لحبہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فتبت الی اللہ من ثلاث البغضۃ ودخلت علیہ فی دارہ واعتذرت الیہ
وقصصت القصۃ واہدیت الیہ ثوبا غالیا واسترضیتہ سالتہ ما کان سبب وقوعک فی ابی مدین
فذکر سببا لا یصلح الوصفیت ففہمتہ حقیقۃ الحال فتاب الی اللہ ارجع عما کان یقول وشرت
برکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجمیع والحمد للہ روزی کہ این فقیر برای وداع نزدیک شیخ
ابوطاہر رفت این بیت برخواندند کل طریق کنت اعرفہ الا طریقا یودینی لربعکم بحزو شنیدن آن
بکار شیخ غالب آمد وبغایت متاثر شد توفی شیخنا ابوطاہر فی رمضان سنۃ خمس واربعین بعد
المائۃ والالف سنہ ۱۱۴۵ھ شیخ تاج الدین قلعی حنفی مفتے مکہ وی پسر قاضی عبد المحسن ست بسیارے از
مشائخ حدیث رسیدہ واز ایشان اخذ علوم نمودہ واز ہر یکے اجازت یافتہ است وے خوردسال بود

که پدرش از شیخ عیسے مغربی برای او اجازه گرفت وی گفت که در مجلس درس شیخ محمد بن سلیمان
مغربی وقت ختم سنن نسائی حاضر شدم و وے بعد ختم آن جمیع حضار مجلس خود را اجازت
داد و من نیز مشمول آن اجازت شده ام اکثر تعلیم وے در علم حدیث بخدمت شیخ عبداللہ بن
سالم بصری ست می گفت همه این کتب را بر نہج بحث و تنقیح در پیش وی گزرانیده ام و صحیحین
را بر شیخ عجمی خوانده و اجازه جمیع ما یصح له روایته از وے حاصل کرده است دیگر بملازمت شیخ صالح
زنجانی مدتے گزرانیده و استفادہائے عظیم نموده و حظے کامل در علم فقه ہم از وی یافته است و نیز از
شیخ احمد نخلی اجازت و روایت دارد و شیخ احمد قطان نیز از مشائخ اوست سالہا با وی صحبت
داشته و طریق درس از وے آموخته است میگفت که بعد انتقال شیخ احمد قطان ازین عالم
همه مشائخ من که شیخ عبداللہ بصری و شیخ احمد نخلی و غیرہما باشد باعث شدند مرا که بر مقام
شیخ احمد زیر سایه کعبه بر مصلے مالکی بنشینم و قرارت کنم چنانکه عادت شیخ بود لیکن مرا اقدام باین
امر عظیم القدر با وجود این اکابر و حضور ایشان دشوار می نمود لهذا قبول نمی کردم مع هذا از
جانب ایشان درین باب مبالغه از حد گذشت و شیخ حسن عجمی که دران هنگام بطرف طائف
بود برائے او این معنی نوشتم و اشاره کردم وے نیز تاکید اجابت امر مشائخ در جواب مکتوب
نوشت لابد بعد استمداد از هر باب و استخاره از هر طریق امتثال امر را گردن نهادم و باشاره
عزیزان بر مقام شیخ شروع بقرأت بخاری کردم و از انجا که قرأت شیخ منتهی شده بود آغاز نمودم
و در مجلس ختم همه علما مشائخ حاضر بودند و از شیخ ابراهیم کردے اجازت همه این علوم نیز حاصل
کرده و حدیث مسلسل بالاولیه از ولی اخذ نموده کاتب حروف حکایتے غریب از شیخ تاج الدین
استماع نموده که آن اینست که گفت وقتے سخت بیمار شدم و بیماری به طول انجامید
ضعف و ناتوانی طاقت حرکت دست و پا نه گذاشت دران حالتے شبے در خواب می بینم که گویا کسے آمد
و میگوید که برائے شفا این مریض می باید که ماکیانے بخته شود و بروی تمام قرآن خوانده شود تا این
بیمار آنرا بخورد و شفا یابد چون بیدار شدم عزم مصمم شد که موجب امر رویا به عمل باید آورد شب آینده
باز چون بخواب رفتم دیدم که گویا امام محمد بخاری بخانه ما آمد و بدست خود دیگے راست کرد و زیر آن
آتشے افروخت و ماکیانے را از صبح تا شام دران دیگ بخت و پیش من نهاد و فرموده که ما
برین مطبوخ تمام قرآن خوانده ام پس بخور و من داد من آنرا بخوردم و بافاقت آمدم و در حالت
افاقه آمدم که هیچ اثرے از ان مرض در من نبود صحیح و تندرست برخاستم و در خود بشاشت

وسرور ازین واقعه که حضرت امام بخاری باین درجه لطف وعنایت فرموده اند زیاده تر
ازان یافتم که ازجهت ازاله مرض وبیماری یافته بیشتر کاتب حروف در مجلس درس شیخ تاج الدین
دران ایام مذکور بخاری می کرد وسه روز متصل حاضر شد واطراف کتب ستة وطرفے از موطا
امام مالک ومسند دارمی وکتاب الآثار امام محمد وموطائی او از وی سماع نمود واجازه سائر آن
کتب بجمیع اهل مجلس داد واین جماعه فقیر نیز داخل آن جماعه بود وحدثنی بالحدیث المسلسل با
لاولیة عن الشیخ ابراهیم وهو اول حدیث سمعته منه بعد عودی من زیارة النبی صلی الله
علیه وآله وسلم

تمت

اطلاع ضروری۔

آجکل مطبع ہذا مین یہ دو مین رسالہ عجیب وغریب شائع ہوئے ہین لائق دیدہین منگائین اور ملاحظہ فرمائین +
مجموعہ خمسہ رسائل اصول حدیث - اردو مصنفہ - حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب وحضرت مولانا شاہ
ولی اللہ صاحب - اصول حدیث کے فن مین اور محدثون کے طریقون کی معرفت مین یہ ایسا عجیب اور عمدہ مجموعہ ہے
جسمین ہزارہا فائدے اور انواع انواع قاعدے ایسے ہین جو بڑی بڑی کتابون مین اور بہت سے اساتذہ کی صحبت
سے حاصل ہوتے ہین - حدیث شریف پڑہنے والون کو انکا نصب العین رکہنا بہت ضرور ہے اور بے علم ان امور کے تعقل
دور ہے اور شاہ صاحب نے جو کہ بخاری کی اصطلاحین ہین اونکو بہی اسی رسالہ مین کہولا ہے اور کل حدیث کے
کتابین جو جو جس طبقہ مین ہین اور جس جس درجہ پر ہین آن کو الگ فرمایا ہے اور آپ کو جن جن سے حدیث کی سند پہونچی
ہے درجہ بدرجہ اونکو بیان فرمایا ہے واقعی یہ رسالہ قابل دید ہے قیمت صرف (۳ر) مکتوبات شاہ عبد الرحیم صاحب
والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح - فارسی - اس کتاب مین واقعی تصوف کو بہر دیا ہے جیسے سمندر کو کوزے
مین - اہل التصوف کی جان ہی اور ارباب اذکار کی روح + ہے - اسکی ملاحظہ سے روح کو فرحت اور دل کو قوت اور
چشم کو بصارت حاصل ہوتی ہے - منگائین اور فائدہ اوٹہائین قیمت (۳ر) خمسہ رسائل التصوف شاہ ولی اللہ صاحب
دربیان تصوف بعبارت فارسی - اس رسالہ مین عجیب وغریب بیان ہین تمام آن علماء کا بیان ہے جنسے آپکو حدیث
کی سند اور خرقہ پہونچا ہے اور اپنے آبا واجداد کا حال اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب شکر بار رح کا حال اور اپنا
اعتقاد بیان کیا ہے قیمت (۴ر)

امداد فی مآثر الاجداد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وعلی افضلہ المعول فی جمیع الحالات وصلے اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحابہ اجمعین اما بعد میگوید فقیر **ولی اللہ** بن الشیخ عبدالرحیم کان اللہ تعالیٰ لہما فی الآخرۃ والاولی این ورقی چند در بیان احوال بعضی اجداد این فقیر مسمے **بامداد فی مآثر الاجداد** وحسبنا اللہ ونعم الوکیل مخفی نماند کہ سلسلہ نسب این فقیر بامیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرسد باین طریق فقیر **ولی اللہ** ابن الشیخ عبدالرحیم بن الشہید وجیہہ الدین بن معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قاضی قاون بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی بدہ بن عبدالملک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین مفتی بن شیر ملک بن محمد عطا ملک بن ابوالفتح ملک بن عمر حاکم ملک بن عادل ملک بن فاروق بن جرجیس بن احمد بن محمد شہریار بن عثمان بن ماہان بن ہمایون بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین در نسب نامہای قدیم کہ در رہتک ودر قبیلہ شاہ ارزانی بداؤنی کہ نسب وے ببالا رحسام الدین بن شیر ملک میرسد موجودند چنین یافتہ شد وملک در زمان قدیم لفظ تعظیم بودہ است مثل خان در زمان ما واللہ اعلم بحقیقۃ الحال مخفی نماند کہ از اجداد ما اول کسی کہ در بلدہ رہتک اقامۃ اختیار کرد شیخ شمس الدین مفتی است واین رہتک بلدہ

است مابین ہانسی و دہلی سی کروہ از دہلی رو بجانب قبلہ در اوایل آنکہ ہندوستان مفتوح شدہ سادات
و قریش شراوان در آنجا وطن گرفتند ہیچ بلدہ درین طرف معمورتر و بارونق تر از وی نبود و بمرور
دہور آن معمورے و رونق نقصان پذیرفت و این بزرگ مردے عالم و عابد بود است و اول کسی
کہ از نژاد قریش دران بلدہ درآمد و بسبب وی شعایر اسلام ظہور نمود و طغیان کفر منطفی شدہ
بود از عجایب روزگار وی یکی آنست کہ بعض مردم ذکر مے کنند واللہ اعلم کہ وصیت کرد کہ
جنازہ او را بعد نماز در مسجدے کہ عبادت گاہ و اعتکاف گاہ وے بودہ بنہند و ساعتے آن را
خالی گزارند بعد ازان اگر یابند دفن کنند والا باز گردند چنان بعمل آوردند و بعد ساعتے چون تفحص
کردند ہیچ اثر جنازہ ندیدند حضرت والد بزرگوار قدس سرہ چون باین حکایت میرسیدند آنرا تائید میفرمود
بانکہ در کتب احوال مشایخ آن عصر از سلسلہ چشتیہ این واقعہ دیدہ ام ہر چند این نام بزرگ آنجا یقین نشدہ
از بعضے قراین چنان مفہوم می شود کہ در آن زمان ہر محتشمی از مسلمانان کہ در مثل این بلدہ اقامت
کردی سیاست بلاد از جہتہ قضا و احتساب و اقتا بوی مفوض می بود بے آنکہ بنام قاضی و محتسب
او را خوانند واللہ اعلم بعد انقضائے ایام حیوۃ این بزرگ گزین ترین اولادش کمال الدین مفتی
بر طریقہ وی مصدر این امور گشت و بعد از وی پسر وی قطب الدین و بعد از وے پسر وے عبد الملک
ہمین وضع ایام حیوۃ باخر رسانیدند و بعد از زمان این عزیزان نصب قضات درین بلاد
دستور شد قاضی بدہ ابن عبد الملک مذکور بجہتہ حفظ ریاست موروثہ خود صیغہ قضا اختیار
نمود و او را عقب از دو فرزند ماندہ است یکی قاضی قاسم کہ جانشین پدر خود بود بعد از انتقال وے
دیگر منگن و او را عقب از پسر ماندہ است کہ یونس نام داشت و قاضی قاسم را از دو فرزند عقب ماندہ
یکے قاضی قاذن کہ جانشین پدر خود و رئیس بلد بود ظاہرا نام وے عبد القادر یا قوام الدین است
بزبان ہنود تحریف شدہ واللہ اعلم دیگر الہ دین و عقب وی از یک فرزند ماندہ است کہ نظام الدین
نام داشت و قاضی قاذن را از دو فرزند عقب ماندہ است شیخ محمود و شیخ آدم کہ بہ بہالے
خان معروف بود و از نسل وے بقیہ ہست شیخ محمود اعظم عشیرہ خود بود بسببے از اسباب
قضا اختیار نکرد و باعمال سلطانیہ مشغول شد و دران میان گرم و سرد زمانہ ہر دو مقاسات
نمود ظاہرا احوال وی صدیقیان رہتک بودند و ازدواج وی با فریدہ از بنات سادات سون
پتی واقع شد و شیخ احمد نتیجہ آن ازدواج آمد شیخ احمد در صغر سن از رہتک برآمد و با شیخ عبد الغنی
ابن شیخ عبد الحکیم نشو و نما یافت مشار الیہ او را با جگر پارہ خود ازدواج دادہ مثلے تربیت

فرمود بعد ازان در رہتک باز آمده بیرون قلعه عمارتے ساخته اعوان و موالی خود را با خود جا
داد و اعقاب شیخ احمد منحصر اند در رتبه دو کس از فرزندانش یکی شیخ منصور که جامع صفات باشتند
از شجاعت و حلم وغیران بود وے اولا با یکے از بنات شیخ عبد الله بن شیخ عبد الغنی مذکور که
حال وے تزوجے دیگر کرد و شیخ عبد الغفور و اسماعیل پیدا شدند دیگر شیخ حسین که منبسط الحال
و صاحب جمعیتے بود او را دو فرزند بودند محمد سلطان و محمد مراد حضرت والد بزرگوار محمد مراد را
دیده بودند و از قوة بطش وے عجائب مشاہده کرده از انجمله آنکه در ہشتاد سالگی و بناری را
در میان ابہام و سبحه بمالید او را دو تا کرد وے چون حضرت والد را در صغر سن دیدے گفتے
ازین طفل بر دل من عجبی و ہیبتی می آید چنانکه از دیدن جد وے شیخ معظم می آمد علتة غایتة این
صفحه نگشت که مطالعه کننده آن مطلع شود بر مقدارے از نسب که لابدست ازان در صله
رحم وقد قال النبی صلی الله علیه و سلم تعلموا من انسابکم ما تصلون به ارحامکم فان
صلة الرحم محبة فی الاهل مثراة فی المال منساة فی الاثر رواه الترمذی و الحاکم
این فقیر از بعض احفاد شیخ عبد الغنی مذکور استماع نمود که وے رحمة الله علیه عالم و متورع بود و
جلال الدین اکبر بادشاه او را مفخم و معظم داشتے و بعد ازانکه الحاد و زندقه پیش گرفت آن رشته
الفت از ہم گسست و تنفر تمام از دو جانب بظہور پیوست بعد مدتے بادشاه را مہم چتوڑ پیش آمد
افواج متواتره آن سمت میفرستاد و فتح میسر نمی شد در ہمین ولا شبی بعض معتکفان مزار امام
ناصر الدین شہید آن امام محمد باقر رضی الله عنه در بیداری دید که رئیسی و جماعه با ہتیه جنگ آمدند
و با ایشان مشعلے بود و در قبه آن مزار داخل شدند کمان برد که مسافرانند که قصد زیارت دارند پیش
آمد دید که آن رئیس در قبر داخل شد و ہر یکی ازان جماعه در قبرے در آمد از بعض آن قوم سوال
کرد که این رئیس کیست و این جماعه کیانند گفت حضرت امام اند با جماعه از شہدا باز سوال کرد
که کجا رفته بودند و چه کردند گفت بفتح چتوڑ رفته بودند و آن را در ساعت کذا از جانب
برج کذا فتح کردند شیخ عبد الغنی چون برین واقعه عجیب اطلاع یافت بشارت فتح و صورت
واقعه بعینها بعرض بادشاه رسانید بعد زمانے صورت فتح از چتوڑ به ہمان اسلوب
معروض گشت بے کم و کاست بادشاه دوازده بیده تمغائے مزار امام کرده بشیخ عبد الغنی حواله
نمود خواجه محمد ہاشم کشمی از شیخ مجدد حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سره نقل کرد
که ایشان فرمودند حضرت والد من بمدتے جویان بودند ملاقات شیخ عبد الغنی را که

درویشے بود از شہر سون پت پس معمر و بزرگ بجہت استماع رازی کہ از او بایشان رسیدہ بود و اثر از
این بود کہ گفتے پیر من کہ جد مادری من بود قریب ہنگام احتضار مرا بایکی از درویشان شوریدہ
کار بہ تند خویش خواند تا القای نسبتی نماید و اعطائے فرماید چون بخدمتش حاضر گشتم سری
از حقیقت این معاملہ بزبان راند کہ بمجرد استماع آن درویش دوم دست از آن برافشاند و
من ہم چنان حیران و سراسیمہ جان برجای باندم حضرت والد ما با شوق استماع این سخن ازوے
خواستند کہ بدربار او شوند ناگاہ شیخ مذکور را بجہت مہمے از شہر ند عبور فرا پیش آمد چون بشہر ند
رسید بکاروان سرای نزول فرمود والد ما نیز در آنجا شدند بعد از معانقہ و مجالسہ خلوتے ۔
درخواستند و التماس اظہار و ابراز آن سربستہ راز نمودند شیخ آن را بیان فرمود چون والد ما
از نزد شیخ بیرون آمدند شیخ جمیل الدین کہ فاضلے صاحب دلی بود و از خلفاء والد ما از ایشان
پرسید کہ استفسار آن فرمودند بلی مسالہ نمود کہ آن چہ بود فرمودند ہمین مسئلہ کہ ما برانیم و جان
مشرب ماست یعنے این ہمہ کہ می نماید واحد حقیقے ہست کہ بعنوان کثرت نمودار گشتہ لیکن چون آن درویش
رالوحی بود سادہ و این راز بعاجاۃ بگوش او سرنہاد حوصلہ اش تحمل آن ابر نتافتہ و براہ ہلاکت
شتافتہ و شیخ عبد الغنی چون عالم بود و صاحب تمکین و اشنا این راز خانہ براندازبرجای بماند
شیخ معظم بدرجہ قصوی از شجاعت وغیرہ متصف بود و قائع عجیبہ وی درین باب بیش از حد
احصاست حضرت والد بزرگوار می فرمودند کہ شیخ منصور را بایکی از راجہار زم افتاد میمنہ
لشکر بشیخ معظم دادند و وی دران وقت دوازدہ سالہ بود حربے عظیم پیش آمد و از ہر دو جانب
بسیارے مقتول شدند دران میان گوئیدہ بشیخ معظم گفت کہ شیخ منصور شربت شہادت
چشید و سائر جیش منہزم شد عرق غیرت وے بحرکت آمد قصد رفتن پیش کفار کرد دران
اثنا ہر کہ متعرض وے شد او را بجرح یا قتل بکار ساخت بعد سعی بسیار تا فیل راجا رسید
مروے از صنادید کفر در آنجا مقابلہ نمود بیک ضربہ شمشیرش دو نیم ساخت و اعلیٰ وجوہ
او را از بر اسپ انداخت مردمان پدر وے ہجوم کردند آن راجا ہمہ را منع و زجر کرد و گفت
کسے کہ باین صغر سن چنین جوانمردے و جراءت کند از عجائب زمان است آن گاہ
ہر دو دست شیخ را ببوسید و بنہایت حرمت تلقی کرد و سبب این غضب پرسید
گفت بمن خبر رسید کہ والد من شہید شد قصد کردم کہ حملہ کنم و باز نگردم تا بیش کفار
را بکشم یا کشتہ شوم راجا گفت آن کس دروغ گفتہ بود والد شما زندہ است و اعل[illegible]

فلان بنظر می آیند آنگاه شیخ منصور کس فرستاد که ما صلح کردیم برائے این طفل وآنچه از وی می
خواستند قبول کرد و باز گشت ونیز حضرت ایشان از دهقانی کلان سالی از وباقین موضع شکوه
پور که تعلقه شیخ معظم بود شنیده بودند که یکبار قریب سی کس از قطاع طریق مواشی این قریه را
غارت کردند ودرآن وقت شیخ معظم نیز درآنجا بود وهیچکس از اولاد واخوان وابناء اعمام ایشان
درآن وقت حاضر نبود ایشان را ازین حادثه خبر کردند ودران وقت سفره آورده بودند وطعام
حاضر کرده هیچ عجلت وشتاب زدگی از ایشان ظاهر نشد وبتانی تمام بدستور قدیم از طعام فارغ
شدند ودست شستند آنگاه گفتند سلاح مرا بیارید واسپ مرا حاضر کنید چون سوار شدند جماعتی
از باقین سلاح بسته همراه ایشان برآمدند همه را باز گردانیدند وفرمودند بسرعت تمام خواهیم رفت
وشما به تنگ اسپ من نخواهند رسید الا راوی را که در عدوی همتائے اسپ بود با خود گرفتند تا
قوم را ازان گیر ودار که میان ایشان واقع شود خبر کند پس می تاختند تا آن قطاع طریق را یافتند
که بمنازل خود در می آیند بکلمات غیرت انگیز آن جماعه را بمیدان آوردند آنگاه بیک تیر دو تن
انداختند شروع کردند چون دو سه تیر باین اسلوب مشاهده افتاد رعب عظیم بردلها آن جماعه مستولی
شد واز حیوة خود مایوس شدند وفریاد برآوردند که ما توبه می کنیم واز ما درگذرانید شیخ فرمود توبه
شما آنست که سلاح از خود بکشید وهر یکی دست دیگرے بندد ومواشی وسلاح وسبیل خودرا
می رانید تا بهمان قریه رسید چنان کردند وبوصفے که در دین ایشان مقرر بود قسم موکد یاد
کردند که دیگر این قریه را بدنگالند واز صواب دید شیخ تجاوز نکنند بالجمله شیخ معظم را از فلذه الکبد
سید نور الجبار سونپتی که سیدی عالی نسب بود واباء گرامیش بحلیه فضل وعلم متصف بودند
سه پسر بوجود آمدند شیخ جمال وشیخ فیروز وشیخ وجیه الدین شیخ وجیه الدین بکمال تقوی
وشجاعت موصوف بودند حضرت والد قدس سره میفرمودند که والد من علیه الرحمة وظیفه داشتند
که دو سیپاره قرآن هر شبانه روزے تلاوت کنند آن را در حضر وسفر ومکره ومنشط ترک نمی کردند
چون معمر شدند وقوت بصر ضعیف شد قرآنے بخط جلی همراه خود گرفتند در سفر هیچگاه از ایشان
جدا نمی کرد ونیز فرمودند که ایشان در زراعت کسے اسپ خود نمی آوردند اگرچه تمام لشکر دران
زراعت می رفتند ودر بعضے اوقات عدول از راه متعارف مشقتے مے بود ونیز می فرمودند
که در حربے از حروب راحله ایشان گم شد واسباب واکل وشرب مهیا نه گشت
رفیقان مواشی قریه بغصب می گرفتند ومی خوردند وایشان از مثل آن تورع

کردند چون دو سه فاقه کشیدند و قوت بر سقوط مشرف شد رزاقیت رزاق حقیقی جل شانه درین
صورت ظهور فرمود که بحسب اتفاق چنانکه در وقت فکر می باشد زمین را بچابک کافتند از ان
جا نخود بقدر قوت ایشان پیدا شد چون لفظه لیستغنی عنها صاحبها بود آنرا شستند و پاک
کردند و مبلول ساختند و تناول نمودند و نیز می فرمودند که معامله که والد من علیه الرحمة با خادم و حشم و
علف فروش وغیره آن میکردند بوجهی از رفق و انصاف بود که از متقیان روزگار کم دیده می شود
و نیز می فرمودند که در سفری والد من علیه الرحمة ازین بعضے شواهد ولایت مشاهده کردند و بیعت
نمودند و باشتغال صوفیه مشغول شدند و تقلیل کلام و اعتزال از صحبت انام پیش گرفتند و این
بوجهی از ایشان ظاهر شد که از صوفیه زمان دیده نشد کاتب حروف گوید که شیخ مظفر را که
ارتباط ایشان با مخدومی و سید شیخ ابو الرضا محمد روایت می کردند دو نسبت که از هر دو
مشرب عذب سیراب شده باشند و از هر دو منبع زلال فیض یافته حضرت والد قدس
سره حکایت شجاعت ایشان بسیار ذکر مے فرمودند چندے از ان باب درین کتاب می
نویسم که تنبیہے باشد اهل این خاندان را بر اکتساب اخلاق فاضله و اتمام الاعمال بالنیات از ان
جمله آنست که میفرمودند که چهار ساله بودم که ایشان همراه سید حسین که یکی از شجاعان این زمان
بود بجانب قصبه نامونی وغیره از زمین مالوه متوجه شدند و مرا با خود گرفتند آنجا کافرے بشجاعت و
ثبات قلب موصوف و معروف بغیے و فساد پیش گرفت بعد سعی بسیار بملاقات سید حسین آمد
حاجبان خواستند که بے یراق بمجلس آرند وے باین معنی راضی نشد چون قیل و قال درین باب
از حد متجاوز گشت بسید حسین گفته فرستاد که شما سپاهے آید و جماعه کثیر اند شرم نمی دارید
از ان که یکس را بے یراق در مجلس خود نمی گزارند و سید حسین ازین کلمه متاثر شده حکم کرد که کسی
متعرض یراق وے نشود میفرمودند که مرا صورت بشاشت وے تا امروز در متخیله حاضر است
و ورق تنبول می خورد و آهسته آهسته میخرامید گویا در مجلس شادی می آید چون والد من علیه الرحمة
او را دیدند فرمودند این شخص البته درین مجلس دست بروے خواهد کرد بتعجیل خدمتگارے
طلبیدند بمن اشارت کردند که این طفل را بر جائے بلند استاده کن و تا درین دار و گیر ضررے
بوے نرسد چون نزدیک آمد از محل سلام تقدم کرد حاجب گفت از همین مسافت سلام کن
و پیش مرو بگفته حاجب التفات نکرد و گفت که مے خواهم که پائے سید را به بوسم تا کفارت ذنوب
من باشد چون نزدیک تر رسید شمشیر بر سید حسین انداخت سید حسین بتعجیل تمام یکسو شد

شمشیر بر وساده سید افتاد و آنرا قطع کرد دیگر بار شمشیر برداشت و قصد سید حسین کرد والد من
همان ساعت بتعجیل تمام خود را بوے رسانیدند بضرب خنجر بدوزخش فرستادند از انجمله آنست که
می فرمودند در همان ناحیه روزے با سید حسین در رزمی حاضر شدند چون صف موافق و مخالف
هر دو کشیدند رئیس کفار تنها بر اسپ سوار شمشیر حمایل کرده پیش آمد باواز بلند ندا کرده که فلان منم
درین معرکه تنها استاده ام اگر خواهید که بکشید میتوانید اما شرط شجاعت ست که سید حسین تنها با
من مبارزت کند سید را عرق هاشمی در حرکت آمد و اسپ خود را از صف برآورده بمقابله وے
مشغول آن کافر چابک دستی عجیب کرده بسرعت شمشیر انداخت سید حسین آن را بر سپر خود گرفت
آن شمشیر یک گل سپر را قطع کرد و در گل دیگر بند شد چون آن شمشیر را بعنف تمام از ان سپر خود
کشید سید از اسپ افتاد کافر و ثبه نمود بر سینه سید حسین نشست و در فکر نحر وے شد والد من
در همان ساعت بوی رسیدند و بیک ضرب شمشیر حبل حیوة وی را کوتاه ساختند چون از ان
محل برخواستند و هر یکی بجائے خود قرار گرفتند سواری دیگر شبیه اول پیش آمد و باواز بلند
ندا کرد که من فلانم برادر مقتول تنها پیش شما استاده ام هر که بخواهد کو بکش اما شرط شجاعت آنست
که قاتل برادر من با من مبارزت کند والد من بسوئی وی متوجه شدند و بعد از ضربات متخالفه بهلاکت
رسانیدند بعد از ساعتے سوارے سوم بهمان هیئت و صورت پدید آمد مثل همان مبارزت طلب کرد
والد من باز متصدی مقاتله شدند آن کافر هر دو ساعد ایشان را بگرفت و خواست که
بزمین افگند یا بر اسپ خود فراز کشد ایشان امتناع می کردند و مزاحمت می نمودند آخر
دیدند که کافر قوے تر هست بطریق خداع گفتند یا ان فلان این کیست از عقب این بکش و
آنجا هیچکس نبود کافر روئی خود را باز پس کرد و دران فرصت قوت بازوئی او فی الجمله ضعیف
شد خود را از دست وی خلاص کرده بخنجر او را بسقر فرستادند بعد این مبارزت هزیمت بکفار
افتاد و لشکر اسلام مظفر و منصور بر دائره خود آمدند بعد سه روز ازین واقعه پیر زنے میرزا نے
نام ایشان پرسان پرسان بخیمه ایشان آمد و گفت من والده آن دو مقتولانم می دانستم که از
فرزندان من هیچکس در جهان شجاع تر و قوی تر نیست و رحمت خدا بر تو باد که از همه بهتر بوده
بجائے ایشان ترا فرزند گرفتم آرزوے من آنست که مرا مادر خود خوانے که در قریه من چند
باشی تا ترا بسیر ببینم و از مقتولان تسلی یابم ایشان خادم خود را فرمودند که اسپ مرا
زین کن رو پیش از جماع از اقربا که بر ایشان بودند مانع آمدند و گفتند عجب ست مثل

مرد عاقل برین حرکت اقدام نماید ایشان از منع آنجماعه حسابے نگرفتند آنجماعه بسید حسین اظهار نمودند
سید حسین بتعجیل تمام در خیمه ایشان آمد و بایمان موکده ایشانرا ازان سمت باز داشت چون هیچ
علاج ندیدند آن عجوزه را طلبیدند و گفتند یا عماه این قوم مرا نمی گذارند که همراه تو روم اما بعد
چند روز بقریه تو خواهم آمد بعد چند روز چون یاران غافل شدند سوار شده بسوی آن عجوزه رفتند آن
عجوزه بمحبت و اخلاص و تعظیم چنان پیش آمد که از والده حقیقیه متمیز نباشد حضرت ایشان فرمودند که من
بارها بخانه او رفتم او را جده میگفتم و وے در شفقت دقیقه فرو نمی گذاشت بلکه من جده خود را ندیده بودم
در صغر نمی دانستم که مرا بجز این عجوزه جده دیگر بوده است و از آنجمله آنست که می فرمودند که عالمگیر بادشاه
شد و برادرش شاه شجاع بطرف بنگاله خروج کرد عالمگیر بمحاربه وی متوجه گشت و ایشان نیز در
عسکر عالمگیر بودند و محاربه قوی واقع شد و هر دو عسکر خسته شدند و در آخر دو سه فیل مست
از جانب شاه شجاع بر عسکر عالمگیر حمله کردند عقب هر فیلی جوقے از زره پوشان چون این صورت بظهور
آمد تفرقه در عسکر عالمگیر افتاد و هر کسے بطرفے رفت و حواله فیل عالمگیر باقی نماندند الا اندکی در آن
وقت والد مرا علیه الرحمة واجبه پیدا شد و بر یکی ازان فیلان حمله کنند و رفیقان خود را گفتند
که این وقت جان دادن است استقامت درین محل از هر کسے نمی آید از شما هر که تخلف مے
خواهد از جانب من در حل است اکثر رفقا تخلف کردند غیر چهار کس که والد من از سپاهی ایشان
و رفقا و بر داشت عنا تفرس کرده بارها مے فرمودند که اگر کسے از رفیقان ما در محبتی ما شریک باشد
این چهار کس خواهند بود من جمله ازین چهار کس شکار بند ایشان را محکم گرفتند و بر خود قرار
دادند که هر کجا ایشان باشند ما نیز همان جا باشیم بعد ازان بر فیلی که زیاده تر طغیان میکرد
حمله کردند و صبر کردند حالانکه فیل خرطوم خود را بجانب ایشان بر داشت و خواست ایشانرا از
اسپ برگیرد و بپا افگند آن ساعت ایشان بیک حربه شمشیر خرطوم او را از جانب سخت قطع کردند
فیل آوازے منکر کرده بلکه بسخت و تضرر او بر حرق او افتاد این اول فتح بود عالمگیر این معامله را
بچشم خود دید و بعد فتح خواست که منصب ایشان زیاده کند استغنا ورزیدند و قبول نکردند
و از آنجمله آنست که می فرمودند که یکبار سید شهاب الدین را از جهته بادشاه محاسبه پیش آمد ایشان
کفیل او شدند و چون وے در ادای مبلغ تساهل کرد و مطالبه با ایشان متوجه شده درین باب
باوی سخن گفتند گفت با من هیچ زر نیست شمشیر حاضر است تبسم کردند و گفتند شمشیر گرفتن آسان
است و از عهده او بیرون بر آمدن مشکل است حمیت وے بحرکت آمد و خنجر بر ایشان

از آنحضرت آنرا بدست چپ بگرفتند و بدست راست طپانچه زدند مشکول بر زمین افتاد بیهوش
شد خادمی را فرمودند که او را برسنی مقید کند و اسپ و شتر او را از طویله وی برآورد و بعد ساعتی بهوش
آمد فرمودند آن لاف و گزاف تو کجا رفت گفت من هیچ تقصیر نکرده ام دست شما پیش از دست من بحرکت آمد
و صدمه قوی بمن رسید بیهوش افتادم تقصیر من درینجا چیست فرمودند نیک میگوئی خادم را این اشارت کردند
که رسن از وی بکشاید خنجر وی بدست وی دهد آنرا بگرفت و خواست که حمله کند رعشه بروی افتاد و نتوانست حمله کردن
حضرت این واقعه بچشم خود دیده بودند و از انجمله آنست که حضرت ایشان میفرمودند قوت قلب والد
من تا آنحد بود که در بعض حروب مقاتله عظیم افتاد و از جانبین جماعه کثیر مقتول شدند و بآخر نصرت
مسلمین بظهور آمد چون امیر مسلمانان بدائره خود رسید شبانگاه جمعی از اعیان عسکر بحضور او در کمیت
مقتولان مناظره کردند هر یکی سخن گفت ایشان گفتند که بخاطر من میرسد که مقتولان جانبین در معرکه
دو صد کس باشند یا پنج کس زیاده ازین یا پنج کس کم ازین و آنانکه در هزیمت و فرار گشته شدند حال ایشان
معلوم نیست حاضران استبعاد کردند بخاطر ایشان از استبعاد آن جماعت تردد خطور کرد و خواستند
که بر حقیقت حال مطلع شوند از ان مجلس بهیئت کسی که برای قضای حاجت برخیزد برخاستند و
در آن شب تاریک که ابر و رعد هم بود راه معرکه گرفتند و باحتیاط تمام آنها را شمردند در ان میان دست
ایشان بر مجروحی افتاد که رمقی از حیات وی باقی مانده بود صیحه کرد ایشان او را تسکین کردند و نام
خود او را یاد دادند بعد از ان بخاطر ایشان رسید که بعض مقاتله در وسط دیه واقع شده آنرا نیز
باید دانست در مواضع احتمال تجسس بلیغ کردند درین اثنا دست ایشان بر پیرزالی افتاد که
وقت جنگ بگوشه پنهان شده بود و از وی نیز صیحه سر شد بیدی ظاهر شده او را نیز تسلی دادند و
نام خود او را یاد دادند کمیت مقتولان موافق گفته ایشان برآمد و بلشکر رجوع کردند و آن مجلس را بهمان
هیئت یافتند و انچه کرده و دیده بودند ظاهر نمودند استبعاد آن قول زیاده تر شد و آن رئیس قریب
صد کس را با مشعلها تعین کرد تا مقتولان را شمار کنند و آن دو کس را بیارند این جماعه از هیبت آن زنان
و سکان نمی توانستند که روند بالآخر رفتند و شمردند و آن دو کس را آوردند موافق قول ایشان ظاهر شد
و آن دو بنام ایشان اطلاع دادند و نوادر وقائع ایشان ازین قسم بسیارند والقلیل ینبی
عن الکثیر والغرفة تحکی عن البحر الکبیرة ایشان را با جگرپاره شیخ رفیع الدین محمد ابن قطب العالم
شیخ عبد العزیز ازدواج اوفتاد و سه فرزند بظهور آمدند مخدومی شیخ ابو الرضا محمد و مخدومی
شیخ عبد الرحیم و مخدومی شیخ عبد الحکیم حضرت ایشان میفرمودند که والدم علیه الرحمة شبی کما هجه میگذرانید

وسرور ازین واقعہ کہ حضرت امام بخاری باین درجہ لطف و عنایت فرمودہ اند زیادہ تر
ازان یافتم کہ از جہت ازالہ مرض و بیماری یافتہ بیشد کاتب حروف در مجلس درس شیخ تاج الدین
دران ایام مذکور بخاری می کرد و سہ روز متصل حاضر شد و اطراف کتب ستہ و طرفے از موطا
امام مالک و مسند دارمی و کتاب الآثار امام محمد و موطائی او از وی سماع نمود و اجازہ سائر آن
کتب بجمیع اہل مجلس داد و این جماعہ فقیر نیز داخل آن جماعہ بود و حدثنی بالحدیث المسلسل با
لاولیۃ عن الشیخ ابراہیم وھو اول حدیث سمعتہ منہ بعد عودی من زیارۃ النبی صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم

تمت

اطلاع ضروری۔

آجکل مطبع ہذا مین یہ دو مین رسالہ عجیب و غریب شائع ہوئے ہین لائق دید ہین منگائین اور ملاحظہ فرمائین +
مجموعۂ خمسہ رسائل اصول حدیث۔ اردو مصنفہ۔ حضرت مولنا شاہ عبد العزیز صاحب و حضرت مولنا شاہ
ولی اللہ صاحب۔ اصول حدیث کے فن مین اور محدثون کے طریقون کی معرفت مین یہ ایسا عجیب اور عمدہ مجموعہ ہے
جسمین ہزارہا فائدے اور انواع انواع قاعدے ایسے ہین جو بڑی بڑی کتابون مین اور بہت سے اساتذہ کی صحبت
سے حاصل ہوتے ہین۔ حدیث شریف پڑہنے والون کو انکا نصب العین رکہنا بہت ضرور ہے اور بے علم ان امور کے تعلق سے
دور ہے اور شاہ صاحب نے جو کہ بخاری کی اصطلاحین ہین اونکو بہی اسی رسالہ مین کہولا ہے اور کل حدیث کے
کتابین جو جو جس طبقہ مین ہین اور جس جس درجہ پر ہین ان کو الگ فرمایا ہے اور آپ کو جن جن سے حدیث کی سند پہونچی
ہے درجہ بدرجہ اونکو بیان فرمایا ہے واقعی یہ رسالہ قابل دید ہے قیمت صرف (۲ر) مکتوبات شاہ عبد الرحیم صاحب
والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح۔ فارسی۔ اس کتاب مین واقعی تصوف کو بہر دیا ہے جیسے سمندر کو کوزے
مین۔ اہل التصوف کی جان ہے اور ارباب اذکار کی روح + ہے۔ اسکی ملاحظہ سے روح کو فرحت اور دل کو قوت اور
چشم کو بصارت حاصل ہوتی ہے۔ منگائین اور فائدہ اوٹہائین قیمت (۳) خمسہ رسائل التصوف شاہ ولی اللہ صاحب
در بیان تصوف بعبارت فارسی۔ اس رسالہ مین عجیب و غریب بیان ہین تمام آن علماء کا بیان ہے جنسے آپکو حدیث
کی سند اور خرقہ پہونچا ہے اور اپنے آبا و اجداد کا حال اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب شکر بار رح کا حال اور اپنا
اعتقاد بیان کیا ہے قیمت (۴)

المشتہر

سید ظہیر الدین عرف سید احمد نواسہ حضرت مولوی معنوی شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ مالک مطبع احمدی واقع دہلی متعلقہ مدرسہ
عزیزیہ +

النبذة الابریزیة فی الطبقة العزیزیة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ المنعم الوھاب علی نعمہ التی خرجت عن العد والحساب وصلی اللہ علی خیر من اوتی الحکمۃ وفصل الخطاب وآلہ واصحابہ خلاصۃ اولی الالباب ؁

امابعد میگوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ این کلمہ چند است مسمی بالنبذۃ الابریزیہ فی الطبقۃ العزیزیہ در نشر احوال شیخ عبد العزیز دہلوی واسلاف واخلاف ایشان قدست اسرارہم وایشان جد اعلی حضرت والد بزرگوار اند از جہت والدہ ایشان والحمد للہ شیخ طاہر وطن اصلی ایشان اچہ ملتان است وایشان از اولاد اعیان آنجا بودند میگویند در مبدأ حال بسیر وشکار میگذرانیدند وآن اشتغال از تحصیل علم مانع آمدہ بودند تا آنکہ روزی خواہر ایشان از ایشان معنی آیتی از کتاب اللہ درخواست جواب آن حاضر نشد این حادثہ سلسلہ جنبان غیرت ایشان گشت مصحفی گرفتہ از وطن مہاجرت کردند وہر جا کہ میرسیدند استفادہ می نمودند چون بہ تھانیسر رسیدند تفسیر آن آیتہ نوشتہ فرستادند بعد از ان تحصیل علم ایشان ابلدۂ بہار کہ مجمع علما بود آوردہ در اثنای مناظرہ تحصیل ریاضات نیز بظہور پیوست بعد تحصیل علم قاضی بہار فضل ایشان را مشاہدہ کردہ صبیہ خود در عقد ایشان در آورد واز ان باز ناحیہ پورب اقامتگاہ ایشان شد وایشان را از ان زوجہ سہ فرزند بظہور آمدند ودر آخر عمر شیخ با فرزندان خویش بشہر جونپور اقامت اختیار کرد وہمانجا وفات یافت قبر ایشان ہمانجاست بزار ویتبرک بہ شیخ محسن رح بزرگترین فرزندان شیخ طاہر بود در نہ سالگی حفظ کتاب اللہ حاصل کردہ ودر شانزدہ سالگی کتب متداولہ تحصیل نمود وبدرس مشغول شد از ایام طفلی آثار طلب از وی ظاہر میشد ومعتقد درویشان می بود تا آنکہ عظمت سید حامد راجی شاہ منتشر شد شیخ محسن بطریقی

... من نوعے از امتحان حال باشد بدیدن سید رفتند و در تقبیل ... بموجب ... بارادت
در آمد و سید حامد راجی شاه از اعیان مشائخ وقت و خلیفه شیخ حسام الدین مانکپوری ...
... الدین جامع شریعت و طریقت و از اعیان ... و خلیفه شیخ نور قطب عالم بود
و شیخ نور قطب العالم از مشائخ هندوستان است ... عشق و محبت و ذوق و شوق و خوارق عادات
و کرامت و ریاضات و مجاهدات بود و خلیفه والد خود شیخ علاء الحق ... است که جامع علم
ظاهر و باطن بود و مرجع عوام و خواص و مشهورترین مشائخ ناحیه بنگاله ... و از ... شیخ
سراج الدین اودهی است که از اعاظم خلفای شیخ نظام الدین است قدس الله تعالی اسرارهم ... میگویند که شیخ ...
شارح هدایه و بعضی دیگر شریک درس و جلیس و انیس شیخ حسن بودند از اقوام شیخ حسن ... بر سر بیعت و متابعت
سید استبعاد کردند زیرا که سید از علوم مکتسبه چندان بهره نداشت شیخ فرمود که چه از علم باید که صحبت
سید روند و هر اشکال که بخاطر رسد سوال کنند اگر جواب باصواب حاصل شد اعتقاد باید کرد و مرید باید
شد و الا جزم چنان کردند بعضے ازان را در راه مشکل حل شد و بعضے را بدیدن جمال پر انوار سید و بعضے
دیگر را بشنیدن کلام پر اسرار آخر همه بر لقبه ارادت در آمدند. بالجمله شیخ حسن مدتے بارشاد طالبان
دران سرزمین مشغول بود بعد ازان بتقریب استدعای سلطان سکندر که اعدل سلاطین دهلی بود
است بدهلی تشریف آورد و در کوشک [illegible] اقامت اختیار کرد و همانجا ودیعت حیات سپرد و مقبور شد
میگویند فتح خان پسر سلطان سکندر معتقد شیخ بود اتفاقاً داعیه بغی بخاطرش رسید و امرای مملکت با او
متفق شدند چون از شیخ مشورت خواست ازان کار منع فرمودند و بشارت امن از انچه در نظر داشت دادند این
قضیه سبب اعتقاد سلطان گشت و نیز میگویند که چون شیخ بدهلی رسید پادشاه در منام بر بعض از کمالات
شیخ مطلع شد و همین اعتقاد او را در او بالا ساخت. رحلت ایشان در سنه تسع و تسعمائه (۹۰۹) واقع شد و در آن
حال وجد داشتند و این رباعی در مجلس ایشان مذکور میشد رباعی اے ساقی ازان مے که دل و
دین من ست ؛ الخ. مفتاح الفیض در علم سلوک یادگار شیخ ست. شیخ چهار پسر گذاشت ازان
جمله از دو کس نسل مانده شیخ محمد المعروف بالخیالی و شیخ عبد العزیز. شیخ محمد خیالی خلقے صحیح
و مشربے لطیف و ریاضتے قوی داشت مرید والد خود بود لیکن ارتباط وے بسلسله قادریه بروی [illegible]
آمد در حرم مدینه سالها بریاضات شاقه گذرانید بار دوم که حاجی عبد الوهاب بخاری بزیارت حرمین
رفت باو مژده رسانید که خاتم نبوت علیه افضل الصلوات و اکمل التحیات مرا درین
معامله نمودند که این شیخ زاده هندی مدتے پیشوائی گذرانید اکنون او را به هندوستان

برسان گفت تا من ماموز نشوم هرگز نروم آخر او نیز ماموز شد آنگاه حاجی از هندوستان آورد
پهلوی پدر بزرگوار خود در جهنمدل آسوده است. خلفاء ایشان بسیار اند که بمرتبه کمال تکمیل
رسیده اند ازانجمله شیخ امان الله پانی پتی و شیخ عبد الرزاق جهنجهانی مشهور ترین مشائخ این سلسله اند
شیخ محمد العزیز دو ساله بودند که والد بزرگوار ایشان انجهانی شد و فیض باطن با ایشان از شیخ
قاضی خان ظفرآبادی که خلیفه شیخ حسن و صاحب استقامت و کرامت و زهد و تجرید بود و یافتند
تا تیر صحبت بود حواله کرد شیخ چون بسن تمیز رسید از جناب سید محمد بخاری ولد حاجی عبد الوهاب
بخاری تحصیل علم کردند و از خدمت حاجی عبد الوهاب فصوص استفاده کرد و خرقه سلسله سهروردیه
پوشید و حاجی خرقه از سید راجو قتال که برادر خورد مخدوم جهانیان و بسیار معمر شده بود پوشید
و ایشان از برادر خود مخدوم جهانیان. و نیز از شیخ رکن الدین ابوالفتح پوشیده اند و سند ایشان
مشهور است و حاجی عبد الوهاب صحبت شیخ عبد الله قریشی نیز مدتها یافته. بعد ازان شیخ قاضی خان
شیخ عبد الله پسر خود را فرستاد و آن حواله را یاد داد و گفته فرستاد که من می آیم لیکن طلب شرط
است شیخ عبد العزیز بحکم این حواله متوجه ظفرآباد شد و چون آنجا رسید آنچه داشت از زر و جامه
و اسپ همه در راه خدا صرف کرد و به تجرید تمام سه سال ریاضات کشید و بمرتبه ارشاد و تکمیل
رسید آنگاه باجازت شیخ قاضی خان بدهلی باز آمد و مؤسس قوانین ارشاد گشت و درین فرصت
در خدمت سید ابراهیم ایرجی مدتی استفاده علوم تصوف کرد و خرقه قادریه پوشید و سید
ابراهیم ایرجی در فنون علم کامل بود و برکات اکثر خانوادها جمع کرده بود اما نسبت قادریه بروی
غلبه داشت و خرقه قادریه از شیخ بهاء الدین قادری پوشید بالجمله سیرت شیخ عبد العزیز ریاضت
و مجاهده بود و آنچه بر خود در ایام صبا لازم کرد تا آخر وقت در عمل آورد و قضا نمود و در اتباع
طریقه سلف دقیقه فرو گذاشت نکردی و در حفظ آداب مشائخ نهایت سعی و کوشش داشت
و در اعانت حاجتمندان نهایت سعی می فرمود و در تواضع و انکسار و شکست نفس و حلم و بردباری
و صبر و رضا و تسلیم و سائر اخلاق محموده یادگار مشائخ چشت بود. واقعه وفاتش
ششم جماد الثانی سنه ۹۷۵ خمس و سبعین و تسع مائة بوقوع آمد و ختم بر این آیت شد
فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ این فقیر در مجموعه شیخ یحیی جنیدی نظر
کرده بخط شیخ عبد العزیز سلسله قادریه مرقوم بود تبرکاً نسخه آن بالعینه نقل میکند. بسم الله الرحمن الرحیم
الحمد لله الذی هدانا الی سبیل الرشاد و امرنا باتباع الحق والسداد والصلوة

علی نبیه النبیه محمد وآله اولی الولایة والارشاد وصحبته الاکرمین الاکملین الامجاد
وبعد فیقول العبد تراب اقدام خدام اهل بیت النبی علیه الصلوة والسلام ذره
ناچیز عبد العزیز بن حسن نصره الله بعیوب نفسه وجعل یومه خیرا من امسه ان اخی
الاعز الاکرم العالم العامل افتخار الافاضل والاکامل سلالة الاولیاء قدوة
الاصفیاء شیخ یحیی بن شیخ معین الدین خالدی جعله الله تعالی من اهل صفوته و
اصطفاه لخلوص محبته وکمال معرفته لما شرفنا بشرف حضوره وصحبته وتقرر لدی
رسوخ اعتقاده ومحبته عقدت معه عقد الاخوة الدینیة والبسته خرقة المشائخ الصوفیة
قدس الله تعالی ارواحهم ونور اشباحهم واثبته بطریق الارشاد والوکالة والنیابة عن
الاجازة والخلافة من شیخی ومرشدی ومخدومی وسیدی وسندی سید السادات منبع
السعادات سید ابراهیم بن معین بن عبد القادر بن مرتضی الحسینی القادری سلمه الله
تعالی وشیخی ومرشدی المشار الیه لبس من شیخه ومرشده ابی البرکات بهاء الملة والدین
ابراهیم الانصاری القادری افاض الله علینا شآبیب برکاتهم وشیخه ومرشده
المشار الیه لبس من شیخه السند قطب الوقت ابی العباس احمد بن حسن الجبلی المغربی
الشافعی وهو من ابیه السید السند الشریف السید حسن وهو من ابیه السید الشریف
موسی وهو من ابیه السید السند الشریف علی وهو من ابیه السید السند الشریف محمد
وهو من ابیه السید السند الشریف حسن وهو من ابیه السید الشریف محمد صنو احمد
وهو من ابیه السید الشریف محی الدین ابی نصر وهو من ابیه السید الشریف ابی صالح وهو
من ابیه السید الشریف عبد الرزاق وهو من ابیه القطب الربانی والغوث الصمدانی محی
الملة والدین ابی محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی وهو من شیخه ابی سعید علی
المخزومی وهو من شیخه شیخ الاسلام ابی الحسن علی بن محمد بن یوسف القرشی الهکاری وهو من
الشیخ ابی الفرج یوسف الطرسوسی وهو من الشیخ عبد الواحد بن العزیز التمیمی وهو من
ابی بکر الشبلی وهو من سید الطائفة جنید البغدادی وهو من سری السقطی وهو من معروف
الکرخی وهو من ابی سلیمان داود بن نصر الطائی وهو من الامام علی بن موسی الرضا وهو اخذ العلم
والادب من والده الامام موسی الکاظم وهو من والده الامام جعفر الصادق وهو من والده الامام محمد الباقر
وهو من والده الامام زین العابدین وهو من والده الامام حسین وهو من والده الامام علی بن ابی طالب رضی الله

عنهم فهو من سید المرسلین وخاتم النبیین حبیب رب العالمین محمد بن عبد الله صلی الله علیه
وآله وصحبه الطیبین الطاهرین وهو قال ادبنی ربی فاحسن تادیبی. انتهی کلامه
وحضرت شیخ عبد العزیز را پسران بودند از انجمله **شیخ قطب العالم** بزیادتی فضل وعلم ودانش وجود وسخا ممتاز
ومستثنی بود میگویند در مبدأ حال از طریقه وجد وسماع وسائر اوضاع صوفیه معرض بود وبران انکار میکرد چنانکه روزی
در بعضی مجالس شیخ عبد العزیز قدس سره بر کسی متوجه شدند وسبب توجه بیخود گشت حاضران گفتند الحمد لله
که ایشان الحال معتقد صوفیه خواهند بود واز انکار باز خواهند آمد شیخ فرمود انکار وی بغایت مستحکم
است وزبان طلب وی نرسیده است چون ازان بیخودی افاقت حاصل شد حاضران ازان کیفیت سوال
کردند فرمود چیزی خواب مانندی بود چه اعتبار دارد چون شیخ عبد العزیز برحمت حق پیوست شیخ نجم الحق
که اعظم خلفای شیخ بود بزیارت مرقد شیخ خود وتعزیت ماتم زدگان آمد چون از زیارت فارغ شد وخواست
که ازان بقعه بیرون رود دید که شیخ قطب العالم درس میگویند بجانب ایشان بنظر التفات نگریست و
تبسم کرد وسوار شد پالکی ایشان وشغله تیر نرفته بود که قلق وبیقراری در شیخ قطب العالم ظاهر شد وآن کیفیت
ساعت بساعت زیاده تر میشد تا آنکه افتان وخیزان پیاده بسوی شیخ نجم الحق متوجه شد واز ایشان اخذ طریقه کرد
وبعد ازانکه خواجه محمد باقی قدس سره بنشر طریقه نقشبندیه مشغول شدند شیخ قطب العالم بسیار بخدمت
میرسید وفیض صحبت که عمده درین طریقه همان است حاصل میکرد اگرچه در مبدأ حال خواجه محمد باقی بخدمت شیخ
تلمذ کرده اند ودر خانقاه ایشان مدتی مجاورت نموده اند حضرت ایشان میفرمودند در ان ایام که خواجه محمد باقی در
خانقاه ایشان بودند شیخ را وقت نیم شب منکشف شد که نصیب خواجه در بخاراست همان ساعت بیرون
آمدند فرمودند شمارا مشائخ بخارا می طلبند همین ساعت روانه شوند ودران خرقه حاضر نبود دیگر
آن ازاری همان از ازار عنایت کردند خواجه آنرا برسم دستار بر سر بستند وهمان ساعت بعزم بخارا متوجه شدند وانجا خواجه
امکنگی یافتند نتیجه یافتند شیخ قطب العالم را پسران بودند اکبر وافضل ایشان **شیخ رفیع الدین محمد**
است جامع بود میان علم ظاهر وباطن ودر کتب تصوف را نیکو میدانست وبر بیان مراد قوم قدرت تمام
داشت تخت از والد خود طریقه چشتیه قادریه اخذ کرد وصحبت شیخ نجم الحق را نیز دریافت بعد ازان بترغیب
والد خود صحبت خواجه محمد باقی را التزام نمود وآن کیفیت بر ایشان غالب آمد حضرت ایشان
میفرمودند که التفات خواجه بنسبت شیخ رفیع الدین محمد زیاده از حد بود وانچه شیخ عرض میکرد خواجه
البته اجابت میفرمودند لهذا یاران خواجه شیخ را معشوق خواجه گفتندی ونیز میفرمودند که بانوی شیخ
وفات یافت شیخ خواست که با صبیه شیخ محمد عارف بن شیخ عبد الغفور اعظم پوری تزوج کنند از خواجه

قوالیم مختصر در آن مجلس بحضور خواجه درخواست کرد خواجه عذر ضعف آوردند شیخ گفت اگر خواجه قدم رنجه
نمی کنند این فقیر آن طرف میرود خواجه ناچار شدند و باعظم پور رفتند صوفیه آن ناحیه
چون از مقدم خواجه شنیدند همه جمع آمدند و قوالے صد کروه کم کسے باشد از صوفیه که در آن
صحبت با حضور نبود مجلس عجیب که هرگز مثل آن مسموع نشده منعقد گشت کاتب حروف گوید
داند و حضرت ایشان از طی زمین نزد جامست ونیز میفرمودند که از شیخ بزرگوار شیخ احمد
سهرندی بنسبت خواجه خلطی صادر شد گویند آنرا بخدمت خواجه نقل کردند برآشفتند و آثار قهر
از جبین ایشان ظاهر شد آنجا رشته افتاده بود آنرا برداشتند و بقوت بران گره زدند شیخ
که شناسا مزاج خواجه بود آن رشته را با احتیاط برگرفت و باخود داشت بعد چندی شیخ احمد
سهرندی بقبض شدید مبتلا شدند و تفحص سبب آن افتادند چون حقیقت کار روشن شد بدهلی
آمدند و از یاران خواجه دران باب شفاعت خواستند هیچ کس بران معنی اقدام نکرد تا محل
مبالغه در خلاف مرضی خواجه است لیکن معشوق خواجه هرچه تواند کنند شیخ احمد به شیخ رفیع الدین
رجوع کردند شیخ آن معنی را باسلوبی شایسته در خلوتے بعرض خواجه رسانید و بعد
لیت و لعل بسیار بر رفع آن وحشت آوردند خواجه فرمودند چه کنم آن رشته گم شد شیخ
آن رشته را حاضر کرد و بحضور خواجه آن گره بکشاد همان ساعت قبض ایشان به بسط متبدل شد
مقصود حاصل آمد ونیز میفرمودند که شیخ فرید بخاری که از اعاظم امرا آن وقت بود جامع بود
در میان شجاعت و صلاح و اعتقاد مشائخ صوفیه عمارتے ترتیب داد کاروان سرائے مشهور
با دیگرے والله اعلم و بعد فراغ آن ضیافتے کرد و مشائخ شهر را دعوت نمود شیخ رفیع الدین
محمد نیز حاضر آمد چون زمزمه سرود آغاز شد شخصے را از اهل مجلس حال متغیر گشت و نعرها و
رقصے و حرکتے از وی ظاهر شد حاضران همه بتواضع او برخاستند شیخ از جای خود حرکت
نکرد بعض حاضران این را محل بحث گرفتند و بایکدیگر آهسته گفتند که خلاف طریقت کرد
شیخ فرید چون اختلاف و دفیعه ایشان دید بعد سکون آن صاحب وجد از شیخ سوال کرد که
سبب تواضع نکردن صاحب وجد چه بود شیخ گفت هم ازین شخص سبب تغیری او استفسار
کنید عذر واضح خواهد شد شیخ فرید او را نزدیک خواند و سبب رقص و نعره پرسید گفت من
مدافقر زن من دوست میداشت که مرده است و مرا ازین جهت در خاطر غمے و حسرتے مضمر بود چون
استماع این نغمات کردم آن حزن روشن تر گشت و قلقے و تغیرے در من ظاهر شد و آنچه

دیدید بظهور رسید شیخ فرمود تواضع نداف که بحرز زن خود مبتلا شده چند گردی زنند مشائخ طریقت
کجا فرموده اند آن مردم اهل وقیعت نادم شدند و ازان خوض توبه کردند و نیز میفرمودند که خانعالم از امرای
آن زمان معتقد شیخ بود و رباطی قریب خانه وے شخصی فقیر وضعی وارد شد بنهایت مهذب از مخالطت ابنای
دنیا بغایت نفور و کلام وی همه قال الله و قال الرسول خانعالم اعتقاد تمام نسبت بوی بهم رسانید شیخ رفیع الدین
محمد از وے دران بوستان گذری واقع شد و آن شخص را دیدند و بخانعالم گفتند این مار سیاه است از وے محترز میباش
خانعالم گمان کرد که این کلمه از حسد صادر شده بدان التفات ننمود و بعد زمانے پادشاه خانعالم را به سفارت ایران تعیین کرد
و آن سفر را مبلغے میبایست که بدست وے نبود ازین جهت متحیر و متردد گشت آن فقیر سراسیمگی وے تفطن کرده سبب آن
پرسید و چون قصه تمامها شنید مشفقانه بپیش آمد که علاج آن با من ست اکسیر میسازم که از وے زر خالص ساخته میشود
خانعالم مغرور شد مبلغ کثیر زیاده از لکهه روپیه بدست وی داد و تمام اسباب آن آماده ساخت و بحیل عجیبه تمسک نمود این
همه را بغارت برد و بعد زمانے خود نیز مختفی شد هر چند جستند نیافتند ازان خطره فاسد خود نادم شد و بعد از
رجوع ازان سفر حافظ محمد حسن قینی خانعالم برهمنی را دید ریش و بروت تراشیده که کلام وے همه بزبان سنسکرت
بود بشناخت که همان قزاق است بانواع تعذیب مبتلا ساخت بآخر اقرار کرد و قدرے ازان مال
پیدا شد و باقی بدست نیامد حضرت ایشان میفرمودند که خانعالم در خواب دید که بخدمت بزرگے رسیده
است و بیعت کرده وے همه صناعة تصویر میدانست علی الصباح شکل آن عزیز بر صفحه تصویر کرد و بخدمت
حضرت خواجه محمد باقی فرستاد و تعبیر واقعه پرسید حضرت خواجه گفته فرستادند که ما این عزیز را نشناخته
ایم با وے ارتباط بیعت درست باید کرد آنگاه بشیخ رفیع الدین اشارت فرمودند تقریب ارتباط وے بخدمت
ایشان این بود استماع افتاد که یکبار جماعه از قطاع الطریق خواستند که خانه شیخ رفیع الدین را نقب
کنند باین عزم بمسافه دو سه تیر پرتاب بایستادند و یکے را پیشتر فرستادند تا راه آمد و رفت شناسد و از
چگونگی اهل خانه اطلاع وارد آن جاسوس چون بخانه ایشان رسید نابینا گشت و هر طرف دست و پا زدن
گرفت چنانکه از حس وے بیدار شدند و چراغ گرفته همه اهل خانه حقیقت حال دانستند شیخ از غایت کرمے
که میداشت گفت متعرض حال وے نشوید و بگوئید که برو گفت چگونه روم که بصارت ندارم و نه قوت رفتن
شیخ بر سر وے آمد و عصا خود را بچشم و زانو او رسانید تا ببرکت آن ازان مهلکه خلاص شد بجماعه خود پیوست
و گفت این معامله دیگر است غیر آنچه خیال کرده آید همه نادم و خاسر باز گشتند و من بعد مزاحمت ازان
جماعت بایشان نرسید حال آنکه خانه ایشان بر طرف شهر بود و عمارت پخته نساخته بودند و
تمول ایشان شائع بود و حرز الله داشتند تمام شد

عطیة الصمدیہ فی الانفاس المحمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اکرم اولیاء بصنوف الآیات واصطفی المقربین من عباده بانواع الکرامات وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد میگوید فقیر ولی اللہ بن الشیخ عبد الرحیم العمری الدہلوی این کلمہ چند است مسماة بالعطیة الصمدیہ فی الانفاس المحمدیہ در ذکر مناقب و نشر کرامات قدوة العارفین عمدة الواصلین مخدومی حضرت شیخ محمد البہلتی قدس اللہ تعالی سره العزیز کہ جد ابو الام کاتب الحروف اند باید دانست اجداد گرامی ایشان اولاد رسید ہو رکہ بلده است در پورب اقامت داشتند کابری بعد کابری رونق افزای محفل ورس میبودند تا آنکہ شیخ احمد ابن شیخ یوسف بہ صحبت سلطان سکندر رسید و انجا اعتباری پیدا کرد و چند قریہ بجانب بارہہ مدد معاش یافت باین تقریب قریہ پھلت محط رحال ایشان شد و بعد زمانے اولاد و احفاد ایشان آنجا سکونت نمودند و از فرزندان شیخ محمود برادر شیخ احمد مذکور نیز دو کس اینجا ماندند شیخ فرید و شیخ محمد بالجملہ شیخ فرید بر طریقہ آبا خویش بفضایل کسبی و وہبی موصوف بود سہ فرزند گذاشت شیخ فیروز و شیخ ابو الفتح و شیخ عبد الرحمن از آن جملہ شیخ ابو الفتح در عنفوان شباب بہ تحصیل علوم مشغول شد از ان باب نصیبہ کامل دریافت بعد از ان بہ تحصیل سلوک باطن بہمت عالی وی متوجہ شد بسیار فائده اندوز صحبت صوفیہ زمان بود چنانچہ بنقل صحیح ثابت شده کہ بشیخ عبد العزیز رسیده و استفاضہ کرده بعد از ان بہ صحبت شیخ نظام نارنولی کہ از مشاہیر مشایخ چشتیہ و از خلفای خواجہ خانوی گوالیری بود پیوست و آن صحبت او را الغایت موافق افتاد و سالہا ریاضت کشید و فیضہا یافت و بآخر در صدد ارشاد و تکمیل رسیده بوطن مالوف رجوع نمود استماع افتاد کہ شیخ نظام بر علوم مکتسبہ چندان اطلاع ندا شتند علم در خاندان وے بفیض شیخ ابو الفتح است کہ بہ تکمیل و تربیت اولاد

شیخ کمر بسته دراندک زمان دانشمند و نامدار ساخت و نیز استماع افتاد که شخصے صاحبدل شیخ ابوالفتح را در خدمت نظام دید و تعجبها کرد و گفت آفتابے در پناه ستاره آمده است او کما قال و نیز استماع افتاد شیخ هیبت الله انصاری که از خلفای شیخ عبد العزیز متوطنان پهلت بود وقت احتضار وصیت کرد که نماز جنازه من شیخ ابوالفتح گذارد و در آنوقت شیخ در نارنول بود مردم انتظار میکشیدند وضو میکردند که شیخ ابوالفتح به تعجیل تمام رسید و امام جماعت شد گویا خاطر وی در دل وی افتاد که بسرعت تمام متوجه وطن شود بحیثیتے که وصول وی مقارن این حال باشد و نیز روایت میکنند که هر دو شیخ باهم عهد بسته بودند که هر که پیشتر بمیرد آن دیگر نماز جنازه او گذارد چون در مرض موت شیخ هیبت الله شیخ ابوالفتح عزیمت نارنول کردند شیخ هیبت الله العهد را بیاد دادند شیخ گفت آن عهد البته بانجاز خواهد رسید پس وصول به پهلت مقارن این حال اتفاق افتاد و نیز استماع افتاده که شیخ ابوالفتح را با یکے از کرام خواجه طیفور بالانال ازدواج افتاد در مجلسے عقد زمزمه غنا بر آمده حال شیخ ابوالفتح متغیر شد بوجد و رقص برخاست و مشرب خواجه طیفور انکار سماع و منع مستمعان بود این قصه را بسمع خواجه طیفور رسانیدند خواجه آمد ملاحظه نمود و فرمود این عزیز صاحب وجد حقیقی است انکار بران نتوان کرد و نیز استماع افتاد که چون شیخ ابوالفتح محتضر بود برادرزاده خود را که شیخ ابوالحسن نام داشت اشاره کرد که چیزی از قرآن بخوان چون از تلاوت فارغ شد شیخ ابوالفتح دست بفاتحه برداشت و مقارن آنکه آیه سبحان ربك رب العزت عما یصفون گوید و دست بروے فرود آرد طاهر روحش از قفس بدن طیران نمود شیخ ابوالفتح را در اوراد و مشایخ رسایل است بغایت لطیف بالجمله چون ایام شیخ ابوالفتح سپری شد شیخ ابوالفضل همین فرزند وی مسند آرای افاده ظاهری و باطنی گشت عمری طویل یافت و آنهمه در مرضیات الهی بترک التفات بدنیا و اهل دنیا و تدریس علوم دینیه بوجه امعان و تحقیق و عمل بر کتب سلوک چون احیا و عین العلم گذرانید بآداب طریقت نیک مذهب بود و فقیر نسخه عین العلم که بخط شیخ مکتوب محشے است زیارت کرده از حسن تحشیه الن بر تحقیق و امعان شیخ استدلال توان کرد استماع افتاد که روزے شخصے را در اقارب خود باور دن چیزے امر فرمود آن شخص قدری ازان نزدیک خود داشت و قدرے به شیخ رسانید مقارن این حال حلوائی فتوح شد و شیخ آنرا تقسیم کرد چون نوبت آن شخص رسید اول از سایر اصحاب بوی داد فرمود این تقلیل در مقابل آن خیانت است استماع افتاد چون عمر شیخ ابوالفضل باخر رسید فرزند مهین وے شیخ ابوالکرم سابقا نوکری کردی در صدد سجاده نشینے آمده انکار و بار نخواست

که بخود متوجه کنند وجماعے از اقارب بجمعیت وی برخاستند شیخ مبارک که خادم شیخ بود این معنی
دید و متفکر شد و بروح شیخ متوجه گشت تا بر آنکه حقیقت این معنی ست مطلع شود شیخ در مقام منام
فرمود سجاده نشین من آنست که فردا زیر فلان درخت طعام قسمت نماید شیخ مبارک این واقعه با
جماعه اظهار کرد اتفاقاً علی الصباح اتفاقات عجیبه واقع شد که رفته رفته تقسیم طعام همانجا بدست شیخ
محمد عاقل اتفاق افتاد و رفته رفته اسبابے واقع شد که جمعیت شیخ ابو الکرام متفرق شد و بآن گذران صعب
که لازم درویشی ست صبر نتوانست بالجمله شیخ محمد عاقل در رعایت حال طلبه علم و فقرا و التزام وظائف
و اوراد دقیقه نامرعی نگذاشت و در جود و سخا و قلت التفات بدنیا قدمی رفیع داشت مهین فرزندے
مخدومی شیخ محمد از اول نشو و نما آثار رشد از جبین مبارکش ظاهر بود و اهل دل بمجالس التفاتها میکردند
چنانچه شیخ جلال که از خلفاء شیخ آدم بنوری بود و بهمدران نواحی توطن اختیار کرده بود و با شیخ محمد عاقل
دوستی تمام داشت چون شیخ متولد شد استبشار نمود و تصریحاً و تلویحاً خواص را مطلع ساخت که این
مولود صاحب منزلتے عظیمه است و نزدیک تولد دینارے هدیه آورد و نزدیک احتضار وصیت
کرد که مصحفے بایشان رسانند ـ بالجمله شیخ چون بسن تمیز رسیدند به تحصیل علم مشغول شدند نحو و نازل
و پاره پیش مخدومی شیخ ابو الرضا محمد بعد ازان به صحبت قدوة ارباب کمال سیدی و والدی شیخ عبد الرحیم
قدس سره رسیدند و آن صحبت بغایت موافق افتاد از انجا تحصیل علوم نمودند آنگاه داعی غیب
بجذب الطلب تحریک فرمود ایشان بآئین مردان لبیک اجابت کرده هم از انجا استفاضه کردند سالها در کشاکش
طلب قدم راسخ زده استغال تمام پیش گرفتند تا آنکه بحکم شعر کان اللّٰه بوده در ماضی تا که کان اللّٰه
له آمد جزا به مقام تکمیل و ارشاد یافته بوطن مالوف عود کردند ـ بالجمله سیرة مرضیه ایشان آن بود که در بذل
موجود و نفی وجود و ترک حظ نفس و احترام شیخ خود و سعی در استرضاء ایشان چه در ایام طلب و چه در ایام
ارشاد و در کثرت افاده ظاهری و باطنی و تاثیر توجه از سابقان سبقت کرده بودند و اقران را مجال
مسابقه نگذاشتند میفرمودند که در اثناء تحصیل چون خاطر حضرت شیخ را در اکثر احیان منجذب بجهت تجرد
بود سبق یاران بجز اندک اتفاق نمی افتاد بملاحظه این معنی خرمی در خاطر راه یافت اتفاقاً روزی
همان ایام بدرس یکے از فضلاء شهر مرا گذر افتاد و تقید آنجماعت بر درس دیده عزم مصمم شد که چند کتب دیگر
قرائة و سماعاً از انجا تلقے نموده شود چون به مجلس حضرت ایشان رسیدم بسوے من نگاهے کردند و قلم
برداشته بر کاغذ پاره دو سه کلمه نوشته آنجا انداختند و برخاسته بخانه رفتند ملاحظه کردم مرقوم بود
که امروز بکجا رفته بودی که ظلمتے در توے بینم توبه کردم و از ان عزم باز گشتم و بار مثل الصوت ظاهر نشد

روزی حضرت ایشان بعضے یاران را برسانیدن گوسفندے بجانہ بعضے اصحاب امر کردند چون
راندن گوسفند و برداشتن وی ہر دو خالی از حرج ندید در فکر آن افتاد کہ خر دوری را بمزد گیرد
و دران فرصت کسے بمزد بدست نیامد از نجہتہ دران خدمت قصوری واقع شد ایشان برین قضیہ
اطلاع یافتند بسرعت تمام آن گوسفند را بر گردن نہادند و روان شدند چون باز آمدند حضرت
ایشان برحال ہر دو مطلع شدہ فرمودند کہ ایشانرا حسن خدمت بدرجات مقربین رسانید و آنرا
قصور دران منزلت شان باز داشت فتحقق ذلک میفرمودند کہ نیم شب بود یا کسر کم یا
زیادہ کہ حضرت ایشان از مسجد برخواستند چون بر دروازہ خود رسیدند لمحہ برہیئۃ مراقبہ ایستادند
آنگاہ فرمودند اگر طالبی بشما رجوع کند او را انچہ از ما بشما رسیدہ است تلقین کنید شمارا اجازت دادیم متوقف
شدم کہ ہیچگاہ این امر در خاطر من خطور نمیکرد این خطرہ را در یافتند و فرمودند درین وقت خدا تعالی
اسمائے آنانکہ با شما بیعت خواہند بواسطہ یا بواسطہ ہمہ تعلیم فرمودہ اگر خواہید شما را زان بیان کنم و چونکہ
امر مقدر شدنی باشد جای توقف نیست میفرمودند کہ امیرے بحبس بول مبتلا شد ہر چند معالجہ کردند نفع
نداد دران اثنا شیخ بایزید اللہ گو را با جمعی از مسالکین اللہ اللہ گویان چنانکہ طریقہ ایشان بود بر
دروازہ آن گذر واقع شد متعلقانش دویدند و مبالغہ کردند کہ اینجا بیماری ہست در حال و ہمت بخانہ آن
شیخ در خانہ اش داخل شد و اضطراب بیمار دید شفقت کرد فرمود چیزی برائے خدا بیار گفت ہر قدر کہ
فرمایند فرمود یکہزار روپیہ فی الحال حاضر کردند شیخ بیرون در دروازہ ایستادہ آشنا و بیگانہ ہر کہ بپیش آمدے قسمت
کرد تا آنکہ باخر رسانید فرمود الحال چگونہ است گفتند ہمان وضع مبتلا است حق دست بدعا برداشت
کہ خداوندا شرم دارم کہ بار دیگر طلب کنم از فضل خود حاجت او روا کن فی الحال بول او بکشاد
و شفا یافت میفرمودند ہفدہ سال ست کہ علم انا در خود نمی یابم و این رباعی میخواندند رباعی
ای دوست ترا بہر مکان می جستم ؛ ہر دم خبرے از این و آن می جستم ؛ دیدم ترا بخویش را خود
من بودے ؛ خجلت زدہ ام کز تو نشان می جستم ؛ نیز میفرمودند کہ روزے در بعض واقعات
حق سبحانہ بصورت آشنائی تجلی فرمود گویا انگشت طفلے گرفتہ می آرد آنگاہ فرمود این طفل را
بجانہ تو پیدا کنم گفتم بار خدایا مخلوق تو است ہر جا کہ خواہی پیدا کنی بعد ازین واقعہ
عنقریب مخدومے شاہ عبد اللہ سلمہ اللہ تعالی مہین فرزند حضرت شیخ متولد شدند۔
میفرمودند کہ محمد سنجی نام مردے از اقارب من در ناحیہ پوربہ شہید شدہ
بود در ایام طلب روزے در حجرہ مسجد خود تنہا نشستہ بودم در دادوراد کردہ کہ ناگاہ

آن عزیز متمثل شد و دیدم که از لباس و سلاح او شعاع بر زمین می افتد گفتم از احوال خود خبر ده
گفت وقتی که زخم بر تن من میرسید لذت می یافتم و هنوز حلاوت آن زخمها در دل من باقی است
الحال فوج بادشاه برای شکستن فلان بتخانه برآمد ما نیز برفاقت ایشان مامور شدیم باین تقریب از این
راه گذر افتاد چون شوق ملاقات شما داشتم بحجرهٔ شما در آمدم چون شیخ وفات یافتند حضرت والد
بزرگوار بر قبر ایشان نشسته یارانرا بذکر جهر امر فرمودند و بعد از ان صحبت فرمودند که روح ایشان
ظاهر شد و گفت خواسته بودم که متجسد شده پیش شما آیم و قدرت اینمعنی مرا داده اند اما مصلحت نبود
الحال پاره از تصرفات و توجهات ایشان نوشته میشود سید علی که از خواص مریدان ایشان است ذکر
میکرد که در عنفوان شباب در شرب خمر منهمک بودم و از هیچ مناهی احتراز نمیکردم با خود قرار دادم که
اگر بدین عزیز از ین مناهی بیزار شوم و داعیه تقوی در دل متمکن شود به صحبت وی التزام کنم
و با او بیعت نمایم حضرت ایشان بتقریبی در قریه سرای آمدند و بعلاقه آنکه والد من معتقد آنجناب
بود من نیز حاضر شدم حضرت ایشان بسوی من التفات کردند و فرمودند کجا تو کرستند مثل این
دو سه کلمه عنایت نمودند در خاطر من انجذابی و نفرتی از ان مناهی پیدا شد و ساعت بساعت
زیاده میشد برخاستم و همه شیشهای شراب بشکستم و همه اسباب مناهی دور کردم و غسل آوردم و جامه
نو پوشیدم و توبه و بیعت کردم و التزام صحبت ایشان نمودم بعد مدتی مرا اتفاق سفر کابل افتاد التماس
کردم میخواستم که چند گاه سعادت اندوز صحبت باشم لیکن چه کنم قسمت بکابل میکشد بیت مشهور
خواندند **بیت** گر در یمنی چو با منی پیش منی ٭ ور پیش منی چو بی منی در یمنی ٭ و رخصت فرمودند
بکابل رفتم انجا روزی بازنی در خلوتی برخوردم و داعیه فسوق بر خاطر من مستولی شد و نزدیک
بود که عقد توبه منحل گردد دران وقت صورت مبارک ایشان حاضر شد بمجرد مشاهده آن
شهوت از من بدر رفت دران دیار سه چهار سال ماندم هرگز رغبت عورات بخاطر من خطور
نمیکرد گمان بردم که عنین شده ام چون بوطن مراجعت کردم و با حلیله خود جمع شدم دانستم
که عنینی نبود عصمت حق بود عظمت الله نام طالب علمی در خانقاه حضرت ایشان میبود صوتی ملیح
داشت چون نغمه میکرد حال ایشان خوش میشد شبی ابتهاج تمام داشتند از وی زمزمه خواستند
خویشتن داری کرد و سر باز زد و سه نوبت طلب کردند بر همان ابا اصرار کرد منغض شدند
و در وی تصرف قهری نمودند او را فی الحال حالتی عجیب در گرفت زرد رو شد و می لرزید و خوف
هلاک بر وی مستولی گشت محمد جعفر که از خواص خادمان ایشان بود التجا آورد و چون و بشفاعت

کرد ازان غضب در گذشتند اما فرمودند عنقریب که بصورة او داشتم معاودت نمیکند بسن اجد ملاحت
صوت او برفت و مرد و جمیع طبایع شد و بانواع فسوق و فساد عقیده مبتلا گشت و او را هیچ جا اطمینان بحاصل
نیامد والعیاذ بالله یکبار میر سید برهان بخاری را قولنج عارض شد اضطراب بجد کرده بحضرت ایشان التجا آورد
بخانه او رفتند و بر بالین او نشستند و مرض او را بر گرفتند شفا کلی یافت اما گاه گاهی آن عارضه بحضرت ایشان
عارض میشد میر عبدالله که از خواص اصحاب ایشان بود ذکر میکرد که حضرت ایشان بموضعی تشریف بردند
و من در خدمت ایشان بودم چون داعیه مراجعت مصمم شد مرا حمی شدیده عارض گشت و طاقت حرکت نماند
برای من سواری جستند میسر نشد فرمودند اگر می توانی پیش پیش اسپان برو واقعه عجیب خواهی دید بهر ار
محنت مرا استاده کردند و در نظر مبارک ایشان آوردند قدری خفت ملاحظه کردم پیش اسپ ایشان رفتن
گرفتم هر ساعت تخفیف زیاده تر میشد تا آنکه شفا کلی یافتم و منزل تمام رفتم در قریه سنونته یکی از مخلصان ایشان
ضیافت کرد و طعامی که پانزده کس را کفایت کند بحیث بر سر سفره آمده بود که شیخ یعقوب حاکم تلونبه با جماعه
کثیر بزیارت ایشان آمد صاحب طعام مضطرب شد فرمودند فکر این کار مکن عهده این بر ماست آنگاه فرمودند
صحنکها بسیار حاضر کنند همه را بوفور تمام خوا آمد رسید و همه سیر خواهند شد همچنان واقع شد آنگاه تبسم فرمودند و گفتند
گاه گاه فقیران چنین هم میکنند شیخ الله بخش مردی بود از قبیله ایشان که اعتبار و جاهی داشت روزی نسبت در خدمت
ایشان سفاهت کرد و گستاخی نمود و منغص شده فرمودند خداوندا روی این شخص مرا دیگر ننما و همان وقت سوار شدند
و بجای رفتند وی مریض شد بحالت نزع رسید روز سیوم که مراجعت نمودند مرده بود بر جنازه او نماز گذاردند شیخ
عبدالوهاب که ابن العم حضرت ایشان بود عمارتی بنا نمود رستم نام یکی از روسای آن نواحی در غیبت ایشان قصد
هدم آن کرد این قضیه را بسمع مبارک ایشان رسانیدند فرمودند بنا را مناسب است که عمارت شیخ عبدالوهاب را
هدم کند و ما حاضر باشیم و جنگ کردن نیز کار فقیران نیست تصرفی میکنیم که هرگز تا اینجا نرسد چون رستم بعزم
هدم فوجی بهم آورده برآمد شخصی از عاملان سید لشکر خان بر فاقت او نکرده بود در راه با وی عنف آغاز کرد کار
بدانجا رسید که برادر آن عامل کشته شد و در وبال این قتل با او مواخذه کردند و در همین مواخذه بمرد سید
محمد وارث ذکر کرد که مرا سفری پیش آمد بجناب ایشان رجوع کردم بشارت عافیت دادند اتفاقاً دران سفر جمعی
قطاع الطریق هجوم کردند خوف هلاک مستولی شد بجناب ایشان متوجه شدم دران حالت مرا نعسه گرفت ایشان را
در منام دیدم که میفرمایند فلانی ترا کنج کرده است برخیز و برو و دو عدد لڈو که قسمی است از حلاوه مرا
عنایت فرمودند آنرا در هیچ فوطه نگاه داشتم چون بیدار شدم آن دو عدد در العینه یافتم برخاستم و سوار شدم
و در راه خود گرفتم همه قطاع طریق از من غافل ماندند و هیچ کس متعرض نشد و آن لڈو دو عدد تا هامن ماند چون

ایشان ازین عالم انتقال کردند آنرا بخوردم عجوزه را از مخلصات ایشان بعد وفات ایشان تپ
لرزه گرفت وبغایت نزار گشت شبے بنوشیدن آب وپوشیدن لحاف محتاج شد وطاقت آن نداشت
وکسی حاضر نبود ایشان متمثل شدند وآب دادند ولحاف پوشانیدند آنگاه غائب شدند وقتے که شاه عالم و
اعظم باهم جنگیدند یکے از مخلصین بخدمت حضرت ایشان عریضه نوشت که ازین هر دو فتح هر که مقدر
باشد تسلیم فرمایند تا رفیق او شوم بتصریح نوشتند که فتح شاه عالم راست هم چنان بظهور آمد چون کفار
تانکیان که اتباع گروه بودند اکثر بلدان این نواحی تاراج کردند اهل قریه همه مضطرب گشته استدعای دعا
وهمت نمودند فرمودند پیش ازین بهر چیز که میخواستیم همت متعلق میشد حالا هیچے وقصدی نمانده است
بچیزے متعلق شود اما امتثالا لامر الله باسمائه تعالی متمسک باید نمود - آنگاه بخواندن ختم خواجگان مشغول شدند
وبعد انفراغ فرمودند دعا مستجاب گشت وحق سبحانه آن قوم را از جانب ما بازگردانید روزے چند برنیامد که همین صورت
واقع شد حضرت ایشان چون در حق کسی نظر قبول التفات میفرمودند زود بغیبت میرسید وحالات عجیبه رو
میداد ویکبارے مسکنه موضع سنبلهیڑه استدعای توجه وتاثیر نمودند بیک نظر مبارک ایشان سید نور علی وسید
ملتانی وغیرهما همه هفده کس بیخود افتادند ویکبارے شیخ بانکه از ساکنان قصبه لاور بخدمت ایشان آمد و
گفت حضرت من برای امتحان توجه وتاثیر آمده ام حضرت ایشان بوی متوجه شدند از وقت اشراق تا وقت جمعه
بیخود افتاده بود وچون جنبش دادند وتنبیه ساختند نیز مستانه میرفت بعد دیرے چون بحال خود آمد از وی پرسیدند
گفت اگر ساعتے دیگر متوجه ماندندے روح من از بدن مفارقت میکرد وسید عبد الرحیم وسید هاشم بخدمت ایشان آمدند
وازجهت بیعت وصحبت ارتباط پیدا کردند بتاثیر صحبت ایشان در هر یکے حالتے عجیب سرایت کرد وسید عبد الرحیم
را کشف خواطر وکشف قبور حاصل شد بهر قبرے که رسید حقیقت او بگفتی یکبارے قریب کهاتولی گفت میبینم
که شعله از زمین بر آمده است وبآسمان پیوسته چون بقبرے رسید گفت شعله ازین قبر برمے آمد چون
تفحص کردند صاحب آن قبر بظلم وفسق متصف بود وگاه بود که بشخصے مقابل شدے ومکنون
خاطر او بگفتی بعد رفته رفته از عقل گرفته شد ومجذوب طور میگردید مادرش بخدمت حضرت ایشان الحاح
تمام کرد فرمودند باید که مدتے در حضور ما باشد او را مدتے در نظر مبارک ایشان داشتند در چند روز
با فاقت آمد - وسید هاشم هر کرا لحظه خبط کردے ودر نظر وی آوردندے میگریخت عالمها بسبب نظر او از
آسیب جن خلاص مییافتند رفته رفته او را نیز جذب واقع شد بصحرا وبیابان میگشت گویند شخصے
بتکیه فقیرے هندو که مقتدای هنود بود رسید او تسخیری کرد بسبب غدیر آواز مرور چرخها خشک بر سنگریزها نشانیده
میشد وی هیچ التفات نکرد بعد ازان دیوے بشکل گاومیش بمهیب متمثل شد وبروے حمله

کرد وے بستی تمام حق حق میگفت و بسوی وے میگردید در ساعتے هباء منثوره گشت چون
هندو این واقعه مشاهده کرد مسلمان شد یکبار همی شخصے عبد السبحان نام بایشان پیوست تصرف فرمودند
یک نوع توحید بروے منکشف شد دیوانه وار بکوچه و بازار می گشت و همه چیز را خدا می گفت و از همه آداب
شرعیه عرفیه برآمد مردمان ازین معنی تبنگ آمدند و ورا دیگر در نظر مبارک ایشان آوردند آن همه کیفیت را
جذب فرمودند بافاقت آمد سید عنایت الله ساکن سنبلهره را بتوجه ایشان در اندک زمانے کشف مغیبات
حاصل شد گویند یکباری بیمار بود حضرت ایشان به عیادت او رفتند و را از وقت سوار شدن تا بجا نه
او رسیدن همه احوال منکشف شد گویا بچشم می بیند چون سوار شدند گفت حالا سوار شدند آنگاه
گفت حالا فلان جا رسیدند بعد ازان گفت حالا بشهر ما آمدند یاران زود به استقبال رو بدید
ازان گفت حالا بر دروازه ما آمدند مرا بنشانید سید ملتاقی بصحبت ایشان پیوست غیبت عجیب
و را حاصل شد شور و شغب خلایق احساس نمیکرد و توحید بروے غالب آمد کسی از وی
مثال توحید پرسید گفت از ریگ سبوئی پُر کردند و آب دران ریگ ریختند هر جزو
آب در هر جزو ریگ سرایت کرد محمد محسن به ایشان پیوست در اندک زمانے به آگاهی مشرف شد
و معرفت همه اوست بروے غالب آمد ایشان محمد جعفر را بروی مقید ساختند تا نماز
از وے فوت نشود بعد چند روز ازان شکر قدرے افاقت دست داد بعد ازان در
اندک مدت توجه محمد محسن بجای رسید که بروے محبت زنے مبتلا شد و دیوانه وار گریان
گریان میگشت بعضے یاران بوی گفتند حیف باشد که این مرد از دست برود محمد محسن نزدیک خود
خواند و یک دو ساعت بروے متوجه شد خطره محبت زن بکلیه زایل گشت و محبت الٰهی بجایش
نشست عبد الهادی نام مردے منکر سماع و وجد در خانقاه ایشان نزول کرد ایشان اتفاقاً
روزے در مجلس سماع مدعو شدند اثنای راه بتوجه طیب باوے فرمودند گاہے وجد کرده گفت
نه فرمودند میخواهی که وجد کنی استعداد کرد وقت سماع بسوی وے نظر بر داشتند خود رقص
کردند حرکات مستانه از وے ظاهر شدن گرفت و ساعت به ساعت زیاده میشد و تا هم چنان بیخود
ماند تنهو نام مردے از ساکنان جهان آباد بایشان پیوست بروے متوجه شدند بیخود گشت
دران اثنا هر که بوے نظر می کرد متاثر می شد بالجمله تصرفات و توجهات ایشان جاری و حصر
نه دارد و القلیل یخبر عن الکثیر و الغرفة ینبئی عن البحر الکبیر توفی الشیخ فی الیوم الثامن جمادی الاولی
سنه خمس و عشرین من القرن الثانی عشر رضی الله عنه و ارضاه و الحقنا به تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام

علی سیدنا محمد خاتم النبیین واٰلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد فیقول الفقیر الی رحمۃ اللہ الکریم
احمد المدعو **بولی اللہ** بن عبد الرحیم
احسن اللہ تعالی الیہما اشہد اللہ تعالی
ومن حضر من الملائکۃ والجن والانس
انی اعتقد من ضمیر قلبی ان للعالم
صانعا قدیما لم یزل ولا یزال واجبا وجودہ
ممتنعا عدمہ وہو الکبیر المتعال متصفا
بجمیع صفات الکمال منزہا عن جمیع
سمات النقص والزوال وہو خالق لجمیع
المخلوقات عالم لجمیع المعلومات قادر
علی جمیع الممکنات مرید لجمیع الکائنات

بعد اسکے پس کہتا ہی اللہ کریم کی رحمت کا محتاج
احمد جسکو بلاتے ہین **ولی اللہ** کہکر بیٹا عبد الرحیم کا
اللہ تعالے اپنا فضل کرے دونون پر مین گواہ کرتا
ہون اللہ تعالی کو اور جو ملائکہ حاضر ہین انکو اور جن اور جو لوگ
موجود ہین انکو اس امر کا کہ مین اعتقاد رکہتا ہون خالص
دل سے کہ بیشک جہان کا بنانیوالا قدیم ہی اوسے نہ کبہی زوال
ہوا اور نہ کبہی ہوگا واجب ہے اُسکی ہستی محال ہی اوسکا عدم اور
وہی ہی بزرگ بلند اوسمین سب صفتین ہین کمال کی اور وہی پاک ہی
سب برائیون نقصان و زوال سے اور وہی ہی سب مخلوق کا پیدا کرنیوالا
ہی سب معلومات کا جاننے والا ہے سب ممکنات
پر قدرت رکہنے والا ہے سب کائنات کا ارادہ کرنیوالا

حی سمیع بصیر لا شبه له ولا ضد
ولا ند ولا مثل له ولا شریک له فی
وجوب الوجود ولا فی استحقاق
العبادة ولا فی الخلق والتدبیر فلا
یستحق العبادة ای اقصی غایة التعظیم
الا هو ولا تشفی مریضا ولا یرزق رزقا
ولا یکشف ضرا الا هو بمعنی ان
یقول لشیٔ کن فیکون لا بمعنی
التسبب العادی الظاهری کما یقال
شفی الطبیب المریض ورزق الامیر
الجند فهذا غیره وان اشتبه فی اللفظ
ولا ظهیر ولا یحل فی غیره ولا یتحد
بغیره لا یقوم بذاته حادث فلیس
فی ذاته ولا فی صفاته حدوث وانما
الحدوث فی تعلق الصفات بمتعلقاتها
حتی یظهر الافعال وحقیقته ان التعلق
لیس ایضا بحادث ولکن الحادث هو المتعلق
فیظهر احکام التعلق متفاوتة لتفاوت المتعلقات
وهو بریٔ عن الحدوث والتجدد من جمیع
الوجوه لیس بجوهر ولا عرض ولا جسم ولا
فی حیز وجهة ولا یشار الیه ههنا وهناک
ولا یصح علیه الحرکة والانتقال والتبدیل فی
ذاته ولا فی صفاته ولا الجهل ولا الکذب وهو
فوق العرش کما وصف نفسه ولکن لا بمعنی التحیز
والجهة بل لا یعلم کنه هذا التفوق والاستواء

زندہ ہے سننے والا ہے دیکھنے والا ہے کوئی
اوسکے مشابہ نہین اور نہ اُسکی ضد اور نہ مانند اور نہ اُسکی
مثل اور نہ کوئی اوسکا شریک اوسکی ہستی کے واجب ہونے مین
اور نہ اُسکی عبادت کے لایق ہونے مین اور نہ پیدا کرنے مین اور
نہ تدبیر مین تو اُسکے سوا کوئی لائق عبادت کے نہین یعنے
نہایت درجہ کی تعظیم کے لایق وہی ہی اور کوئی نہین اور
اور نہ کوئی اسکے سوا بیمار کو شفا دینے والا ہی اور نہ روزی رزق
دینے والا ہی اور نہ ضرر دور کرنیوالا ہی اسطور سے کہ کہی کسی چیز
کو ہو جا اور وہ ہو جاے نہ از روی ظاہری معمولی سببکے جیسے
کہتے ہین طبیب نے بیمار کو اچھا کر دیا اور امیر نے لشکر کو روزی دی
تو یہ اُسطور پر نہین اگرچہ بولنے مین اُسیطرح ہی اور نہ کوئی اُسکا
مددگار ہی اور نہ سما جاتا ہی کسی غیر مین اور نہ کسی سے ملکر ایک
ہو جاتا ہی اوسکی ذات سے کسی حادث کو علاقہ نہین تو اُسکی ذات
اور اُسکی صفات مین حدوث نہین اور حدوث بیشک صفتو نکے
علاقہ مین ہے اپنے متعلقات سے اسلئے کہ فعل ظاہر ہون اور حقیقت
مین تعلق بھی حادث نہین لیکن حادث وہی ہی جس سے علاقہ ہے
پس ظاہر ہوتے ہین تعلق کے حکم مختلف بسبب مختلف ہونے
علاقہ رکھنے والی چیزون کی اور رب پاک ہی حدوث سے اور جدید
ہونیسے ہر طرح سے نہ جوہر ہی نہ عرض ہی اور نہ جسم ہی اور نہ
ٹھکانے اور کسیطرف مین ہے اور نہ اوسکی طرف اشارہ ہو سکتا
ہی کہ یہ ہی اور وہ ہی اور صحیح نہین اُسکے لئے حرکت اور ایک جگہ
سے دوسری جگہ جانا اور نہ بدلنا ہی اوسکی ذات مین اور نہ
اُسکی صفتونمین اور صحیح نہین اُسپر جہل اور جھوٹ اور وہ عرش
کے فوق اوسطرح ہی جیسے اُسنے کہا ہی نہ اسطور کہ اسکا ٹھکانا
اور جہت ہو بلکہ نہین جانتا حقیقت اس فوق اور استوا کی

الا هو والراسخون فی العلم من اتاه الله من
لدنه علما و هو مرئی للمؤمنین یوم القیامه
بوجهین احدهما ان ینکشف علیهم انکشافاً
بلیغا اکثر من التصدیق به عقلا فکانه رویة
بالبصر الا انه من غیر موازاة و مقابلة وجهة
ولون وشکل و هذا الوجه قال به المعتزلة
وغیرهم و هو حق وانما خطاهم فی تاویلهم
الرویة بهذا المعنی او حصرهم الرویة فی
هذا المعنی و ثانیهما ان یتمثل لهم بصور
کثیرة کما هو مذکور فی السنة فیرونه بابصارهم
بالشکل واللون والمواجهة کما یقع فی المنام
کما اخبر به النبی صلی الله علیه وسلم حیث
قال رایت ربی فی احسن صورة فیرونه هنالك
عیانا کما یرون فی الدنیا منا ما و هذان الوجهان
نفهمهما و نعتقدهما وان کان الله ورسوله
اراد بالرویة غیرهما فنحن امنا بمراد الله تعالی
ورسوله وان لم نعلم بعینه ذلك ما شاء الله
کان و ما لم یشا لم یکن فالکفر والمعاصی بخلقه
وارادته لا برضائه و هو غنی لا یحتاج الی شئ
فی ذاته و لا صفاته و لا حاکم علیه و لا یجب
علیه شئ بایجاب غیره نعم قد یعد شیئا
فیفی بالوعد کما ورد و هو ضامن علی الله و
جمیع افعاله یتضمن الحکمة والمصلحة الکلیة
علی ما یعلم و لا یجب علیه اللطف الجزئی
الخاص او الاصلح الخاص و لا قبیح منه و

مگر وہی اللہ جل شانہ اور وہ لوگ جو محکم ہیں علم میں اُنکو جنکو نہیں سے کہ عطا کیا
اُنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے نزدیک سے علم اور وہ دیکھا جائیگا واسطے مومنوں کے
دن قیامت میں دو طریقے کے ساتھ ایک اُن دونوں میں سے یہ ہی کہ ظاہر ہو جاوے اُنپر
ظاہر ہونا اچھی طرح سے زیادہ اُس یقین سے جو عقل کے ساتھ آتا ہی پس گویا کہ
وہی دیکھنا ہی ساتھ نظر کے مگر یہ بات ہی کہ وہ دیکھنا بغیر برابری اور روبرو ہونے
کے بغیر جہت اور رنگ اور شکل سے ہوگا اور یہ طریقہ بیان کیا ہے اسکو معتزلہ نے
سوا اُنکے اور لوگوں نے بھی بیان کیا ہے یہ طریقہ سچا ہی اور سوا اسکے نہیں ہے
کہ خطا اُنکی ہی بیچ تاویل اُن کے رویت کو ساتھ اس معنی کے یا حصر کرنا اُنکا
رویت کو اس معنی میں اور دوسرا طریقہ اُن دونوں طریقوں کا یہ ہی کہ
صورت پکڑ لیگی اُنکے واسطے ساتھ بہت صورتوں کے جیسا کہ مذکور ہی حدیث میں دیکھیگا
اُس ذات کو ساتھ آنکھوں اپنی کے مع شکل اور رنگ اور روبرو ہونے کے جیسا کہ
یہ واقع ہوتا ہی خواب میں جیسا کہ خبر دی اوسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
جیسا کہ کہا دیکھا میں نے رب اپنے کو اچھی صورت میں پس دیکھینگے اوس جگہ بالمشافہ
کہ نہیں دیکھا بیچ دنیا کے خواب میں اور یہ طریقے ہم جانتے ہیں اور ہم
یقین کرتے ہیں دونوں پر اور اگر ہو اللہ اور رسول اوسکے نے
ارادہ کیا ہو دیکھنے کے ساتھ سوا اُن دونوں طریقوں سے پس ہم ایمان
لائے ہیں ساتھ مراد اللہ تعالیٰ اور رسول اوسکے کے اگرچہ ہم نہیں جانتے
ہیں بخصوصیہ حکم وہی مراد کو جو کہ چاہی اللہ تعالیٰ ضرور ہوگا اور جو کہ نہ چاہے
نہ ہوگا پس کفر اور گناہ ہیں ساتھ پیدایش اوسکے ہی اور ارادہ اوسکے ہی نہیں ساتھ رضا
اوسکے کے بے پرواہی محتاج نہیں ہی طرف کسی چیز کے نہ ذات میں اور نہ صفات
میں اور نہ کوئی حاکم ہی اوپر اوسکے اور نہ واجب ہے اوپر اوسکے کوئی چیز ساتھ واجب کرنے
دوسرے شخص کے ہاں کبھو وعدہ کرتا ہی پس پورا کرتا ہی اپنے وعدے کے ساتھ جیسا وارد
ہیں وہ ضامن ہے اوپر اللہ کے اور سب افعال اوسکے متضمن ہیں حکمت کو اور مصلحت کلیہ کو اوپر
اوس طرح کے کہ وہ جانتا ہی اور نہ واجب ہے اوپر اوسکے مہربانی
خاص یا نفع رسانی خاص اور نہ قبیح صادر ہوتا ہی اوس سے اور

لاينسب فيما يفعل ويحكم الى جور وظلم ويراعي
الحكمة فيما خلق وامر لانه يستكمل نفسه و
صفاته بشئ وان يكون له حاجة وغرض فان
ذلك ضعف وقبح لاحاكم سواه فليس للعقل
حكم في حسن الاشياء وقبحها وكون الفعل سببا
للثواب والعقاب وانما حسن الاشياء وقبحها
بقضاء الله تعالى وحكمه وتكليفه للناس فمنها
ما يدرك العقل وجهه ومصلحته ومناسبته
للثواب والعقاب ومنها ما لايدرك الا باخبار
الرسل عن الله تعالى وكل صفة من صفاته
واحدة بالذات غير متناهية بحسب التعلق
والتجدد انما هو في التعلق بالمعنى المذكور
ولله تعالى علويون مقربون وملائكته هم
موكلون على كتابة الاعمال وحفظ العبد عن
المهالك والدعوة الى الخير ويلمون بالعبد
لمة الخير لكل واحد مقام معلوم لايعصون الله
ما امرهم ويفعلون ما يؤمرون ومن خلق الله
تعالى الشياطين لهم لمة بشر بابن آدم والقرآن
كلام الله تعالى اوحى الله تعالى به الى نبينا محمد صلى الله عليه وسلم
وما كان لبشر ان يكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب
او يرسل رسولا فيوحي باذنه ما يشاء فهذا حقيقة الوحي
ولا يجوز الالحاد في اسماء الله تعالى وصفاته فيتوقف الاطلاق
على الشرع والمعاد الجسماني بحشر الاجسام ويعاد فيه الارواح
تكون مثل الابدان التي كانت شرعا وعرفا وان طالت او قصرت
كما ورد ان ضرس الكافر مثل احد او كانت الطف منها

اور نہ منسوب کیا جاتا ہی کوئی کام مین یا حکم مین طرف جور کی یا ظلم کی
رعایت کرتا ہی حکمت بیچ مخلوق اپنی کی اور امر مین اپنے کے نہ کہ کامل کرتا ہی
پیدا کرنے کے ساتھ اپنی ذات اور صفات کو ساتھ کسی چیز کے یا ہووے اوسکو کوئی
حاجت یا غرض سو اسواسطے کہ یہ عجز ہی اور قباحت نہین ہے حاکم سوا اوسکے پس نہین ہے
واسطے عقل کے حکم بیچ خوبی اشیا و انکی اور قباحت اونکے اور ہونے فعل کے سبب واسطے
عذاب اور ثواب کے سوا اسکی نہین ہے کہ خوبی چیزون کی اور قبح اونکی ساتھ قضاء اللہ
تعالی کے ہی اور حکم اوسکی کے اور تکلیف اوسکی کے آدمیونکو پس بعض انمین وہ ہی جو
جانتا ہی عقل دلیل اوسکی اور مصلحت اوسکی اور مناسبت اوسکی واسطے ثواب اور عذاب کے
اور بعض انمین سے وہ ہی جو نہین جانتا ہی عقل مگر ساتھ خبر کرنے پیغمبرون اوسکے سے اللہ
جل شانہ سے اور ہر صفت صفاتون اوسکی سے ایک ہی ذات مین بے نہایت ہے
باعتبار تعلق کے اور تجدد سوا اسکے نہین ہے کہ تعلق مین ہے ساتھ اوس معنی کے
کہ گذرا ہی اور اللہ تعالی کیواسطے ملائک ہین عرش کے بڑے مرتبہ والے اور ملائک ہین
کہ مقرر ہین اوپر لکھنے عملون کے اور نگہبہ کہتا بندہ کو ہلاکتون سے اور بلاتا
طرف بھلائی کے اور دلالت کرتا ہی بندہ کو دلالت خیر کیواسطے ہر ایک کا
ایک مقام معلوم اور مقرر ہی نافرمانی نہین کرتے ہین اللہ جل شانہ کی اون
کامون مین جو فرماوی اللہ تعالی اور بجالاتے ہین اون کامون کو
کہ مامور کئے جاتے ہین اور بعض خلق خدا کی شیاطین ہے اونکے واسطے
خطرہ کرنا شر کا بنی آدم کو اور قرآن کلام خدا کا ہے وحی بھیجی اللہ تعالی
نے ساتھ اوسکی طرف نبی ہمارے کے جو محمد رحمت کرے اللہ تعالی اوپر اون
اور آل انکی پر اور سلام نازل کرے اور نہین ہے واسطے کسی بنی آدم کے کہ کلام کرے
اوسکے ساتھ اللہ تعالی مگر بواسطہ وحی یا پیچھے پردہ کے یا بھیجے رسول کو
پس وحی بھیجا وے بسبب فرمان اللہ کے جو چیز کہ چاہے پس یہ حقیقت وحی کی ہے
اور نہین جائز کجروی بیچ نامون اللہ تعالی کے اور صفات اوسکی کے پس موقوف
ہے ذکر کرنا اللہ تعالی کیواسطے اوپر شرع کے اور عود کرنا جسم کا حق ہے جمع
کیا جاوے سب بدن اور داخل کیجاویگی بیچ اونکے روح بلا ریب ہوگا مانند اون

کما ورد فی صفة اهل الجنة وذلک کما ان الصبی هو
الذی یشب او یشیب وان تبدلت الاجزاء
الفضرة والمجازات والمحاسبات والصراط و
المیزان حق والجنة والنار حق وهما مخلوقان
الیوم ولم یصرح نص بتعیین مکانهما بل هما حیث
شاء الله اذ لا احاطة لنا بخلق الله وعوالمه ولا
یخلد المسلم صاحب الکبیرة فی النار وهی التی قال
الله تعالی ان تجتنبوا کبائر ما تنهون
عنه نکفر عنکم سیئاتکم یعنی بصلوات
والکفارات والعفو عن الکبائر جائز غیر ان افعال
الله تعالی فی الدنیا والآخرة علی وجهین من افقه
لسنة الله وکائن علی سبیل خرق العوائد وعفو
الکبائر عمن مات بلا توبة جائز من باب خرق
العوائد وکذلک العفو عن حقوق الناس جائز بطریق
خرق العوائد وهذا وجه التطبیق بین النصوص
المتعارضة بادی الرای والشفاعة حق لمن اذن له الرحمن
وشفاعة رسول الله صلی الله علیه وسلم
لاهل الکبائر من امته حق وهو مشفع وحیث
وقع نفی الشفاعة فالمراد منها الشفاعة التی تکون
بغیر اذن الله تعالی ورضائه وعذاب القبر للفاسق
وتنعیمه للمومن حق وسوال المنکر والنکیر حق وبعث
الرسل الی الخلق حق وتکلیف الله عباده بالامر والنهی
علی السنة الرسل حق وهم متمیزون بامور لا یوجد
فی غیرهم علی سبیل الاجتماع تدل علی کونهم انبیاء
منها خرق العوائد لهم ومنها سلامة فطرتهم

جیسا حدیث شریف میں آیا ہے اہل جنت کی صفت میں اور وہ ایسا ہے
جیسے لڑکا جوان ہوتا ہے اور بوڑھا ہوتا ہے اگرچہ بدل جائیں اجزاء
ہزار دفعہ اور عذاب قبر اور حساب اور پلصراط ہے اور میزان سب
حق ہیں اور بہشت اور دوزخ حق ہیں اور بہشت و دوزخ پیدا
ہوئی ہیں آج اور ظاہر نہیں کیا اللہ اور رسول نے کہ دوزخ اور بہشت
کس جگہ ہیں بلکہ جہاں اللہ نے چاہا وہاں ہیں کیونکہ ہم اللہ کی ساری مخلوق
کو نہیں جانتے اور نہ اوسکے سب عالموں کو جانتے ہیں اور ہمیشہ دوزخ
میں نہیں رہیگا گناہ کبیرہ کرنیوالا اور کبیرہ گناہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے اور اگر تم بچو کبیرہ گناہوں سے جنسے منع کیے
گئے ہو تو تمہاری برائیاں چھپا دینگے ہم مراد ہے ساتھ نماز
اور کفارونکے اور خدا چاہے کبیرہ گناہ بھی معاف کردے اللہ تعالیٰ کے کام
دنیا اور عقبی میں دو طور پر ہیں ایک اللہ کی عادت پر اور دوسرے ہوتے
ہیں بطور خلاف عادت کے اور جو بے توبہ مرجائے اسکے کبیرہ گناہ عفو
کر دینے جائز ہیں خلاف عادت کے طور پر اور اسیطرح جائز ہیں معاف کرنے
اور لوگونکے حق بطور خلاف عادت کے اور یہ وجہ مطابق کر دینے کی ہے
مخالف آیتونکے جو بظاہر معلوم ہوتی ہیں اور شفاعت حق ہے جسکے
واسطے اللہ تعالیٰ اذن دے اور شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انکی امت کے کبیرہ گناہ کرنیوالوں کیواسطے حق ہے اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ضرور قبول ہے اور جہاں شفاعت کی نفی
آئی ہے اس سے مراد وہ شفاعت ہے جو اللہ کے بے اذن ہو اور مرضی
اور فاسق کو قبر میں عذاب ہونا اور مومن کو قبر میں راحت ہونی حق ہے
اور منکر نکیر کا قبر میں سوال حق ہے اور پیغمبرونکا خلقت کیطرف
بھیجنا حق ہے اور وہ رسول بھیجے گئے ہیں ایسی باتوں سے جو انکے سوا
اور ونمیں نہیں پائی جاتیں اکٹھی ایسی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی ہیں
انہیں میں سے ایک معجزے ہیں اور انہیں سے پیدائشی دانائی کی سلامتی ہے

وكمال اخلاقهم وغير ذلك والانبياء معصومون
من الكفر وتعمد الكبائر والاصرار عليها يعصمهم
الله تعالى عنها بوجوه ثلثة احدها ان يخلقهم في
سلامة الفطرة وكمال اعتدال الاخلاق فلا يرغبون
في المعاصي بل يكونون متنفرين عنها وثانيها ان يوحي
اليهم ان المعاصي يعاقب عليها والطاعات يثاب
عليها فيكون ذلك رادعا عن المعاصي والثالث ان
يحول الله تعالى بينهم وبين المعاصي باحداث لطيفة
غيبية كظهور صورة يعقوب عليه السلام عاضا
على اصبعه في قصة يوسف عليه السلام و**محمد**
صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين لا نبي
بعده ودعوته عامة لجميع الانس والجن وهو افضل
الانبياء بهذه **الخاصية** وبخواص اخرى نحو
هذه وكرامات **الاولياء** وهم **المؤمنون** و
العارفون بالله تعالى وصفاته المحسنون في
ايمانهم حق يكرم الله بها من يشاء ويخص برحمته من
يريد و**نشهد** بالجنة والخير **للعشرة المبشرة**
وفاطمة وخديجة وعائشة و
الحسن والحسين رضي الله
تعالى عنهم ونوقرهم ونعترف بعظيم محلهم
في الاسلام وكذلك اهل البدر واهل بيعة
الرضوان وابو بكر الصديق امام حق بعد
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم عمر
ثم عثمان ثم علي رضي الله تعالى عنهم
ثم تمت الخلافة وبعد ملك عضوض و

اور انکے اخلاق کامل ہیں اور انکے سوا اور ہیں اور سب نبی معصوم
ہیں یعنی ہمیشہ بچے ہوئے ہیں کفر سے اور کبیرہ گناہ کے قصد سے
اور کبیرہ پر نہیں رہتے اللہ تعالیٰ انکو انہیں بچالیتا ہے تین وجہ سے
ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو پیدا کیا ہے سلامتی پیدائش میں اور
کمال معتدل خصلتوں میں تو اس وجہ سے وہ گناہ پر مائل نہیں ہوتے بلکہ
گناہوں سے نفرت کرتے ہیں اور دوسری یہ وجہ کہ اللہ انکو وحی
کرتا ہے کہ گناہوں پر اللہ کا غصہ ہوتا ہے اور بندگی پر ثواب ہوتا ہے
تو یہ بات انکو باز رکھتی ہے گناہوں سے اور تیسری یہ وجہ ہے کہ
اللہ تعالیٰ حائل ہوجاتا ہے درمیان انکے اور گناہ کے کہ کوئی بات غیب سے
پیدا کردیتا ہے جیسے حضرت یوسفؑ کو نظر آئی صورت یعقوبؑ
کی کہ وہ دانتوں میں انگلی رکھکر منع کرتے ہیں یوسفؑ کے قصہ میں جب
وہ زلیخا کے ساتھ خلوت میں تھے اور **محمد صلی اللہ علیہ وسلم** خاتم النبیین
ہیں کوئی انکے بعد نبی نہیں اور تمام مخلوقات کے نبی ہیں جن و
انسان سبکے اور وہ سب نبیوں سے افضل ہیں اس خصوصیت سے
اور بہت خصوصیتوں سے جو ایسی ہیں اور حق ہے کرامات ولیوں کی
اور وہ مومن اور عارف ہیں اللہ تعالیٰ کے اور اسکی صفتوں کے اور اپنے ایمان
میں احسان کرنیوالے ہیں اللہ کرامات عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے
اور خاص کرتا ہے اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں
کہ دس صحابی عشرہ مبشرہ بیشک جنتی ہیں اور بہتر ہیں اور حضرت
فاطمہؓ و خدیجہؓ و عائشہؓ اور امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم اور ہم
انکی توقیر و تعظیم کرتے ہیں اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ اسلام میں انکا
بڑا مرتبہ ہے اور اسیطرح اہل بدر اور اہل بیعت رضوان کے یعنی جو صحابی
جنگ بدر اور بیعت رضوان میں حاضر ہوئے انکی تعظیم اور رتبہ کا اقرار
کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابا بکر صدیق
امام برحق ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم

والبو بکر رضی الله تعالی عنه افضل بعد رسول
الله صلی الله علیه وسلم ثم عمر رضی الله تعالی عنه
ثم عثمان ثم علی رضی الله تعالی عنهم ولا نعنی
الافضلیة من جمیع الوجوه حتی یعم النسب والشجاعة
والقوة والعلم وامثالها بل هی بمعنی عظم نفعهم
فی الاسلام فامیر الامة النبی صلی الله تعالی
علیه وسلم وزیراه ابو بکر وعمر رضی الله عنهما
باعتبار الهمة البالغة فی اشاعة الحق فان
للنبی صلی الله علیه وسلم وجهین وجه یاخذ
عن الله تعالی ووجه یعطی الخلق والهما فی الاعطاء
الخلق تالیف الناس وجمعالهم وتدبیر الحرب
یکف السنتنا عن ذکر الصحابة الا بخیر
وقادتنا فی الدین وسبهم حرام
وتعظیمهم واجب ولا نکفر من اهل القبلة احدا
الا بما فیه من نفی الصانع المختار القادر او عبادة
غیر الله او الانکار للمعاد والنبی وسائر ضروریات
الدین والامر بالمعروف والنهی عن المنکر واجب
شرطه ان لا یؤدی الی الفتنة وان یظن قبوله فهذه
عقیدتی ادین الله تعالی بها ظاهرا وباطنا والحمد لله
اولا واخرا وظاهرا وباطنا

اللهم احشرنی فی زمرة اتباع الذین امنوا
مع محمد صلی الله تعالی علی خیر خلقه
واله وصحبه ومن تبعهم اجمعین
وهو ارحم الراحمین
تمت

اور ابو بکر رضی الله تعالی عنہ افضل ہین بعد رسول الله کے صلی الله علیہ وسلم
پیچھے عمر رضی الله تعالی عنہ پیچھے حضرت علی رضی الله تعالی عنہ اور نہین مراد رکھتے ہین
افضلیت کے ساتھ افضلیت سب طریقوں پر حتی عام ہو نسب کو اور شجاعت
اور قوت کو اور علم کو اور مانند اونکی کے بلکہ وہ فضیلت ساتھ معنے کمال نفع
پہنچانے بیچ اسلام کے ہی پس امیر امت کے رسول الله صلی الله تعالی علیہ و
سلم ہین اور دو وزیر آپ کے ابو بکر رض اور عمر رضی الله تعالی عنہما ہین
باعتبار ہمت بڑی کے شائع کرنے حق مین اسواسطی کہ رسول الله صلی
الله علیہ وسلم کے دو طریقے تھے ایک طریقہ یہ تھا کہ لیتے تھے الله
جل شانہ سے اور دوسرا طریقہ یہ تھا کہ دیتے تھے لوگون کو اور
حضرت ابو بکر صدیق رض اور حضرت عمر رض دینے مین واسطے الفت لوگونکی
اور اون کے جمع ہونیکی اور لڑائی کی تدبیرین ہاتھ بہت دراز تھا
اور بند کرتا ہون زبان کو برائی سب صحابہ رض سے مگر خیر سے نہین وجہ
یہ لوگ پیشوا تھے ہمارے اور کھینچنے والے تھے ہمکو دین میں اور گالی دینا
اونکو حرام ہی اور تعظیم کرنا انکی واجب ہے اور ہم کفر کی نسبت نہین کرتے
ہین اہل قبلہ سے کسی کو مگر اس چیز پر کہ اسمین انکار الله تعالی
جل شانہ کا ہو کہ صاحب اختیار کا ہے قادر ہے یا عبادت کرنا سوائے
الله تعالی کے یا انکار آخرت کا اور پیغمبر کا یا اور ضروریات دین سے
انکار کرے اور امر کرنا ساتھ نیکی کے اور منع کرنا برائی سے واجب ہے
اور شرط اوسکی یہ ہے کہ نہ پہنچاوے طرف فتنہ کے اور گمان ہو قبول اوسکی کے
بس یہ امور کہ بیان ہو گیا ہمارا عقیدہ ہے دیانت کرتا ہون الله تعالی کو
ساتھ اس عقیدہ ظاہر اور باطن کے اور حمد ہے الله تعالی کے واسطے اول اور آخر
اور ظاہر اور باطن۔ اے رب میرے اوٹھا ہمکو بیچ گروہ اتباع اون لوگون کے
کہ ایمان لائے ہین ساتھ محمد کے رحمت نازل کرے اوپر بہترین خلق اپنے کے
اور اوپر آل کے اور اصحاب کے اور جو کوئی تابع ہے انکو سب کو اور وہ الله تعالی
بہت بخشش کرنیوالا ہی سب بخشش کرنے والون کو تمام شد

فہرست موجودہ رسایل حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رح

مفصلہ ذیل رسایل شاہ صاحب کے زیر طبع ہین

ترجمہ رسایل اردو شاہ صاحب ۴ر
انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ۔
ہمعات ۔ مکتوبات شاہ عبد الرحیم صاحب رح
انفاس العارفین ۔ بدور البازغہ
لوارق ولایت ۔ لوارق غم

رسایل از تصنیف حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمہ اللہ علیہ
بستان المحدثین ۔ عجالہ نافعہ اصول حدیث
مجموعہ رسایل قابل دید ۔ کمالات عزیزی مع مجربات عزیزی

رسایل موجودہ از تصنیف حکیم امت مصطفویہ یعنے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ علیہ
در الثمین مترجم ۔ شرح حزب البحر اردو یعنی ترجمہ
ہوامع مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح
فیوض الحرمین مع ترجمہ اردو یہ وہ کتاب ہے جسکی
لوگ اکثر خواہاں تھیں یہہ کتاب قابل دید ہے ۔ ۱۰ر

مسوی مع مصفی یعنے شرح موطا ہے
مکتوبات المعارف ۔ ۱ر
سرور المحزون سیر الامین المامون فارسی
ترجمہ نور العیون ۔ ۱ر
حجۃ اللہ البالغہ ۔ عربی مصری ۔ للعہ
ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء فارسی مجلد
قول الجمیل مع ترجمہ اردو الموسوم بہ
رسالہ ہدایت السبیل ۔ ۵ر
فوز الکبیر مع فتح الخبیر ۔ عربی فارسی ۔
اصول تفسیر ۔ ۵ر
عقد الجید مباحثہ تقلید مع ترجمہ اردو ۔ ۵
انصاف مع ترجمہ اردو ۔ ۸ر
الطاف القدس اصول تصوف ۔ ۳۰ر
چہل حدیث مع شرح منظوم الموسومہ تحفۃ الہند
رسالہ فیض عام ۔ ۱ر
مکتوبات مع فضائل ابی عبد اللہ
محمد اسمعیل البخاری و ابن تیمیہ رح ۔ ۲ر
ہوامع شرح حزب البحر قابل دید ۴ر
سطعات مع رسالہ جزء لطیف
در بیان طلسم الہی ۔ ۲ر
وصیت نامہ مع رسالہ دانشمندی مع ترجمہ اردو ۱ر

المشتہر
مہتمم مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی دہلی

قال رسول اللہ صلعم من رآنی فقد رأی الحق

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ تصنیف جد امجدنا حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح

فیوض الحرمین

معہ ترجمہ اردو

سعادت کونین

برائے افادۂ ہر خاص و عام بسعی تمام فقیر پر تقصیر سید ظہیر الدین عرف سید احمد دہلوی

طبع فی المطبع الاحمدی متعلقہ مدرسہ عزیزی دہلی

فیوض الحرمین

معہ ترجمہ اردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم انی احمدک واثنی علیک وابوء لک بالتقصیر
فی الحمد والثناء واستغفرک واستعینک واعلم انہ
لا یغفر الذنوب الا انت ولا یعیننی غیرک فی الشدۃ
والرخاء واوجہ وجھی الیک واسلم نفسی لک نسکی
وصلوتی ومحیای ومماتی تعالیت عن شرکۃ
الشرکاء واعوذ بک من شرور نفسی ومن سیأت
اعمالی والح علیک فی سؤال الھدایۃ لمحاسن الاخلاق
ومکارم الاعمال واعتقد انہ لا یعیننی من ھذہ
ولا یھدینی لھذہ الا الذی فطرنی وفطر الارض
والسماء واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ افضل الرسل
والانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیھم وعلی الہ واصحابہ
ما تعاقب الملوان وما اظلت الخضراء واقلت الغبراء
امابعد فیقول العبد الضعیف ولی اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی مین تیری حمد وثنا کرتا ہون اور اقرار کرتا ہون کہ تیری
حمد وثنا مین قاصر ہون تجھی سے مغفرت چاہتا ہون اور تجھی سے
مدد مانگتا ہون اور خوب جانتا ہون کہ سوا تیرے کوئی گناہ نہین
بخشتا اور سوا تیرے کوئی میری مدد نہین کرتا رنج وراحت
مین اور تیری ہی طرف متوجہ ہون اور تجھی کو اپنے تئین
سونپتا ہون تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادات اور میری زندگی اور
موت تیری ہی ہاتھ ہے کوئی تیرا شریک نہین اور پناہ چاہتا ہون تجھ سے اپنے
نفس کے برائیون سے اور اپنی اعمال کی برائیون سے اور کمال عجز سے
سوال کرتا ہون کہ اچھے اخلاق اور اچھے اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے
کہ کوئی نہین برائیون سے بچانے اور بھلائیون کی ہدایت کرنیوالا مگر جس نے مجھے پیدا کیا
اور زمین و آسمان کو اور گواہی دیتا ہون کہ سوا تیرے کوئی معبود نہین تو وحدہ لا شریک ہے
اور گواہی دیتا ہون کہ محمد تیرے بندے اور رسول ہین سب رسولون سے افضل اور
سب نبیون سے بڑھکر اللہ کا درود ہو ان پر اور انکی آل و اصحاب پر ہمیشہ
جبتک رات دن ہین اور جبتک آسمان سایہ کرے اور زمین اٹھائے امابعد گذارش ہے عبد ضعیف ولی اللہ

بن عبد الرحیم الدهلوی عاملهما الله تعالی
بلطفه وتغشاهما برحمته من اعظم نعم الله تعالی
علی ان وفقنی لحج بیته وزیارة نبیه علیه افضل الصلوٰة
والسلام سنة ثلث واربعین والتی تلیها من القرن
الثانی عشر واعظم من هذه النعمة بمثیلات ان
جعل الحج حج الشهود والمعرفة لاحج الحجب والنکرة
وزیارة زیارة مبصرة لازیارة عمیاء فتلک نعمة
اعظم عندی من جمیع النعم فاحببت ان اضبط
اسرار تلک المشاهدة کما علمنی ربی تبارک وتعالی
وکما استفدته عن روحانیة نبینا صلی الله علیه وسلم
لتکون تذکرة لی وتبصرة لاخوانی عسی ان یکون ذلک اداء
لبعض ما وجب علی من شکرها وسمیت الرسالة
بفیوض الحرمین حسبنا الله ونعم الوکیل و
لاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم

فمن تلک المشاهد انی رایت فی المنام

المشاهد الاول (۱)

جماعة کثیرة من اهل الله شطر منهم اهل الاذکار والیادداشت قد ظهرت علی قلوبهم الانوار وعلی
وجوههم النضارة والجمال وهم لایعتقدون
وحدة الوجود وشطر منهم یعتقدون وحدة
الوجود ویشتغلون بنوع من الفکر فی سریان
الوجود ظهرت علی قلوبهم خجالة وانجذام فی
جنب الحق القائم بتدبیر العالم عموما والنفوس
خصوصا وعلی وجوههم سواد وقحول فاحتج
الفریقان قال اهل الاذکار والاوراد الاترون
هذه الانوار والجمال علینا فنحن اهدی طریقة منکم

ابن عبد الرحیم الدہلوی کی خدا تعالی دونو پر اپنی مہربانی فرمائے
اور رحمت کرے کہ مجھکو اللہ کی نعمتون سے یہ بڑی نعمت عنایت
ہوئی کہ مجھے توفیق دی حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ۱۱۴۳ ہجری ایکہزار ایکسو تینتالیس مین اور اس سے
بڑی نعمت ملی کہ میرا حج مشاہدہ کے ساتھ ہوا اور معرفت کے
نہ حجاب اور نامعلومی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت
آنکھون والون کی نہ زیارت اندھون کی سی سو یہ میرے نزدیک
سب نعمتون سے بہت بڑی نعمت ہے مین نے چاہا کہ مین لکھون
ان مشاہدے کے اسرار جیسے مجھے اللہ نے معلوم کرائے ہین اور
جیسے مجھے فائدے پہنچے ہین روحانیۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اسلئے کہ یہ میرے لیئے یادگار رہے
اور میرے بھائیون کے واسطے بصیرت ہو اس سے
امید ہے کہ کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام مین نے
فیوض الحرمین رکھا کافی ہے اللہ ہمکو اور اچھا
کارساز ہمارا برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اسی سے ہے
ان مشاہدون سے **مشاہدہ اول** مینے خواب مین ایک
جماعت کثیر اہل اللہ کے دیکھے ایک فرقہ اہل ذکر و یادداشت کا
ان کے دلون مین نور و چہرے تر و تازہ اور صاحب جمال تھے
ان کا عقیدہ وحدت الوجود نہ تھا اور دوسرا فرقہ وحدت الوجود
والے جنکا شغل فکر سریان وجود مین تھا ان کے دل مین
شرمندگی و خجالت اس حق امر سے کہ عالم
کے تدبیر عموماً اور نفسون کی خصوصاً حق ہے ان کے
چہرے سیاہ اور منھ سوکھے ہوئے دونو جتھے
مین اہل ذکر و ورد نے کہا کیا تمکو ہمارا نور و جمال
نظر نہین آتا ہمارا طریقہ تم سے بہت ہدایت پر ہے

وقال اهل وحدة الوجود الیس ان اضمحلال الوجودات فی الوجود الحق امر حق مطابق للواقع فعلمنا سر جهلتموه فلنا الفضل علیکم فلما اثر التشاجر بینهم حکمونی ورفعوا الی مشاجرتهم فقمت بین هؤلاء وهؤلاء ثم قلت من العلوم الصادقة ما تهذب به النفس ومنها ما لا تهذب به النفس وذلك لان الله تعالی خلق النفوس باستعدادات شتی ولکل نفس مشرب من العلوم الحقة اذا استغرقت فیه تهذبت وصلحت واذا لم تستغرق فیه لم تتهذب ولم تصلح فهذه المسئلة وان کانت من العلوم الحقة ولکنکم جمیعا لیست هذه مشربکم وانما مشربکم التوجه الی الحقیقة الجامعة بحسب تضرعات الملاء الاعلی اما اصحاب الانوار فانهم وان جهلوا هذه المسئلة لکنهم لم یخطئوا مشربهم من الحق فتهذبت نفوسهم وصلحت وبلغت ما خلقت لاجله من الکمال واما اصحاب وحدة الوجود فانهم وان اصابوا فی المسئلة لکنهم اخطأوا مشربهم من الحق لانهم لما سرحوا افکارهم فی مراعی السریان ضاع من ایدیهم التعظیم والمحبة والتنزیه التی عرفت بها الملاء الاعلی ربها وورثتها من قوی الافلاك بحکم الفطرة فامتلاء العالم بمعرفتهم وما ورثوا منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ ما خلقت لاجله فانتم ایها القائلون بوحدة الوجود وسریان الوجود فی العالم نطق منکم

اور وحدت الوجود والے کہتے ہین کیا سب موجودات کی ہستی حق کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق واقع نہین ہمین وہ راز معلوم ہوا جس سے تم جاہل رہے پس ہمکو تمپر فضیلت ہی جب اونمین تنازع پڑی مجھکو منصف بنایا پھر مین ان دونو فرقون مین منصف بنا اور کہا بعض علوم صادقہ ایسے ہین جنسے نفس مہذب ہوتا ہے اور بعضے ایسے ہین جنسے نفس تہذیب نہین پاتا اسواسطے کہ اللہ نے نفسون مین طرح طرح کی استعدادین پیدا کین ہین اور علوم حقہ مین ہر نفس کا ایک مشرب ہے جب اس مین مستغرق ہوجاے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے اور جو مستغرق نہو مہذب نہین ہوتا ہے نہ اصلاح پاتا ہے سو تمہارا مسئلہ اگرچہ علوم حقہ سے ہے لیکن تم دونون کا یہ مشرب نہین تمہارا مشرب تو حقیقت جامعہ کی طرف متوجہ ہونا ہے موافق تضرع فرشتون کی سو نور والا فرقہ اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب حق کو پہنچ گیا نفس مہذب ہوگیا اور سنور گیا اور جس کمال کے واسطے پیدا ہوا تھا اسکو پہنچ گیا لیکن وحدت الوجود والے اگرچہ مسئلہ کو پہنچ گئے لیکن اپنے مشرب حق کو نہ پہنچے اسلئے کہ جب انہون نے اپنا فکر صرف کیا سریان وجود مین تعظیم و محبت ہاتھ سے جاتی رہی جس سے فرشتون نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث ہوئے اس کے قوا افلاک بسبب سرشت کے اور جو نہ وارث ہوئے اس کے ان کے نفس مہذب نہوئے اور نہ وہ اس کو پہنچے جس کے لئے پیدا ہوئے سو اے وحدت الوجود والو تمہارا وہ جزء گویا ہوا اور بولا

بهذا السر جزء وليس من شأنه هذا العلم واما الجزء
الذي مشربه هذا العلم فانه اخرس فيكم ممسوخ
لايعلم بهذا السر والاجزاء الفاطنة فيكم وقع
العناصر الفلكية فاقدة لما يليق بها من الكمال
انما الحري بهذا السر من كان ذلك الجزء فيه
غضا طريا لم يخالف النشات المتراكمة ففهموا
هذه المسئلة واذعنوا بها ثم قلت وهذا امر
الاسرار التي اختصني ربي بها احكم بها بينكم فيما
اختلفتم فيه والحمد لله رب العالمين ثم انتبهت

مشهد آخر رايت ببصر روحي تدليا
هو شيء واحد متصل في ذاته سار في العالم
كل كان العالم ستار فوقه وهو الداخل فيه
وفطنت حينئذ ان هذا التدلي اذا توجه اليه
العارف وابصره ببصر روحه وفني فيه قوي
تاثير ارشاده وصح له التصرف في الحق بالحق
وهذا التدلي له وجهان فوجه يحاذي الوجود
الخارجي وهذا كانه لون منطبع في الواح النفوس
يسمى بالنور والوجه الثاني يحاذي الوجود
الذهني وهذا يتصادق مع الذات وهو الاسم
والتدلي ولاجله يقال ان النقشبندية اد
رجت النهاية في البداية ومن وصل الى الذات
بواسطة هذا التدلي لم يعلم الا الاختيار
والارادة وعلم نفسه مغمورا في بحر لاساحل له

معرفة عظيمة ادراك الحق
المتدلي الى عباده باعظم التدليات ان

جو اس علم کے لائق نہیں اور جس جزو کے لائق یہ مشرب ہے
وہ گونگا اور مسخ ہوگیا اور تم میں عناصر فلکیہ جو اجزاء
فاطنہ اس کمال کے ہیں بالکل نہیں اس ستر کے لئے
وہ شخص لائق ہے جس میں یہ جزو بہت راسخ ہو اور اسکو
نکما نکردے ظہورات گھیر لینے والے وہ دونوں فریق
سمجھ گئے اور یقین کرلیا پھر میں نے کہا اللہ نے مجھکو خاص کیا
ان اسرار سے جس میں تمہارا اختلاف تھا اُس میں میں نے
منصفی کردی الحمد للہ رب العالمین پھر میرے آنکھ کھل گئی

مشہد میں نے اپنی روح کی آنکھ سے تدلی کو دیکھا کہ
وہ ایک شے واحد متصل فی ذاتہ تمام عالم میں سرایت
کی ہوئی ہے گویا عالم اوس پر پردہ اور وہ بیچ میں ہے
اس وقت میں جانا کہ یہ وہ تدلی ہے کہ عارف جب سکی طرف
متوجہ ہو روح کی آنکھ سے اور اس میں فنا ہوجائے تو اوسکے
ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اُس کا تصرف حق بخلقت
میں صحیح ہوتا ہے اور اس تدلی کی دو جہتیں ہیں ایک وجود
خارجی کی طرف سو یہ تو ایک لون منطبع ہے لوح نفوس میں
اس کا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی
کی طرف ہے یہ ذات کے ساتھ صادق آتی ہے سو یہ
اسم اور تدلی ہے نقشبندیہ اسی لئے کہتے ہیں
کہ ہم نے نہایت کو بدایت میں درج کیا ہے جو شخص اس
تدلی کے وسیلہ سے واصل ذات ہوتا ہے نہیں جانتا
سوا اختیار اور ارادہ کے اپنے تئیں ڈوبا ہوا
جانتا ہے ایک دریائے ناپیدا کنار میں

معرفۃ عظیمہ اعظم تدلیات سے حق کے
بندوں کی طرف متدلی ہونے کا ادراک اگر

المشہد الثانی (۴۲)

معرفۃ عظیمۃ

كان ببصر الروح فهو من مقامات الكمل و
ان كان بعلم الروح فهو مما يشترك فيه العوام وكذا
استماع كلامه ان كان بسمع الروح فهو من مقا
مات الكمل وان كان بعلم الروح فهو مما يشترك
فيه العوام **تحقيق شريف** اعلم ان
للنفس الناطقة بصرا وسمعا ولسانا غير هذه
الجوارح المحسوسة وتحقيق ذلك ان هنالك
لطيفتين احديهما القيومية الالهية المتعلقة
بالبدن الحالة فيه مع قطع النظر عن النسمة وبها
في معرفة الاشياء وجهان ان تفيض عليها صور
مجردة من مبداء الصور وهو العلم وان تفضي
الى شيء من الاشياء وتتصل به وهذا الاتصال
اذا اعتبر بالانكشاف البصري يسمى بصرا واذا
اعتبر بالانكشاف السمعي يسمى سمعا واذا اعتبر
بانكشاف العلوم بالافادة والاستفادة يسمى
كلاما فمن هذا الوجه يرى الفرد ربه عز وجل
ومن هذا الوجه يلهم ويكلم من الله ومن ارواح
الافلاك والملاء الاعلى وارواح
من مضى من الصالحين و
ربما ينزل لون من رؤية
الروح ربها الى النسمة
ومن النسمة الى جارحة البصر
فيتمثل هيئة متصلة فيقول الفرد رايت ربي
بعيني وهو صادق فيما قال ومن هذا الباب
ما ادعاه ابن عباس رضي الله عنهما من رؤية

تحقیق شریف

روح کی آنکھ سے ہے تو کاملون کا مقام ہے اور اگر روح کے
علم سے ہے تو اس مین عام بھی شریک ہین اور اسی طرح
اُسکے کلام سن لینا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام کاملون کا
ہے اور جو روح کے علم سے ہے تو اس مین عام بھی داخل ہین
تحقیق شریف جاننا چاہیئے کہ نفس ناطقہ کے واسطے
سوا ان جوارح محسوسہ کی آنکھ اور کان اور زبان ہے اس کی
تحقیق یون ہے کہ اُس جگہہ دو لطیفہ ہین ایک تو قیومیہ الٰہی جو بدن سے
متعلق ہے اور اوس مین حلول کئے ہوئے ہے نسمہ سے قطع نظر
سو معرفت اشیا مین اوس کی دو جہتین ہین ایک تو یہ
مبدء صور سے کوئی صورت مجرد اُس پر افاضہ ہو
یہ تو علم ہے دوسری یہ کہ کسی شے کا اشیا مین سے افاضہ کرے
اور اوس سے متصل ہو جائے ۔ اور یہ اتصال اگر انکشاف
بصری اعتبار کیا جائے تو اس کو بصر کہین گے
اور اگر انکشاف سمعی اعتبار کیا جائے تو اس کا نام
سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادہ والاستفادہ
اعتبار کرینگے تو کلام ہے سو اسی جہت سے فرد اللہ کو دیکھتا ہے
اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی سے اللہ سے باتین
کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتون سے اور جو
نیک لوگ گذر گئے ہون اُن کی ارواح سے باتین کر لیتا ہے
اور کبھی روح جو اپنے رب کو دیکھتی ہے اوس سے
نسمہ پر ایک لون نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے حس بصر پر
وہ کون ایک ہیئت متصلہ بنجاتا ہے او سوقت فرد کہنے لگتا ہے
کہ مین نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اُس کا کہنا
اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا

النبي صلى الله عليه وسلم به وهو من هذا الباب
كلام موسى عليه السلام واتصلت يوما بروح
الشمس ورأيتها وسمعت منها فقلت عجبا لك
ترين الناس استضاءوا منك واستفادوا منك
الغلبة والظهور على اطوار شتى ثم انهم ينكرون
عليك ويزورون بك وانت لا تنتقمين منهم ولا
تغضبين عليهم قالت اليس ان تلبسهم وابتها
جهم بانفسهم شعبة من ابتهاجي بنفسي فانا
في كل ذلك لا التفت الى صورة التلبس وانما
التفت الى حقيقة الابتهاج وانما الكل ابتهاج
بنفسي فهل يجوز لاحد ان يغضب على كمال
نفسه او ينتقم من نفسه ثم تم افضائي الى
الشمس فرأيتها فياضا بالطبع والجبلة وكذلك
كل فلك ورأيت ارواح الافلاك ملتئمة ومتو
افقة في علومها وهممها **زيادة ايضاح**
ان شئت ان تلتمس حقيقة هذا الوجدان
واصغ لما القي اليك اعلم ان علم النفس الناطقة
اعني بها نورا بسيطا هو تقيد القيومية
الجسد واحد وتنزل الطبيعة الكلية التي
هي النقطة الفعالة في الخارج بصورة
خاصة بمعلوم اي معلوم كان انما يكون
عندنا باتحاد المدارك والمدارك ثم ادراكها
اما ان يكون لنشأة كلية تشمل النفس او تشمل
جسدها كالصورة الانسانية والحيوانية
او الارض والماء وسائر العناصر او القوة

اور اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا +
ایک روز مین روح آفتاب سے متصل ہوا مینے اُسے دیکھا اور اس سے
سُنا مینے کہا بڑا تعجب ہے کہ لوگ تجھسے روشنی طلب
کرتے ہین اور فائدہ اُٹھاتے ہین تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح سے
دیکھتے ہین پھر تیرے منکر ہین اور تجھسے مقابلہ کرتے ہین
اور تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غضب کرتا ہے
تو اُس نے کہا کیا ان کا تکبر اور انکے اپنے نفسون سے
خوش ہونا میری جان کی خوشی کا شعبہ نہین ہے ہین اُن سب
حالتون کی طرف کچھ التفات نہین کرتا مین اس شادمانی
کی حقیقت کو دیکھتا ہون کہ یہ سب میرے ہی نفس کی
شادمانی ہے تو پھر کیا کوئی اپنے کمالِ نفس پر غصہ ہوا کرتا ہے
یا انتقام اُس سے لیتا ہے پھر جب یہ امر ہو چکا
پس مین نے اُسے دیکھا کہ بالطبع فیاض ہے اور اسی طرح
ارواح افلاک متوافق اور ملے ہوئے ہین اپنے علمون
اور ہمتون مین **زیادہ ایضاح** اگر تو چاہے اس
وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سن جو
مین کہون جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے
مراد نور بسیط ہے وہ مقید ہوتا ہے
قیومیۃ کا ایک جسم واحد کے لئے اور تنزل
طبیعت کلیہ کا کہ وہ ایک نقطہ فعالہ ہے خارج
مین کسی معلوم خاص کی صورت مین گو کوئی معلوم
ہو ہمارے نزدیک مدرک اور مدرک کا ایک ہونا ہے
پھر اوس کا ادراک یا واسطے نشأہ کلیہ کے ہوگا
نفس کو شامل ہوگا یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت
انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین اور پانی اور باقی عناصر یا قو

الشمسية والقمرية وإما أن يكون لشيء خاص
قسيم لهذه النفس المدركة مثل إدراك نفس
زيد نفس عمرو فإن كان الأول فصفة إدراك
النفس لتلك الحقيقة أن تتجرد إلى نقطتها بإزاء
تلك الحقيقة الشاملة في النفس فتبقى بها
وتفنى عن غيرها فتستيقظ هذه النقطة بنفسها
ويتجلى لها جميع أحكام تلك الحقيقة تجليا ذوقيا
تحقيقيا فهذا معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك
في هذه الصورة وإن كان الأمر الثاني فصفة
إدراك النفس لتلك الحقيقة القسيمة لها أن
تجتمع معها في حضرة من حضرات الطبيعة الكلية
ثم تغلب نفس على نفس إما من جهة الجزء الغالب
على هذه النفس والقوة المستتبعة لغيرها
من القوى أو من جهة أكثر القوى على غيرها
إذا لم يكن هذه القوة منفرسة وجميع تأثير النفوس
بعضها في بعض إنما يكون بالغلبة والمحبة
وكنههما أن تتجرد نفس إلى قوة موضوعة فيها
غالبة أو مغلوبة وهذا في الكمل أو القوة
الغالبة وهذا في غيرهم وهناك نفس أخرى
فيها تلك القوة لكن ظهور أحكامها هناك أقل
وأضعف من النفس الأولى فأدركت المؤثرة
المؤثرة والمؤثرة والمؤثرة بحاسة تلك القوة
واتصلت هذه بهذه فظهر أحكام لم تكن
وربما كانت هذه القوة فيها مستتبعة للقوى
الأخرى بحيث يكون مضمحلة متلاشية فيها

شمسیہ اور قمریہ اور یا اُس کا ادراک کسی خاص شے ایسے
کے لئے ہوگا جو اس نفس مدرکہ کے قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو
کے نفس کو ادراک کرے پس اگر اوّل ہی تو صفت ادراک کے واسطے
اُس حقیقت کی یہ ہے کہ تجرد کرے طرف اُس نقطہ کی کہ وہ اس حقیقت
شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہیگی اُس کے ساتھ اور فانی ہوگی
اُس کے غیر سے اُس وقت وہ نقطہ بنفسہا بیدار ہوگا اور اوس
حقیقت کے سب احکام روشن ہوجاینگے تجلی ذوقی تحقیقی یہ معنے
ہین ہمارے قول مدرِک اور مدرَک کے اس صورت مین ایک
ہوجاینگے اور اگر ہوگا امر ثانی تو صفت ادراک نفس کے واسطے اُس
حقیقت قسیمہ لہا کی یہ ہوگی کہ اُس کے ساتھ جمع ہو کسی حضرت مین
حضرات طبیعیہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے
نفس پر یا اُس جزو کی جہت سے جو اس جزو پر غالب ہے اور
اُس قوۃ پر جو دوسری قوتون سے پیروی طلب ہے یا جہت اکثر
قوتون کی اس شرط سے کہ یہ قوۃ منقطع نہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی
دوسرے مین غلبہ سے ہوتی ہے اور محبت سے اور کنہہ ان دو
وجہون کا یہ ہے کہ نفس مین جو ایک قوت امانت ہے
غالب یا مغلوب اوس مین کوشش کرے سو یہ کاملون
مین ہے یا قوت غالب یہ غیر کاملون مین ہے اور
یہان ایک اور نفس ہے جس مین یہ قوۃ ہے لیکن اُس کے
احکام کا ظہور یہان بہت کم اور ضعیف ہوتا ہے
پہلے نفس سے ۔ پس ادراک کیا موثِّر نے موثَّر کو
اور موثَّر نے موثِّر کو اوس قوۃ کے حس سے اور یہ
اُس سے ملگئے تو ظاہر ہون گے احکام جو نہ تھے اور
کبھی یہ قوۃ جو اس نفس مین ہے دوسری قوتون سے
پیروی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مضمحل اور نابود ہوجاتی ہین اُنمین

فتنعزل عن احكامها و آثارها وانما يبقى
حكم الغالبة فيقال اثرت هذه النفس فى
تلك النفس وفادتها تلك الكيفية والحق انها
ما اكتسبتها من خارج بل صرفت عنان توجهها
الى جزء منها و قوة موجودة فيها حتى تلاشت احكام
ساير القوى والاجزاء فاذن عند الغلبة و
الاستتباع من هذه والمحبة والتبعية من
تلك لابد من اتحاد النفسين لا مطلقا بل
من جهة قوة و جزء ولا فى جميع المواطن بل
فى موطن من مواطن الطبيعة الكلية وهذا
معنى قولنا يتحد المدرك والمدرك فى هذه
الصورة واذا عرفت هذا فاعلم ان بهذه
النفس بالنسبة الى تلك حالات واوضاعا
احدها الاتحاد والاستغراق فيها والذهول
عن غيرها وثانيها ان ترجع كل نفس الى
ملاحظة نفسها مغمورة فى معنى الاتحاد
فتكون بافضاء اليها مع انفكاكهما وشعور
انها ليست هى من جميع الوجوه بل وجه دون
وجه وهذه الحالة تسمى بالرؤية وثالثها ان
يغلب ساير الاحكام بحيث يغيب حكم هذه
القوة وتصير كالمستتر وحينئذ يظهر
لتلك الاحكام صورة ضعيفة بالنسبة الى
الاتحاد وبالنسبة الى الرؤية فيكون افضاء
ما من جهة الغالبة وقبول ما من جهة المغلوبية
فيقال كلمت نفس زيد نفس عمرو وسمعت

تو معزول ہوجاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوۃ غالب
باقی رہجاتی ہے اُس وقت کہا جاتا ہے کہ اِس نفس نے اُس نفس
مین اثر کیا اور اوس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور سچ یہ ہے کہ اُس
نفس نے کچھہ خارج سے نہین حاصل کیا بلکہ اپنی ہی جزر کی طرف
توجہہ کی ہے اور اپنی ہی اوس قوۃ کی طرف جو اُس مین اسقدر ہے
اسقدر کہ سب قوتین اور اجزار نابود ہوگئے تو اس وقت غلبہ اور
استتباع اس طرف سے اور محبت پیروی اُس طرف سے ہوئی
تو ضرور ہے دونفسون کا اتحاد سو مطلق نہین بلکہ قوۃ
اور جزر کی جہت سے اور نہ کل جگہہ بلکہ طبیعتہ کلیہ کے کسی جائے
مین ۔ اور اوس کے یہ ہی معنے ہیں جو ہمنے کہا مدرِک اور مدرَک
ایک ہوجاتے ہین اس صورت مین اور جب تمنے یہ جان لیا
توجان لو کہ اس نفس کے واسطے بہ نسبت اُسکے حال ہین اور
وضع ہین ۔ اوّل یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہوجانا اوس مین
اور اُس کے سوا کو بہول جانا **دوسرا یہ** کہ ہر نفس رجوع ہو طرف
ملاحظہ اوس کی فنا کے درحالیکہ مستغرق ہو معنی اتحاد مین پس ہوگا
بسبب ملجانے کے اُس سے باوجود کسیقدر جدا ہونیکے اور شعور
اس باتکے کہ وہ وہی نہین ہوگیا کل وجہہ سے بلکہ کسی وجہہ سے
اس حال کو رویتہ کہتے ہین **اور تیسرا یہ** کہ غالب ہوجائین سب
احکام ایسی طرح کہ غائب ہوجائے اس قوۃ کا حکم اور
یہ قوت چھپ جائے اور اس وقت ظاہر ہوگی
ان احکام کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت
اتحاد اور بہ نسبت رویتہ کے تو افضا ہوگا غالبیت
کی جہت سے اور قبول کسیقدر
مغلوبیت کی جہت تو کہین گے زید کے
نفس نے کلام کے عمرو کے نفس اور اس نے اسکا

هذه كلامها ولا بعيها ان تغيب احكام تلك القوة غيبة اشد من ذلك فلا يبقى الا خيال طفيف مكتنف باحكام اضداد تلك القوة متميز عنها فيقال حينئذ حصلت صورة في الذهن وانتقشت فيه انتقاش الصورة في المرآة فهذه اربع حالات ولكل حكم فكن من المتدبرين والثانية اللطيفة النسمية وفيها حاسة جملية من شأنها الاتصال بالفعل فان قيس الى السمع يسمى سمعا والى البصر يسمى بصرا والى الذوق يسمى ذوقا والى اللمس يسمى لمسا ولعله الذي يسمى حسا مشتركا ومنه يقع الاحتلام لكل حاسة فاحتلام البصر رؤية النقطة الجوالة دائرة فالدائرة ليست في الخارج انما هي من احتلام الحس المشترك واحتلام الذوق ان يرى الانسان شيئا مرغوبا من المذوقات فينفصل الريق من اللسان واحتلام اللمس ان يقرب من الانسان انسان يدغدغه ولما يتصل من بدنه ويجد دغدغة في نفسه واحتلام السمع معرفة وزن النغمات والاشعار فالنسمة القوية لا يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تلتذ ببصرها وسمعها وذوقها ولمسها وان شئت الحق فهذه الحاسة هي التي تتم بها ادراكات الحواس الظاهرة واذا انفكت الارواح من ابدانها ربما استقلت هذه الحاسة ابدع من خيال العرش موجودات مثالية على حسبها كما يتشكل

کلام سُنا اور چوتھا یہ کہ اس قوۃ کے احکام بہت شدت سے غائب ہوجائین اس کی نسبت پس کچھ نہ رہی مگر ایک خیال خفیف محفوظ اُس قوۃ کی ضدون مین اور اُن سے جدا اُس وقت کہین گے کہ ذہن مین صورت حاصل ہوئی اور منتقش ہوگئے ذہن مین جیسے آئینہ مین صورت منتقش ہوجاتی ہے تو یہ چار حال ہوئے اور ہر ایک کے لئے حکم ہے یہ نہایت غور او رسوچنے کے لائق ہے اور دوسرا لطیفہ نسمیہ ہے اس مین حاسہ جملیہ ہے وہ متصل ہوجاتا ہے اسوقت اگر کان کا قیاس کرین کان اگر آنکھ کی طرف قیاس کرین آنکھ کہا جائیگا یا ذوق کی طرف تو نام اُس کا ذوق ہوگا جو لمس کی طرف تو لمس کہلائیگا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک کہلاتا ہے اور اسی حس مشترک سے ہر حاسہ کو احتلام ہوتا ہے آنکھ کو تو یہ کہ جوالہ کے نقطہ کو دائیرہ جانتے سو دائیرہ کوئی خارج مین ہوتا نہین وہ احتلام ہے حس مشترک کا اور زبان کا یہ کہ کسی شے مرغوب کو دیکھ کر منہہ مین پانی بھر آئے اور قوت لامسہ کا احتلام یہ کہ آدمی سے آدمی قریب ہو اور وہ اُس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے بدن ملے اُس کے نفس مین گدگدی ہو اور احتلام کان کا راگ کے سُر اور اشعار کے وزن جاننے پس نسمہ تو یہ حواس ظاہر کے طرف نہین التفات کرتا بلکہ حس باصرہ وسامعہ وذائقہ ولامسہ سے لذت اُٹھاتا ہے اور اگر تو سچ پوچھے تو اسی حس مشترک سے تمام حواس ظاہر اور ادراک اِن کے پورے ہوتے ہین اور جب ارواح اپنے بدن سے جُدا ہوتی ہین بسا اوقات مستقل ہوتا ہے یہ حاسہ اور خیال عرش سے اپنے موافق موجودات مثالیہ پیدا کرتے ہین جیسے جن متشکل

الجن والملائکۃ **مشہد آخر** رایت لکل من شعائر اللہ نورا یعلوہ فطنت بحقیقتہ انما حقیقۃ النور مناسبۃ الشئ بالروحانیات وھیئۃ راسخۃ فیہ ھی من اثر الروحانیات فیدرک الانسان من ھذہ الھیئۃ بحاسۃ روحہ ادراکا انطباعیا بان ینشرح وینفسح ویزداد مناسبۃ بالروحانیات والناس اذا توجھوا الی شعائر اللہ صاروا احزابا فحزب انما ینتفع بنیتہا وعزیمتہا حیث فعلوا ھذا الفعل للہ باعتقاد ان ھذا من شعائر اللہ وحزب تنفتح حدقۃ من احداق روحہا فتبصر بالنور فتغلب قوۃ الملکیۃ علی البھیمیۃ وحزب غمعن فی ھذا النور فتدرک التدلی الذی ھو اصل ھذہ الشعائر فیھبۃ امرہ

مشہد عظیم وتحقیق شریف اطلعنی الحق تعالی علی حقیقۃ التدلی العظیم الجلیل المتوجہ الی نوع البشر المراد منہ تیسیر اقترابھم الی اللہ المتمثل فی عالم المثال المنفسر تارۃ بالانبیاء عامۃ ونبینا محمد صلی اللہ تعالی علیہ وعلیھم اجمعین خاصۃ وتارۃ بالکتب الالھیۃ عامۃ والقرآن العظیم خاصۃ وتارۃ بالصلوۃ وتارۃ بالکعبۃ معرفت ھذا التدلی الوحدانی فی ذاتہ المتبارز فی بروزات کثیرۃ بحسب المعدات الخارجۃ اعنی اوضاع البشر وعاداتھم

ہوتے ہین اور فرشتے **مشہد آخر** مینے دیکھا کہ اللہ تعالی کی ہر شعایر کا نور بلند ہوتا ہے اور دریافت کے حقیقت اُس کی بیشک حقیقت نور کی مناسبت شئے کی روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ اُس مین روحانیات کی تاثیر سے ہے اس ہیئت سے انسان ادراک کرلیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی اس طرح سے کہ خوش ہوجاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے روحانیات سے اور شعایر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ ہوتے ہین تو گروہین بنجاتے ہین ایک وہ گروہ ہے کہ اپنے نیت اور عزیمت کے سبب نفع پاے یعنے جو کام کرے اللہ کے واسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائر اللہ سے ہے - ایک وہ گروہ ہے کہ اُس کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے وہ نور سے معلوم کرے اُس کی قوۃ ملکیہ غالب آجاے قوۃ بہیمیہ پر ایک وہ گروہ ہے اِس نور مین غور کرے اور ادراک تدلی کرے وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائر اللہ کی پس وہ متحیر ہوجائے

مشہد عظیم وتحقیق شریف حق تعالی نے مجھے مطلع کیا اُس تدلی عظیم وجلیل پر جو نوع بشر کی طرف متوجہ ہے مراد اوس سے اللہ کا قرب آسان ہوتا ہے وہ تدلی متمثل ہے عالم مثال مین منفسر ہے کبھی عموماً دوسرے نبی اور خصوصاً ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور کبھی منفسر ہے کتب آسمانی سے دوسری عموماً کتابین اور خصوصاً قرآن عظیم اور کبھی منفسر ہے نماز اور کبھی کعبہ شریف کے ساتھ مجھے پہچانا اس تدلی وحدانی کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ مین موافق معدات خارجیہ کے یعنی انسان کی وضعون کی اور عادتون کی

ومركوزات اذهانهم التی اذا انتقلوا الی البرزخ
كانت تلك الاوضاع والعادات والعلوم
معهم لاتفارقهم فيعدون فی حظيرة القدس
لانعقاد صورة مثالية بهذا التدلی الجليل
ثم ينزل فی العالم الجسمانی متى اراد الله ومتى ما
استعد له العالم بحسب الاوضاع العلوية
والسفلية واطلعنی على حكمة الانفسار وعلى
تميز كل انفسار عن الانفسار الآخر بخاصية
لاتوجد الافيه من تلقاء معدات اعدت
لذلك فنحن نبين لك انشاء الله هذه الحقيقة
الوحدانية وكيفية انفسارها اعلم ان الشخص
الاكبر لما تقرر فی الخارج كان اول شئ منه ان
عرف ربه واخبت له فكانت فی مداركه صورة
علمية لها وجهان وجه يحاذی وما فی
الشخص الاكبر من الجسم والجسمانيات
والروح والروحانيات ووجه يحاذی به حذو
الوجود الذهنی ويصير نفس المعلوم وبهذا
الوجه الاخير تدلی من تدليات الحق جل
وعز وهذا نصيب الشخص الاكبر من
معرفة ربه وله مقام معلوم لايتجاوزه وكل
من فی جوفه وحيزه فانما نصيبه من
معرفة ربه تنزل ما من تنزلات هذا التدلی
فی منزل مقيد فينزل هنالك بقدر المتجلی
له وفيه ويراعی فی هذا التنزل احكام التجليات
فهذه معرفة عظيمة تعض عليها بنواجذك

اور جو اُن کے ذہنوں مین مقرر ہے ایسی چیزین کہ جب برزخ مین جائین
تو وضعین اور عادتین اور علوم اُن کے ساتھ ہون اُن سے جدا
نہون آمادہ کرین حظیرہ قدس مین صورت مثالیہ کے منعقد ہونے کو
واسطے اس تدلی جلیل کے پھر عالم جسمانی مین آئین جب خدا
چاہے اور مستعد ہو واسطے اوس کے عالم موافق اوضاع علویہ
اور سفلیہ کے اور حق تعالی نے مجھے مطلع کیا انفسار کی حکمت پر
اور ایک کو دوسرے سے جدا پہنچانے پر اوس خصوصیت سے
جو اُسی مین ہے مُعدات کی طرف سے جو آمادہ ہین اوسکے
لئے ہم بیان کرین گے تجھسے انشاء اللہ تعالی اوس کی
وحدانیۃ کے اور حقیقت اور انفسار کی کیفیت جان تو
کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج مین سب سے پہلے اُس نے
پہچانا اپنے رب کو اور خشوع کیا اوس سے
تو اوس کے مدارک مین صورت علمیہ تھی جس کی دو جہتین ہین
ایک اوس طرف جو شخص اکبر مین ہے جسم اور جسمانیات
اور روح اور روحانیات اور دوسری جہت
وجود ذہنی کی طرف جس سے نفس معلوم ہو جائے اور اس
جہت اخیر سے تدلی ہے تدلیات حق تعالی سے
اور یہ نصیب مین ہے شخص اکبر کے اپنے رب
کے معرفت کے سبب اور اوس کے لئے
مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہین اور جو کچھ
جوف و حیز مین اوس کے ہے اوس کے نصیب
مین اپنے رب کی معرفت مین تنزل مین ہے
تنزلات اس تدلی سے ایک منزل مقید مین یہان
نازل ہوتی ہے بقدر متجلی لہ کی اور رعایت کئے جاتے ہین اس
تنزل مین احکام جانبین کے پس یہ بڑی معرفت ہے اسکو خوب ڈاڑھو سے پکڑ

وبالجملۃ فلما انحاز کل فلک وعنصر بروح ظاہرۃ او خفیۃ کان اول امر ظہر من احکامہ انہ عرف ربہ واخبت الیہ واستمد فی ذلک استمدادا جبلیا بالشخص الاکبر لانہ اصلہ ومبدء وجودہ وتوجّہ الی الذات فقط کما کان الشخص الاکبر متوجھا الیھا فقط ولکن اعدّ الشخص الاکبر والتدلی المنعقد فیہ لفیضان صورۃ خاصۃ فی مدارکہ وھذہ معرفۃ اخری ثم لما انحازت المثل وھی التی تدعی بارباب الانواع تعین لکل نوع احکام متمیزۃ عن احکام نوع اخر وکان ذلک فی المثال وکان منھا الانسان فتمیز من سائر الانواع بقسط من المعرفۃ ولم یترک سدی واودع فیہ الامانۃ ثم ظھرت الاشخاص البشریۃ یتمیز ھذا المثال الانسانی علی طریقۃ القسمۃ الانحصاریۃ کما ان صاحب الموسیقی یتفحص عن نغمات الوتر فیجد کذا وکذا انغمۃ لایزید ولاینقص ثم یقول لو انا رکبنا نغمۃ بنغمۃ تحصل لنا الابعاد کذا وکذا لایزید ولاینقص کما یعطیہ القسمۃ الحاصرۃ العقلیۃ ثم رکب الابعاد بعضھا ببعض وھلم جرا حتی ینتظم الالحان محصورۃ فی عدد خاص فیحفظھا ویعرف لکل حکما وخاصیۃ ووقتا فیظھر لحنا ھذا الیوم فی تلک الساعۃ فی ذلک المجلس ولحنا آخر فی یوم وساعۃ اُخریین وھکذا

غرض جو فلک اور عنصر جنز ہوا روح ظاہر یا خفیہ کا اول اوس سے ظاہر ہوا یہ ہے کہ اوس نے اپنے رب کو پہچانا اور اُس سے خشوع کیا اور مدد چاہے مدد چاہنا طبعی و سرشتے شخص اکبر سے اس لئے کہ وہ اوس کی اصل اور مبدء وجود ہے اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر نے اور جو اوس مین تدلّی منعقد ہے واسطے فیضان صورت کے ایک خاصہ اور یہ معرفت دوسری ہے پھر جب معین ہوئین مثالین جنکو رب النوع کہتے ہین تو تعین ہوئی واسطے ہر نوع کے اُس کے حکم ایسے کہ متمیز ہون دوسرے نوع سے اور یہ مثال مین تھی اور اُن مین سے انسان ہے سو یہ سب نوعون سے متمیز ہوا بسبب حصہ پانے معرفت کے اور مہمل نچھوڑا گیا اور اس مین امانت رکھی گئی پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے تقسیم انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کے تار سے نغمے ڈھونڈھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یون ہے نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پھر کہتا ہے کہ ہم اگر مرکب کرین اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو یہہ پھر ابعاد حاصل ہون گے ایدنا ایسا نہ زیادہ نہ کم جیسا کہ معلوم کیا تقسیم حاصر یہ عقلیہ سے پھر ابعاد کو ابعاد سے مرکب کرنا چلا جاتا ہے اسی طرح یہان تک کہ لحن مقرر کر لیتا ہے محصور عدد خاص مین پھر اسے یاد رکھتا ہے اور ہر ایک حکم جانتا ہے اور خاصیت اور وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ راگ آج اسوقت اور اس مجلس کا ہے اور دوسرا راگ اُس روز اسوقت کا ہے

الى غاية النهاية فلو ان عمرہ امتد الى الابد ما
انقضت عجائبہ وهى كلها انفسار لما علمہ ولا
بالقسمة الحاصرة فلما ظهرت الاشخاص
البشرية فى عالم الجسم واختلفت استعدا
داتهم وقواهم منهم الزكى ومنهم الغبى
ومنهم صاحب النفس القدسية ورجعت
الى الله همهم ونفوسهم وخلاصة بشر
يتهم فى حظيرة القدس فصاروا هنالك
كالامر الواحد يقع عليهم اسم واحد وينسبون
الى مثال واحد هو الانسان الالهى ويتقارب
امورهم ومداركهم تنزل هذا التدلى
الاعظم هنالك فصار ذلك فى عالم المثال
قدم صدق لهم ومقاما معلوما بالنسبة
اليهم ونصيبا لهم من ربهم فكانت النفوس
الانسانية اذا تجردت عن وسخ العادات
الحيوانية والهيات الفاسقة الجسمانية
قطفت الى هذه الحظيرة فبرق هنالك
بارق جلال ثم يتجلد وتبقى حائرة كهيئة لا
تدرى من اين الى اين فهل للعود حيلة فاقتضى
تدبير الحق ان يتحرك اليهم هذا التدلى وينزل
ويتشخص وينفسر حتى يتلبس بقاربهم اليہ
وانصباغهم بہ فانفسر انفسارات بحسب
المعدات فكان من تلك الانفسارات النبوة
وذلك ان الاشخاص لما اصطحبوا فيما بينهم
سخر الاكمل الاعقل الاوثق من كان دونه

اسیطرح بے نہایت اگر اوس کو عمر ملے تو ابد تک
تمام نہون عجایب اوس کے اور یہ سب انفسار
ہین جو پہلے جان چکا ہے قسمت حاصرہ سے تو جب
ظاہر ہوئے اشخاص بشری عالم جسم مین اور اُس کی
استعدادین اور قوتین مختلف تھین کہ بعضے زکی
اور بعضے کند ذہن اور بعضے نفس قدسیہ والے کہ
اُن کی ہمتین اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف
اور اُن کی خلاصہ بشریت حظیرہ قدس مین تو ہو گئی
اُس جگہہ ایک امر واحد کہ اُن پر اسم واحد کا واقع ہو
اور نسبت کئے جائین مثال واحد سے وہ انسان
الٰہی ہے اور باہم قریب ہین اُن کے امورات اور
مدارک تنزل کیا تدلی اعظم نے وہان وہ عالم مثال مین قدم
صدق ہو گیا اُن کے واسطے اور مقام معلوم اُن کی نسبت اور
اُن کے نصیب مین اُن کے رب کی طرف سے تو جسوقت نفوس
انسانیہ جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ کی کثافت سے اور ہیئت
فاسقہ جسمانیہ سے تو اُٹھائے گئے حظیرہ قدس مین اور ایک برق
جلال چمکے وہ بیخبر ہو گئے اور ایک ایسی حیرت مین رہ گئے کہ کہان تھے
کہان ہین اور پھرنے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہین
اُس وقت اقتضائے تدبیر حق سے اس تدلی کو حرکت
ہوتی ہے تنزل کرتی ہے اور مشخص ہو جاتی ہے
اور منفسر ہوتی ہے یہانتک اُس سے قرب آسان ہو جاتا ہے
اُسسے رنگے جاتے ہین اُس وقت منفسر ہوتے ہین انفسارات
کہ موافق مُعِدّات کے پھر یہ انفسارات نبوۃ ہو جاتے ہین اور وہ یہ ہے
اشخاص جب آپس مین ملتے ہین اور ہم صحبت ہوتے ہین
تو جو اُن مین بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہوتا ہے اپنے سے کم

فی التدبیر المنزلی والسیاسة المدنیة فکانت
دیدن البشر وخلقهم وامرًا مرکوزًا فی اذهانهم
فلو عاشوا وجدوا ذلك فی صدورهم کالار
تفاقات الضروریة الاولیة من غیر تامل ولو
ماتوا جروا ذلك معهم الی برزخهم ومعادهم
فصار ذلك معد الانفسار هذا التدلی بصورة
جسمانیة هی تقدم شخص الناس علی سائر
الاشخاص وصدورهم عن رایه ونفخت فی
هذه الصورة الجسمانیة روح الهیة وظهرت
برکاتها فصارت نبوة ورسالة وانما اعنی
هنا من النبوة ما کان علی وجه الریاسة
والتقدم والمجادلة والتسخیر لا فیضان
العلوم فقط وان استتبع انقیادًا منهم
بالتبع ولا النبوة الجامعة للشهیدیة کما کان
لسیدنا ونبینا محمد صلی الله علیه وسلم وکان
من تلك الانفسارات الصلوٰة وذلك
لان کل خلق عند البشر له افاعیل هی شبح
وهیکل فی المحسوس ینضبط السر المعنوی
بذلك الهیکل وینصرف الاحکام من المدح
والهجو الیه وهو الذی یذکر ویخبر عنه
ویشار به الی الخلق وهذا طبیعة البشر و
دیدنهم ومرکوز اذهانهم فاصطفی الحق
خلقًا من اخلاق البشر وهیئة من هیئات
نفوسهم وصبغًا من صبغ ارواحهم
هو صورة انصباغهم بالمقام المعلوم

مرتبون کو مطلع کرتا ہے تدبیر منزلی وسیاست مدنی مین تو
ہو جاتا ہے دیدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن مین جما ہوا
اگر زندہ رہین تو اوس کو پائین اپنے سینون مین مانند رفاقت
ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مرجائین ساتھ لیجائین اپنے
برزخ اور معاد مین تو یہ امر ہوجاتا ہے مُعِد اس تدلی کے
انفسار کی صورت جسمانیہ مین اور وہ تقدم شخص انسانی ہے
سب اشخاص سے اور اُس کا صادر ہونا اُس کی رائے
سے اور نفخ کی جاتی ہے اُس صورت جسمانیہ مین روح
الٰہیہ تو ظاہر ہوتے ہین اُس کی برکتین کہ ہوجاتے ہین
نبوت و رسالت اور یہان میری مراد نبوت سے
وہ ہے جو بوجہ ریاست اور تقدم اور مجاولت
اور تسخیر کی ہو۔ نہ فقط فیضان علوم اور متابعت چاہیئے
انقیاد کی اُن سے بالتبع اور نہ میری مراد ہے نبوت جامعہ
شہیدیت کو جیسے کہ ہے واسطے ہمارے رسول اللہ
کے اور اون انفسارات سے ایک نماز ہے
اور یہ اسلیئے کہ بشر کے ہر خلق کے واسطے فعل ہین
اور وہ کالبد یعنے جسم ہے محسوس مین اسرار معنوی منضبط
ہوتے ہین اوس صورت مین اور اُسی کی طرف احکام
مدح وہجو کی منصرف ہوتے ہین اور وہی
ذکر کی جاتی ہے اور اس کے خبر کہے جاتی ہے
اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق کے یہی ہے طبیعت
اور دیدن بشر کا اور یہی ذہنون مین جما ہوا امر ہے حق تعالی
چن لیتا ہے ایک خلق اخلاق بشر سے اور ایک ہیئت
ہیات نفوس سے اور رنگ اُن کی روحون کے
رنگون سے وہ صورت انصباغ کی ہے بمقام معلوم کے ساتھ

في حظيرة القدس واعني بذلك الخلق والهيئة
الاحسان والتخشع لربه والتنظف عن هيئات
ظلمانية فاسدة فهذا الخلق موجود في حيز
امتزاج النفس بالحيوانية لكنه اشبه الاشياء
بالمقام المعلوم الذي في عالم حظيرة القدس
فجعله كانه هو هو كما جعل البدن كانه النفس
ثم اصطفى افعالا واقوالا يكونون تفسيرا لذلك
الخلق وتنطبق عليه فجعلها كانها هو وكان
من تلك الانفسارات الكتب المنزلة وذلك
لان اشخاص الانسان الهموا بالكتابة الكتب
وجمع الرسائل لينفعهم في الازمنة المتطاولة
والاقطار المتباعدة ويبقى نص صاحب الكتاب
غضا طريا ولا يخل غلط في الرواية بالمعنى
ولا النسيان فلما فشا ذلك فيهم فتحرك هذا
التدلي بصورة اخرى حذو ما عندهم فصار
الرسول المحتظي بالبوارق المختطفة له من
البشرية الى حظيرة القدس خادما لارادة
الحق فانعقدت علوم الملاء الاعلى
مجادلاتهم للبشر في شبهاتهم الفاسقة
ارادة رحمة ربهم والهام الخير في صدو
رهم وحيا متلوا في مدارك الرسول فانتظم
الكتاب واول كتاب كذلك التوراة وانما
قبله صحف تشتمل على علوم فاضت
على قلب النبي فجمعها من شاء من الامة
وكان من تلك الانفسارات الملة وذلك

حظیرۃ القدس مین اور میری مراد اس خُلق او ہئیت
سے احسان ہے اور خشوع اپنے رب کے روبرو
اور پاکیزگی ہیات ظلمانیہ فاسدہ سے پس
یہ خُلق موجود ہے حیز مین امتزاج نفس بالحیوانیہ
کے لیکن بہت مشابہ ہے اوس مقام معلوم
سے جو عالم حظیرۃ القدس مین ہے اور اوس خُلق کو
کر دیتا ہے گویا ہُو بہُو جیسا بدن کر دیا ہے گویا کہ
وہ نفس ہے پھر برگزیدہ کرتا ہے اسا فعال و اقوال
کہ وہ اس خُلق کی تفسیر ہوتے ہین اور برابر کرتا ہے اُس
خلق پر گویا کہ ہوبہو ہین اور انفسارات سے کتب آسمانی
ہین اور یہ اسلیئے کہ اشخاص انسانی الہام ہوا کہ
کتابین لکھین اور رسالہ جمع کرین کہ زمانہ دراز تک
نفع دین اور دور تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب
کی نص باقی رہے بہت مضبوط اُس مین غلطی نہو روایت
بالمعنی کے اور بھول نجائین اور یہ کتابت پھیل گئی
پھر اس تدلّی نے دوسری صورت مین حرکت کی مقابل
اُس کے جو اشخاص انسانی مین تھا تو ہو گیا رسول بہرہ یاب
بوارق خاطفہ کے سبب بشریہ سے طرف حظیرہ قدسیہ کے
الحق کے ارادہ کا خادم پس منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور بشر سے
مجادلہ ان کے شبہات فاسقہ مین رحمت رب کی ارادہ سے
اور الہام خیر سے ان کے سینہ مین وحی تلاوت ہونیوالے
رسول کے مدارک مین پس منتظم ہو گئے کتاب اور پہلے کتاب
اور اسی طرح توریت اور اُس سے پہلے صحیفہ تھی
کہ مشتمل تھی اُن علمون پر جو نبی کے قلب مین پہنچی پھر جمع
کر لیا جس نے چاہا امت سے اور اُن انفسارات مین ملّت ہے

لان اشخاص البشر لهموا عقد الرسوم فيما بينهم
فعقدوا رسوما مدنية ورسوما منزلية ورسوما
معاشية ومعاملية وصار ذلك من صميم
امرهم ودخل فى ضروريات علومهم فجعل الله
قلب النبى قابلا لانعقاد رسم يعلم من ربه فيه
روح الهى وبركة ونور وهو الشرع والملة ومن
تلك الانفسارات بيت الله وذلك ان الناس
قبل سيدنا ابراهيم توغلوا فى بناء المعابد والكنائس
فبنوا بناء على اسم الشمس فى وقت يغلب فيه
روحانية الشمس وكذلك القمر وسائر الكواكب
وزعموا ان من دخل بهذه البيوت اقترب بصاحبها
والتحق ذلك بالضروريات وصار التوجه
الى الامر البسيط والمتعين له جهة وموضع
كالامر البعيد فنزل على قلب سيدنا ابراهيم
حذو ما كان فى زمنه واصطفى موضعا علم
مناسبا لهذا الامر بان يكون هنالك قوى الافلاك
والعناصر مقتضية للبقاء وجاذبة لافئدة
الناس اليه وعين لتعظيم الناس اياه طرقا واوضاعا
وتدلى اليهم بايجابه عليهم واعلم ان الشرائع
لا تنعقد الا فى العادات وهذه حكمة الله
فينظر الى ما عندهم من العادات فما كان
منها فاسدا سجل على تركه وما كان صحيحا ابقى ولذلك
الوحى المتلو لا ينعقد الا فى الالفاظ والكلمات
والاساليب المخزونة فى ذهن الموحى اليه ولذلك
اوحى الله الى العربى باللغة العربية والى السريانى

اور یہ یون کہ اشخاص بشر کو الہام ہوا آپس مین اہمین رسم
منعقد کرنے کا تو منعقد ہوئین رسوم منزلیہ اور مدنیہ
اور رسوم معاشیہ اور رسوم معاملیہ اور یہ امر ان کے
نہایت ضروری کام سے ہوا اور ضروریات علوم
مین داخل ہوا تو کیا اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد
ایسی رسم کا جسمین رضاء الٰہی ہو اور برکت اور نور ہو
سو وہ شرع ہے اور ملت اور ان انفسارات سے
کعبہ شریف ہے۔ اور یہ یون ہوا کہ لوگ پہلے زمانہ
حضرت ابراہیم سے مشغول ہوئے عبادت
گاہون اور کنیسہ بنانے مین بنایا مکان آفتاب کے
نام پر بیچ وقت غلبہ روحانیۃ آفتاب کے اور
اسی طرح ماہتاب اور باقی سیارون کے
اور یہ گمان کیا کہ جو شخص داخل ہو جس مکان مین
اوس ستارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروری ہوگیا اور توجہ اسکی طرف
امر بے قید جبتک نہ مقرر ہوئے کوئی جہت اور کوئی جگہہ امر بعید کے
مانند تو نازل ہوا حضرت ابراہیم کے قلب پر مقابل مین اسکے جو کچھ زمانہ
تھا اُنھون نے جو جائے اس امر کے واسطے [illegible]
مناسب سمجھے کہ وہان قوائے افلاک عناصر بقا کے مقتضی ہون
اور جاذب ہون لوگونکی دلونکی اوسکیطرف اور مقرر کئی اوسکی تعظیم کیواسطے
طریقے اور وضعین اور تدلی کی اونکی طرف اوسکے لازم ہونیکے ان پر
یہ جان لینا چاہیے کہ شریعت عادات مین جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ
کی حکمت ہے کہ اللہ دیکھتا ہے کہ انکی عادتین کتنی جو بری ہوتی ہین
اونکو منع فرما دیتا ہے اسی طرح وحی تلاوت کی گئی منعقد ہوتی ہے
الفاظ اور کلمون اور اسلوبون مین جو ذہن مین اس شخص کے ہین
جسکی طرف کیجاوے اسیواسطے اللہ نے عرب والون کو عربی مین وحی کی اور سریانی

باللغة السريانية وكذلك الرؤيا الصادقة لا يكون
الا منعقدة في الصور والخيالات المخزونة ولذلك لا يرى
الاكمه في المنام الالوان ولا الاشكال وانما منامه
اللمس والسماع والذوق والشم والوهم والاصم الذي
ولد اصم لا يسمع في منامه صوتا وانما رؤياه
البصر واللمس وغيرهما وان شئت الحق فلا ينعقد
صورة ما بافاضة غيبية في نشأة سواء كانت هذه
الافاضة عادية او خارقة للعادة الا باحكام تلك
النشأة انما يكون مشخصاتها التي منعت للشئ
الوانا واشكالا خاصة بتلك النشأة كهذا الفرس
مشخصاته كلها داخل النشأة الفرسية كان
الفرس يحتمل ان يكون طوله اربع اذرع وازيد
من ذلك وانقص فكان هذا اربع اذرع لا يزيد
ولا ينقص فهذا ليس الا في تلك النشأة لا غير
وكذلك مميزات النوع التي مايزت هذا النوع
من النوع الآخر كلها امور داخلة في النشأة
الجنسية فاذا كل فائض بهذا الوضع بخصوصية
لا بد معد من تلك النشأة خصصه
بذلك الوضع بقي ههنا شئ وهو ان ايجاد الصور
امره على الامكان والتقدير والتدلي والشعاير
امرها على المسلمات والمشهورات والامور
التي تطمئن اليها النفوس فلذلك كان لكل تدلي
لمعد من مسلماتهم اذ المراد بالتدليات ان
يطيع العباد ربهم بقلوبهم انقيادا لا يقدرون
على الزيادة عليه ثم يذل بوجوارحهم على حسب

زبان والون کو سریانی زبان ہین اور اسی طرح خواب صادق
منعقد ہوتا ہے اون صورتون اور خیالون مین جو ذہن
مین مخزون ہین اسی واسطے کور مادرزاد خواب مین رنگ
نہین دیکہتا اور نہ شکلین اوسکا خواب لمس اور سننا
اور چکہنا اور سونگہنا اور وہم ہے اور جو بہرا مادرزاد ہو
وہ خواب مین کچہہ سنتا نہین اوسکا خواب دیکہنا اور چہونا
وغیرہ ہے اور جو تو سچ پوچہے تو کوئی صورت نہین منعقد
ہوتی افاضہ غیبیہ کے ساتہہ عالم مین برابر ہے کہ ہو یہہ
افادہ عادیہ یا غیر عادیہ مگر موافق حکمون اوس عالم کے
بیشک وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہین
خاصہ ہین اس عالم کی جس طرح یہ گہوڑا کہ کل مشخصات اوسکے
داخل ہین عالم فرسیہ مین جیسے گویا گہوڑا احتمال ہے یہ کہ طول
اوسکا چار ہاتھ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ
چار ہاتھ نہ زیادہ ہونگے نہ کم تو یہ نہونگے مگر اوسی عالم
مین نہ اور جاے اور اسی طرح نوع کے ممیزات جنسے یہ نوع
دوسری نوع سے ممیز ہے سب امور داخل ہین عالم جنسیت
مین پس اب ہر فائض ساتہہ اس وضع کے اپنی خصوصیت کے
ساتہہ اوسکے واسطے ضرور ہے معد اوس عالم سے جسنے خاص کیا
ساتہہ اس وضع کے باقی رہی یہان ایک بات وہ یہ ہے
کہ ایجاد صورتونکا تو امر امکان اور تقدیر پر ہے اور تدلی اور شعایر کا
امر مسلمات اور مشہورات پر اور اون امور پر جنسے طمینان نفوس ہو
اسی واسطے جو تدلی ہے اوسکے واسطے معد ہین اونکے مسلمات سے اور مراد
تدلیات سے یہ ہے کہ بندے اپنے رب کی بندگی
دل سے کرین اس طرح سے کہ اوسکے زیادہ کرنے پر قادر
نہون پہر اپنے اعضا کے اوس کے موافق عادت ڈالین

ذلك فاذا اقتضت المقتضيات ان يكون انسان عشرة اذرع جعل كذالك لانه ممكن وان لم يكن مشهوراً يطمئن اليه القلوب واما الشرايع والتدليات فكلها على موافقة المشهور والمسلم نعم هنالك بركات تميز الصدق من المين الحق من الباطل وربما يختلج فى قلبك ان كل تدلى لابد ان يكون فيه خرق العادات فكيف يوافق المشهور فنقول لا تقف على الامر المجمل المطوى على غره بل فحص الامر فاصل الشئ على العادة لا يجاوزها ما كان الرسول ملكا ولا كان الكتاب عجميا ولا كان البيت من نور ولكن يظهر عليه بركات لا توجد فى غيره فبالبركات تخرق العادة لا بالاصل وكان كفار قريش لم يفهموا حكمة الحق فى الفرق بين هذين الامرين فكانوا يقترحون ان يكون الرسول ملكا وقالوا ما لهذا الرسول ياكل الطعام ويمشى فى الاسواق فرد الله عليهم مقالتهم وفضح اعتقادهم الفاسد ولكن انما كانت صورة غلبة الرسول ان يكون معه ملك ليشهد له او ينزل اليه من السماء كتاب وهم يرونه بابصارهم كما صرح الحق فى صورة الفرقان وغيرها بل كانت صورة غلبة الملوك بالمجاهدات والحروب وهذه قضية قضى بها الوجدان ووجدنا السنة والقران مبينين لها ولفروعها لا فى مسئلة واحدة بل فى مسايل كثيرة والحمد لله اولا وآخرا

مشهد عظيم

پس جس وقت مقتضیات تقاضا کرین کہ انسان دس گز کا ہو ایسا ہی کرین کیونکہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہین دلون کو اطمینان آجائے لیکن شرایع اور تدلیات موافق مشہور اور مسلم کے ہین ہان یہان برکتین ہین تمیز صدق کی جھوٹ سے اور حق کی باطل سے اور بسا اوقات تیرے دل مین کھٹکے یہ بات کہ ہر تدلّی مین ضرور ہے خرق عادت تو کیونکر مشہور کے موافق تو ہم کہتے ہین کہ امر مجمل پیچیدہ پہ ٹھہر نجا اوس کی پیچیدگی پر بلکہ کرید کر اوس امر کی پس اصل شے کی عادت یہ ہے اوس سے تجاوز نہین ہوتا رسول فرشتہ نہین ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجمی اور نہ گھر نور کا لیکن اوس پر برکتین ایسی ظاہر ہوتی ہین کہ اوسکے غیر مین نہین پائی جاتین تو خرق عادت برکتون سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور کفار قریش اللہ کی حکمت نہ سمجھتے تھے ان دونو امرون کے فرق مین تو اعتراض کرتے تھے یہ کہ ہو رسول فرشتہ اور کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول کھاتا ہے طعام اور بازارون مین پھرتا ہے تو اللہ نے اون کے قول کو رد کیا اور اون کے اعتقاد فاسد کی رسوائی کی اور اسی طرح نہین صورت رسول کے غلبہ کی یہ کہ فرشتہ اوسکے ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب نازل ہو — اور وہ آنکھون سے دیکھین سورہ فرقان وغیرہ مین جیسے اللہ نے اِس کی تصریح کر دی ہے بلکہ بادشاہون کے غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیون سے ہے اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اسپر حکم لگایا ہے اور ہم نے قرآن و حدیث شریف کو پایا ہے اسکا بیان کرنیوالا اور اسکے فروع کا نہ ایک مسئلہ مین بلکہ بہت مسائل مین الحمد للہ اولا و آخرا

مشہد عظیم

المشهد الرابع عشر

نفث فی روعی من قبل الملاء الاعلی اسرار عظیمة
حتی امتلأت نفسی ونسمتی بها وها انا اذکرها لک
تفصیلا فعض علیها بنواجذک اذا اردت
ان یحصل لک کمال الملاء الاعلی المتناصمین فلا
سبیل الی ذلک الا الدعاء وکثرة الاطراح بین
یدی ربک والسؤال منه بجد عزیمتک وصدق
همتک لاسیما اذا سألت منه ما انت مشتاق الی
تحصیله عقلا وطبعا وکان فیه تکملک وتکمل الناس
ورافة بعامة خلق الله فاذا رسخت ملکة الدعاء
فیک وعقلت کیف تسأل الله بصدق الهمة
انخرطت فی سلک الملاء الاعلی وقد اشار سید
نا ونبینا محمد صلی الله تعالی علیه وسلم الی ذلک
حیث قال من فتح له باب الدعاء فتح له باب الجنة
والرحمة او کما قال ومن اراد ان یحصل له ما للملأ
السافل من الملائکة فلا سبیل الی ذلک الا
الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد القدیمة
التی صلی فیها جماعات من الاولیاء واکثار الصلوة
وتلاوة کتاب الله وذکر الله باسمائه الحسنی
او باربعین اسما مما هو مشهور فهذا کله
رکن واحد فیما یقصد والرکن الثانی کثرة
الاستخارات فی الامور المهمة بان یجعل نفسه
سواء بالنسبة الی الفعل والترک ثم یسأل الحق
تبارک وتعالی ان یبین له ما فیه المصلحة ویجلس
متطهرا جامعا للخاطر ینتظر لانشراح خاطره
الی احد الجانبین ومن اعطاه الله تعالی فهم

تو میرے دل مین ملاء اعلے سے ایسے اسرار آئے کہ میرا
نفس اور نسمہ اُن سے بھر گیا اور وہ تجھسے بیان کرتا ہون
تفصیل وار خوب مضبوط پکڑ ڈاڑھون سے جب تو چاہے
کہ تجکو حاصل ہو کمال ملاء اعلی کا جو منتخاصمین ہین تو اسکا کوئی
رستہ نہین مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور
اوس سے سوال کمال عزیمت اور صدق ہمت کے ساتھ خصوصاً
جسوقت سوال کرے اوس شے کا جسکا تو مشتاق ہے
تحصیل کرنے کا عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور
اوس مین تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو اور
عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھمین راسخ ہوا
اور تو نے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے
تو پرو دیا گیا تو ملاء اعلی کی لڑی مین اور تحقیق اشارہ فرمایا ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف جہان فرماتا ہے کہ جسکے
لئے دروازہ دعا کا کھل جاتا ہے اوسکے لئے دروازہ
جنت کا کھل جاتا ہے یا فرمایا رحمت کا یا اور جو فرمایا اور جو شخص
ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل سا ہوجائے تو اسکا کوئی طریق
نہین مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدون مین
جائے جنمین بہت اولیاؤن نے نماز پڑہی ہو اور کثرت سے درود
شریف اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ کا اسماء حسنی
یا جو چالیس نام مشہور ہین اونکا ذکر اور یہ سب باتین ایک
ایک رکن ہوئین اوس قصد کے اور رکن دوسرا یہ ہے
کہ کثرت استخارہ کے مشکل امرون مین اس طرح سے کہ اپنے
نفس کو برابر کرے اس کام کے کرنے اور نکرنے مین پھر اللہ سے
سوال کرے کہ وہ ظاہر کرے جسمین مصلحت ہو اور بیٹھے باطہارت
خاطر جمعی سے انتظار مین کہ کس طرف دل منشرح ہوتا ہے اور جسکو دیا اللہ نے

نور الصلوة ونور الطهارة بحيث اذا بعد
عهده عن الصلوة او ترائمت عليه الاحداث
والجنابات او امتلأت حواسه من الالوان المرئية
والاصوات المسموعة حصلت له هيئة يعقلها
ويميزها ويتأذى منها ويتنفر بجبلته عنها فاذا
توغل في الطهارات والصلوة وجمع الحواس في
الذكر حصلت له هيئة اخرى يعقلها ويميزها ويستحسنها
اليها وينشرح بها وكانت الحالتان معلومتين
متميزتين بمنزلة المحسوسات فهو المؤمن
بالايمان الحقيقي الذي يعبر عنه بالاحسان لا اشك
في ذلك ومن عرف في ضمن الدعاء والذكر
كيفية الحضور وان لم يقدر على تجريد الحضور
من اللفظ والحرف والخيال فقد اتى بما يهمه
في باب الاحسان **مشهد آخر** رايت
في المنام الليلة العاشرة من صفر سنة اربع
واربعين والف ومائة بمكة المباركة كان الحسن
والحسين رضي الله عنهما نزلا في بيتي وبيد
الحسن رضي الله تعالى عنه قلم قد انكسر لسانه
فبسط الي يده ليعطيني وقال هذا قلم جدي
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال حتى
يصلحه الحسين فليس ما اصلحه الحسين
كما لو يصلحه فاخذه حسين رضي الله عنه واصلحه
ثم ناولنيه فسررت به ثم جيء برداء مخطط فيه
خط اخضر وخط ابيض فوضع بين يديهما
ثم رفعه حسين رضي الله عنه وقال هذا ا

نور نماز اور نور طہارت کا فہم اس طرح کا کہ جب وہ نماز سے
رہ جائے یا اوس پر بے وضو ہونا یا جنابت ہونا آجائے یا اوسکے
حواس بھر جائین رنگون سے جو نظر آئین اور آوازون سے
جو سُنے تو اوسکو ایک ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کر لے اور
اوس سے اذیت ہو اور نفرت کرے حیلہ سے اوس سے پھر مشغول ہو
طہارت اور نماز سے اور جمع کرے حواس ذکر مین تو دوسری
ہیئت حاصل ہو تو تمیز کر لے اوسکی اور اوسکو اچھا جانے اور اوس سے
خوش ہو اور یہ دونو حالتین ہون جدا جدا معلوم ہو جائین جیسے
محسوس تو وہ مومن ہے ایمان حقیقی سے جس سے عبارت احسان
ہے اس مین کچھہ شک نہین اور جو شخص دعا اور ذکر مین
کیفیت حضور پائی اگرچہ قادر نہو محض حضور پر بسبب حرف
ولفظ وخیال کے سبب وہ تحقیق اپنے ارادہ کو پہنچا احسان کے
باب مین **مشہد** مین نے خواب مین دیکھا ماہ صفر کے
دسوین تاریخ ۱۱۴۴ ایکہزار ایکسو چوالیس مکہ مبارکہ
مین کہ گویا حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے
گھر تشریف لائے ہین اور حضرت امام حسن کے
ہاتھ مین ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے پھر
اونہون نے ہاتھ بڑھایا کہ مجھکو عنایت کرین
اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہے پھر فرمایا تاکہ اسکو حسین رضی اللہ سنوار دے
یہ ویسا نہین ہے جیسا حسین رضی اللہ نے سنوارا تھا
پھر لے لیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اور سنوار دیا
پھر مجھکو عنایت کیا مین بہت خوش ہوا اوس سے پھر آئی
ایک چادر دھاری دار کہ سبز دھاری ایک سفید تھی پھر اونکے
روبرو رکھی گئی حضرت امام حسین نے اٹھایا اور فرمایا یہ چادر

والمشاہدۃ السابعۃ تحقیق شریف

رداء جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم البسنی
فوضعتہ علی راسی تعظیما وحمدت اللہ تعالی ثم
انتبہت

مشہد عظیم وتحقیق شریف

اعلموا ان الایمان بما انزل اللہ تعالی
علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ضربین ایمان
الرجل علی بینۃ من ربہ وایمان بالغیب اما الذی
ایمانہ علی بینۃ من ربہ فمثلہ کمثل رجل شہد
الامیر حین خلع علی وزیرہ خلعۃ الوزارۃ
وولاہ امور المملکۃ وبعثہ الی الناس یخبرہم
بذلک وکذا وازال الخفاء ببعثہ وکلفہم بذلک
فکل ہذا بمرأی منہ ومسمع ابصرتہ عیناہ حین
خلع وسمعتہ اذناہ حین قال ووعاہ قلبہ حین
کلف فہذا الحاضر لم یصر وزیرا لحضورہ ولا
مبعوثا الی الناس ولکن صار مکلفا علی بینۃ
ومامورا مشافہۃ واما المؤمن بالغیب فمثلہ
کمثل رجل اعمی اخبرہ بصیر بطلوع الشمس
فاستیقن بہ حتی انہ لایجد فی قلبہ نقیضا ولا
احتمالا ضعیفا ایضا ولکن جزم قلبہ انما انہ
ان البصیر اخبرہ بہ من دون توسط البصیر
والکامل من الافراد من جمع الایمانین فلہ
ارتباط بالحق الاول لایقبل التوسط ثم
من ہذا الارتباط جمیع العلوم التی انزلہا اللہ
تعالی علی انبیائہ فاستیقن بہا بل اطمأن وکان
علی بینۃ من ربہ فلیس لہ بحسب ہذا الا
رتباط ناموس یحفظہ ویمسکہ بیدیہ

ہمارے جد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہے پہر مجھکو اوڑہائے
مینے اپنے سر پر رکھے تعظیم کے واسطے اور اللہ تعالی کا شکر کیا
پہر مین جاگ گیا

مشہد عظیم تحقیق شریف

جان لینا چاہیئے کہ ایمان لانا اوس شئے پر جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا آدمی کا بیّنہ پر
اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جو ایمان بیان
پر ہے اپنے رب کی اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار
مین جائے اوسوقت کہ وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور
حاکم کردے امور مملکت کا اور اوسکو بھیجے کہ لوگون کو خبر کر دے
ایسی ایسی اور اوسکو بھیج کر اور لوگون کو مکلف کرے وہ شخص یہ
سب دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے اس نے آنکھون سے دیکھا
خلعت دینے اور کانون سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اوسی یاد ہے
جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہین ہو جانے کا وزیر حاضر
ہونے سے اور نہ مبعوث لوگون کی طرف لیکن مکلف ہو گیا
دیکھکر اور مامور ہو گیا اور جو ایمان بالغیب لائے اوسکی مثال ایسی ہے
جیسے ایک اندھا ہے اوسکو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا اوس نے
یقین کر لیا ایسے کہ اوسکے دل مین اوسکے برعکس نہین اور نہ اوسکو کوئی احتمال
ضعیف بہی لیکن اوسکے دل کو یقین ہے کہ آنکھون والے نے
خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکھون والے کے اور کامل فرد وہ نہین
وہ فرد ہے جسکو دونو قسم کا ایمان ہو اوسکو ارتباط حق سے ہے
پہلے ہی سے جسمین توسط نہین اس ارتباط سے اوس پر ترشح ہوتی ہین
وہ سب علوم جو اللہ نے نازل کیئے اپنے نبیون پر اس نے
اون پر یقین کیا بلکہ اطمینان کیونکہ وہ تھا بیّنہ پر اپنے رب کے
اس ارتباط کے موافق نہین کوئی اوس پہ کوئی فرمان
کہ اوس کی حفاظت کرے اور اوسکو روکے رکہے آگے سے

وانما حفظ الحق له وعصمته هو الذي يمسك
بيديه فهو يحس بهذا الحفظ ويرى انه لو انقطع
لما كان مستقره الا الهاوية السفلى وهو بحسبه
محقق بالعلم الالهي ووراء ذلك له تدلي بحيال و
حذو العوام كمال الايمان بالغيب والانحفاظ
بالنواميس والجزم بواسطة الخبر والانقياد
التام للمخبر الصادق والمحبة الصادقة له
فالايمانان متحققان للفرد ولكن عند شعشعان
انوار الايمان الاول قد يخفى الثاني وكنت ذات
ليلة اصلي التهجد في الحجر اذ تشعشع انوار الايمان
على بينة فغلبت وبهرت فتاملت الايمان
بالغيب فلم اجده ثم تاملته فلم اجده حتى رايتني اتحسر
عليه وتاسفت ثم بعد حين ظهر هذا الايمان
واطمأن الخاطر فتدبر **تحقیق شریف**
الاولياء كثيرا ما يلهمون بان الله تعالى اسقط
عنهم التكليف وانهم مخيرون في الطاعات ان
شاؤا فعلوها وان لم يشاؤا لم يفعلوها حكى
سيدي ابو الرضا رضي الله عنه عن نفسه انه الهم
بهذا وانه دعا الله تعالى ان يقيم عليه التكليف
وما اختار الا التمسك ولم يكن من مذهب سقوط
التكليف عن احد من خلق الله ما دام عاقلا
بالغا فراية يرى الالهام حقا ويرى مذهبه حقا
ويتحير في التطبيق واخبرت عن سيدي العم
قدس سره انه كان يخبر عن نفسه انه الهم
بسقوط التكليف وقيل له ان عبدت خوفا

اوسکو اللہ کی حفاظت اور عصمت اپنے روبرو روکے
ہوئے ہے وہ معلوم کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے
کہ اگر اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم مین ہے ٹھکانا ہے اور
وہ موافق اسکے محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اسکے اوسکے
واسطے ہی تدلی مقابل عوام کے جسکا کمال ایمان بالغیب ہے
اور حفاظت کرنے والی شریعت اور یقین بواسطہ خبر کے
اور مخبر صادق کا انقیاد پورا پورا اور اوس سے محبت
صادق پس یہ دونون ایمان کی قسمین فرد کے واسطے
محقق ہین لیکن جب پہلے قسم کے ایمان کے نور چمکتے ہین تو
دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہین اور مین ایک
رات تہجد پڑھتا تھا حرم مین انوار ایمان علے بینہ کے
چمکے اور غالب آگئے اور مین متحیر ہوا مینے سوچا کہ ایمان
بالغیب ہے تو نپایا اوسکو پھر سوچا مین نے تو اوسے
نپایا یہان تک کہ معلوم ہوا مین حسرت کرتا ہون اور
افسوس پھر کچھ دیر مین ظاہر ہوا یہ ایمان اور مجھے اطمینان آگیا
تو اسے غور کرو **تحقیق شریف** بہت اولیاؤن کو الہام
ہوتا ہے کہ اللہ تعالے نے ان سے تکلیف شرعی معاف کی تھین
اختیار ہے عبادت چاہے کرو چاہے نکرو حضرت قبلہ گاہ صاحب نے
اپنی حکایت بیان کی مجھسے کہ اونکو بھی یہ الہام ہوا اور اونہون نے
اللہ سے دعا کی کہ مجھپر شرع کی تکلیف قائم رہے اور اونہون نے سوا شرع
کے نہ اختیار کیا اونکا مذہب نہ تھا تکلیف شرعی معاف ہونیکا کسی سے
جبتک عاقل بالغ ہو کوئی بھی اونہین دیکھا الہام کو بھی حق جانتے
تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اوس کی تطبیق
مین متحیر تھے اور جناب عمو صاحب نے اپنا حال بیان
کیا کہ اونکو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف کی اگر جہنم سے ڈر کر

تحقیق شریف

من النار فانا قد اجرتك عن النار وان عبدت
طمعا في الجنة فانا وعدناك ان ندخلك اياها
وان عبدت طلبا للرضا فانا فقد رضينا عنك رضا
لا نسخط بعده فقال ربي انما اعبدك لا لشئ دون ذلك
وكان قدس سره يميل الى ان الكمل يسقط
عنهم التكليف والله سبحانه هو الذي يقيم عليهم
النواميس من غير اختيارهم وهذا اروي عن كثير
من اولياء الله تعالى والسر في ذلك عندي ان الانسان
اذا انتقل عن الايمان بالغيب بهذه النواميس
الى الايمان بها على بينة ووجد هذه العبادات
والنواميس في نفسه مثل الجوع والعطش
مما لا يقدر على تركه ولا معنى لتعلق التكليف
به لانها من الجبلة التي جبل عليها سواء كان
هذا السر واضحا منشرحا او مجملا ترشح من ذلك
على باطنه خطاب من الحق انما مثاره هذه
الحالة الاجمالية والتفصيلية ان الله تعالى اسقط
عنه التكليف وانه اختار بعد ذلك التمسك
من اختيار وقصد وانما مثل هذه الامور عندي
مثل الرؤيا يحتاج الى تعبيرها وانما تعبير هذا
الالهام حصول هذا المقام الذي هو مثار
الالهام والحق عندي ان الالهام كله حق لكن
منه الفائض عن لسان خاص ومثار معلوم
ومنه الفائض عن لسان القضاء الحاكم على الوقت
الاول متبع بحسب مقام دون مقام والثاني
هو المتبع المطلق ومن الالهام ما يحتاج الى تعبير

عبادت کرو تو ہمنے تمکو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے
واسطے عبادت کرو تو ہمنے جنت کا وعدہ کرلیا تمکو داخل کرینگے
اور ہماری رضا کو عبادت کرو تو ہم راضی ہین کبھی غصہ نکرینگے
تو اونہون نے عرض کیا کہ یا آلہی مین تیری عبادت کسی شے
کے لئے نہین کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہ مائل تھے
اس طرف کہ کاملون سے ساقط ہوجاتی ہے اور اللہ تعالی
قائم کردیتا ہے اُن پر فرمان وشریعت اُن کے بے اختیار
کے اور ایسا ہے بہت اولیاء اللہ سے روایت کیا گیا ہی
اور میرے نزدیک اسمین یہ بھید ہے کہ انسان جب
منتقل ہوتا ہے ایمان بالغیب سے اس نوامیس سے ایمان
علی بینۃ کی طرف اور پاتا ہے اس عبادات اور نوامیس کو
اپنے دل مین مثل بھوک اور پیاس کے جسکے قادر نہین
ترک پر اور کچھہ معنی نہین اوس سے علاقہ تکلیف کے اسلئے کہ وہ تو
اوسکی جبلت ہے جسپر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سر اوسپر
واضح ہو کھلا کھلا یا مجمل ہو کہ اوسکے باطن پر ترشح ہو
اس سے خطاب اللہ تعالی کا کہ مطلوب اوسکا یہ حالت اجمالیہ اور
تفصیلیہ ہو کہ اللہ تعالی نے اوس سے تکلیف ساقط کی اور اونے بعد
اسکے تکلیف شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد و اختیار سے
اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب کی مثال ہے کہ تعبیر کی
حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کے حاصل ہونا اوس مقام کا ہے جو
الہام کا مطلوب ہے اور میرے نزدیک حق یہ ہی کہ الہام سب حق ہین
لیکن بعضے ان سے زبان خاص سے اور مطلوب معلوم سے فائض ہین
اور بعضے اونکے حکم حاکم وقت سے ہین پہلے متبع موافق
بعضے مقام کے ہین کہ اون کا تابع ہو اور دوسری قسم
متبع مطلق ہین اور بعضے الہام تعبیر کے محتاج ہین

فلا بد من استنباط رجل تام المعرفه ومن سوالا
یحتاج فتدبرها **تحقیق شریف ومشاہد**
اخری اعلم ان الارواح اذا فارقت اجسادها تضمحل
من القوة البهيمية اشياء وقويت الملكية واستقلت
بما حملت من الكمال وهذا الكمال على وجوه منها
نور الاعمال وذلك لان الملكية اذا اوجبت الى البهيمية
ان تعمل عملا من الاعمال الصالحة فانقادت البهيمية
واجتمعت بشراشرها تحت تصرفها فحصل
للملكية انشراح وللبهيمية هيئة تناسب الملكية
وهي غاية كمالها واذا تكرر ذلك مرة بعد اخرى
حصل هذا الكمال في جوهر الملكية والبهيمية
وكان خلقا لهذه النفس وديدنا وجبلة لا تنفك
عنها ابدا ومنها نور الرحمة وذلك لان الانسان
اذا عمل عملا رضي به الله تبارك وتعالى وجهه لاجله
لكونه سببا لتفريج الكروب عن الناس كافة
او لكونه سببا لتمام ما اراد الحق بتدليه في الخلق
من الهداية واشاعة النور او لكون هذه النفس
معدودة في عداد التدلي بان التفتت هذه
النفس وطمحت بجمع همتها الى التدلي واندرجت
فيه فعند اجتماع هذه الوجوه الثلثة او وجه
واحد منها يشتمله الرحمة الالهية فيظهر حينئذ
للنفس انشراح وانبساط ومنها ان النفس
اذا ذكرت جلال ربها اما بالالفاظ او بالتخيلات
كالاشغال القلبية او بالوهم الهائم الى الجبروت
وهو الذي يسميها الشرا اهل الزمان باليادداشت

تو ضرور ہے اونمین استنباط کامل معرفت والے شخص کا اور بعضے
الہام محتاج تعبیر کے نہین پس غور کرو **تحقیق شریف**
ومشاہد اور جاننا چاہیے کہ جب ارواح اجسام سے جدا
ہوتی ہین بہت چیزین قوۃ بہیمیہ کی مضمحل ہو جاتی ہین اور
قوتین ملکیہ مستقل ہو جاتی ہین جو حاصل کیا تھا کمال اور یہ کمال کئے
وجہون پر ہے اونمین سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اسلئے کہ جب
ملکیہ بہیمیہ کو الہام کرتی ہے کہ کوئی عمل نیک اعمال سے کرے تو یہ مطیع
ہو جاتی ہے بہیمیہ تمام اوسکے تصرف مین ملکیہ کو خوشی ہو جاتی ہے اور
بہیمیہ کو حاصل ہوتی ہے ایک ہیئت مناسب ملکیہ کی اور یہی اوسکا
نہایت کمال ہے اور جب یہ امر کئی بار ہوتا ہے تو جوہر ملکیہ مین
کمال حاصل ہوتا ہے اور جوہر بہیمیہ مین اور اس نفس کے واسطے یہ
خلق وعادت ہو جاتا ہے اور دیدن اور جبلت ایسی کہ کبھی ابدتک جدا نہو
اور ایک ان مین سے نور رحمت ہے یہ اسلئے کہ انسان سے اعمال رضی
ہوتا ہے اور اوسپر رحمت کرتا ہے اسلئے کہ وہ انسان اور لوگونکی
سختی دور کرنے سکی یا اسلئے کہ وہ سبب ہوتا ہے اوسکے پورا
ہونیکا جو اللہ نے خلقت پر تدلی کرنے سے چاہا ہے یعنے ہدایت اور
نور کی اشاعت یا واسطے ہونیکے اس نفس کے معدود شمار تدلی مین
کہ یہ نفس التفات کرے اور مرتفع ہو ہمت کی کوشش سے طرف
تدلی کے اور داخل ہو اس مین پس جب ملین یہ تینون وجہ جمع
ہوئین یا ایک ان مین سے ایک تو اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے اسوقت
اس نفس کے واسطے انشراح ملکی ہوتی ہے اور خوشی اور بعض ایسی یہ ہے
کہ جب انسان نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا لفظون سے
یا خیال سے جیسا کہ اشغال قلبی کا طریقہ ہے
یا وہم جو جبروت کے جاکے ہوا اور وہی
ہے جسے اہل زمانہ یادداشت کہتے ہین

حصل للنفس وخلص اليها ملكة بسيطة ولون
جبروتي وكثيرا ما يسمى ذلك نور اليادداشت ومنها
نور الاحوال وذلك لان النفس اذا كانت ممن
يتهيأ لتبدل الاحوال الخوف والرجاء والقلق
والشوق والانس والهيبة والتعظيم وغيرها
خلص الى جوهرها صفاء ورقة قوام فاذا انفكت
عن الجسد ولم يخفقها ارادات متجددة
الطبيعة فيها الوان اسماء الحق وانواره وحصلت لها
رقائق كثيرة وابتهجت بكل رقيقة فهذا
حال اكثر الارواح وبتلك الانوار تكون كمرآة ملقاة
في الشمس امتلئت نورا وضوءا او كحوض
ممتلىء ماء ضرب نور الشمس في يوم راكد الريح وقت
الهاجرة فاكتسا الماء نور الشمس اذا علمت ما قلنا
وفهمت فاعلم اني لما زرت شهداء بدر رضي الله
تعالى عنهم وقمت بحيال قبورهم سطعت
الانوار من قبورهم الينا دفعة في اول الامر
كمثل الانوار المحسوسة حتى ترددت اني ادركها
بالحس او ببصر الروح ثم تاملت فيها اي انوار هي
فوجدتها انوار الرحمة ولما زرت القبر الذي
ينسب الى ابي ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه
بصفراء والله اعلم بحقيقة الحال وجلست
حياله وتوجهت الى روحه ظهرت لي كمثل
هلال الثالثة فتاملت فيها فاذا نورها نور الاعمال
ونور الرحمة جميعا الا ان نور الرحمة اغلب واظهر
وكنت قبل ذلك بمكة المعظمة في مولد

تو حاصل ہوتا ہے نفس کو اور دوست ہو جاتا ہے اوسکا ایک
ملکہ بسیطہ اور رنگ جبروتی اور بہت لوگ اسکو کہتے ہین
نور یادداشت اور ان مین سے ہے نور احوال اور یہ اسلئے
کہ نفس جب ہو جاتا ہے اون مین سے جو تیز رو ہین واسطے
بدلنے حال خوف و رجا اور قلق اور شوق و انس و ہیبت
و تعظیم وغیرہ کے دوست ہو جاتی ہے اُس کے جوہر کی صفائی
اور رقت قوام جب وہ روح جسم سے جدا ہوئے اور اوسکو
گھبرا نلیا ارادون متجددہ نے تو اوس مین منطبع ہو جاتے ہین رنگ
اسماء الٰہی کے اور اوسکو حاصل ہوتے ہین لطافتین کثیرہ اور
وہ خوش ہوتی ہے ہر لطافت مین پس یہ احوال اکثر ارواح کا
ہے اور اون نورون سے ہو جاتی ہے مانند ایک آئینہ کے
جو دھوپ مین رکھا ہوا اور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند ایک
حوض پانی سے لبریز کے جسپر آفتاب چمکتا ہو اور ہوا ٹھیری
ہوئی ہوا اور دوپہر کا وقت ہوا اور وہ پانی نور آفتاب سے منور ہو
پس جب تمنے سمجھ لیا یہ جو ہمنے کہا تو جان لو کہ جب مین نے
زیارت کی شہداء بدر کے رضی اللہ اور مین اُن کے مزارون کے
گرد کھڑا ہوا تو اُنکے مزارون سے یکبارگی میری طرف نور چمکا ایسا نور
کہ جیسے ان آنکھونکی آگی ہی یہانتک کہ مین تردد مین تھا کہ ان آنکھون سے
دیکھتا ہون یا روح کی آنکھون سے پھر سوچا مینے کہ یہ کونسا نور ہی تو معلوم
کیا کہ یہ انوار رحمت ہین اور جب مینے زیارت کی اوس مزار کی جو
ابوذر غفاری کا مشہور ہے رضی اللہ عنہ وادی صفراء
مین حقیقت حال خدا خوب جانتا ہے جب مین بیٹھا گرد اوس مزار کے اور متوجہ
ہوا اونکی روح کا تو مجھی معلوم ہوا ایک چاند تیسری شب کا مینے سوچا تو وہ نور
نور اعمال و نور رحمت دونو جمع تھے مگر نور رحمت کا غالب اور بہت
ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ مبارکہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس
یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویذکرون
ارھاصاتہ التی ظہرت فی ولادتہ ومشاھدہ
قبل بعثتہ فرایت انوارا سطعت دفعۃ
واحدۃ لا اقول انی ادرکتہا ببصر الجسد ولا
اقول ادرکتہا ببصر الروح فقط اللہ اعلم کیف
کان الامر بین ھذا وذاک فتاملت تلک الانوار
فوجدتہا من قبل الملائکۃ المؤکلین بامثال
ھذہ المشاھد وبامثال ھذہ المجالس ورایت
یخالط انوار الملائکۃ انوار الرحمۃ

مشاھد اخری بالاجمال لما دخلت المدینۃ
المنورۃ وزرت الروضۃ المقدسۃ علی صاحبہا
افضل الصلوات والتسلیمات رایت روحہ
صلی اللہ علیہ وسلم ظاھرۃ بارزۃ لا فی عالم
الارواح فقط بل فی المثال القریب من الحس
فادرکت ان العوام انما یذکرون حضور النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوات وامامتہ بالناس
فیہا وامثال ذلک من ھذہ الدقیقۃ ولکن لان
الناس عامۃ لا یلھجون بشیء الا بما یترشح
علی ارواحہم من علم فیاخذون اما حقیقتہ
واما شبحہ فیتکلم واحد ویتلقاہ الآخر بالقبول
لما ادرک ادراکا اجمالیا ویسمعہ ثالث فیقوی
بوجہ آخر ورابع فیلبس الشبح مناسبا
وھلم جرا حتی یتفق امۃ من الناس علی ذلک
فلیس اتفاقہم فی مثل ذلک سدی فلا تزدر

مولد مبارک میں تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے درود
شریف پڑھتے تھے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو وقت
ولادت کے ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے
پہلے ہوئے تھے تو مینے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے
میں نہیں کہتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ کہتا ہوں روح
کی آنکھوں سے فقط خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھوں سے دیکھا
یا روح کے میں تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان ملائکہ کا ہے
جو ایسی مجلسوں پر موکل ہیں اور ایسی مشاہد پر اور مینے دیکھا
کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں۔

مشاہدہ جب میں داخل ہوا مدینہ منورہ میں
اور زیارت کے روضۂ مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے آپ کی روح مبارک ومقدس کو دیکھا ظاہر اور
عیاں نہ فقط بیچ عالم ارواح کے بلکہ ان آنکھوں سے قریب
قریب تو مینے معلوم کیا کہ وہ جو لوگ کہا کرتے ہیں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں اور آپ کی امامت لوگوں کی
نماز میں اور اور ایسی باتیں وہ یہی دقیقہ ہے اور اسی طرح
اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہیں لاتے مگر جو اونکی ارواح پہ
ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقتاً یا اس کی
صورت پھر ایک اوس کو بیان کرتا ہے دوسرا
قبول کر لیتا ہے وہ ادراک اجمالی اور
تیسرا سنتا ہے وہ اور وجہ سے اوسکی
تائید کرتا ہے اور چوتھا اور صورت
مناسبہ اسی طرح اور یہاں تک کہ اس
امر پر ایک جماعت متفق ہو جاتی ہے اور ان کا
اتفاق ایسے امروں میں مہمل نہیں ہے پس حقیر نسمجھ اکثر کے

المشهورات العوام ولئن تفطن باسرار مايليهم
ثم توجهت الى القبر الشارح المقدس مرة بعد
اخرى فابن صلى الله عليه وسلم فى رقيقة بعد
رقيقة فتارة فى صورة مجرد العظموت والهيبة
وتارة فى صورة الجذب والمحبة والانس والانشراح
وتارة فى صورة السريان حتى اتخيل ان الفضاء ممتلئ
بروحه عليه الصلوة والسلام وهى تتموج فيه تموج
الريح العاصفة حتى ان الناظر يكاد يشغله
تموجها عن ملاحظة نفسه الى غير ذالك
من الدقائق ورأيته صلى الله عليه وسلم فى اكثر
الامور يبدى الى صورته الكريمة التى كان عليها مرة
بعد مرة مع الى طامح الهمة الى روحانيته لا
الى جسمانيته صلى الله عليه وسلم فتفطنت ان
له خاصية من تقويم روحه بصورة جسده عليه
الصلوة والسلام وانه الذى اشار اليه بقوله ان
الانبياء لايموتون وانهم يصلون ويحجون فى قبورهم
وانهم احياء الى غير ذالك ولما سلمت عليه قط
الا وقد انبسط الى وانشرح وتبدى وظهر
وذلك لانه رحمة للعالمين **مشهد آخر**
لما كان اليوم الثالث سلمت عليه صلى الله عليه
وسلم وعلى صاحبيه رضى الله عنهما ثم قلت
يارسول الله افض علينا مما افاض الله عليك
جئناك راغبين فى خيرك وانت رحمة للعالمين
فانبسط الى انبساطا عظيما حتى تخيلت كان
عطافة ردائه لفتنى وغشيتنى ثم غطنى

شہورات کو لیکن ہمین غور کرکے جو اون کی زبان پر آیا او سکا
اسرار کیا ہے پہر متوجہ ہوا روضۂ مقدسہ بلند کی طرف بار
بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لطافت در لطافت
مین کبہی تو فقط صورت عظموت وہیبت مین اور کبہی صورت جذبہ و
محبت مین اور انس و انشراح مین اور کبہی صورت سریان مین کہ
مین خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بہری ہوئی ہے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے روح مقدس سے اور روح مبارک موجین مار رہی ہے
مانند ہوائے تیز کے یہانتک کہ دیکہنے والا اوسکی تموج کو دیکہکر
عنقریب ہے کہ اپنے تئین بہول جائے سوائے اسکے اور لطافتین
اور مینے دیکہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور مین اوسی
صورت متشکلہ مین جسمین آپ تھے بارہا باوجودیکہ میری کمال
آرزو تہی کہ روحانیت مین دیکہون جسمانیت مین نہ دیکہون آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو تب دریافت ہوا کہ آپکا خاصہ ہی روح کو
صورت جسم مین کرنا صلے اللہ علیہ وسلم اور یہی بات ہے جو آپ نے
فرمایا ہے کہ انبیا نہین مرتے اور نماز پڑہا کرتے ہین اپنی قبر مین
اور انبیا حج کیا کرتے ہین اپنے قبرون مین اور وہ زندہ ہین اور
جو جو فرمایا ہے اور جب مینے آپ پر درود پڑہا جبہی مجھسے
خوش ہوئے اور انشراح فرمائے اور ظاہر ہوئے اور یہ اسواسطے
کہ آپ رحمت للعالمین ہین **مشہد** جب تیسرا دن ہوا مینے سلام
پڑہا آپ پر اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر
پہر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عنایت ہو ہمکو کچھ اوسمین سے جو اللہ نے آپکو دیا ہے
ہم آپکے عطا کے شوق مین آئے ہین اور آپ رحمت للعالمین
ہین تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا یہانتک
کہ مینے خیال کیا کہ گویا چادر مبارک کے
دامن سے لپیٹ لیا اور اوڑہا لیا خوب اچہی طرح

عظمة وبتدى لى واظهر لى الاسرار وعرفنى
بنفسه وامدنى امدادًا عظيمًا اجماليا وعرفنى
كيف استمد به فى حوائجى وكيف يرد هو الى
من يصلى عليه وكيف ينبسط الى من اطرى
فى مدحه والح عليه فرايته عليه الصلوة و
التسليمات قد صار من جواهر روحه ودينان
نفسه وجبلته وفطرته مظهرية للتدلى العظيم
المنبسط على وجه البشر حتى لايكاد الظاهر
يتميز من المظهر وهذا التدلى العظيم هى
التى تدعى عند الصوفية بالحقيقة المحمدية
وهى التى يصفونها بانها قطب الاقطاب
ونبى الانبياء ولكنها ابن هذا التجلى فى البشرية
البشريةفلما انعقدت حقيقة فى المثال
متوجهة الى الخلق سميت حقيقة محمدية قطبا
ونبيا وهى تتحد مع كل من بعث الى الخلق ثم اذا تم
امر البعثة وتوجه المبعوث الى رحمة ربه وادبر على
الخلق انفكت عنه واما سيدنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم فلما كان مندرجا فى اصل بعثته ان يكون
شهيدا يوم القيمة شفيعا يومئذ متمهلا من الله
للعصاة من خلقه ولطفه بالنسبة اليهم
المخرج رحمته عليه الصلوة والسلام همة عظيمة
تقتضى شمول الرحمة اياهم وخلوص ملكيتهم
عن بهيميتهم فيكون معه الرحمة الله وجوده
بالنسبة الى اوليك الاقوام وذلك كخلقه قوى
التناسل ليبقى النوع ولكن الله خلق فى كل نوع

اور ظاہر کیے مجھپر اسرار اور پہچنوائے مجھے خود اور امداد
کی مجھکو امداد اجمالی بہت بڑی اور بتایا مجھکو کہ کس طرح لیجے اپنی
حاجتون مین مدد چاہون اور کسطرح وہ جواب دیتے ہین جب آپ پر
کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہین جو آپکی مدح مین کوشش
کرے یا آپسے الحاح کرے پس دیکھا مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ و
سلم کو کہ آپکے جوہر روح اور دین نفس و جبلت و فطرت کے
سبب ہو گئے مظہر تدلی سے ایسے جو تدلی عظیم اور منبسط ہے
جہت بشر پر جسمین ظاہر اور مظہر کی تمیز نہین ہوتی اور یہی تدلی
عظیم ہے وہ جو صوفیہ کی رائے مین حقیقت محمدیہ ہے
اور اسی تدلی سے مراد ہوتے جو کہتے ہین قطب الاقطاب
اور نبی الانبیا اور کنہ اوسکا ہے ظہور اس تجلی کا بشریت مین
بس جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال مین متوجہ خلقت
کی طرف تو اوسکا نام حقیقت محمدیہ رکھا جاتا ہے اور قطب
اور نبی اور وہ اوس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جائے خلقت
کی طرف جب وہ امر ہو چکتا ہے اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے
رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے جدا ہو جاتی
اوس سے مگر ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو داخل ہے
اصل بعثت مین اس امر مین کہ قیامت کے دن شہید ہون اور شفیع
ہون گناہگارون کے اللہ کے لطف سے اور ظاہر ہو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ ہمت عظیم کہ شمول رحمت کی
مقتضی ہے اون پر اور ملکیتہ حاصل کرنے کو بہیمیہ
سے تو کہو رحمت آلہی کے واسطے آپکا
وجود معہ نسبت اون لوگون کے
اور یہ ایسا ہے جیسے قوتین تناسل کے
بقائے نوع کے واسطے اور اسیطرح خلقت ہر نوع مین

ما یفیدہ عند ما ینوبہ النوائب لم یزل صلی اللہ علیہ
وسلم ولا یزال متوجہا الی الخلق مقبلا الیہم بوجہہ
فلذلک کان احق الانبیاء بحلول ہذہ الحقیقۃ
المثالیۃ فیہ واتحادہا معہ بحیث لا یتمیز الظاہر
من المظہر فکان عینہا لا یطرء علیہ الانفکاک
وہذا احد معنی ہذا البیت المشہور ؎

افلت شموس الاولین و شمسنا
ابدا علی افق العلی لا تغرب

فاتحادہ بہذہ الحقیقۃ ابصرتہ ببصر روحی ولمیۃ
الاتحاد تفطنت بہا ورأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم
مستقرا علی تلک الحالۃ الواحدۃ دائما لا یزعجہ
فی نفسہ ارادۃ متجددۃ ولا شیء من الدواعی
نعم لما کان وجہہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الخلق
کان قریبا جدا من ان یرتفع انسان الیہ بجہد ہمتہ
فیغیثہ فی نائبتہ ویفیض علیہ من برکاتہ
حتی یتخیل انہ ذو ارادات متجددۃ کمثل الذی یہتم
اغاثۃ الملہوفین المحتاجین وتاملتہ علیہ الصلوۃ
والسلام الی ای مذہب من مذاہب الفقہ
یمیل لا تبعہ واتمسک بہ فاذا المذاہب کلہا عندہ
علی السواء لیس علم الفروع فی حالتہ ہذہ من دیدن
روحہ الکریمۃ انما الداخل فی جوہر روحہ اصل علم
الفروع وہو عنایۃ الحق بنفوس البشر من جہۃ
اعمالہم واخلاقہم واصلاحہا وہذا اصل لہ
فروع واشباح یختلف باختلاف الزمان فالداخل
فی جوہر الروح ہذا الاصل فلذلک کان نسبۃ

اوس چیز کے جو اوسے مفید ہو بروقت پیش آنے حادثہ کے ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہین خلقت کی طرف اور منہ کئے ہوئے اونکی طرف اسی واسطے سب نبیون سے حقدار زیادہ ہین واسطے حلول اس حقیقت مناسبہ کے اپنی مین اور اوسکے اتحاد سے اپنی ساتہہ اس حیثیت سے کہ ظاہر اور مظہر مین تمیز نہین گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے حقیقت ہین کہ جدائی ہی نہین اور یہ بہی ایک معنی ہین اوس بیت مشہور کے آفلت شموس الاولین وشمسنا ؎ ابدا علے افق العلے لا تغرب ؎ تو اتحاد اسکا اس حقیقت سے مین نے اپنی روح کی آنکھ سے دیکھا اور اوسکا سبب اور مین نے معلوم کیا اوسے اور دیکہا مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قایم ہمیشہ اسی حالت واحدہ پر کہ وہان سے نہین ہٹاتا اونکو ارادہ متجددہ اور نہ کوئی داعیہ کسی شے کا ہان جسوقت آپ متوجہ ہوتے ہین خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہین کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریادرسی کرین اوسکی مصیبت مین یا اوسپر برکتین فائض فرمائین ایسی کہ وہ خیال کرے کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہین جیسے کوئی شخص مظلومون محتاجون کی فریادرسی مین مصروف ہو اور مینے غور کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مذاہب فقہ مین کس مذہب کیطرف مائل ہین کہ مین بہی وہی مذہب اختیار کرون تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپکے نزدیک برابر ہین علم فروع ایک حالت مین نہین آپکی روح مبارک کے دیدن سے آپکی جوہر روح مین علم فروع کے اصل ہے وہ کیا عنایت حق کی نفوس بشریہ پر انکے اعمال واخلاق کی جہت سے اور اوسکی اصلاح اور اصل یہ ہے اور اسکے فرع اور صورتین ہین مختلف ہوتی ہین وقت اختلاف زمانہ کے پس داخل جوہر روح مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ اصل ہے اسیواسطے آپکے نزدیک

المذاهب على السواء لا تمييز عنده مذهب من
مذهب لأن كل مذهب يحيط بما يجب من
امهات الفقه في الدين المحمدي وان اختلف فلو
احد لم يقتف واحدا من المذاهب لم يكن له صلى
الله عليه وسلم سخط بالنسبة اليه الا بالعرض
وهو ان يتفق اختلاف في ملته وتقاتل بين الناس
وفساد ذات البين وهذا اشد ما يسخط عليه
ولكني رأيت الطرق كلها عنده على السواء مثل
المذاهب ويجب التنبيه بعد ذلك على نكتة
وهي انه رب رجل يكون عنده ان النبي صلى الله
عليه وسلم يختار المذهب الفلاني وانه الحق المطلوب
ثم يقصر فيه فينعقد في قلبه اعتقادات قصر
في جنب الله ورسوله فيأتي رسول الله صلى الله
عليه وسلم ويقف عنده فيجد بينه وبين النبي
صلى الله عليه وسلم بابا مسدودا لا ينفتح فيقول
هذه معاتبة منه عليه الصلاة والسلام على
تقصيري والتحقيق انه اتاه بصدر ممتلئ مخالفة
وانكباحا فانسد باب الفيض من جهة سوء
القابلية وقد يزعم الانسان ان الخروج عن المذاهب
المدونة خروج عن ربقة التقليد للشرع والا
نقياد لحكم الله وان ليس هنالك طريقة مضبوطة
غيرها فيكون الخروج عنها عنده مرادفا وملا
زما للخروج عن ربقة الانقياد فيتفطن بان النبي
صلى الله عليه وسلم معاتب عليه وامثال هذه
الشبهات كثيرا ما يقع للطالب ويجب التنبيه

سب مذہب برابر ہین ایک سے دوسرا جدا انہین معلوم ہوتا اسلیے
کہ ہر مذہب محیط ہوتا ہے اوس شے کا جو واجب ہے امہات
فقہ دین محمدی مین اگرچہ مختلف ہو لیس اگر کوئی متبع ایک مذہب کا نہو
مذہبون سے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسکی نسبت ناراض
نہین مگر اوس صورت مین جب دین مین اختلاف او جنگ و جدل اور
فساد کا موجب ہو لوگون مین آپس مین اور یہ امر آپکی نہایت
غصہ کا موجب ہے اور واجب ہے آگاہ کرنا اسکے بعد ایک نکتہ سے
وہ یہ ہے کہ بعض آدمیون کے یہ ذہن مین ہوتا ہے کہ وہ مذہب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق اور مطلوب ہے
پھر اوسمین قصور ہوجاتا ہی تو اوسکی اعتقاد مین جم جاتا ہی کہ یعنی قصور
کیا اللہ اور رسول کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی حضور مین اور دیکھتا ہے اپنے مین اور رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم مین دروازہ بند ایسا کہ نہین کھلتا تو کہتا ہی کہ یہ عتاب ہے
آپکا صلے اللہ علیہ وسلم میری تقصیر سے اور تحقیق یون ہے کہ
وہ حاضر خود ہے ایسا ہوا ہے کہ سینہ مخالفت سے بھرا ہوا ہے
اور رکاوٹ سے پس بند ہوا ہے دروازہ فیض کا
قابلیت نہونے سے اور کبھی گمان کرتا ہی انسان
کہ تقلید کو چھوڑنا شرع کی پیروی کا چھوڑنا ہی
اور تابعداری نکرنی ہے اللہ کے حکم کی
اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہین
پس اوس سے نکلنا اوس کے نزدیک
برابر ہے شرع کے انقیاد سے نکلنے
کے اس سبب وہ جانتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اوسپر
عتاب ہے اور ایسے ہی ایسے شبہ بہت ہین کہ طالب
کے دل مین آتے ہین اور یہہ بھی ضرور ہے

ايضاً علمني ان ناساً يدخلون المدينة المنورة
فيرون اهلها على اعمال غير مرضية عندهم او في
نفس الامر فيبغضونهم ويضمرون حقداً ثم
يدخلون الروضة المقدسة ويواجهون فاذا جاء
وقت الصفاء والخلوص ترشح من الحقد مرارة فانكدر
حالهم فاياك ثم اياك ان يصدك من هذا النور
الاتم عليه الصلوة والسلام امثال هذه الامور
ورأيته عليه الصلوة والسلام لابساً لباس العظموت
والتشبه بالجبروت وله رقائق كثيرة بحسب
تعدد كمالاته وتوجه الناس اليه باستعداداتهم
وامدني عليه الصلوة والسلام في ذلك المجلس مدداً
اجمالياً تفصيله المجددية والوصاية والقطبية
الارشادية واعطاني قبولاً وجعلني اماماً ورضي بي
طريقتي ومذهبي اصلاً وفرعاً لجميع الناس
بل لناس مخصوصين فطرتهم فطرة التحقيق
بشرط ان لايكون سبباً للاختلاف والتقاتل فهذه
النكتة يجب ان ينتبه بها كل من اخذ مذهبنا
اصلاً وفرعاً وطريقتنا سلوكاً ثم اردت ان اسأله
عن مسائل مبادي الوجود ومراتب الجود والفناء
والبقاء فاذا هو عليه الصلوة والسلام متوجه
بالكلية الى التجلي المذكور فكلما اردت ان
اسأله منعني استغراقي في كيفية حاله عن سؤالي
وعلمني ان اجلس بين يديه فاسأل ربي بلساني
الذي يحذو حذو الملأ الاعلى ثم التفع بنوره
جداً ثم اسأل ثم التفع ثم اسأل وهلم جرا فعند

آگاہ کرنا کہ جب لوگ مدینہ منورہ مین داخل ہوتے ہین اور
وہان کے لوگون کے اعمال اپنے نزدیک برے دیکھتے ہین
یا وہ اعمال نفس الامر مین برے ہوتے ہین تو اونسے بغض و کینہ
رکھتے ہین پھر جب روضہ مقدسہ مین حاضر ہوتے ہین اور اودھر
متوجہ ہوتے ہین او صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو
اوس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے اونکا حال مکدر ہو جاتا ہے خبردار
خبردار اس سے بچنا کہ اوس نور اتم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی امور
روکتے ہین۔ اور مین نے دیکھا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
عظموت کا لباس اور تشبیہ بالجبروت کا پہنے ہوئے اور آپکی
بہت لطافتین ہین موافق شمار آپکے کمالات کے اور لوگون کا
متوجہ ہونا اپنی استعدادون کے موافق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم نے اوس مجلس مین میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اوسکی
مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے اور مجھکو
قبولیت عطا ہوئی اور کیا مجھکو امام اور اچھا فرمایا میری طریقہ
اور مذہب کو اصلاً و فرعاً لیکن سب کے واسطے نہین بلکہ واسطے
خاص خاص لوگونکی جنکی فطرت مین تحقیق ہی اس شرط پر کہ وہ سبب
اختلاف اور زد و کشت کا نہو اس نکتہ سے واجب ہے آگاہ ہونا اوسے
جو ہمارا مذہب اور طریقہ اختیار کرے اصلاً و فرعاً پھر مینے چاہا کہ
دریافت کرون آپسے مسایل مبادی وجود اور مراتب جود او فنا اور
بقا تو مینے دیکھا کہ آپ بالکل متوجہ ہین اوس تجلی مذکور کیطرف
جب مین چاہتا تھا کچھ پوچھون تو میرا استغراق آپکی کیفیت حال مین
مجھکو روک دیتا تھا اور مجھکو سکھایا آپنے کہ آپکے روبرو بیٹھون
اور اپنے رب سے سوال کرون اوس زبان سے جو ملاء اعلی کی طرف سے
پھر مجھکو نور نے لپیٹ لیا پھر سوال کیا پھر لپیٹ لیا
پھر سوال کیا غرض اسی طرح پھر اوس وقت

ذلک یختلط سوالی وهمته العلیا فیصیب الیهم
نلمحلی ورأیته مستقرا علی حالة واحدة من حفظ
صورته الکریمة وکونه عیبة وکن شاق وقایة ووعا
للتدلی من کونه متوجها الی الخلق لابسا لباس عظمته
وفیه من القبول والجذب والالفة ما لا یحصی ولا
یدرک انتهاءه فاذا توجه الیه انسان بجهد همته
ولا ارید الانسان العالی الهمة فقط بل کل ذی لبس
یشتاق الی شیء ویتوجه الیه بقصده وشوقه فانه
یتدلی الیه وهذا رد السلام واجابة الصلوت
یعنی یحصل بسبب صنع هذا الانسان حالة
شبیهة بالقصد المتجدد وانا اعلمك سرا عظیما
وهو ان الحکمة فی جعل هذه النسمة المبارکة وعاء
للتدلی ان یتقرب الحق جدا الی اهل الارض حتی الی
سفلتهم ایضا وکان هذا الجود لا یتم الا بتوسط
النسمة ورأیته علیه الصلوة والسلام ینشرح
انشراحا عظیما لمن صلی علیه ومدحه ورأیته صلی
الله علیه وسلم بارزا مفیضا فیض الصحبة
کمثل المشایخ الصوفیة فی مجالس الافاضة وانا
بین یدیه وکل ما علمناه مشهد واحد من مشاهدهم
وتفطن اخی محمد عاشق لسر عجیب لا اشك
انه من افاضة الحق ان الحج کمال تام من الکمالات
ولذلك یظهر فی قلوب الحجاج ابتهاجا بانفسهم
وتبجحهم وسر المسئلة ان الوصول الی الله تبارك
وتعالی هو الکمال ولما تدلی الحق الی الخلق بنصب
الکعبة شعارا من شعائره کان الوصول الیها

مختلف ہوگیا میرا سوال اور آپکی ہمت بلند پھر تیر نشانہ پر پہنچ گیا
اور دیکھا مینے آپ کو قرار کیے ہوئے ایک حالت پر صورت کریمہ کی
حفظ پر اور اوسکی تدلی مذکور کی ظرف ہونے پر خلقت کی طرف
متوجہ پہنے ہوئے لباس عظمت کا کہ اوس مین قبول اور
جذب ہے اور الفت بے شمار کہ اوسکی انتہا نہین دریافت
ہوسکتی جسوقت متوجہ ہو آپکی طرف کوئی انسان کوشش
ہمت سے اور میری مراد انسان عالی ہمت سے فقط
نہین بلکہ کوئی ہو کہ مشتاق کسی شے کا ہو اور آپکی طرف
متوجہ ہو اوس شے کے قصد سے اور شوق سے تو آپ
تدلی کرتے ہین اوس کی طرف اور یہ ہی ردّ سلام اور اجابت
درود یعنی حاصل ہوتی ہے بسبب اوس توجہ کے ایک
حالت کہ شبیہ ہے قصد متجدد سے + اور مین بتاؤن تجھکو
ایک سر عظیم وہ یہ ہے کہ حکمت اس نسمہ مبارکہ کی ظرف
بنانے مین واسطے تدلی کے یہ ہے کہ اللہ کا بہت قریب اہل زمین سے اور
جو ان سے نیچے ہین اور یہی ہے کہ یہ جود تمام نہونا تھا مگر واسطے
سے اسی نسمہ کے اور دیکھا مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
بہت خوش ہوتے اوس شخص سے جو آپ پر درود پڑھے اور آپکی
مدح اور مینے دیکھا آپکو ظاہر فیض صحبت پہنچانیوالا مانند مشائخ
صوفیہ مجلس افاضت مین اور مین آپکی حضور مین ہون اور یہ سب
جو مینے بتایا ایک مشہد ہی مشہد ون مین سے اور بھائی محمد عاشق کو خوب معلوم
ایک سر عجیب مین یقین کرتا ہون کہ حق کی طرف سے ہے وہ یہ کہ حج ایک پورا کمال ہے
اور کمالون سے اور اسیواسطے حاجیون کے دل مین بہت خوشی ہوتی ہے اور
اس مسئلہ کا ستر یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالی کا وصول ہی تو کمال ہے اور
جب تدلی کی اللہ نے خلقت کی طرف کعبہ شریف کے قائم کرنے
سے اور اسکو شعائر اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ شریف کا وصول اللہ کا

سبحانه وصول الی الحق بحسب المسافة فالوصول
الی الله علی وجوه والوصول بالمسافة قد ینتهی بالحج
والله اعلم. **مشهد آخر** سألته صلی الله
علیه وسلم عن معنی قوله کنت نبیا وآدم منجدل
بین الماء والطین وما کان هذا السؤال بلسان
المقال ولا الاخطار بالبال بل ملأت روحی شوقا
ونزوعا الی هذا السر ثم الصقتها بجنابه اشد ما
اقدر فامتلأت منه بصورة مثالیة فأرانی صورته
الکریمة المثالیة قبل ان یوجد فی عالم الاجسام
ثم ارانی کیفیة انتقاله الی هذا العالم من عالم
المثال وارانی اشباح الانبیاء المبعوثین وکیف
افیض علیهم النبوة من حضرة التدابیر حذو ما
افیض علیه فی عالم المثال من تلك الحضرة وارانی
اشباح الاولیاء وکیف یفاض علیهم العلوم
والمعارف بعده فوضح لی الامر واستبان ووعیت
عنه ما افاض علی من الصورة المثالیة وفطنت
بما اراد فی تلك الافاضة فها انا افسر لك ما فطنت
اعلموا ان الله تبارك وتعالی له تدلیا عظیما متوجها الی
الخلق منه یهتدون والیه یلجأون وهذا التدلی له
فی کل برهة من الزمان شأن فیبرز الی الخلق
بروزة بعد بروزة وکلما کان بروزة ظهر فی العالم
عنوان لتلك البروزة وهو الرسول المبعوث الی الخلق
بالامر والنهی والتکلیف فالرسول وما اتی به عنوان
وتلك البروزة حقیقة فاذا ابرز بروزة ظهر فی الناس
علوم ومعارف تناسب تلك البروزة وان لم یعلموا

وصول ہوا بحسب مسافت اور وصول الی اللہ بہی بہت
وجہوں پر لیکن وصول بالمسافت حج سے منتہی ہوا واللہ اعلم
مشہد میں نے سوال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس
حدیث شریف کے معنے جو آپنے فرمایا ہے کہ ابہی آدم علیہ السلام
آب و گل تھے کہ میں نبی تھا اور میرا یہ سوال زبان مقال سے نہ تھا
اور نہ دل کے خطرات سے بلکہ اس سر کے شوق و آرزو سے میری
روح بہری ہوئی تہی پہر میں چمٹ گیا اوس جناب سے بہت اپنی
طاقت کے موافق پہر میں بہر گیا اوس جناب سے ساتہہ صورت
مثالی کے پس آپنے دکھائی صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم
اجسام کے پائی جاتی ہے پہر دکہائی مجہکو کیفیت اس عالم میں آنیکی
عالم مثال سے اور دکھائیں مجہکو صورتیں انبیاء مبعوثین کی
کہ کسطرح اون پر افاضہ ہوئی نبوۃ حضرت تدبیر سے مقابل اوسکے
جو ملے آپکو عالم مثال میں اوس حضرت سے اور دکھائیں مجہکو صورتیں
اولیاء کی اور کسطرح اونکو ملے علم و معرفت بعد اوسکے تو مجہکو حال معلوم
ہوگیا اور ظاہر ہوگیا اور میں ظرف بنگیا اوس چیز کا جو مجہکو ملا
صورت مثالیہ سے اور میں نے جان لیا جو آپنے اس افاضہ میں چاہا میں
اب بیان کرتا ہوں تمسے جو میں سمجہا جاننا چاہیے کہ اللہ تبارک تعالی
کی تدلی عظیم خلق کیطرف متوجہ ہے اوسی سے سب ہدایت پاتے ہیں اور
اسی کی التجا کرتے ہیں اور اس تدلی کی ہر ایک زمانہ میں شان ہے کہ
خلقت کی طرف ظہور کرتی ہے ایک بعد ایک کے اور جب ظاہر ہوتا ہے کوئی
ظہور تو عالم میں اوس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے وہی رسول بہیجا گیا
ہوتا ہے خلقت کی طرف اللہ کے امر و نہی شریعت کے ساتہہ تو وہ
رسول اور وہ احکام عنوان ہیں اور وہ ظہور حقیقت جب کوئی ظہور
ہوتا ہے تو لوگوں میں علم و معرفتیں مناسب اوس
ظہور کے ہوتے ہیں اگرچہ لوگ نجانیں

انها فائضة منها وانها تناسبها والذين ظهر
عليهم هذه العلوم والمعارف ان كانوا ممن
اعتنوا بالاستنباط من كلام الرسول فهم الا
حبار والرهبان وان كانوا ممن لا يعتنون بذلك
وانما همتهم اخذ العلم من الله تبارك وتعالى
فهم الحكماء المحدثون اهل الحكمة الربانية
فالقومان جميعا آخذان من تلك الينبوع علموا
اولم يعلموا وهذه هي المنة العظمى لاخبار الرسول
فانه لا يسمعه الا قوم دون قوم فلما اراد الله تعالى
ان يخلق آدم عليه السلام ليكون ابا النوع البشر
فارادة خلقه انما هي ارادة خلق البشر جميعا
تحركت الارواح البشرية الى المثال المناسب
بالاجسام فهيكل نبينا صلى الله عليه وسلم
اي هيكله المثالي امكن من نفسه لانطباق
هذا التدلي بحسب دنو من البرزات فانطبق
عليه شبيها من انطباق الكلي على الجزئي وذلك
لسابق عناية الله بالناس ليوجد لهم غياث
يعد لفيضان رحمة الله يوم الحشر ولعقد التشريع
عليهم وذب دوي فاسدة عنهم اذا احتاجوا
الى ذلك اشد حاجة فهذا معنى كونه صلى الله
عليه وسلم نبيا قبل تسوية آدم عليه السلام
ثم لما وجدت اشخاص البشر واختلف طرقهم
فمن مفرط ومن مفرط اقتضى التدبير الالهي
ان يسوى امرهم فانطبق التدلي على رجل من
هؤلاء الاشخاص فاوحي اليه ما فيه صلاح قومه

کہ وہ فائض ہین اوس ظہور سے اور اوسکے مناسب ہین اور
جن پر یہ علم ظاہر ہوتے ہین اور معرفتین اگر وہ ایسے لوگ ہین کہ کلام
رسول سے استنباط کر سکتے ہین تو اونکو احبار کہتے ہین اور رہبان
کہتے ہین اور اگر وہ لوگ ایسے نہین ہین اور اون کی ہمت ہی علم
حاصل کرنا اللہ تبارک تعالیٰ سے تو وہ لوگ حکما محدث اہل حکمت
ربانی ہین تو دونو فرقے اوس ظہور سے علم حاصل کرتے ہین
اس بات کو جانین یا نجانین اور یہی بڑا احسان ہے نہ اخبار
رسول کہ اوسکو کوئی قوم سنتے ہے کوئی نہین سنتی تو جب اللہ نے
چاہا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کریے کہ وہ نوع بشر کے باپ
ہون تو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ بیشک سب
نوع بشر کے پیدا کرنے کا ارادہ ہے ارواح بشریہ نے حرکت
کی مثال مناسب کی طرف ساتھ اجسام کے تو ہیکل ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت ممکن ہوئے اپنی ذات کی رو سے
منطبق ہونیکو اس تدلی کے موافق ظہور کے ظہورات مین سے
پس منطبق ہو گئی اس پر از روئے تشبیہ کے جیسے کلی منطبق
ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سبب اللہ تعالیٰ کی سابق عنایت
کی ہے اُن پر اور لوگون پر تا کہ پایا جاوے ایسا مددگار
کہ معد ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور اُن کی
شریعت کے منعقد کرنیوالا اور واسطے ہٹا دینے کے اُنسے
امراض فاسدہ جب اُنکو اسکی حاجت ہو بہت سخت حاجت
پس یہ معنے ہین آدم سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
نبی ہونیکی پھر جب موجود ہوئے اشخاص بشری اور ان کے
طریقے مختلف ہوئے کوئی افراط کرنیوالا کوئی تفریط کرنے والا
تو تدبیر آلہی نے چاہا تو منطبق ہوئی تدلی ان شخصون مین سے ایک شخص
پر وحی ہوئی اوسپر جسمین اوسکی قوم کی صلاح ہوئی اُنکی درستی کری

وبَرز ببعثه برزة من البرزات فانما المنطبق
عليه من هذا النبي هو وجوده البشري وانما كان
في المثال حكاية انه يستعد لذلك فيفاض ما يستعد
له فاما نبينا صلى الله عليه وسلم فكان الانطباق فيه
بالفعل لا على الحكاية ثم لما وجد صلى الله عليه وسلم
في الخارج برز بها وبرز برزة من برزات التدلي
وتلك البرزة كانت مشتملة على قوى مثالية فتلبست البرزة
لباس المثال وسدّ الآفاق وما كان التدلي قبل بارزا
بلباس المثال وان كان نفس المثال لابد منه في
الموجود وانما اعني ان المثال لم يكن بين الله وبين
خلقه بحسب بروز هذا التدلي قبله عليه الصلوة
والسلام واما بعد فامتلأ الجو وامتلأت السموات
والارضون بالهيكل المثالي للتدلي فما من آخذ علم
او معرفة او حال الهيا او كمال الا وما خذه القريب
هذا الهيكل المثالي علم او جهل فكان عليه الصلوة
والسلام خاتم النبيين وانقطعت النبوة بعده
لان حقيقته عليه السلام التي بعثته كالعنوان لها
هي هذه البرزة المثالية المستطيرة اذا فهمت ذلك
تحقق عندك انه رحمة للعالمين وانه خاتم النبيين
وان الانبياء عليهم السلام انما اخذوا الفيض
عن حضرة التدلي وان كانوا في عالم الاجسام واما الاولياء
فانما ياخذونه عن برزة مثالية هي حقيقة بعثته
عليه السلام وما من شخص من اولئك
الاشخاص عن هذا السر الا ابراهيم عليه السلام
فانه نعقدت نبوته في الروح انعقادا ضعيفا

اور ظہور کیا اس کے بعثت سے ایک برزہ نے پس جز این نیست
کہ منطبق اُس شخص پر اس نبی سے وہی وجود بشری ہے اور
بیشک وہ مثال مین حکایتا تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے
اُسکے پس افاضہ کیا جاتا ہے وہ جسکی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اُسی وقت منطبق تھا کا یتہً نہ تھا
پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج مین تو ظاہر ہوا برزات
تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر
اوس برزہ نے لباس مثال کو پہنا اور درست اور سد یہ
کردیا آفاق کو اور پہلے تدلی کا بروز نہ تھا مثال کے لباس
مین اگرچہ نفس مثال موجود تھا اور تحقیق میری مراد یہ ہے کہ
مثال نہ تھی بحسب بروز اس تدلی کے پہلے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن بعد مین پُر
ہوگیا جو اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی تدلی سے
پھر جسکو حاصل ہوا علم یا معرفت یا حال الٰہی یا کمال اوسکا
ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانے یا نجانے پس ہوئے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور منقطع ہوگی آپکے بعد
نبوت اسلئے کہ حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جبکہ مبعوث
مانند عنوان کے تھے نبوت کی وہ یہی برزہ مثالیہ مستطیرہ تھا
جب تمنے یہ بات سمجھ لی تو تمکو معلوم ہوگیا کہ آپ رحمت للعالمین
ہین اور خاتم النبیین ہین اور سب انبیا کو فیض اس
تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام مین تھے اور تحقیق
اولیا نے حاصل کیا فیض برزہ مثالیہ سے کہ وہ حقیقت
بعثت ہے آنحضرت کی اور مجلو میز نہین ہوا کوئی
اُن اشخاص مین سے اس راز کے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام
کہ اُن کی نبوت عالم روح مین منعقد ہوئی ساتھ انعقاد ضعیف کے

من انعقاد نبوة نبينا صلى الله عليه وسلم فظهر
التدلي ببعثة برزخ روحه ظهورا اضعف
من ظهور البرزخ المثالية عند بعثة نبينا صلى
الله عليه وسلم ولذلك لم يكن بعده كامل نبي ولا محدث
الا في ملته وما انقطع النبوة فلما وجد نبينا ظهرت
البرزخ المثالية ظهورا بينا فانقطعت رأسا وفيضت
العلوم والمعارف فيضانا ناجحا لانها في الاكثر
منعقدة في المثال **تحقيق شريف** فان
قلت ما الحكمة في كون الناس في الزمن
الاول بعد آدم عليه السلام مائلين الى جمود الفكر
وخمود الطبيعة مخلدين الى الاحكام البهيمية لم
يستنبط احد منهم من الارتفاقات الا القليل ولا
من العلوم المحاضرة الطبيعية والالهية الا القليل
النادر مع طول اعمارهم وكثرة اعتنائهم وخوضهم
ثم لم يزل من بعد ابراهيم عليه السلام يزيد قليلا
قليلا في اليونان والروم والفارس وبني اسرائيل
والمغرب والعراق والعرب حتى وجد سيدنا
رسول الله صلى الله عليه وسلم فتح بعده العلوم
تجاوز منهم العلوم الحكمية والفنون الادبية
والمحاضرية والعلوم الشرعية بحيث لا انتهاء
لها ولا ارجاء **قلت** ان الله تبارك وتعالى تدلى تدليا
عظيما امتلاء منه السموات والارضون
وحقيقته معرفة الشخص الاكبر ربه فانه لما
عرف ربه حق معرفته وتصوره كما ينبغي
من تصوره ارتسمت في مدركته صورة كانت

تحقیق شریف

انعقاد نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوا
تدلی ساتھ بعثت برزخ روح ابراہیم علیہ السلام سے ضعیف
ظہور برزخ مثالیہ بعثت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور
اسیواسطے نہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر آن کی ملت میں اور
نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو ظاہر ہوا برزخ
مثالیہ بہت روشنی اور منقطع ہوگئی نبوت اور افاضہ ہوئے علوم
اور معرفتیں اچھی طرح اسواسطے کہ وہ اکثر میں منعقد تھے مثال میں
تحقیق شریف اگر تم پوچھو کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق میں
حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ کند ذہن و سرد طبع
و بہایم سیرت ہوئے کسی نے ارتفاقات کا استنباط نکیا
مگر قلیل آدمیوں نے اور نہ علوم محاضرت اون کو
حاصل ہوا طبیعی اور الہی مگر شاذ نادر کو باوجودیکہ عمریں
بڑی پائیں اور فکر و خوض بہت کے پھر بعد حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی تھوڑی تھوڑی بڑھتی گئی یونان
و روم و فارس و بنی اسرائیل اور مغرب
اور عراق اور عرب میں یہانتک کہ پیدا ہوئے ہمارے
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا رواں
ہوگئے اور آن سے علوم حکمیہ کے چشمے جاری ہوگئے اور فنون ادبیہ
اور محاضریہ اور علوم شرعیہ ایسے کہ جنکی انتہا ہے
نہ حد تو اوس کا یہ سبب ہے کہ اللہ تعالی کی ایک
تدلی عظیم ہے جس سے سب آسمان اور سب زمینیں پر
ہیں اور اُس کی حقیقت یہ ہے کہ شخص اکبر نے جب اپنے
رب کو پہچانا جیسا اوس کی معرفت کا حق تھا
اور اوس کا تصور جیسا چاہیے ویسا کیا اوس
شخص اکبر کے تصور سے اوسکے مدرکہ میں منتقش ہوگئی

تحکی جلال الله وعزہ علی وجهه وهذه الصور دایمة مادام الشخص الاکبر وهی منطبقة علی الله وحاکیته له اتم حکایة واوفقها بما فی نفس الامر ثم لما وجدت العناصر والافلاک فی الطبیعة الکلیة کانت هذه الطبیعة محفوظة فیها کما انحفاظ الطبیعة الارضیة فی المعدن والنبات والحیوان والانسان وکانت خواصها ومقتضیاتها وقواها ایضا محفوظة بانحفاظ نفسها ثم لما وجدت المعادن والنباتات والحیوانات والانسان کانت طبائع العناصر والافلاک محفوظة فیها ولیست هذه الا کالمرایا للظهور خواص الافلاک وحرکاتها والعناصر طبائعها وکانت الطبیعة الکلیة بما معها من القوی محفوظة فی الافلاک والعناصر فکل فرد من الانسان فی جذر فواده وجوهر نفسه واس تحقق معرفة ربه الا انها فی حجب کثیرة اذ لوح نفس الانسان عرضة لظهور حکم کل طبیعة من طبایع الامهات والمولدات وبقدر انطباع تلک الصور ینتقص صفائها ویختفی حکم نقطة التدلی الذی هو الحبل للذی تمسک به عارف ربه فتلک الحجب المتراکمة بعضها فوق بعض فمن رزق التنبه بحقیقة الحقائق وعرف انفسارها الی الطبیعة الکلیة واجزائها فمثل نور الله عنده کمشکوٰة فیها مصباح المصباح فی زجاجة الایة استنارت الحجب کلها بنور الاصل واستضاءت بضوئه وکانت له فی معرفته الا حلیة

ایک صورت عمدہ کہ یاد دلائی اللہ تبارک تعالی کی عزت اور جلال اور جب تک شخص اکبر ہے جب تک یہ صورت دایم ہے اور اللہ تعالی کو یاد دلاتی ہے بہت اچھی طرح اور بہت موافق ہے نفس الامر کے پھر جب پیدا ہوئے عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ مین تو یہ طبیعت کلیہ محفوظ تھے اوس صورت مین اس طرح جیسی طبیعت ارضیہ محفوظ ہے معدن اور نبات اور حیوان اور انسان مین اور ان کے خواص اور مقتضیات اور قوابھی محفوظ ہین ساتھ انحفاظ اپنے نفس کے پھر جب پائے گئے معادن اور نباتات اور حیوانات اور انسان تو تھین طبائع عناصر و افلاک محفوظ ان مین اور نہین یہ مگر مانند مرایا کے واسطے ظہور خواص اور حرکات افلاک اور عناصر اور اُسکے طبائع کے اور تھی طبیعت کلیہ معہ اپنی قوا کے افلاک و عناصر مین محفوظ تو ہر فرد انسان کے اصل دل اور جوہر نفس اور بنیاد تحقق مین اپنی رب کی معرفت تھی مگر بہت پردون اور حجابون مین اسواسطے کہ لوح نفس انسان سرمایہ ہے واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع اُمہات و مولدات سے اور بقدر منتقش ہونی اُن صورتونکی ناقص ہو جاتی ہے صفائی اُس لوح نفس انسان کی اور پوشیدہ ہو جاتا ہی حکم نقطہ تدلی کا وہ تدلی جو ایک ایسی رسّی ہی کہ جو اُسکو پکڑے ہی اپنی رب کو پہچان لیں وہی حجاب متراکم ہین کہ ایک دوسرے پر پڑے ہوئے ہین تو جس شخص کو نصیب ہو گیا تنبہ بحقیقت الحقایق پر اور جان لیا اُسنے انفسار تدلی کا طبیعت کلیہ کیطرف اور اُسکے اجزا کے تو اُسکے نزدیک اللہ کی نور کی مثال ایسی ہی کہ جیسے کمشکوٰة فیہا مصباح المصباح فی زجاجة الایة اوس شخص کے حجاب سب اُٹھ گئے اور اوس کی روشنی سے روشن ہو گئے اور وہ حجاب اوسکو مفید ہو گئے

وممن لم یرزق التنبہ لہا لم یعرف انفسارہا فمثل ظلماتہ المتراکمۃ کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب الآیہ واذا تمہد ہذا فاعلم انہ بقدر اعداد المعدات تظہر ہذہ النقطۃ وآثارہا وکلما کان الاعداد اتم واوفر کان ظہورہا اصرح وابین ومن المعدات الملاء الاعلی ولست اعنی بہم الملائکۃ فقط بل اعظمہم واشبہہم نفوس الکمل حین طرحت عنہا جلابیب ابدانہا الکثیفۃ فکل من مات من الکمل یُخیَّل الی العامۃ انہ فقد من العالم ولا واللہ ما فقد بل تجوہر فوجہ فکل سید من سادات الملاء الاعلی یوفق لقدح الحجب المتراکمۃ والوصول الی ہذہ التدلی فیدخل موج من ہذا التدلی فی شرحہ ہذہ النفس فیمتلی النفس بمعرفۃ اللہ ثم یعوج الموج الی ہذہ التدلی فیتحقق لہذا التدلی تدلی آخر الی ما یلی النفوس البشریۃ المحبوسۃ فی اجسادہا ویعد العالم لتقریب افاضۃ المعرفۃ علی تلک النفوس وہکذا تتراکم انوار الملاء الاعلی وتتزاید اعدادہا بعضہا الی الاعلی وبعضہا الاسفل وبعضہا بین ہذا وذاک حتی امتلاء الجو الذی بین ارض ہذہ النفوس وبین سماء تلک المعرفۃ فلذلک یکون معرفتہم فی اخر الزمان اسرع ما یکون واصح ما یکون والی ہذہ الدقیقۃ اشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیث قال اذا اقترب الزمان لم یکد رؤیا المومن

مضر ہوئی اور جس شخص کو نصیب نہوا تنبہ حقیقت الحقایق پر اور اسنے نجانا اسکے انفسار کو تو اوسکے ظلمات کی مثال ایسی ہے

جیسے کظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب الآیہ جب یہ تمہید ہولی تو جان لینا چاہیے کہ معدات کے اعداد کی قدر وہ نقطہ تدلی کا ظاہر ہوتا ہے اور اوسکے آثار ظاہر ہوتے ہین تو جسقدر کہ اعداد اتم وا وفر ہوگا اتنا ہی ظہور بھی صریح اور ظاہر ہوگا اور معدات ملاء اعلی سے اور میری مراد اس سے فقط فرشتے نہیں بلکہ جو نفوس کاملہ کہ اعظم اور اشبہ ہین ان سے جسوقت اپنے بدن کی کثیف چادرین اُتار ڈالتے ہین اور جب کوئی کاملون مین سے مرجاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہین کہ وہ عالم سے گم ہوگیا خدا کی قسم یون نہین ہے کہ وہ گم ہوگیا وہ گم نہین ہوا پس ہر سردار بزرگان ملاء اعلی مین سے توفیق دیا جاتا ہے واسطے قطع کرنے حجاب متراکمہ کے اور واصل ہونے اس تدلی سے پھر داخل ہوتی ہے ایک موج اس تدلی کی اس نفس کے اندر شرحہ کے تو نفس بھر جاتا ہے اللہ کی معرفت سے پھر عود کرتی ہے وہ موج اس تدلی کی طرف پھر متحقق ہوتی ہے اور تدلی واسطے اس تدلی کے طرف اوس چیز کے کہ قریب ہے نفوس بشریہ محبوسہ فی الاجساد سے واسطے تقریب افاضہ معرفت کے اور پر ان نفوس کے اسیطرح متراکم ہوتی ہین انوار ملاء اعلے کے اور بڑھتا جاتا ہے اعداد ان کا بعضے قریب اعلی کی اور بعضے اسفل کے اور بعضے ان دونونکی درمیان یہانتک کہ پر ہوجاتا ہے جو درمیان ہے ان نفوس کے ارض کے اور معرفت سما کے تو اسیواسطے معرفت نفوس کے آخر زمان مین بہت جلد ہوتی ہے اس سے جو پہلے تھی اور بہت صحیح ہوتی ہے اوس سے جو پہلی تھا اور اس دقیقہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیث شریف مین آیا ہے اذا اقترب الزمان لم یکد رؤیا المومن

یحطی ای اذا اقترب من القیامۃ وکذلک فی الطبیعۃ
العرشیۃ علوم الارتفاقات الانسانیۃ موضوعۃ
بل ارتفاقات کل نوع بل احکام جمیع النفوس و
الانواع فکل من برع فی استخراج الارتفاقات انما
استمطر الجود مما ھنالک واذا ارتسخ ھذا الفیض
فی قلب ثم عاد الی منبعہ ظہر لتلک الطبیعۃ
بحسب ھذا الکمال تدلی الی سائر النفوس البشریۃ
وسھل انطباع تلک العلوم واذا مات ھذا البارع
لا یفقد ھو ولا ابدا عنہ ولا ھذہ الشرح بل کل
ذلک بحالہ وافراد ھذہ النفوس یعد بعضھا
لبعض ونسبتھا فی الطبیعۃ الانسانیۃ المتجسدۃ
فی المثال بشخص واحد کنسبۃ القوی والصور
الخیالیۃ فکما ان المقدمات الفکریۃ تعد الفیضان
النتیجۃ فکذلک النفوس الزکیۃ تعد لان کاء تنبا
الناس وھذہ المعرفۃ احد معانی قولنا فی القصیدۃ اللامیۃ

ہ شھدت تداویر الوجود جمیعھا
تدور کما دار الرحی المتمایل

مشاہد اخری علی الاجمال ما توجھت
قبل قبرہ علیہ الصلوۃ والسلام الا ورایتہ حاضرا
ظاھرا اما بان انفتح بصر روحی فرایتہ علی ما ھو
واما ان تاثرت نفسی منہ تاثرا فکان ذلک الاثر
حاکیا عنہ فلو ما توجھت الیہ ونفسی ملأی
من الشوق الی ظھور حقیقۃ اختصصت بمعرفۃ
معارف مراتب الجود واستنباط معارف الشرائع
من قبل تفتیش حال النفوس فلصقت نفسی

یحطی ای اذا اقترب من القیامۃ اور اسی طرح طبیعت عرشیہ میں علوم ارتفاقات انسانیہ کے موضوع ہیں بلکہ ارتفاقات ہر نوع کے بلکہ احکام جمیع نفوس اور انواع کے پس جو کوئی کامل و فایق ہوا استخراج ارتفاقات میں اوس نے یہیں سے فیض پایا اور جب راسخ ہو گیا یہ فیض اوس کے قلب میں پھر عود کیا اپنے منبع کی طرف تو ظاہر ہوا واسطے اسی طبیعت کے بموجب اس کمال کے تدلی طرف تمام نفوس بشریہ کے طرف اور آسان ہو گیا منتقش ہونا اون علوم کا پھر جب مرتا ہے وہ کامل و فایق تو گم نہیں ہوتا وہ اور نہ اسکا کمال و فضل اور نہ وہ شرح بلکہ سب بحال خود رہتے ہیں اور ان نفوس کے افراد مُعِد ہوتے ہیں بعضے واسطے بعضوں کے اور نسبت اُن کی بیچ طبیعت انسانیہ متجسدہ فی المثال کے شخص واحد سے ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کے تو جیسے مقدمات فکریہ مُعِد ہوتی ہیں فیضان نتیجہ کی اسی طرح نفوس زکیہ مُعِد ہوتی ہیں واسطے انبیاء کا تمام آدمیونکی اور یہ معرفت ہمارے قول کے معانی میں سے ایک معنی ہے جو ہمارا قول قصیدہ لامیہ میں ہے اور وہ یہ ہے

ہ شہدت تداویر الوجود جمیعھا ٭ تدور کما دار الرحی المتمایل ٭

مشاہد اخری علی الاجمال میں جب متوجہ ہوا اوپر روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف جب ہی آپکو دیکھا حاضر ظاہر یا یہ میری روح کی آنکھ کھلگئی ہے تو آپکو دیکھا ہے جیسے آپ ہیں اور یا میرا نفس متاثر ہوا آپ سے اور یہ اثر حاکی ہے آپکا سو ایک روز میں متوجہ ہوا آپکی طرف درحالیکہ میرا نفس شوق سے بھرا ہوا تھا ظہور حقیقت اُس شے سے جس سے میں خاص ہوا یعنی معارف مراتب جود اور استنباط معارف شرائع قسم دریافت حال نفوس سے تو میرا نفس

المشاهد الثاني عشر ۱۲

بنفسه علیه الصلوٰة والسلام وامتلأت ابتهاجا
بتلك العلوم وثلجا بها وبما افيض على نظر
الحق فانه شیء خصص به النبی صلی الله علیه
وسلم من بین الانبیاء بما بینا من هیكل التدلی
واقتصاصه وانتقاله بانتقاله الی الناسوت
فتوجهت الیه اشد توجه فانطبع لون هذا
النظر فی نفسی فعرفت حینئذ نفسی كانها ینظر
الیها الله تبارك وتعالی وتیقنت ان من خواص
هذا النظر ان هذا الرجل لا یجلس فی مكان
یذكر فیه ربه الا وتبعته السموات والارضون
لاسیما اجزاء الارض الی السفلی واجزاء الجو
الی السماء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن
من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة
انه لیس انطباعا كهیئة الانطباعات بل دخل
فی جوهر الروح ودیدان النفس ویوما تبدی الی النور
كهیئة اهل الملاء السافل ورایت ینبع من قلبه
صلی الله علیه وسلم ینبوعا ثجاجا

مشهد

آخر بینما انا اصلی سبحة الضحی فی مصلی النبی صلی
الله علیه وسلم بین المنبر والقبر اذ تجلی السر الذی
استفدت اصله من حقیقة الكعبة وهو قرب
الملاء الاعلی ومخ العبادة ففطنت حینئذ مراد
النبی صلی الله علیه وسلم من قوله اما السجود
فاجتهدوا فی الدعاء وقوله لبعض صحابه اعنی
علی نفسك بكثرة السجود فهذا القرب لا یحصل
الا بالدعاء تضرعا والحاحا واطراحا بین یدی

آپ کے نفس سے ملصق ہوگیا اور پر ہوگیا اُن علموں کی خوشی
سے اور ٹھنڈک سے اور ایک روز مجھ پر افاضہ ہوئی
نظر حق کی وہ ایک ایسی شے ہے جس سے خصوصیت ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کُل نبیوں سے بسبب
اُس شئے کے جو ہم بیان کر چکے ہیں ہیکل تدلی اور
اُس کا خاص ہونا اور منتقل ہونا ساتھ منتقل ہونے
آپ کی طرف ناسوت کی تو میں بہت شدت سے متوجہ ہوا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو میرے نفس میں
منطبع ہوا کون اس نظر کا تب پہچانا میں نے کہ گویا میرے
نفس پر اللہ تبارک تعالی نظر کر رہا ہے اور یقین کیا
میں نے کہ اِس نظر کے خواص سے ہے کہ ایسا شخص جس مکان
میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو اُس کی پیروی کرتے ہیں
سب آسمان اور سب زمینیں خصوصاً اجزا زمین کے
نیچے تک اور اجزا جوّ کے ساتوین آسمان تک بلکہ
عرش تک اور وہ جب قرار پکڑے تو قطب ہوجاتا ہے اور میں نے دریافت کیا
کہ یہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہیں ہے بلکہ داخل ہے جوہر روح و دیدان نفس میں
اور ایک روز میری طرف ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت اہل ملاء سافل کے
اور میں نے دیکھا کہ وہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چشمہ جوش کر رہا ہے
قدرتی مشہد آخر ایک روز میں نماز چاشت پڑھ رہا تھا نماز گاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں درمیان منبر شریف اور روضہ مقدس کے کہ اسوقت ایک اسرار نے تجلی کی مجھ پر کہ اوسکی
اصل مستفاد ہوئی کعبہ شریف کی حقیقت سے وہ قرب ہے ملاء اعلی کا اور اصل عبادت ہے تو کہ
اسوقت مجھے یافت ہوئی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس حدیث شریف سے
جو آپ نے فرمایا ہے اما السجود فاجتهدوا فی الدعاء اور جو آپ نے فرمایا ہے
بعضے صحابہ سے اعنی علی نفسك بكثرة السجود پس یہ قرب حاصل نہیں ہوتا
مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور اطراح کے آگے اپنے

المولى وتذللا على بابه واعتصاما باعتابه فلا
يحصل حتى يجتهد في الدعاء في السجدة لان السجود
شبح لهذا القرب ولكل شبح الى حقيقته طريق
من جوهرها والرحمة العامة اذا توجهت الى البشر
وارادت الافاضة عليهم كان التعرض لنفحاتها
والتمييز لحلولها والتهيئ لتحققها اعانة لها وتتميما
لمرادها ولما كان السجود اقرب حال الى التعرض
لنفحات الرحمة امر النبي صلى الله عليه وسلم بالاكثار
خاصة وتظهر تحقيقه قوله هل تضارون
في القمر ليلة البدر قالوا لا قال فانكم لترون ربكم
فلا تغلبن على صلوة قبل طلوع الشمس وصلوة
قبل غروبها وهي ان التدلي المتجلي يوم القيمة
هو الذي يكون قبل وجه المصلي اذا صلى وهو الذي
يقاسم العبد في الصلوة ويحاوره ولكن جلباب
البدن يمنع الناس ان يبصروه ببصر الروح و
ان يغلب هذا البصر بصر الجسد فاذا كان يوم
القيمة وكشف الجلباب استقل بصر الروح
واستتبع بصر الجسد وليست النشأة الاخرى
الا من بقايا نشأة الدنيا ولا فرق بين الرؤية ببصر
الروح التي يتلقاها الافراد في هذه الدار وبين
الاخروية التي تعم المسلمين الا بطرح الجلباب
ثم رايت كل آية وكل حديث بحرا متموجا فيه من
الاسرار ولو كتبت شرح سر واحد منها في مجلدات
لما احاطته ورايت الاسرار الخفية مبثوثة في
اشارات القرآن والسنة فقضيت العجب كل

مولا کی اور اس کی دروازہ پر تذلل کرنی اور اوسکے آستانہ کے
پکڑ لینے اور نہیں حاصل ہوتا جبتک نہ کوشش کرے سجدہ میں دعا
کرنیکی اسواسطے کہ سجدہ اس قرب کا کالبد ہے اور ہر کالبد کے واسطے
اوسکی حقیقت کی طرف ایک شاہراہ ہے اسکے جوہر سے اور رحمت
عام جب متوجہ ہوئے انسان کی طرف اور اُن پر افاضہ کا ارادہ کیا
تو اوسکی خوشبو انکا پیش آنا اور اوسکی حلول کا متمکن ہونا اور
اوسکی تحقق کا آمادہ ہونا مدد ہوا اوس رحمت کا اور اوسکی مراد کے
پورا ہونیکا اور چونکہ سجدہ بہت قریب تھا نفحات رحمت کے
پیش آنیکا اسواسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے کثرت سجود کے خصوصًا اور مجہر ظاہر ہوئی حقیقت اس
حدیث شریف کی جو آپنے فرمایا ہے ہل تضارون فی القمر لیلۃ
البدر قالوا لا قال فلذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوۃ
قبل طلوع الشمس وصلوۃ قبل غروبہا اور وہ حقیقت یہ ہے کہ
قیامت کے دن جو تدلی جلوہ کریگی وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے
نماز پڑھنے کے وقت ہوتی ہے اور وہ وہی ہے جو نماز میں مقاسم اور
محاور ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردہ بدن انسان کو روح کی آنکھ
سے دیکھنے نہیں دیتا اور روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہیں آتی
تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اُٹھ جائیگا تو روح کی
آنکھ مستقل ہوجائیگی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہجائیگی اور عالم
آخرت بقایا ہے نشأ دنیا کا اور کچھ فرق نہیں روح کی آنکھ سے دیکھنے
میں جو دنیا میں افراد کو ملجاتی ہے اور عاقبت میں عام مسلمان
دیکھینگے مگر پردہ کی اُٹھ جانیکا پھر مینے دیکھا ہر آیت اور ہر حدیث
شریف کو ایک دریائے مواج اسرار کا کہ اگر انمیں سے ایک سر بھی لکھا جائے
تو بہت جلدوں میں نہ آسکے اور مینے دیکھے اسرار خفیہ اشارات
قرآن شریف اور حدیث شریف میں بہت اور کمال تعجب کیا پھر

العجب فتجلى لي عقيب ذلك التدلي الاعظم
فرأيته غير متناهي الارجاء ورأيت نفسي غير (بغير المتناهي)
متناهية ورأيتني قابلت غير المتناهي فابتلعته
كله لم اغادر منه مقدار ذرة فرجعت الى نفسي
وتحيرت من عظمها وكبرها وسعتها ثم تستر
علي فاذا انا ملآن من النور ركبا علي من فوقي
ومن تحتي وعن يميني وعن شمالي بل رأيت ينبع
من قلبي وعيني ويدي وسائر جوارحي وجوانحي
فكان هذا آخر هذا المشهد **مشهد آخر**
غاب عني الهيكل المثالي وتجلى حقيقة روحه
صلى الله عليه وسلم مجردة عن الالبسة التي كانت
لبسها حتى بعض اجزاء النسمة ووجدتها
حينئذ كما كنت وجدت بعض ارواح الاولياء
المتقدمين جاذبين من روحي صورة متجردة
على شاكلتها وشاهدت من الانجذاب والتنعم
ما لا يقدر اللسان على وصفه **مشهد**
آخر استفدت منه صلى الله عليه وسلم ان
اتسعت نفسي حتى لحقت بوراثته بالبرزة
المثالية للتدلي الاعظم التي انتقلت الى الناسوت
مع انتقاله صلى الله عليه وسلم اليه واتصلت
بها وافضيت اليها وخالطتها فرأيتني شبحا
من الشبحين احدهما الاتم الاعم القريب الى
حضرة الوجود الخارجي والثاني نسبته الى الا
ول كنسبة مخرج المذاهب الى صاحب المذاهب
وهو قريب الى حضرة الوجود العلمي و

اسکے بعد جلوہ گر ہوئے مجھپر تدلی اعظم و اسکو مینے دیکھا کہ اوسکی نہایت
نہین ہے اور مینے اپنی نفس کو دیکھا غیر متناہی اور معلوم ہوا
کہ ایک غیر متناہی مقابل ہو غیر متناہی کے ہین وہ سب نگل گیا
ایک ذرہ بھر بھی نچھوڑا پھر مین رجوع ہوا اپنے نفس کی طرف اور
متحیر ہوا اوسکی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ تدلی اعظم
مجھسے پوشیدہ ہوگئے تو اوسوقت مین نور سے بھرا ہوا تھا
جو میری فوق اور میری تحت اور میرے داہین اور بائین سے
ٹپک رہا تھا بلکہ مینے اوسے دیکھا کہ میرے قلب اور میرے
آنکھون اور میرے ہاتھون سے بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا تھا
اور یہ اس مشہد کے آخر مین تھا **مشہد آخر** غائب
ہوگئی مجھسے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھپر حقیقت روح مبارک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مجرد اون لباسون سے
جو پہنے تھے یہانتک کہ بعضے اجزائے نسمہ سے بھی اور مینے اوسوقت پایا
اسکو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیاء متقدمین کو کھینچ
میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اوسکی شکل کی
اور مینے مشاہدہ کیا انجذاب بلند کو اسقدر کہ زبان اوسکی
وصف پر قادر نہین **مشہد آخر** استفادہ کیا مینے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ وسیع ہوگیا میرا نفس یہانتک لاحق
ہوا مین آن کی وراثت کو واسطے اوس برزہ مثالیہ تدلی اعظم کی
جو منتقل ہوا ساتھ آپکے منتقل ہونیکے طرف ناسوت کے اور مین
متصل ہوگیا اور پہنچا اور مخلوط ہوگیا اوس برزہ سے ایسا
کہ تو دیکھے مین ایک کالبد ہون دو کالبدون مین سے کہ ایک
آن مین کا اتم اور اعم قریب ہی حضرت وجود خارجی سے اور
دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنے والے
مذہب کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب ہے حضرت وجود علمی کے

سميت حينئذ بالوزكي وبآخر نقاط العلم وعرفت حينئذ
ان من خالطها وافضي اليها كما خالطت وافضيت
اي دخلت في جوهر روحه كمثل دخول
اليادا شت في جوهر النفس بان تلتئم اليقظة
التي جبل عليها الانسان ففمن شعب مقامه
المجددية والوصاية والقطبية وامامة الطريقة و
ان يكون كلمة باقية في عقبه والسر عميق فبينا

مشهد آخر قمت بين يديه صلى الله عليه
وسلم وسلمت عليه وتكففت متضرعا لديه الصفقة
روحي اليه فبرق منه بارق وتلقته روحي اتم تلقي
في لمحة واحدة او اقرب من ذلك فتعجبت من سرعة
تلقيها والاحاطة باصلها وفرعها وجميع ارجاء
ها في آن واحد بل اقل من آن وذلك البارق تجلي
الحبل الممدود الذي شد به العالم باسره فرايت
هذا التجلي دخل في جوهر روحه واصل هذا
الحبل الممدود التدبير الواحد الفايض من المبدع
الذي تفصيله العالم باسره وفروعه التدبيرات
التفصيلية التي بها يقوم العالم وفطنت ان هذا
الحبل هو حقيقة الحقيقة المحمدية وما من قطب
محدث او نبي مكلم الا وله نصيب منه والله اعلم

مشاهد اخرى سلكني رسول الله
صلى الله عليه وسلم بنفسه وربّاني بيده فانا اويسيه وتلميذه بلا واسطة بيني وبينه وذلك انه
اراني صلى الله عليه وسلم روحه المكرمة فعرفني
بها اذ معرفة المفيض قبل الافاضة فعند ذلك روحه

اور اُسوقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط العلم اور اُسوقت مینے
جانا کہ جو مخلوط ہوا اس بزرہ سے اور پہنچے اسے جیسا کہ مین مخلوط ہوا
اور فائز ہوا یعنے داخل ہو گیا جوہر روح مین اُس کی مانند داخل
ہونی یادداشت کے جوہر نفس مین تو اُس پر کھل جاتا ہے وہ یقظہ جسپر
انسان مجبول ہوا ہے پس اوسکے مقام کے شعبے ہین مجددیت اور
وصایت اور قطبیت اور طریقت کی امامت اور حاصل ہوتی ہے
یہ بات کہ ہو جاوے کلمہ باقیہ اپنے بعد اور اسرار عمیق پس غور کر اسکو

مشہد آخر مین استادہ ہوا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور سلام عرض کیا اور کمال عاجزی سے ہاتھ پھیلائے آپ کی حضور اور اپنی
روح کو ملا دیا آپسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نور چمکا
کہ میری روح نے بہت　اچھی طرح اُس سے ملاقات کی ایک
لمحہ بھر کے عرصہ مین یا اُسکے قریب تو مینے بہت تعجب کیا کہ کسقدر
جلدی ملاقات کی اور اصلی و فرع و تمام اطراف کو محیط رہا ایک
آن مین بلکہ آن سے بھی کم مین اور وہ نور ایک تجلی ہے اُس حبل ممدود
کی جس سے تمام عالم بندھا ہوا ہے پس مینے دیکھا یہ تجلی آپکے جوہر
روح مبارک مین داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر واحد
فایض ہے اُس مبدا سے جسکے تفصیل تمام عالم ہے اور فروع
اوس حبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ ہین جن سے عالم کا قوام ہے
اور مینے دریافت کیا کہ یہ حبل ممدود حقیقت محمدیہ کی حقیقت ہے اور
اسی سے ہر قطب محدث اور نبی متکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم

مشہد آخر مجھکو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ تربیت فرمائی میری پس مین
اُویسی ہون اور شاگرد ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
بلا واسطے کسی کے اور یہ بات یون ہے کہ آپنے اپنی روح مکرم مجھے دکھائی اور
اس سے مجھے عارف بنایا کیونکہ معرفت مفیض کے افاضہ سے پہلے ہی پس نزدیک آپکی روح

المشاهدة السادسة عشر ۱۶

المشاهدة السابعة عشر ۱۷

صلی اللہ علیہ وسلم اعرف الاشیاء حتی المحسوسات
ثم کان اول تسلیکہ انہ افاض علی تجلیا من تجلیات
الحق وھو الذی بہ برزخ مثالیۃ بوجودہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقبلت ھذا التجلی بجوھر روحی
واستغرقت فیہ وفنیت ثم تحققت بہ وبقیت
ثم افاض ثانیا تجلیا آخر ھو اصل ھذہ البرزۃ
المذکورۃ وھی نقطۃ فردۃ جذ افعال الحق
فی العالم واصل تدبیراتہ فیہ فقبلت ایضا و
فنیت فیہ وبقیت بہ ثم افاض ثالثا نقطۃ
الذات معلون من الجبروت فقبلتھا وفنیت
وبقیت ثم افاض رابعا نقطۃ منعقدۃ فی
الروحانیات بھا اندماج النھایۃ فی البدایۃ فقبلتھا و
فنیت وبقیت ثم عرض خامسا نقطۃ من احوال
النسمۃ وکیفیاتھا محاذیۃ لتلک النقطۃ الروحانیۃ
کانھا ھی ففطنت ان من امکن منھا اقوی علی التاثیر
فی التلمیذ وھی شبیھۃ بالعزم والجراۃ لا قول
عزم شیٔ او جراۃ علی شیٔ بل نفس العزم والجراۃ
فتم الصعود والھبوط وھذا ھو السلوک المختصر
الذی یناسب الجذب وھو الاشبہ بحال
الانبیاء صلی اللہ علیھم وسلم **مشھد**
آخر اعطانی اللہ سبحانہ شیئا من طریقۃ
فی السلوک بواسطۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وباشرت اعطاءہ روحہ الکریمۃ واطلعنی
علی حقیقۃ ھذا الشیٔ الذی اعطانی فعرفتھا
حق معرفتھا وعرفت انہ شیٔ منھا لا عینھا

بلکہ مہ اعرف الاشیا رہے یہانتک کہ محسوسات سے بہی پہر پہلے آپکا
سلوک بتانا یہ تھا کہ افاضہ کی مجھپر تجلیات حق سے ایک تجلی اور وہ
ظہور ہے برزہ مثالیہ کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
وہ تجلی مین نے اپنے جوہر روح مین قبول کی اور اسمین
مستغرق ہوگیا اور فنا ہوگیا پہر مین متحقق ہوا اوس سے
اور باقی ہوگیا پہر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے دوبارا ایک اور تجلی کہ وہ اصلی اس برزہ مذکورہ کی ہے
اور وہ ایک نقطہ فرد اصل افعال حق کا ہے عالم مین اور
اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا عالم مین اوس کو بھی مین نے
قبول کیا اور اوس مین فنا ہوا اور اوس سے
باقی ہوا پہر افاضہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے تیسری بار مین نقطہ ذات کچھ رنگ جبروت کے ساتھ
اسکو قبول کیا مینے اور فانی اور باقی ہوا مین پہر چوتھی بار افاضہ فرمایا
نقطہ منعقدہ روحانیات مین اُس سے نہایت مندرج ہے بدایت مین اُسکو
قبول کیا اور اُس سے فنا اور بقا حاصل کی پہر پہنچوایا مجھکو
پانچوین دفعہ نقطہ احوال نسمہ کا اور اوسکی کیفیات مقابل مین اُس نقطہ
روحانیہ کی گویا کہ وہ وہی ہے تو مینے معلوم کیا جو حاصل کرے
اسکو قوی ہوتا تاثیر اوسکی شاگرد پر اور وہ مشابہ ہے عزم اور جرأت کے
میری اس سے یہ مراد نہین کہ عزم کسی شئے کا یا جرأت کسی شئے پر
بلکہ نفس عزم اور نفس جرأت میری مراد ہے پس تمام ہوگیا صعود اور ہبوط اور یہ ایک
سلوک مختصر ہے کہ مناسب جذب کے ہے اور بہت مشابہ ہے انبیا علیہم السلام کے حال سے
مشہد آخر عنایت کیا مجھے اللہ تعالی نے ایک رستہ سلوک کا کالبد بواسطہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور باشر عطا کا ہوئے آپکی روح مکرم اور مجھکو اطلاع دی
اُس شئے کی حقیقت پر جو مجھکو عنایت ہوئی پس مینے پہچانا جسقدر حق تھا
اُسکے پہچاننے کا اور مینے جانا کہ یہ کالبد ہے اوسکی طریق فی السلوک کا نہ عین

وساحدثك ببعض ما عرفت والحمد لله رب العالمين

بيان حقيقة الطريق

اعلم ان الله تعالى يمن على من يشاء من عباده الاوليا فيهب طريقة من السلوك وكم من عارف قد عجز عن هذه النكتة على وجهها فربما اطلعه الله على اذكار وافكار يصل بها السالك الى الفناء والبقاء فيقول اعطاني ربي طريقة من السلوك وصدق فيما قال حسب ظنه ولكن التحقيق ان الطريقة ليست عبارة عن تلك الاذكار والافكار بل هي حقيقة منعقدة في الملاء الاعلى يقضي الله بها من فوق السموات فينزل المقضي في الملاء الاعلى فيتقرر هنالك ثم ينزل الامر على حسب في الناسوت فلله تعالى داعية في الملاء الاعلى لا يزال في الناسوت تمثالها وكرها ومظنتها ما دامت موجودة فاذا انسخت الطريقة واضمحلت الداعية لم تر في الناس لها تمثالا ووكرا ومظنة فلو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يعدموا هذا الحافظ الذي قلنا انه وكر لها وما زالوا يقتلون اهلها وحفاظها لم يستطيعوا ان يعدموه ما دامت الداعية موجودة ولو اجتمع اهل الارض جميعا على ان يقيموا عوجها ويصلحوا ما فسد منها على حين فترتها واضمحلالها لم يستطيعوا ان يقيموه حينئذ ومثلها كمثل نجوم السماء لا تزال تنطبع اشكالها في الحياض والجواب ايا كان ليس في قوى البشر ان يصد والمياه عن ذلك فتلك الداعية هي الطريقة متى ما اقتضيها

اور مین تمسے بیان کرون گا کچھہ کچھ جو مینے پہچانا و الحمد للہ رب العالمین

بیان حقیقت الطریق

جان لینا چاہیئے کہ ان اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ الاولیاء یعنے اللہ تعالیٰ اپنے بندون مین سے جسپر چاہے احسان کری اولیاسے تو عنایت کرتا ہے اوسکو طریقہ سلوک کا اور کتنے ہی عارف یہہ نکتہ جیسا چاہیئے ویسا نسمجھے بسا اوقات اللہ تعالےٰ مطلع کرتا ہے ذکر و فکر پر کہ اوس سے سالک فنا اور بقا کو پہنچ جاتا ہے اور کہنے لگتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول مین اپنے گمان کے موافق سچّا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت ذکر و فکر سے عبارت نہین ہی بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے کہ ملاء اعلیٰ مین منعقد ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے فوق سماوات سے تو وہ حکم نازل ہوتا ہی ملاء اعلیٰ مین اور وہان ٹھیرتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اوسکے موافق عالم ناسوت مین پس اللہ تعالیٰ کا ایک داعیہ ہے ملاء اعلیٰ مین کہ ہمیشہ ناسوت مین اوسکی تمثال اور آشیانہ اور جائی ہے جب تک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہو جاتا ہے طریقہ اور جاتا رہتا ہے داعیہ تو نہین نظر آتی لوگو نمین اوسکی تمثال اور آشیانہ اور جائے اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہین کہ معدوم کردین اُس نگہبان کو جو ہمنے بیان کیا کہ آشیانہ اور جائی ہی اوسکی اور ہمیشہ اوسکی اہل سے اور نگہبانون سے مقاتلہ کرین تو ہرگز نہین معدوم کر سکتے جب تک وہ داعیہ موجود ہے اور اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہین کہ اوس طریقہ کی کجی کو سیدھا کردین اور اُس کے بگاڑ کو سنوار دین تو نہین مقدور اونکو اوسکی سیدھا کرنیکا اور سنوارنیکا اور مثال اوسکی ایسی ہی جیسے ستارے آسمان کے کہ ہمیشہ اُن کا عکس حوضون اور تالابون مین پڑتا ہے کوئی بشر کی قوت ہی مین نہین کہ پانی کو اُس عکس سے روکے پس وہ داعیہ آلہی طریقہ ہے جب تک حکم ہو

الله تعالى لعبد فقد قضى له بالطريقة تشريح
هذه الحقيقة المنعقدة وبيان اجزائها واركانها
لا يمكن الا لفاطن شديد الفطانة وهاانا ما فهمني
ربي يجيء من مدد السماء الاولى نقول وتوسطات
وزي ومن السماء الثانية قواعد منضبطة فتكتب
وتسطر وتعلم وتتوارث كابرا عن كابر وتوقر ويجل الصدر
وتملأ به الصحف ومن السماء الثالثة لون
طبيعي فتصير طبيعة وتميل اليها الطبائع
وتهيج لها حمية منهم فيحمونها وينصرونها
ويناضلون دونها ويحبونها كحب الاموال والا
ولاد والانفس ومن السماء الرابعة غلبة وقوة
وتسخير فيكون مسخرا لها اكابر الناس واصاغر
هم علمائهم وامرائهم ومن السماء الخامسة
نكاية وشدة فلن ترى منكرا لها الا وقد امتحن
بالمحن وابتلى بالبلايا ولعن وعوقب كان
من الغيب ناصرا لها ومن السماء السادسة
هداية معظمة فيكون سببا لاهتدائهم وممدا
للناس الى كمالهم ومن السماء السابعة الشرف
الدائم الذي كالنقب في الحجر لا يزول حتى تمزع
اوصاله وتقطع اجزاؤه فهذه اركان سبعة
تلتئم في الملاء الاعلى فيكون جسدا مسوى فيهم
فينفخ من التدلي الاعظم جذب فيها بمنزلة
الروح في الجسد فمن تلبس بتلك الاذكار
والافكار وتزيّى بذلك الزي شملته الرحمة
الالهية واتاه الجذب من فوقه ومن تحته

اللہ تعالی کا واسطے کسی بندہ کے پہر تشریح اس حقیقت منعقدہ کی اور بیان
اُس حقیقت کی اجزا کا اور اوسکی ارکان کا نہین ممکن مگر واسطے
ذہین تیز فہم کے اور وہ جو مجہہ سمجہایا ہی میرے رب نے وہ یہ ہے کہ
آتی ہے مدد آسمان اوّل سے نقلین اور توسطات اور لباس اور آسمان
دوّم سے قواعد منضبط پس لکہی جاتی ہین اور جانی جاتی ہین اور نقل
ہوتی چلی آتی ہین بزرگون کو بزرگون سے اور توقیر پاتی ہین
اُن سے سینے اور صحیفے اُن سے پُر ہوتے ہین اور آسمان سوم سے لون طبعی کہ
طبیعت ہوجاتا ہی اور اوسکی طرف طبیعتین مایل ہوتی ہین اور جوش
کرتی ہی حمیت لوگون کی وہ اوسکی حمایت کرتے ہین اور مدد کرتی ہین
اور اوسکے سوا دفع کرتے ہین اور اُسے دوست رکھتے ہین مانند
جان و مال و اولاد کی اور آسمان چہارم سے غلبہ اور قوت و تسخیر کہ
اُس سے بڑی اور چہوٹی اور علما اور اُمرا تسخیر ہوتے ہین اور
آسمان پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اوسکا منکر ہو وہ
بلا مین گرفتار ہو اور ملعون ہو اور عذاب مین آجائے گویا کہ
ایک غیب سے مددگار ہے اور آسمان ششم سے ہدایت معظمہ کہ وہ
سبب ہوتی ہے لوگون کی ہدایت اور کمال حاصل کرنیکا اور
آسمان ہفتم سے شرف دایم ایسا کہ پتہر کی لکیر کہ نہین مٹتی
جب تک وہ پتہر ٹکڑے نہوجائے تو بس یہ سات رکن ہین کہ
ملاء اعلی مین اکٹہے مل جاتے ہین اور ان کا ایک جسم
مستوی بنجاتا ہے پہر اس جسم مین تدلّی اعظم سے
ایک جذبہ پہونکا جاتا ہے کہ وہ بمنزل روح ہے
اس جسم کے پس جو شخص کہ آراستہ ہو ان
اذکار اور افکار سے اور اس لباس سے
مزیّن ہو شامل ہوتی ہے اوس کی رحمت
الٰہی اور آتا ہے اوس کو جذب فوق و تحت

ومن عن یمینہ ومن عن شمالہ ومن حیث لا یحتسب تثریبی ہذا الطفل سادات الملاء الاعلیٰ ویخدمہ الملاء السافل فلا یزال یتقرر امرہ ویزداد شانہ حتی یاتی امر اللہ علیٰ ذلک فہذہ ہی الطریقۃ وقس علیہ المذہب فی الفروع والاصول فکل من ادعی ان اللہ تعالیٰ اعطاہ طریقۃ او مذہبا ولم یکن الذی اعطی کما وصفنا فقد عجز عن معرفۃ الامر علیٰ ما ہو علیہ ثم لیس کل احد یقضی لہ بالطریقۃ ولیس عند اللہ جزاف ولا تخمین فی شیء من الاشیاء بل انما یعطی من جبل مبارکا زکیا فیہ امداد الافلاک السبعۃ والملاء الاعلیٰ والسافل ولہ رحمۃ خاصۃ من التدلی الاعظم فکم من عارف عظیم المعرفۃ وفانی باقی شدید الفناء سابغ البقاء لیس بمبارک زکی فلا یعطاہا وکذلک لا یتعاطی حفظہا کل احد بل لکل امر رجل خلق لہ ویسرت جبلتہ لذلک وآفاق صورۃ ظہورہا فلنشاۃ اخری وراء النشآت المتعارفۃ فحقیقتہا برکۃ فایضۃ فی الاعراض والافعال

مشہد آخر

عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ ہی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابہ وذلک ان یؤخذ من اقوال الثلثۃ قول اقربہم بہا فی المسئلۃ ثم بعد ذلک یتبع اختیارات الفقہاء الحنفیین الذین

وہین وشمال سے اور وہان سے جہان اوسکا گمان نہو پہر اس طفل کی تربیت کرتے ہین سادات ملاء اعلیٰ اور اوسکی خدمت کرتے ہین ملاء سافل پہر ہمیشہ اوسکی شان بڑھتی جاتی ہے جب تک حکم آلہی آوے تو بس یہ ہی طریقت اور اسی پر قیاس کرلو مذہب فروع واصول مین پہر جو شخص دعوے کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اوسے طریقت عطا کی یا مذہب عنایت کیا اور اوسے یہ باتین جو ہمنے بیان کین نہ عنایت ہوئی ہون وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے جیسے اوسکی حقیقت ہے اور ہر شخص کے واسطے اللہ تعالیٰ کا حکم نہین ہوتا طریقت کا اللہ تعالیٰ کے پاس بیکار نہین ہی کوئی چیز بلکہ اوسکو عنایت ہوتا ہے جو اپنی سرشت اور جبلت مین مبارک اور زکی ہے اوسکو امداد افلاک سبعہ اور ملاء اعلیٰ اور ملاء سافل ہوتی ہے اور اسکی ایک رحمت خاص ہے تدلی اعظم کتنے ہی عارف عظیم المعرفت یا فانی باقی شدید الفنا سابغ البقا ہین کہ مبارک و زکی نہین اُن کو نہین عطا ہوتی اور اسیطرح نہین عنایت ہوتی نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر کار و ہر مرد کے ہر امر کے واسطے ایک مرد پیدا کیا گیا ہے اور اوسکے جبلت اوسکی واسطے ہوئی ہو اور ہر وہ کام آسان ہی لیکن صورت ظہور کی اوس طریقت کے عالم دوسرا ہے سوائے ان عوالم متعارفہ کے اوسکا اور یہی عالم ہے کہ حقیقت اوسکی برکت فائضہ ہے اعراض وافعال مین

مشہد آخر

مجھکو پہچنوا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب مین ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت موافق ہے اُس طریقہ مسنونہ سے جو تنقیح ہوا زمانہ بخاری اور اُسکی ساتھ والونکی اور وہ یہ ہے کہ اقوال ثلثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین سے جو قول اقرب ہو لے لیا جاوے پھر بعد اسکے فقہائے حنفی کی پیروی کیجائے

المشاہدۃ التاسعۃ عشر ۱۹

كانوا من علماء الحديث فرب شئ سكت عنه الثلثة في الاصول وما تعرضوا لنفيه ودلت الاحاديث عليه فليس بد من اثباته ولكل من هب حنفي

مشهد آخر

ما بين قبره صلى الله عليه وسلم ومنبره روضة من رياض الجنة كما ورد في الصحيح اما انينه ذلك فما شاهدنا من الانوار الرابية على كل نور وان من صلى هنالك يستغرق في بحر النور وان لم يتفت واما لمنيتها ان الانسان اذا صار محبوبًا اى دخل في جوهر روحه البرزة المثالية او هذه النقطة التدبيرية فكان منظور الحق وللملاء الاعلى عروسا جميلا فكل مكان حل فيه انعقدت وتعلقت به همم الملاء الاعلى وانساق اليه افواج الملائكة وامواج النور لاسيما اذا كانت همته تعلقت بهذا المكان والعارف الكامل معرفة وحالا له همة يحل فيها نظر الحق يتعلق باهله وماله وبيته ونسله ونسبه وقرابته واصحابه يشمل المال والجاه وغيرها ويصلحها فمن ذلك تميزت ماثر الكمل من ماثر غيرهم

مشهد آخر

استاذنته صلى الله عليه وسلم في رد ما اورده علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم ياذن لى ورايت العلماء العاملين وفق علمهم المشتغلين بنوع من التصفية الناشرين للعلم والذين اقرب اليه واكرم عليه واحب عنده من هولاء الصوفية وانكانوا اهل الفناء

جو علمائے حدیث سے ہین کیونکہ بہت چیزین ہین کہ امام اور صاحبین نے اصول مین نہین بیان کین اور نہ اُن کی نفی کی ہے اور حدیثین اُن پر دلالت کرتی ہین تو اُن کا اثبات ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہین

مشہد آخر

درمیان منبر مکرم اور روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغون مین سے جیساکہ آیا ہے صحیح حدیث شریف مین سو آنیت اوسکی تو یہ ہے کہ ہمنے مشاہدہ کیا اوسکا نور سب نورون پر فائق ہے اور جو وہان نماز پڑہتا ہے وہ دریائے نور مین مستغرق ہوجاتا ہے اگرچہ وہ التفات نکرے اور ہیئت یہ ہے کہ جب انسان محبوب ہوجاتا ہے یعنے اوسکے جوہر روح مین یہ برزخ مثالیہ اور یہ نقطہ تدبیریہ داخل ہوجاتا ہے تو اللہ تعالی کا منظور ہوجاتا ہے اور ملاء اعلی کے واسطے ایک عروس جمیل تو جس مکان مین جاتا ہی ملاء اعلی کے ہمتین منعقد اور متعلق ہوجاتے ہین اور ملائکہ کی فوجین اور انوار کی موجین اوسکی طرف چلی آتی ہین خصوصًا جب اوسکی ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی اور جو عارف کامل معرفت و حال مین ہوتا ہے اوسکی ہمت مین نظر حق پڑتی ہے کہ علاقہ رکھتی ہے اوسکی اہل اور مال اور گھر اور نسل اور نسب اور قرابت اور یارون مین کہ شامل ہوتی ہے مال اور آبرو وغیرہ مین اور اصلاح کرتی ہے اسی سے تمیز کیا ہینے کملا اور غیر کملا کی سیر مین

مشہد آخر

مینے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکی رد کرنیکی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیون پر اعتراض کیے ہین تو مجھکو اجازت نہ دی اور مینے دیکھا کہ علمائے عاملین جنکا علم موافق ہی مشتغلین تصفیہ سے اور نشر علم دین کرتی ہین آپکی بہت مقرب ہین اور آپکو عزیز ہین اور آپکی محبوب ہین ان صوفیون سے اگرچہ اہل فنا

المشهد العشرون ۲۰

المشهد الحادي والعشرون ۲۱

والبقاء والجذب الناشئ من صميم النفس الناطقة
والتوحيد وغير ذلك من المقامات الشامخة عند
الصوفية بيان هذا المجمل انهما طريقتان طريقة
انتقلت الى الخلق بانتقاله صلى الله عليه وسلم وهي
بالوسائط وهي ترجع الى تهذيب الجوارح بالطاعات
والقوى النفسانية بالذكر والتزكية وحب الله
والنبي صلى الله عليه وسلم والى تهذيب الناس
نشرًا للعلم وامرًا بالمعروف ونهيًا عن المنكر و
سعيًا فيما ينفع الناس عامة وما يناسب هذه
المذكورات وطريقة بين الله وبين عبده من
حيث اوجد فوجد وفاضه ففاض وليس في هذه
واسطة اصلا ومن سلك في هذه فانما شانه
ان يتنبه بحقيقة انا ويتنبه في ضمن هذا التنبه
بالحق ويتشعب من ذلك الفناء والبقاء و
الجذب والتوحيد وغيرها وكلامنا في الطريقة
الثانية انها ليست عند النبي صلى الله عليه وسلم
بعلو همة ولا مرغوبة لانه عليه الصلوة والسلام
عنوان فيضان الطريقة الاولى وجعله الله في
الخلق وتمام عنايته بافاضتها ومظنة لظهورها
والاشياء يتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه
ان اعتبرتها بما هي في ظرف الوجود العام الذي
لا يغادر جهة الا احاطها حصلت تلك الوجوه
التي يقع بها التفاضل وكان الفضل دائرًا
فيها والمنافسة منقسمة بينها وان اعتبرتها مضافة
الى سبب واحد صح الفضل من وجه وبقي

اور بقا میں اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ
مقامات بلند میں نزدیک صوفیہ کے بیان اس مجمل کا یہ ہے
کہ دو طریقے ہیں ایک طریقہ تو یہ ہے کہ خلقت کی طرف منتقل ہوا
انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوسائط اور وہ راجع ہے
طرف تہذیب جوارح کی عبادات سے اور قوای نفسانیہ کے ذکر اور
تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگونکی
تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف و نہی منکر سے اور لوگونکی
نفع رسانی میں کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہو
اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اللہ اور اوسکے بندے میں ہے
کہ جسطرح اللہ تعالی نے ایجاد کیا ویسا اسنے پایا اور جو افاضہ
کیا اوسکو پہنچا اور اسمین اصلا واسطہ نہین ہے جسنے سلوک کیا
اس طریقہ کا اوسکا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہوا حقیقت انا سے
اور اس تنبہ کے ضمن مین حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا
اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے
طریقہ مین ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
عالی نہین اور نہ مرغوب ہے آپکے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم عنوان ہین فیضان طریقہ اول کے اور اللہ تعالی نے آپکو گردانا
ہے اشیاء اپنی عنایت کا اوس طریقہ کے افاضہ کو اور اوسکے
ظہور کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیا اسمین فضیلت رکھتے
ہین ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے
اوس شئے کا کہ ظرف وجود عام مین ہے ایسا کہ سب جہات کو
محیط ہو کسی کو چھوڑے نہین تو حاصل ہونگی وہ ایسی وجہین کہ
تفاضل واقع ہوتا ہے ان میں اور فضل پھرا کرتا ہے ان مین اور منافست
منقسم ہوگی انمین اور اگر تو اعتبار کرے منسوبات
مین سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہیگا

من وجه فكان احد الاشياء عديم الفضل اصلا
نعم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع
السالكون بكلتى الطريقتين اهل الجذب نفسا
القلبية الاجمالية عليهم بسبب هذا النور فانشرحت
عليهم المعارف ولذلك ترى العرفاء يستفيدون
معارفهم من الكتاب والسنة واهل السلوك
يبتهلون باجهاشهم الى هذا النور ويتقوون
به فتدبر فان المسئلة دقيقة **مشهد آخر**
هل تعرف لم كان الشيخان رضي الله عنهما
افضل من علي كرم الله وجهه مع انه اول الصوفية
واول مجذوب واول عارف في هذه الامة ولا
ترى هذه الكمالات في غيره الا قليلا من قبل
التطفل على النبي صلى الله عليه وسلم تبينت
هذه المسئلة على النبي صلى الله عليه وسلم
فاظهر لي وذلك ان الفضل الكلي عند النبي
صلى الله عليه وسلم ما يرجع الى تمام امر النبوة
كاشاعة العلم وتسخير الناس على الدين وما يشبهه
واما الفضل الراجع الى الولاية كالجذب والفناء
فليس الا فضلا جزئيا من وجه ضعيف و
الشيخان كانا من المجددين للاول حتى اني اراهما
بمنزلة فوارة ينبع منها الماء فالعناية المتعلقة
بالنبي صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما
فهما بحسب كمالهما بمنزلة العرض الذي ليس
هو الا قائما بالجوهر ومتمما لتحققه فعلي كرم الله
وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسب

المشهد الثاني والعشرون

اور دوسری وجہ سے باقی رہیگا اور احد الاشیا کو فضل
اصلا نہ رہیگا ہان یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوا یہ نور طرف
ناسوت کی تو دونو طریقون سے سالکون کو نفع ہوا اہل جذب
پر تو انفساء تنبہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کی تو ان پر کھل
گئین معرفتین اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفون کو کہ اپنی
معرفتین کتاب اور سنت سے مطون رکھتے ہین اور اہل سلوک
اس نور سے تضرع کرتے ہین اور آرزو کرتے ہین اور اوس
نور مین مندرج ہوتے ہین اور قوام پاتے ہین اوس سے غور کرو
یہ مسئلہ دقیق ہے **مشہد ۲۲** آخر کیا تم جانتے ہو کہ
شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسلئے افضل ہوئی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت مین
اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہین اور یہ سب
کمالات اور مین نہین مگر قلیل طفیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے مینے عرض کیا یہ مسئلہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین
تو ظاہر ہوا مجھپر کہ فضل کلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے پورا پورا جیسے اشاعت علم کی
اور لوگون کی تسخیر دین مین اور جو اس قسم سے ہو اور جو فضل
کہ راجع ہو طرف ولایت کے جیسے جذب و فنا تو وہ فضل جزئی ہے
اور ایک وجہہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما تھے
مجددین مین اول قسم کی یہانتک کہ مین اونکو دیکھتا ہون
بمنزلہ فوارہ کے کہ اوسمین سے پانی نکل رہا ہے تو جو عنایت اللہ تعالیٰ کی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ ہوئی بعینہ وہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما مین
ظاہر ہوئی بحسب کمال اون دونون کے اس طرح جیسا عرض قائم ہوتا ہے
جوہر سے اور متمم ہوتا ہے جوہر کی تحقق کا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اگرچہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت قریب حسب مین نسب مین

والجبلة والفطرت المحبوبة منهما واقوى جذبا واشد معرفة لكن النبي صلى الله عليه وسلم بحسب كمال النبوة اميل اليهما وكذلك لم يزل العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما ولم يزل العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلونه وكذلك كان مدفنهما بعينه مدفن النبي صلى الله عليه وسلم واكثر الامور العادية لها مبدأ معنوي مثل هذا الذي اشرت اليه ومثل جعل الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم وذلك سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد من دونه

مشهد آخر رأيت الله سبحانه بالنسبة الى النبي صلى الله عليه وسلم نظرا خاصا كانه الذي يعني من مثل لولاك لما خلقت الافلاك فاشتقت الى تلك النظرة واعجبتني اشد عجب فلصقت به صلى الله عليه وسلم وتطفلت عليه فصرت كالعرض بالنسبة الى الجوهر فسامت تلك النظرة واكتنهت كنهها وصرت منظرا ومرأى لها فاذا هي ارادة الظهور وذلك لان الحق اذا اراد ظهور شانه احبه ونظر اليه وشانه صلى الله عليه وسلم ليس بشان رجل واحد بل نشأة مبتدأة منبسطة على هيكل البشر والبشر نشأة منبسطة على وجه الموجودات فكانه صلى الله عليه وسلم غاية الغايات وآخر نقاط الظهور ولكل موج حركة الى منتهاه ولكل سيل شوق

جبلت اور فطرت محبوبہ مین حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے اور جذب مین بہت قوی اور معرفت مین زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحسب کمال نبوت کے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف بہت مائل ہین اور اسی باعث سے جو علما واقف ہین معارف نبوت سے اُن کی تفضیل کرتے ہین اور جو علما معارف ولایت کے آگاہ ہین وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کرتے ہین اور اسی واسطے حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہ مدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا مبدا معنوی ہے مانند اسکے جسکا اشارہ کیا مینے تمسے اور مانند گردانے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ سِر ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپنے فرمایا ہے اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونہ

مشہد آخر مینے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اللہ تعالی کی ایک نظر خاص ہے گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھکو اُس نظر کا شوق ہوا اور مجھکو نہایت تعجب ہوا پس مین لاحق ہوگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بن گیا اور ہوگیا مین جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس اصرار کیا مینے اُس نظر کا اور دریافت کیا کنہ اُسکا اور ہوگیا مین اُسکا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ ظہور تھا اور یہ اسلیئے کہ جب اللہ تعالی نے ارادہ کیا ظہور شان کا اوس کو دوست رکھا اور اُس کی طرف نظر کی پس شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد واحد کی شان نہین ہے بلکہ ایک عالم مبتدا ئت منبسط ہے اوپر صورت بشر کی اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ موجودات کا تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہین اور ظہور کے آخر نقاط ہین اور موج کی حرکت ہے اوسکی منتہا تک اور ہر سیل کو شوق ہے

المشهد الثالث والعشرون

الی مبلغه فتدبر فانه سر دقیق **مشهد آخر** رایت التشفع الیه صلی الله علیه وسلم والتوسل لدیه بعلماء الحدیث والدخول فی عدادهم بعلم الحدیث وحفظه علی الناس عروة وثقی وحبلا ممدودا لا ینقطع فعلیك ان تکون محدثا او متطفلا علی محدث ولا خیر فیما سوی ذینك فیما اری والله اعلم بالصواب **مشهد آخر** العارف اذا کمل التصقت روحه بالملاء الاعلی وهنالك حضرة عالیة شامخة ارتفعت ثم هممهم ولم ترتفع ثم اجسادهم واولئك ثم علی همة رجل واحد راجعة الی تدبیر وحدانی وان اختلفوا فی تفاصیلها فتدلی هذا العبد فی تلك الحضرة رب العالمین فغشیهم من النور ما غشیهم واختفت هممهم تحت شعشعان تلك الانوار حتی لا تکاد تتمیز منها ولا تتمایز بینها وان انا ضربت لحالهم تلك مثلا فلا تعجب الی کل غول وتجل فان الامثال لا تفسر الاشیاء الا من جهة دون جهة هم بمنزلة الهیولی الخفیة التی لا تدرك الا من احکام وآثار تنبجس من هذا الموجود من جهة مسام الهیولی التی هی ام القابلیات والنور الغاشی لهم الماحی ایاهم بمنزلة الصورة التی تدرك اول ما یدرك وهی اصل الفعلیات فتنبجس فی تلك الحضرة احکام وآثار متولدة من علوم الملاء الاعلی وهممهم التفصیلیة تلطفت فیهم وارتقت صفاوتها مع هممهم فمن مسامات

اپنے مبلغ تک پس غور کر کہ سر دقیق ہے **مشہد آخر** مینے دیکھا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین شفاعت اور توسل ہی اونکو جو علمار حدیث ہین اور جو اونکی گنتی مین داخل ہین اور علم حدیث شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور حبل ممدود ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہو پس تو ضرور لازم کر لے اپنے پر یہ کہ تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو ان دونو باتون کے سوا بہتری نہین ہے جو میری رائے مین ہے واللہ اعلم بالصواب **مشہد آخر** عارف جب کامل ہو جاتا ہے تو اسکی روح ملار اعلی مین جا ملتی ہی اور وہان ایک درگاہ عالی بلند ہے اُن کی ہمتین وہان بہت مرتفع ہین وہان اُن کے جسم نہین رفیع ہین اور وہ ایک مرد واحد کی ہمت پر کہ جسکی ہمت تدبیر وحدانی کی طرف راجع ہو اگرچہ اوس ہمت کی تفصیلون مین مختلف ہین پھر تدلی کرتا ہے اس عالی درگاہ مین رب العالمین پس ڈھانک لینا اونکو نور مین جسقدر ڈھانک لی اور اُنکی ہمتین چھپ جاتی ہین اس انوار کی چمک مین یہانتک کہ تمیز نہین ہوتین وہ ہمتین نہ آپسمین متمایز ہوتی ہین اور اگر مین اُن کے اس حال کے مثل بیان کرون تو ہمکا نہین اور خفا نہو مجھپر ہر نشیب و فراز سے کیونکہ امثال اشیا کی تفسیر نہین کرتے ایک جہت سے دوسری جہت کی وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کی ہین جو دریافت نہین ہوتا مگر احکام و آثار سے جو جاری ہوتے ہین اس موجود سے جہت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی کہ ام القابلیات ہے اور جو نور کہ اونکو ڈھانکے ہوا ہے اور اونکو محو کیئے ہوا ہے وہ بمنزلہ اوس صورت کے ہے وہ صورت جو سب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور وہ صورت اصل فعلیات ہی پھر جاری ہوتی ہین اس درگاہ عالی مین احکام و آثار جو ملار اعلی کے علوم سے متولد ہین اور انکی ہمتین تفصیلیہ لطیف ہو جاتی ہین انمین اور بلند ہو جاتی ہے انکی صفا ہمتونکے ساتھ پھر انکی ہمتون کے مسامات سے

همهمهم ينبجس في حظيرة القدس فيضها النور
ولا يتركها كما هي بل يصيّرها قريبا من جوهره
فتختلف حالات الحضرة المقدسة رضا وسخطا
وضحكا وتبشبش وقبض واعراض ونزول في
اوقات اوحال وتردد في القضاء ولعن لاقوام
وايجاب وتحريم ونسخ وامثال هذه فمن شاهد
هذه الحضرة وعرف اهتزازها وانشراحها و
عن يمنها وكونها كل يوم في شان صارت المتشابهات
عنده محكمات ٥ ولم يبق بالاشكال اشكال لديه
ومن لم يشاهدها لم يصح له ولم يصلح الا ان يفوض
هذه الامور الى الله ويؤمن بجملتها اذا علمت
هذا فتلك الحضرة قبلة همم الملأ الاعلى ومناط
توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ
وقدّر الله في سابق علمه ان يحصل له ثمّ فنا وبقا
ربما اضمحل هنالك فليست روحه تسوس جسده
بل الحضرة فقط فهي السائسة وهي المرشدة وهي
الملهمة وقد تطفلت على النبي صلى الله عليه وسلم
فاعطيت من ذلك كاسا دهاقا وكان ما كان
والحمد لله رب العالمين وفي محاذاة هذه الحضرة
حضيرة اخرى اسفل منها هي مرقى همم الملأ السافل
ومجمع امرهم وموضع الهامهم ومحكمة قضائهم
ومناط توجههم ما اشبه شانها بشان هذه الحضرة
المقدسة اتصف الحق بواسطة تدليه هنالك
بالمحبة بعباده واتباع رضاهم في بعض الامر
وامثال ذلك والحضرتان جميعا معرفتهما ادق

جاری ہوتا ہے حظیرہ قدس میں پھر اوس سے نور نکلنے لگتا ہے
اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اوسکے جوہر کے قریب ہو جاتا ہے
پس مختلف ہوتے ہیں حال حضرت القدس کے خوشی غصہ ہنسی اور
خوشی قبض اور روگردانی اور نزول فی اوقات یا فی المحال اور
تردد فی القضا اور لعن اور ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ
علی ہذا القیاس تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اسکے اہتزاز اور
انشراح اور عزیمت کو اور اوسکے کل یوم ہو فی شان کو پہچانا
اوسکے نزدیک متشابہات محکمات ہیں ٥ ولم یبق بالاشکال
اشکال ربیہ اور جسنے اوس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا اوسکو
صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرے اوس
متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لاوے جب تمنے یہ جان لیا
تو بس وہ درگاہ قبلہ ہے ملاء اعلیٰ کی ہمتوں کا اور مناط توجہ
ومعقد نواصی اُن کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ کے
سابق علم اسکے لیئے تھا کہ اوسکو حاصل ہو وہاں فنا اور بقا اکثر
اوقات محو ہو جاتی ہے وہاں تو اوسکی روح اوسکی جسم کی نگہبانی نہیں
کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اوسکی نگہبان اور وہی مرشد
اور وہی ملہم اور میں طفیلی بنگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا
ہوا مجھکو اسکا ایک جام سرشار پس کیا کہوں کیا تھا تھا جو کچھ تھا
الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور
درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ نردبان ملاء سافل کی ہمتوں اور
ان کی مجمع امر ہے اور انکے الہام کی جائے ہے اور انکی احکام کا
محکمہ اور انکی مناط توجہ ہے کہ اسکی شان مشابہ نہیں اوس
درگاہ کی شان کی وہاں حق متصف ہو بواسطہ تدلی کے اپنے
بندوں سے محبت رکھنے سے اور انکی خوشنودی کرنے سے بعض امور
میں اور دونوں درگاہوں کی معرفت نہایت ادق ہے

واجل من ان يعالجها العقول العامية والله
الموفق **مشهد آخر** انقدح علي من فيض
صحبته صلى الله عليه وسلم علوم كثيرة من حال التام
معرفة بالله منها ان هذا الشخص ممتاز من سائر الناس
بان الاجزاء الفلكية فيه قوية الظهور نافذة الحكم
وانها تقوم بها صيغ الٰهي يجعل جميع معانيها مناسبة
بها الى جناب الحق ومنها ان تام المعرفة لابد ان يكون
في نفض التعلقات الدنيوية والاخروية والجسمانية
والروحية غصاطرا لم يخلق سر سريان الوجود
في الموجودات وتوجه المبدء بالارادة الحبية
الى تلك النشأت فطنت انه معنى من معاني
جزئية الذي يحاذ وحاذ وزحل فلما حل به صبغ
الٰهي صار هذا النفض محب ذاتية تتوجه الى نقطة
الذات فمن صدّه عن التنفيض والتخلي عن الكل
البقاء بالله والتصرف بالحق في الخلق وطلوع الارادة
الحبية من المبدء منطبقا على كوة تشخصه فليس
بتام انما التام من حمل هذا النفض في وعائه
غصاطرا لم يمنعه حب مظهر ولو بالحق جهت
يكون عنوانا للمحبة الذاتية وجسدا لروحها
وشبحا لحقيقتها وحمل حب المظاهر لا بنفسه
بل بالحق للخلق لا لانفسهم بل بالحق في وعائه ومنها
ان كل عارف تام المعرفة فانه لا يأخذ شيئا الا
من نفسه ومن اعداد المعدات ان يلينه هذا القوم
على جد موجود فيه ويتشمن عليه معنا فيظهر
عليه الامر ليس خارجي حسن استفاد من غيره شيئا

اور برتر ہے اس سے کہ عقول عامہ پہنچی اوسکو واللہ الموفق
مشہد آخر فیض صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
مجھپر کھل گئی بہت علوم اللہ کی معرفت کے حال کامل کے ایک
اُن میں سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر میں
کہ اجزاء فلکیہ کا اسمین ظہور قوی نافذ الحکم ہی جسمے صبغہ ہائے
الٰہی قوام پاتی ہین واسطے تمام معانی کے مناسب اوس شئے کے
جو قریب کرے جناب حق کے اور ایک یہ ہے کہ تام المعرفت کے
واسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی اور
جسمانی و روحانی اوس سے شدت سے دور ہوں اور اوسکو بیکار نکردے
سریان الوجود فی الموجودات کا سر اور توجہہ مبدا کے بارادہ
حبیت اون عوالم کے اور مینے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہین
اوس جزو میں سے جو مقابل ہی زحل کے پہر جب رنگ الٰہی آتا ہی تو
وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہوجاتی ہے کہ نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے
پس جو شخص اوس بے تعلقے سے باز رہا اوسکو حاصل نکیا اوس
خلوت کل سے بقا باللہ ہی اور تصرف بحق خلقت مین اور ارادہ
طلوع حبیت مبدا کا کیا راہ روزن تشخص اپنی سے وہ پورا پورا
نہین ہی پورا پورا وہ شخص ہی جسنے اوس بے تعلقے کو اپنی ظرف مین
بہت مضبوطی سے رکھا اور اوسکو آلودہ نکیا مظہر کی حب نے
اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا او
اوسکی روح کا جسم ہو اور اوسکی حقیقت کا کالبد اور حمل کیا
حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ اُن کے
نفسوں سے بلکہ بالحق ہو انکی ظرف مین اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے
وہ کسی سے کچھ نہین حاصل کرتا مگر اپنے نفس ہی سے اخذ کرتا ہے اور تحقیق آمادگی مستعدات
یہ ہے کہ وہ فرد آگاہ ہو اوس چیز سے جو اوسمین موجود ہی اور اسکے معنے اس پر کشف
ہوجائین پہر اوسکو ظاہر ہوجائے جو ظاہر نہوا تھا تو جو شخص اپنے سوا کسی سے

من غلبن هذا الوجه فليس بتام المعرفة ومنها ان كل
عارف تام المعرفة فانه يسخر جميع ماسوى الله تبارك
وتعالى وماسوى اسمائه وتدلياته اما بالقهر وهذا
فيما كان ادنى حالا وانقص قوة من نشأة هذا العارف
التي البست فوق جامعيته وجعل حجابا دون
معانيه فتارة يكون بهيمية مختلطة بالملكية قوية
بقوية اوضعيفة بضعيفة اوضعيفة بقوية
فيختلف الاحكام والآثار فيكون نكرة عند العوام
الناظرين الى اللباس دون الجامعية والواقفين
على الصور دون المعاني واما بالمناسبة وذلك
فيما كان اقوى حالا واتم تاثيرا من تلك النشاة اللباسية
والحجابية وسر المناسبة انما ينشاء من جزء في العارف
يقوم مقام هذا المراد تسخيره فبينه وبينه عرق
ممتدة وماساريقا اصله من جهة سر تلك النشاة
المشتركة فيها فاذا توجه العارف الى ذلك الجزء
اشد توجه حرك بتلك الخيوط المشتركة ذلك
المراد تسخيره واما الاسماء والتدليات فلا تكون
مسخرة لشعشعان نور الربوبية ثم هنالك حب
بازاء محبوبية فتحرك المحبوبية ويتحرك الحب بازائه ويتحرك
التدلى والاسم الذان يناسبان هذا الحب فمن لم
يعرف هذا التسخير المستطير ولم يره في نفسه فليس
بتام المعرفة وفطنت ان هذا التسخير المستطير
معنى من معاني جزئه الذي يحذو حذو الشمس
لما انصبغ بصبغ المبهم صار التسخير الذي فيه
هذا المستطير ومنها ان تام المعرفة لا وجه

وہ کامل معرفت نہیں ہے اور ایک یہ ہی جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے
اوسکے سب مسخر ہوتے ہیں سوا اللہ تعالےٰ کے اور سوا اوسکے اسما اور
تدلیات کے یا تو زبردستی سی یہ اُس صورت میں ہے کہ حال ادنی اور قوت
ناقص ہو عارف کے اُس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہی اور
کر دیا ہی حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیمیت ملکیت سے
مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف
قوی سے پس مختلف ہوتی ہیں احکام آثار تو انکار ہوتا ہی عوام کو
جو دیکھنے والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر دیکھنے والے
ہیں سوا معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اُس عارف کامل کے بسبب تعلقہ
مناسبت کے اور یہ اُس صورت میں کہ قوی حال ہو اور
قوی تاثیر ہو اُس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور سر
مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہی اُس جزو سے جو عارف میں ہی
کہ قائم مقام ہوتا ہے اس مراد کے واسطے اُس کی تسخیر کی تو
درمیان اُس عارف اور اُس جزو کے رگیں ہیں ممتدہ اور
ماساریقا اور اصل اُس تسخیر کی جہت سے اُس سر عالم مشترک سے جو
اُس میں ہی تو جب متوجہ ہوتا ہی عارف طرف اُس جزو کے بہت
توجہہ سے تو حرکت کرتی ہی اُن خیوط مشترکہ سے وہ مراد واسطے
تسخیر کے لیکن اسما اور تدلیات نہیں مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور
ربوبیت کے ہاں یہاں حب ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہی
محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اُسکے مقابل حب اور متحرک
ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ دونو جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو
شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر کو اور اپنی نفس میں نہیں دیکھتا وہ
شخص کامل معرفت نہیں ہے اور مجھکو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر
معانی سے ہے اُس جزو کی جو مقابل شمس کے ہے جس وقت رنگا جاتا ہی رنگ الٰہی سے
ہو جاتا ہی وہ جزو تسخیر جسمیں یہ مستطیر اور منجملہ ایک یہ ہے کہ کامل کی معرفت سے ترقی کی روح میں

تحلى به وعناية بكل شيء من طريقته ومذهبه وسلسلته
ونسبته وقرابته وكل ما يليه وينتسب إليه وعنايته
هذه يختلط بها عناية الحق وذلك لأن نفسه اذا
تجردت عن كدورات الجسد ولصقت بالملأ الا
على وتجلى هنالك الحق وانما يكون التجلي بحسب استعداد
المتجلى له وهذه النكتة هي التي قصدنا لها في ضرب
المثل بالهيولى والصورة فيتلون تلك النفس بلون
الحق وتصير كانها تدلى من تدليات الله تعالى الى
خلقه لذلك الانصباغ والامتزاج والاختلاط المذكور
اليه فعند ذلك يقع توجه نفسه الى هذه الامور
معدة لانعطاف جناب القدس اليه فاذا تمكن
هذا السر في اضلاع النفس وشعوبه وشجونه وجميع
فنونه اختلط النظر الالهي بكل ذلك فصار اكسيرا
يستشفى به وانما اريد بشجون النفس وشعوبه
ما يتوجه اليه النفس من غير جمع الهمة بعادة
او ملكة غير مستقرة وللكامل من جهة هذا
السر آثار واحكام كثيرة وفطنت بان هذا المعنى
من جزئه الذي يحذو حذو زحل مختلطا بالمشتري
حين حلول صبغ الهي ومنها ان تام المعرفة صنع
بجميع النعم التي انعم الله بها على السموات والارضين
والمواليد وكل ما في بين ذلك من الملائكة والانبياء
والاولياء والملوك وغيرهم وذلك انا فيه اجزاء
كل منها يحذو حذو شيء من الموجودات فهو
نسخة اجمالية جامعة لجميع الموجودات وكل جزء
منه اذا اتبعنا تفصيله لنفسه بتلك النشاة

تیز نظری اور غور اور عنایت ہوتی ہے ساتھ ہر شے کے طریقت اور
مذہب اور سلسلہ اور نسبت اور قرابت اور جو اس سے قریب ہے اور اس سے
نسبت رکھی سب کے ساتھ اور اس کامل معرفت کے اس عنایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ
کی عنایت مختلط ہو جاتی ہے اور یہ بات اسواسطے ہے کہ اسکا نفس جب
کدورات جسم سے مجرد ہو جاتا ہے اور ملاء اعلیٰ سے مل جاتا ہے
اور وہاں تجلی حق کی ہوتی ہے اور وہ تجلی حق کے موافق استعداد
اس شخص کی ہوتی ہے اور یہ وہی نکتہ ہے جیسے ہمنے ضرب المثل میں
ہیولیٰ اور صورت کہا ہے تو متلون ہو جاتا ہے نفس بلون حق سے
اور ہو جاتا ہے گویا ایک تدلی حق کی تدلیات میں سے جو واسطے
خلقت کے ہیں بسبب انصباغ و امتزاج و اختلاط مذکور کے پس
اسوقت اسکا نفس متوجہ ہوتا ہے ان امور کی طرف اور اس کی
توجہ مُعِد ہو جاتی ہے واسطے منعطف ہونے جناب قدس کی اسکی طرف تو جب قرار
پذیر ہو گیا یہ امر اسکے پہلو کی ہڈیوں میں اور اسکے شعبوں اور
رگوں میں اور پٹھوں میں تو مختلط ہو جاتی ہے نظر الٰہی ان سب میں
تو وہ شخص اکسیر بنجاتا ہے جس سے لوگوں کو شفا ہو اور میری مراد نفس کی
رگوں اور پٹھوں سے وہ شے ہے جسکی طرف نفس بے قصد کی متوجہ ہو از روئے
عادت اور ملکہ غیر مستقرہ کے اور واسطے اس کامل کے اس سر کی جہت سے
احکام و آثار بہت ہیں اور دریافت ہوا کہ یہ بات معانی میں سے ہے
اس جزو کی جو مقابل زحل مختلط بالمشتری کے ہے بروقت حلول
کرنے رنگ الٰہی کے اور انمیں سے ایک یہ ہے کہ کامل معرفت کو وہ سب
نعمتیں ملتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں سب آسمانوں اور سب زمینوں اور
موالید کو اور جو ان میں ہیں ملائکہ اور انبیا اور اولیا اور
بادشاہ وغیرہم اور یہ امر اسواسطے ہے کہ اس کامل معرفت میں جو اجزا ہیں تمام
موجودات کے مقابل میں ہیں گویا کہ وہ ایک نسخہ اجمالی ہے جامع تمام
موجودات کا اور اسکی ہر جزو کا ایسا کہ جب اسکی تفصیل کریں تو نکلے یہ عالم

فكل ما وقع من نعمة فانما محلها الجزء من الاجزاء
وهو مطلوب بشكر كل هذه النعم وليس كلامنا من قبيل المسامحة والتجوز بل هو الحقيقة التي
لا تجاوزها نفس الامر نعم اذا تجرد للتشخص الكلي
المنبث في جميع المخلوقات حضر هذا السر واذا
انحدر الى ما يليه التشخصات الجزئية استتر عنه

المشاهدة السابعة والعشرون

مشهد آخر كنت منتظر المعنى حديث
سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اين كان ربنا
قبل ان يخلق خلقه قال كان في عماء الخ فافيض على هذا
السر فتمثل لي نور عظيم في اعالي بعد هيولاني
قد احاط بمجامع هذا البعد تدبيرا بخطوط شعاعية
ممتدة منه الى جميع نواحيه فقيل هذا هو المشار
اليه بقوله عليه السلام كان في عماء وهذا البعد الهيولاني
هو العماء وهذه الاحاطة بالخطوط الشعاعية
هي القهر المشار اليه بقوله تبارك وتعالى وهو القاهر
فوق عباده فحين ظهر هذا السر ثلج قلبي كان لم يبق لا
شبهة ولا مسئلة اسال عنها ثم من بعد ذلك
انحدرت الى حيز الفكر فتفطنت ان الذات الالهية
اقتضت واستلزمت ظهور استعدادات كانت
مندرجة فيها فظهرت هنالك في صقع الوجوب
ظهورا عقليا وتمثلت هنالك بهذا الظهور
اعيان الممكنات وشئون ظهور الواجب في كل
نشأة وتدليه في كل برزخ واقتضت الذات الا
لهية باتصافها بهذه الظهورات عدما ومادة
وخارجا فاظهر فيه ما كان منطويا في كمونة

تو جو نعمت واقع ہوگی اوسکا محل کوئی جزو ہوگا اجزا مین سے
اور یہی مطلوب تھا اور ہمارا کلام کچھ سرسری مسامحت اور تجوز
نہین ہے بلکہ حقیقت نفس الامری ہے ہان یہ سر جب میسر ہوگا
کہ جسوقت مجرد ہوجاوے واسطے تشخص کلی منتشر فی جمیع مخلوقات
کی اور جب پستی مین چلا جائے تشخصات جزئیہ کی تو یہ سر پوشیدہ
ہوجائیگا اوس سے **مشہد آخر** مین اس حدیث شریف کے
معنی کا منتظر تھا سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این کان
ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء الخ تو مجھ پر افاضہ ہوا
یہ سر کیا دیکھتا ہون کہ ایک نور عظیم ہے اعالی بعد ہیولانی مین اور
اوس نے گھیر لیا ہے اس بعد کے مجامع کو از روئے تدبیر کے اون
خطوط شعاعی سے جو اوس نور سے ممتد ہین اوسکے جمیع نواحی
کی طرف اور سنائی دیا کہ یہ وہی ہے جسکا اشارہ کیا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف مین کان فی عماء یہ بعد
ہیولانی وہ عماء ہے اور یہ احاطہ خطوط شعاعی سے وہ قہر ہے
جو قرآن شریف مین ہے ہو القاہر فوق عبادہ پس جسوقت یہ سر
ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا اور قلب مطمئن ہوگیا کچھ شبہہ ہی
نہ رہا اور نہ کوئی مسئلہ جسکو پوچھون بعد اسکے مین دھس گیا حیز
فکر مین تو دریافت ہوا کہ ذات الہی مقتضی اور مستلزم ہوئی ظہور کے
اون استعدادات کی جو اوسمین مندرج تھین تو ظاہر ہوئے
ناحیت وجوب مین از روئے ظہور عقلی کے اور متمثل ہوگئین اس ظہور سے
اعیان ممکنات اور شانین ظہور واجب کے ہر عالم مین
اور اوس کی تدلی برزخ مین اور اقتضا کیا ذات اللہ نے
اس ظہورات سے متصف ہونا ساتھہ عدم
اور مادہ اور خارج کے تو اوس مین
ظاہر کر دیا جو منطوی تھا پیچیدگی

المشاهدة الثامنة والعشرون

الاعیان والاسماء واول ما ظهر هنالك نور الهی اخذ بمجامع العدم والمادة وتسلط علیه فهو قائم مقام الذات الالهیة وهو قدیم بالزمان لان الزمان والمکان والمادة عندنا شیٔ واحد هو هذه الاستعداد الذی سمیناه بالعدم والخارج وفیه الارادات المتجددة وهی اول شیٔ نطق بشانه السنة الشرائع وذلك لانه انما سئل عن این ولم یکن حینئذ یصلح للجواب الا ما ظهر فی الخارج مشهد آخر فاض علی من جناب المقدس صلی الله علیه وسلم کیفیة ترقی العبد من حیزه الی حیز القدس فیتجلی له حینئذ کل شیٔ کما اخبر عن هذا المشهد فی قصة المعراج المنامی فربما رجع نظره قهقری الی ما جری علیه من الوقائع فیعرف ما کان منها الهاما من الحق وتقریبا مما کان من الطبع وتسویل الشیطان وربما علم علما صحیحا ما یکون مایتداولها الملاء الاعلی من العلوم الناموسیة والانذار بالوقایع الآتیة ومخاصمة الناس تنزلا الی مدارکهم واحتیالا لفك عقد تهامما یناسب تلك العلوم فی تلك النشأة ومن هیأت الملاء الاعلی ومقاماتهم ومقامات الملائکة وارواح الاولیاء والانبیاء والملاء السافل وما یضاهی ذلك وهذه العلوم کلها علوم القرآن العظیم فرایت من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الالف والعادة والمحسوسات والانصباغ بصبغ تلك الحضرة املأ عظیما ثم قیل لی هذا حضرة وتیة لا حضرة کلام

اعیان میں اور اسماء میں اور جو سب سے پہلے نور آلہی ظاہر ہوا اُس نے مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اُس پر مسلط ہوگیا اور وہ قایم مقام ذات الہی اور وہ قدیم بالزمان ہے اسواسطے کہ زمانہ اور مکان اور مادہ ہماری نزدیک ایک شے واحد ہے وہ یہ استعداد ہے جسے ہمنے عدم اور خارج کہا ہے اور اوس مین ارادات متجددہ ہین اور وہ اوّل شے ہے جسکی شان زبان شرائع ناطق ہین ہواسطے کہ تحقیق سوال کیا گیا لفظ این سے اور اسکے جواب کی صلاحیت وہی چیز رکھتی ہے جو خارج مین ظاہر ہو مشہد آخر افاضہ ہوئے مجھپر جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیت بندہ کی ترقی کے اپنی حیز سے حیز قدس کی طرف اوسوقت اوسکو روشن ہو جاتی ہے ہر شے جیسا خبر دی گئی ہے اس مشہد کے قصہ معراج منامی مین تو اکثر اوقات آدمی کی نظر پیچھے ہٹتی ہے الٹے پاؤن اون وقائع کی طرف جو اُس پر گذری ہین تو جان جاتا ہے جو اوس مین الہام حق تھا اور جو تقریب بھی طبیعت سے اور تسویل شیطانی تھی اور اکثر اوقات اوسکو علم صحیح ہو جاتا ہے جو برتتے ہین ملاء اعلے علوم ناموسیہ سے اور آنے والی واقع سے ڈرنے کا اور لوگون سے جھگڑنیکا ازروے تنزل کے اُن کی مدارک کی طرف اور ازروے حیلہ کے واسطے اُس کے عقدہ کھلنے کے جو مناسب اون علمون کے ہے اوس عالم مین اور ہیئت ملاء اعلے کی اور اُن کے مقامات ملائکہ اور ارواح اولیا وانبیا اور ملاء سافل اور جو اسکی مانند ہون اور یہ سب علم قرآن عظیم کے علم ہین تو مین نے دیکھا طبیعت کے پردہ دور کرنے سے اور تجرد سے مالوفات اور عادت اور محسوسات کے اور منصبغ ہونے سے اس درگاہ کے رنگ سے ایک امر عظیم اور مجھسے کہا گیا کہ یہ درگاہ دوبت ہے نہ درگاہ کلام

ثم اذا اراد الحق ان يتدلى الى الخلق بكتاب ينزله
البس صاحب هذه المشهد لباسا نورانيا رقيقا
فانقلب هذه الرؤية بالنسبة اليه كلاما ثم رأيت
كيفية الحداره الى حيز الطبع والعادة فتنفتح
عليه عين الطبع وتنغمض عليه عين الملاء الاعلى
فصار ما كان بين يديه خيالا يتخيله او امرا اتيد كره
من بعد غيبه وربما وجد من تطلب الملاذ و
الاسباب ما كان سلب عنه او نهى عنه وبين
ترقيه والحداره حالات كثيرة شاهدتها في ذلك
المشهد منها ما هو قريب الى الاعلى ومنها ما هو قريب
الى الاسفل فيتولد من تلك الحالات ما اقول
لك يتولد الهاتف ويتولد الخاطر ويتولد الرؤيا
والحق ان الرؤيا خيالات كمثل احاديث النفس
يتجرد اليها له آلة فيجدها مرأى منه ومسمع ويتولد
خيال حق يمتلاء منه دماغه ويتولد فراسة صادقة
الى غير ذلك وكل ذلك في حيز الحجاب بين الحضرة
التي لا حجاب هنالك وبين الحجاب المتاكد من كل وجه
ووجدت لكل من هذه الاشياء ميزانا ومقدارا
ووجدت لكل مظنة توجد هنالك ولكن لم تفرغ
في هذه المشهد لاحاطة تلك الموازين والمظان و
واكتفيت باصولها وعسى ان يوفقنا الله للاحاطة
في ثاني الحال

مشهد آخر

العارف اذا كان
في حيز ما يلي الطبيعة لم يشاهد فعل الحق كما ينبغي
ان يشاهد فربما اشتبه عنده الهام بهاجس حديث
من النفس وحالة الهيئة بامر طبيعي ويكون حادثة

پہر جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ خلقت کی طرف تدلّی کرے ساتہہ نزول
کتاب کے تو اس مشہد کے صاحب کو ایک لباس نورانی باریک پہناتا ہے
یہ رویت اوسکی نسبت کلام ہو جاتی ہے پہر مینے دیکہی اسکی انحدار نزول کی
کیفیت حیز طبیعت اور عادت کی طرف تو کہل جاتی ہے اوسکی
چشم طبیعت اور بند ہو جاتی ہے چشم ملاء اعلیٰ تو ہو جاتا ہے اوسکے
روبرو ایک خیال جسے وہ دیکھ رہا تھا اور ایک امر کہ اوسکو یاد کرتا ہے
اسکے غایب ہونے کے بعد اور کبہی پاتا ہے طلب ملاذ و اسباب سے
وہ شے جو اس سے سلب ہو گئی تہی یا اسکو اس سے منع کر دیا تھا
اور درمیان اوسکے ترقی اور انحدار کے حالات کثیرہ ہین جو مینے
مشاہدہ کئے ہین اس مشہد مین بعضے انمین سے وہ ہین
جو اعلے کے قریب ہین اور بعضے وہ ہین جو اسفل کے قریب ہین
پہر پیدا ہوتی ہین ان حالات سے وہ جو مین تمسے بیان کرتا ہون
پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور پیدا ہوتا ہے خواب
اور حق یہ بات ہے کہ خواب خیالات ہین مانند احادیث نفس کے
کہ مجرد ہو جاتا ہے اونکی طرف واسطہ اوسکے تو پاتا ہے مرایا اور مسمع مین
اور پیدا ہوتا خیال حق کا جس سے اوسکا دماغ بہر جاتا ہے اور پیدا
ہوتی ہے فراست صادقہ علیٰ ہذا القیاس اور بہی اور یہ سب چیز حجاب مین
ہین درمیان اس درگاہ کے جہان حجاب نہین اور درمیان حجاب متاکد من
کل وجہہ کی اور مینے ہر شئے کی انمین سے میزان اور مقدار کو پایا
اور مینے پایا ہر ایک کا مظنہ جو وہان پایا جاتا ہے لیکن مین نہین فارغ ہوا
اس مشہد مین واسطے احاطہ ان میزان اور مقدار ونکی اور کفایت
کرتا ہون انکے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمکو توفیق دے
اونکی احاطہ کی ثانی الحال مین مشہد آخر عارف جب ہوتا ہے
اس حیز مین جو قریب طبیعت ہے نہین مشاہدہ کرتا فعل حق کو جیسا چاہیئے
مشاہدہ کرنا تو کبہی مشتبہ ہوتا ہے نزدیک اسکے الہام ساتہ خطرہ

المشاهدة التاسعة والعشرون ٢٩

لا یعلم ما حکم الله فیها فیتردد ویکون فی ذلک برهة
من الزمان ثم انه ینجذب الی حین الحق فیصیر عبد الله
فیتجلی له کل شئ فیجمع نظره فیقهقری الی تلک الامور
المشتبهة والشکوک فینکشف ما اراده الحق و
قضی فکانه یری رأی عین فان کان مکلما کلم
کلاما سویا وان کان مفهما لقنا فهم ولقن ولک
عبرة بسورة الانفال سئل النبی صلی الله علیه وسلم
عن الانفال فلم یبین ما حکم الحق فیها وکیف تقسم
وساق الحق الی ذات الشوکة لیحق الحق به فلما اجتمع
الرکب وذات الشوکة اختلف الاراء فالهام الحق
یجذب الی ذات الشوکة ومیل الطبایع یجذب
الی الرکب شهرا والی الحق ونزلت الامنة والمطر
واهتزت القلوب الی الحرب لا یدری مبدأ ذلک
ارادة الحق بهم النصرام امور طبیعیة فلما انجذب
النبی صلی الله وسلم الی حین الحق کلم بحقیقة
الامر فی ذلک فان قلت اخبرنی عن هذا الحین الذی
تقول انه حین الحق ما هو قلت هم الملاء الاعلی
عظماء المؤمنین ومطمح بصایدهم تجمع فی تجلی
من تجلیات الحق وهو حظیرة القدس وهو الذی
قال النبی صلی الله علیه وسلم ان آدم احتج موسی
عند ربهما وهو قدم صدق عند ربهم ومن
وجده فهو علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه
ای یداخل نفسه لون من تلک الحضرة هی داعیة
الحق فی قلب المؤمن فتدبر فان المسئلة دقیقة

مشهد آخر رئینا انا متوجه الی النبی صلی الله علیه وسلم

حدیث نفس کی اور حالت الٰہیہ ساتھ امر طبعی کے اور ہوتا ہے کوئی
حادثہ نہیں جانتا ہے کہ اسمین اللہ کا کیا حکم ہے تو متردد ہوتا ہے اور اسمین
ایک زمانہ گذر جاتا ہے پھر وہ منجذب ہوتا ہے طرف حیز حق کے پھر ہو جاتا ہے
عبد اللہ تو روشن ہو جاتی ہے اوسپر ہر شئے پھر اوسکی نظر پیچھے ہٹتی ہے الٹے پاؤں
اُن امور مشتبہ کی طرف اور اُن شکوک کی طرف تو اوسکو کشف ہو جاتا ہے اراده
حق کا اور اسکا حکم تو گویا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے پس اگر ہوتا ہے
کلام کیا گیا تو کلام کیا جاتا ہے برابر اور اگر ہوتا ہے سمجھایا گیا سمجھنے والا تو
سمجھایا جاتا ہے اور تعلیم کیا جاتا ہے اور تیرے واسطے عبرت ہے سورہ انفال کہ سوال
کئے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انفال سے تو نہ بیان کیا کہ کیا حکم حق کا ہے
اوسمین اور کیونکر تقسیم کیجائے غنیمت اور روان کیا اُس حکم کو حق نے
طرف ذات شوکت کے تاکہ ثابت کرے حق کو جب مجتمع ہوئے سوار اور ذات شوکت
دونوں تو مختلف ہوئین رائین الہام حق تو جذب کرتا تھا ذات شوکت کی طرف
اور میل طبائع جذب کرتی تھی طرف سوار دن کے پھر بدیت آگئی وہ لوگ طرف حق کے اور
نازل ہوئی امن مطر اور جنبش ہوئی دلونکو طرف جہاد کے نہیں معلوم ہوتا تھا
کہ اسکا مبدا اراده اللہ کا اراده ان کی مدد کا تھا یا امور طبیعیہ تھی پھر جب ہوئے
منجذب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حیز حق کی طرف تو ان سے حقیقت امر کی
ان سے کلام کی گئی اُس میں پس اگر تم پوچھو کہ جسے تم حیز حق کہتے ہو وہ
بتاؤ کیا ہے تو سنو وہ ہیں ملاء اعلیٰ اور عظماء مومنین کے
اور اونکے مطمح نظر جمع ہوئیں اسکی تجلیوں میں سے ایک تجلی میں
اور وہ حظیرۃ القدس ہے اور وہ وہ ہے جسے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کے بحث ہوئی نزدیک اللہ کے اور وہ ہے

قدم صدق عند ربہم اور جسنے آپ پایا وہ ہے علی بینۃ من ربہ ویتلوہ
شاہد منہ یعنے اسکے نفس میں داخل ہوتا ہے رنگ اوس درگاہ کا
وہ داعیہ حق ہے مومن کے قلب میں پس خوب غور کر کہ مسئلہ دقیق ہے
مشہد آخر اس اثنا میں کہ میں متوجہ تھا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اذ طلع نور شاهق امتلاء خيالي به وبقيت متحيرا من شعشعانه فقيل لي من باطني على طريقة الفراسة والتفطن هذا نور العرش وله مدخل عظيم في نبوته صلى الله عليه وسلم ومعرفة حقيقته لا يتم الا بمعرفة هذا النور ثم انحدرت الى حيز الفكر والروية فتذكرت ما روي في كتاب الله المنثور في قصة حزقيل من رؤية نور العرش وانعقاد رسالته على لسان هذا النور

مشاهد اخرى بالاجمال

سألته صلى الله عليه وسلم سؤالا روحانيا كما نبهنا عليه مرارا عن التسبب وتركه ايهما احسن لي فنفخ الي نفحة برد منها قلبي عن الاسباب والاولاد والمنزل ثم كشف لي فشاهدت طبيعتي تركن الى الاسباب وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت روحي تركن الى التفويض وتستلذ به وتطلبه وشاهدت ان بينهما مدافعة والمرضي هو الذهاب الى مراد الروح نعم لله لطف خفي سيظهر من غير اختيار ونفح نفحة اخرى فبين ان مراد الحق فيك ان يجمع شملا من شمل الامة المرحومة بك فاياك وما قيل ان الصديق لا يكون صديقا حتى يقول له الف صديق انه زنديق واياك ان تخالف القوم في الفروع فانه مناقضة لمراد الحق ثم كشف اخرى ظاهر لي منه كيفية وتطبيق السنة بفقه الحنفية من الاخذ بقول احد الثلثة وتخصيص عموماتهم والوقوف

المشاهد الثالث والثلاثون ۳۳

کہ ایک ایسا نور طلوع ہوا بلند کہ میرا خیال پر ہو گیا اور مین اسکی چمک سے متحیر رہ گیا تو میری باطن سے آواز آئی بطریق فراست کے اور تفطن کے کہ یہ نور عرش کا ہے اور اسکو نبوت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین دخل عظیم ہے اور اونکی حقیقت کے معرفت پوری نہین ہوتی جب تک اس نور کی معرفت نہو پھر مین نازل ہوا طرف حیز فکر و رویت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب منثور مین روایت ہے حزقیل کے قصہ مین رویت نور عرش سے اور اوسکی نبوت کے منعقد ہونے سے اوپر زبان اس نور کے مشاہد

اخری بالاجمال

مینے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال روحانی جیسا مین آگاہ کر چکا ہون کئی بار کہ میرے واسطے تسبب اچھا ہے یا ترک تسبب تو مجھے ایک ایسی خوشبو آئی کہ میرا دل سرد ہو گیا اسباب اور اولاد اور گھر سے پھر مجھکو کشف ہوا تو مینے مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت تو مائل ہے اسباب کی طرف اور اسے ڈھونڈھتی ہے اور ذائقہ چاہتی ہے اور میری روح راغب ہے طرف تفویض کے اور اوسکی لذت چاہتی ہے اور اوسی ڈھونڈتی ہے تو مشاہدہ کیا مینے مدافعہ اور پسندیدہ مراد روح کو پہنچ ہے اللہ کے لطف خفی بے اختیار ظاہر ہو جاتے ہین پھر ایک اور خوشبو آئی اور ظاہر ہوا کہ مراد حق کی ہے کہ تجھ مین جمع کرے وہ شیرازہ امت جو مرحومہ سے چھٹ گئی ہے تو خبردار اس سے بچو جو کہا گیا ہے کہ صدیق نہین ہوتا ہے صدیق جب تک اوسے ہزار صدیق زندیق نکہین اور خبردار کبھی قوم کا مخالف فروع مین نہونا اسلئے کہ یہ مناقضہ ہے حق کی مراد کا پھر کھلا ایک نمونہ اوس سے ظاہر ہوئی کیفیت و تطبیق سنت کے ساتھ فقہ حنفیہ کے اخذ کرنے سے ایک تول کے قول ثلثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین سے اور کشف ہوئی تخصیص انکی عمومات کی اور انکے مقاصد کا وقوف

على مقاصدهم والاقتصار على ما يفهم من لفظ السنة وليس فيه تاويل بعيد ولا ضرب بعض الاحاديث بعضا ولا رفض الحديث صحيح بقول احد من الامة وهذه الطريقة ان اتمها الله واكملها فهي الكبريت الاحمر والاكسير الاعظم ثم نفخ نفحة اخرى فظننت فيها وصاة منه باخذ طريقة الانبياء والتحمل لاعبائهم والتصدي لخلافتهم والشفقة على الناس تعليما وارشادا ودعاء رفاهيتهم وطلب ما يكون فيه صلاحهم ظاهرا ومعنى ووفقنا الله سبحانه للاخذ بسنة نبيه عليه الصلوة والسلام

المشاهدة الثانية والثلثون ۳۲

مشهد آخر توجهت الى قبور ائمة اهل البيت رضوان الله عليهم اجمعين فوجدت لهم طريقة خاصة هي اصل طرق الاولياء وانا ابين لك تلك الطريقة وابين لك ما انضم معها حتى صار طريقة الاولياء فاقول طريقتهم الالتفات الى ياد داشت اعني التيقظ الاجمالي الى المبداء ولو من وراء الحجب ولكن مع الذهول عن الحجب ومع الذهول عن ان هذا التيقظ من جوهر النفس او من العلم الحصولي وبالجملة تيقظ بسيط والتفات الى هذا التيقظ بنوع فافهم هذا طريقتهم ولما فنى جوهر النفس من الاولياء في هذه النقطة صار لفنائهم هيئة اخرى وراء الالتفات ثم الهموا سبيلا يهتدون بها الى الفناء فظهر الى الآيات بطولها وعرضها

المشاهدة الثالثة والثلثون ۳۳

مشاهد اخرى استفدت من جناب النبي صلى الله عليه وسلم

اور اقتصار اوسپر جو لفظ سنت سے سمجھا جاتا ہے اور اوسمین نہین تاویل بعید اور نہ ضرب بعضے حدیث کے بعضے پر اور نہ ترک کرنا ہو حدیث صحیح کا ساتھ قول ایک کے امت مین سے اور یہ طریقہ اگر پورا کرے اور کامل اللہ تعالی تو کبریت الاحمر اور اکسیر اعظم ہے پھر ایک خوشبو آئی اور اسمین مینے دریافت کیا وصیت کو اوسکے واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیا کا او تحمل کرنا اُن کی طرح سختیون کا او متصدی ہونا ان کی خلافت کا اور لوگون پر شفقت کرنا از روے تعلیم و ارشاد کے اونکی دعا رفاہیت کرنے اور صلاح اُن کی واسطے طلب کرنے ظاہرا اور باطنا اللہ سبحانہ ہمکو توفیق بخشی سنت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

مشہد آخر متوجہ ہوا مین طرف قبور آئمہ اہل بیت کے رضوان اللہ علیہم اجمعین تو مینے پایا اونکا ایک طریقہ خاص کہ وہی ہے اصل طریقہ اولیا کا سو مین تمسے بیان کرتا ہون وہ طریقہ اور تمسے بیان کرتا ہون جو اوس طریقہ سے منضم ہو گیا ہے یہانتک کہ وہ ہوگیا ہی طریقہ اولیا کا سو تم سنو وہ اونکا طریقہ یاد داشت ہی کے طرف التفات ہے یعنے ایک تیقظ اجمالی مبدا کی طرف اگرچہ پردون کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردون سے اور ذہول اس امر سے کہ یہ تیقظ جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی ہے غرض تیقظ بسیط ہے اور التفات اس تیقظ کے کسی نوع سے ہے پس یہ طریقہ ہے اُن کا اور جب کہ فانی ہو گیا جوہر نفس اولیا سے اس نقطہ مین تو اُن کی فنا کی اور رہے صورت ہو گئی سوائے التفات کے پھر اُن کو ایسے رستے الہام ہوئی جنسے ہدایت پائین طرف فنا کے پس ظاہر ہوئین ولائتین معہ طول اور عرض کے تمام

مشاہد اخری مستفید ہوا مین درگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

ان كل من حصل منه قصور فى نقض العلاقات
الحبية من قلبه واثبات محبة الحق سبحانه وفى
عداوة الغير والسوى كما قال سيدنا ابراهيم
عليه السلام انهم عدو لى الا رب العالمين والا
كباب على الهيمان به تحقق الا معرفة فقط فانه
مغرور كائنا من كان سواء منعه عن هذه
الحالة العلاقات الطبيعة والاستغراق فى مشاهدة
سريان الوحدة فى الكثرة بحيث يصير محبا لكل شئ
لما فيه من سريان محبوبه او غير ذلك من الموانع
واستفدت منه صلى الله عليه وسلم ثلثة امور
خلاف ما كان عندى وما كانت طبيعتى تميل اليه
اشد ميل فصارت هذه الاستفادة من براهين
الحق تعالى على احدها الوصاة بترك الالتفات الى
التسبب فانى كلما انحدرت الى الطبيعة غلب
على العقل المعاشى فصرت احب التسبب
ويجول فكرى فى تمهيد الاسباب التى يحصل منها
الاولاد والاموال وكلما لحقت بالنبى صلى الله
عليه وسلم وبالملاء الاعلى جردت عن هذه الرذيلة
اخذ منى العهود والمواثيق ان لا اتسبب حتى
صارت متناقضة هذه اللذات المحسوسة بمنزلة الظلمة
والنور او نسيم الطيب والحرور واكثر ما فى من
الامور لا مناقضة فيها بل هى على سنن الصواب
بحمد الله لكن الطبيعة مسلمة للالهام ولكن
ابقى على شئ من مناقضة فى هذا الامر لسر عجيب
وثانيها الوصاة بالتقيد بهذه المذاهب الاربعة

کہ جس شخص سے قصور ہوا اوسکے دل سے نقض علاقات حبیہ اور
اثبات محبت حق تعالی مین اور اوسکے غیر وسوا کی عداوت مین
جیسا کہ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہم عدو لی الا رب
العالمین اور منہ کے بل گرنے مین اُس کی سرگشتگی عشق مین
آرزو تحقق کے نہ فقط معرفت کے تو وہ شخص مغرور ہی ہے مین کوئی ہو
برابر ہے کہ اُسے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات طبیعت نے
یا استغراق نے مشاہدہ سریان وحدت فی الکثرت کے اس حیثیت سے کہ ہر شئے کو
دوست رکھے اسلئے کہ اوسکے محبوب کا اُس مین سریان ہے
یا سوا اسکے اور کوئی موانع مین سے اور استفادہ
کئے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
تین امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اُس کے خلاف
جدہر میری طبیعت بہت مائل تھی تو یہ استفادی ہو گئی میرے
واسطے برہان حق تعالی کی ایک تو وصیت ترک التفات کی
طرف تسبب کے کیونکہ جب مین نزول کرتا تھا طبیعت کی طرف
تو مجھپر عقل معاش غلبہ کرتی تھی مین دوست رکھتا تھا
تسبب کو اور دوڑاتا تھا فکر کو تمہید اسباب مین جس سے
حاصل ہو مال اور اولاد اور جب مین لاحق ہوا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اور ملاء اعلی سے اس ذیلت سے مجرد و آزاد ہو گیا
اور مجھسے عہد و پیمان لے لیا گیا کہ چھوڑ دوں تسبب کو یہان تک
کہ مناقض ہوا ان دونوں امروں مین محسوس بمنزلہ ظلمت اور نور
یا اچھی ہوا اور گرم ہوا کی اور اکثر مجھ مین جو امر تھے اُن مین
مناقضہ نہ تھا بلکہ وہ بطریق صواب کے تھا الحمد للہ
کہ طبیعت سلامتی طلب تھی واسطے الہام کے لیکن باقی تھی ایک شئے کمتر
مناقضہ سے واسطے ایک سر عجیب کے اور دوسرا امر ہے
وہ وصیت تقید ان مذاہب اربعہ کے

لا اخرج منها والتوفيق ما استطعت وجبلتي تأبى التقليد وتأنف منه رأسًا ولكن شيء طلب مني التعبد به بخلاف نفسي وهنا نكتة طويت ذكرها وقد تفطنت بحمد الله بسر هذه الجبلة وهذه الوصاة وما لمثلها الوصاة بتفضيل الشيخين رضي الله عنهما فان طبيعتي وفكري اذا تركتنا وانفسهما فضلتا عليًا كرم الله وجهه واحبتاه اشد محبة ولكن شيء طلب مني التعبد به خلاف المتشهى وهيهات هذه المناقضات مني لولا ان شدة الجامعية هي التي اوقعتني في ذلك

مشهد آخر رأيت وانا اطوف بالبيت العتيق لنفسي نورًا عظيمًا يغشى الاقاليم ويبهر اهلها وقد تفطنت ان القطبية اعني الارشادية انما يصح بمثل هذا النور الذي يبهر ولا يبهر ويغلب ولا يغلب وان من شيء الا يأتي عليه ولا يؤتى فقد بها

مشهد آخر هذا البيت العتيق البناء الشامخ رأيت فيه همم الملاء الاعلى والملاء السافل ملصقة به متعلقة تعلقا يشبه تعلق النفس بالبدن ورأيته محشوًّا بهممهم وارواحهم كالورد يكون محشوًّا بماء الورد والقطن يتخلله الهواء ورأيت انبعاث دواعي الناس الى هذا البيت لانتياطهم بحضرة فيها الملاء الاعلى والسافل

مشهد آخر اطلعني الله سبحانه على ما هو فاعل بي وما منح لي من النعم الظاهرة والباطنة واعطاني العصمة من المواخذة دنيا وآخرة فكل ما تجري علي من الشدائد فانما هو من مقتضيات الطبيعة لا من باب المواخذة من علي بهذا واخبرني

کہ مین نہ نکلون اُنسے اور موافقت کرون تابمقدور اور میری سرشت انکار کرتی تہی تقلید کا اور اُس سے انکار کرتی تہی لیکن ایک شی طلب کیگئی ہے مجہسے اسطے عبادت کے موافق اُسکے بخلاف میرے نفس کے اور یہان ایک نکتہ ہے کہ مینے اُسکا ذکر موقوف کیا اور بحمد کہ مجھکو دریافت ہوگیا اس جبلت اور اس سیر اور سیلر امر وصیت اس امر کے کہ تفضیل شیخین رضے اللہ تعالےٰ عنہما کے کیونکہ میری طبیعت اور فکرت جب چہوڑی جاتی تہی تو تفضیل کرتے تہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اور اُنسے بہت محبت رکہتے تہے لیکن اسمین بہی ایک شی مجہسے تعبد کراتی تہی اسکا خلاف خواہش کے افسوس یہہ مناقضے مجہسے اگر نہوتے شدت جامعیت کے جسنے مجکو اسمین ڈالا

مشہد آخر مینے دیکہا جسوقت مین طواف کر رہا تہا کعبہ شریف کا ایک نور عظیم کہ اُسنے ڈہانک لیا شہرونکو اور روشن کر دیا ہے اونکے اہل کو مینے دریافت کیا کہ قطبیت یعنے ارشادیت صحیح ہوتی ہے اسی نور سے کہ سب پر غالب ہے کسیکا مغلوب نہین اور سبکو روشن کرتا ہے اور آپ روشن نہین کیا جاتا اور ہر شی اُس تک آتی ہے اور یہ کہین نہین جاتا پس غور کر

مشہد آخر اس بیت عتیق یعنے کعبہ شریف کو اور اس بنائے بلند کو مینے دیکہا کہ اسمین ہمتین ملأ اعلے کے اور ملأ سافل کے ملصق ہین اس سے اور اس سے ایسے متعلق ہین جیسے نفس بدن سے اور مینے دیکہا اُسکو بہرا ہوا انکی ہمتوں اور اونکی اروحونسے جیسے پہول مین گلاب کے عرق گلاب اور روئے مین ہوا اور مینے دیکہا برانگیختہ ہونا لوگونکے دواعی کا اس بیت شریف کیطرف بسبب وابستہ ہونے اُنکی ہمتونکے ساتھ اُس درگاہ کے جسمین ہے ملأ اعلے اور ملأ سافل

مشہد آخر اطلاع دی مجکو اللہ سبحانہ نے اوپر اوس شے کے جو وہ مجہسے کرنے والا ہے اور جو دینے والا ہے مجکو نعمتین ظاہر اور باطن کی اور عطا کی مجکو عصمت دنیا و آخرت کی مواخذہ سے پس جو سختیاں کہ مجہپر گذرین وہ مقتضیات طبیعت سے تہین نہ مواخذہ کی وجہ سے مجہپر احسان کیا اور خبر دی مجکو

بانہ شیء قل ما سمح بہ لاولیایہ وقد اعطانی ید العیش
وجعل لی من کل سعادۃ نصیبا معتدا بہ وکسانی
خلعۃ الخلافۃ الباطنۃ فظہر ہذا السر دفعۃ وبہر
عقلی ثم انفسر علی بعد ففہمت الامر علی ما ہو علیہ

تحقیق شریف

قد یکشف علی العارف ما سیاتیہ من نعم اللہ سبحانہ واہل اللہ علی طبقتین
فی کشف ہذہ الامور فاصحاب الکشف الالہی یرون
تلک الواقعۃ فی مرآۃ الحق اعنی یرون تحدیق الحق
بہذا العبد ویعرفون انعقاد ارادۃ فی الملاء
الاعلی بایجاد کذا وکذا وتقریب کذا وکذا ولیس
نظرہم ینصرف الی نفس تلک الواقعۃ فلذلک
لا یستطیعون ان یخبروا عن تفاصیل تلک الواقعۃ
کما یخبر عنہا صاحب الکشف الکونی وربما انکشف
لہم خزاین تلک الافاضات من الملاء الاعلی ومنابعہا
کما قال عز من قائل وان من شیء الا عندنا خزائنہ
وما ننزلہ الا بقدر معلوم فیبہر الحواس الظاہرۃ
والباطنۃ التی ہی اجزاء بہیمیۃ منہ فی بعض الاحیان
ما یلتمع علیہ من انوار الخزائن والمنابع ولا یدری
ما ہذا المقدار الذی ینزل وہذہ حضرۃ عجیبۃ
ینبغی ان یحتاط فیہا لا یختلط بتلک الحضرۃ رویۃ
وتفکر وحدیث نفس فیری الصغیر کبیرا والحقیر
عظیما المعنی فی المرآۃ فیخبر بکبر ہذا المقدار النازل
وعظمہ فیکذب وہذہ الحضرۃ مظان قولہ تبارک
وتعالی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی
الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ واصحاب

کہ وہ ایک ایسی شے ہے کہ کم ملی ہے اولیا کو اور عطا کی مجکو خوش
زندگانی اور ہر سعادت سے مجکو اچھا حصہ دیا اور مجکو خلافت
باطن کا خلعت پہنایا پس ظاہر ہوا یہ سر ایکدفعہ ہے اور متحیر
ہو گیا میں پھر ظاہر ہوا مجھپر اسکے بعد تو سمجھ گیا میں جو تھا

تحقیق شریف

کبھی عارف پر کشف ہوتی ہین وہ امور
جو آنے والے ہین خدا تعالی کی نعمتون مین سے اور اہل اللہ کے
دو گروہ ہین ان امور کے کشف مین تو اصحاب کشف الٰہی تو دیکھتے ہین
اوس واقعہ کو مرآت حق مین یعنے دیکھتے ہین حق کی نظر اس بندہ
پر اور پہچان لیتے ہین اس سے منعقد ہونیکا ارادہ ملاء اعلی مین
ساتھ ایجاد کذا وکذا اور تقریب کذا وکذا کی اور ان کی نظر نہین
پھرتی اس واقعہ کی نفس کی طرف تو اسی واسطے وہ خبر نہین دیسکتے
تفصیلون کے اس واقعہ کے جس طرح خبر دیدیتے ہین صاحب
کشف کونی اور کبھی ان کو منکشف ہوتی ہین خزانے افاضات
ملاء اعلی کے اور اونکے چشمے جیسا خدا تعالی فرماتا ہے -
وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم پس متحیر
ہو جاتے ہین حواس ظاہری اور باطنی ایسے وہ حواس جو
اجزائے بہیمیہ ہین بعضی اوقات جب چمکتے ہین انوار خزاین اور
چشمون کے اور نہین دریافت ہوتا کہ کسقدر ہے جو نزول ہوگا
اور یہ درگاہ عجیب ہے چاہیئے کہ احتیاط کرے اس مین تا مخلوط
نہو جائے یہ درگاہ رویت و تفکر اور حدیث نفس سے کہ دیکھے
صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم بسبب معنی مرآت کے تو خبر دی
بڑائی اوس مقدار نازل کی اور عظمت اوسکی تو پھر جھوٹا ٹھیرے
اور یہ ایک مظنہ ہے مظان سے قول تبارک وتعالی کے
وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا
اذا تمنے القی الشیطان فے امنیتہ اور اصحاب

الکشف الکونی یطلعون علی تلک الواقعۃ بمثل
رؤیا وھاتف من غیر معرفۃ الخزائن والمبادی
فاذا کانوا من لا یحتاجون الی تعبیر لموافقۃ تصویر
خیالھم بتصویر الطبیعۃ الکلیۃ لمعنی مثالی فجسد
ارضی جسم او جسمانی کان الامر علی ما رأوا ومن غیر
تفاوت والا احتاجوا الی التعبیر وکان الوقوف علی
حقیقۃ الامر اصعب من خرط القتاد ایضا

تحقیق شریف

للامۃ المرحومۃ اسوۃ
حسنۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصحاب
الخلافۃ الظاھرۃ اعنی المعتنین باقامۃ الحدود واعداد
ادوات الجھاد وسد الثغور واجازۃ الوفود و
جبایۃ الصدقات والخراج وتفریقھا علی مستحقیھا
وفصل الاقضیۃ والنظر فی الیتامی واوقاف
المسلمین وطرقھم ومساجدھم واشباہ ھذہ الامور
فمن کان مشتغلا بھذہ الامور نسمیہ بالخلیفۃ
الظاھرۃ لھم اسوۃ حسنۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فیاسن من ھذا الباب بالتفصیل المذکور فی کتب
الحدیث ولاصحاب الخلافۃ الباطنیۃ اعنی المعتنین
بتعلیم الشرایع والقرآن والسنن والآمرین بالمعروف
والناھین عن المنکر والذین یحصل بکلامھم نصرۃ
الدین اما بالمجادلۃ کالمتکلمین او بالموعظۃ کخطباء
الاسلام او بصحبتھم کمشایخ الصوفیۃ والذین
یقیمون الصلوۃ والحج والذین یدلون علی طریق
التشار الاحسان والمرغبون فی التنسک والزھد
والقایمون بھذا الامر ھم الذین نسمیھم

کشف کونی سے مطلع ہوتے ہین اوس واقعہ پر مانند خواب یا
ہاتف کے بے جانے خزاین و مبادی کے تو اگر ہوتے ہین اُن سے
جو تعبیر کے حاجت نرکھین بسبب موافق ہونے اونکے خیال کے
تصویر کے ساتھ تصویر طبیعۃ کلیہ کے واسطے معنے مثالی کے
جسد ارضی مین جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا ہی جیسا
اونہون نے دیکھا بلا تفاوت اور نہین تو حاجت ہوتی ہے
تعبیر کے اور واقف ہونا حقیقت امر پر اوسوقت بہت دشوار
ہوتا ہے ہاتھ پھیرنے سے اوپر درخت خار دار کے **تحقیق
شریف** امت مرحومہ کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی بہت خوب ہے اصحاب خلافت ظاہری کو جو حدین جاری
کرنے اور اسباب جہاد طیار کرنا اور سرحد و ولایت نگہبہ کہنے اور
ایلچیون کو اجازت دینی اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا
اور اوسکو اوسکے مستحقون پر تفریق کرنا اور قضایا فیصلہ کرنے
اور یتیمون کا غور کرنا اور مسلمانون کی اوقاف اور رستون کی
حفاظت اور مسجدون کی خبرگیری اور علی ہذا القیاس جو ان امور سے
مشتغل ہو اوسکو ہم خلیفہ ظاہری کہتے ہین اوسکے واسطے
پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت اچھی ہے جو طریقہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اس باب مین اور اوسکی تفصیل کتب
حدیث مین مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی ہین یعنی شرایع کی تعلیم
کرتے ہین اور قرآن شریف اور حدیث شریف اور امر معروف و نہی
عن المنکر کرتے ہین اور جنکے کلام سے دین مین نصرت حاصل ہوتی
ہے یا تو ساتھ مجادلے کے جیسے متکلمین یا ساتھ نصیحت کے جیسے
واعظین یا ساتھ صحبت کے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قایم کرتے ہین
نماز اور حج ادا کرتے ہین اور جو لوگ رہنمائی کرتے احسان کے طریق حاصل
کرنے کی اور ترغیب کرتے ہین عبادت اور زہد کے ان لوگون کو ہم کہتے ہین

ههنا بالخلفاء الباطنين لهم اسوة حسنة برسول
الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هذا الباب
بالتفصيل المذكور في كتب الحديث فهذه المقدمة
بكليتها مجمع عليها ولذلك ترى الفقهاء يأخذون
بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم في اشباه هذه
المظان ويتمسكون بها في ذلك ولما اصّلنا هذا
الاصل قلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة وقد ذكرنا
هذه المسئلة في القول الجميل في بيان سواء السبيل
ولنا ان يفرع عليه بعث الدعاة والرسل فان
رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث في الاقطار
والقبائل من يدعوهم الى الايمان بالله ورسوله
ويبلغهم الشرائع كما بعث ابا موسى رضى الله عنه
الى الاشعريين وابا ذر رضى الله عنه الى غفار
واسلم وعمرو بن مرة رضى الله عنه الى جهينة وعامرا
الحضرمي رضى الله عنه الى بنى عبد القيس ومصعب
بن عمير رضى الله عنه الى اهل المدينة ولم يفوض
اليهم شيئا من امور الخلافة الظاهرة انما كان شانهم
دعوة الناس الى الاسلام وتعليم القرآن والسنن
وفرق بين الخليفة الظاهر والخليفة الباطن من
حيث ان تعدد اهل الباطن لا يفضى الى تخاصم و
تنازع دون الخلافة الظاهرة وفرق بين الخليفة
وبين الداعى والرسول فان الخليفة ينبغى ان يكون
عالما وسيع العلم وسيع الكلام والداعى ينبغى
ان يكتب له عهد يعمل عليه ليس له وراء ذلك و
يرجع فيما اشكل الى الخليفة واكثر سنن الدعاة

خلیفہ باطنی انکے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے جو فرمادیا ہے آپنے اس باب مین جسکی تفصیل
مذکور ہے کتب حدیث مین پس اس مقدمہ کل پر اجماع ہے
اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہین سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثواب ہمارے واسطے ہے
کہ ہم تفریع کرین اسپر بہیجنا داعیون اور نایبونکا کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہیجتے تہے اطراف مین اور قبایل
مین ایسے لوگ جو داعی ہون ایمان کے اللہ اور
اوسکے رسول پر اور اون کو احکام شرع پہنچائین
چنانچہ آپنے بہیجا ابو موسے رضی اللہ کو قبیلہ اشعری
مین اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کو غفار اور اسلم مین
اور عمرو ابن مرہ رضی اللہ کو طرف جہینہ کے
اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبد القیس
کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ کے
اور اون کو کچھ تفویض نکیا امور خلافت ظاہر
مین سے پس اونکا یہہ کام تہا کہ لوگون کو اسلام
کیطرف داعی ہون اور تعلیم کرین قرآن شریف
اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری اور خلیفہ باطنی مین
یہہ ہے تعدد اہل باطن کا مفضے الے المنازعت
نہین ہوتا انکی آپسمین خصومت نہین ہوتی بخلاف
اہل ظاہر کے اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی
کے اور ایلچی کے یہہ ہے کہ خلیفہ تو چاہئے عالم
وسیع العلم وسیع الکلام اور داعی کو لکہدیا جائے
ایک دستور العمل اوسپر عمل کرے اوسکے سوا جو
اشکال ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے داعیون

١ [illegible] اور مصعب [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ×

المشاهدة السابعة والثلثون ص ۳۷

والرسل تؤخذ من بعث النبي صلى الله عليه وسلم ايا هو الى قومهم قبل الهجرة نتدبر **مشهد آخر** وجدت روحي تضاعفت وعظمت وسبغت واتسعت فتأملت في هذا الوجدان ففطنت بانه شيء يجده العارف وسره حلول اسرار الحضرات الالهية المنعقدة في الملاء الاعلى بروحه ونزول بركات الاسماء الالهية المنعقدة في المدارك الجلية اولاً والمنقسمة بآيات متلوة منزلة على قلب رسول مجتبى واسماء مشهورة صار التعبير بها عن الحق بحسب صدور تلك الآثار منه جبلة تجيء له وطبيعة ودينا في الناس ثانيا فحلول تلك الحضرات والبركات بروحه يورث فيها سعة وقوة فلن ترى احدا يحدق في مثل هذا الرجل الا امتلاء منه رعبا وتعظيما وظهر من سبحات وجهه كرامة ذاته وظهرت البركات في فراسته وهمته فهذا سر هذا الوجدان واصله

المشاهدة الثامنة والثلثون ص ۳۸

مشهد آخر رايت حضرة نسبتها من الطبيعة الكلية كنسبة قوة الارادة والعزم المقرونين بالتحريك من طبيعة فرد من افراد الانسان فكما ان خيال الانسان يتمثل فيه لذة جلب نفع او دفع ضرر ثم يصطفي الخيال خلاصة هذه الصورة فيلقيها الى تلك القوة فتنبعث القوة فيحصل العزم فيحصل تحريك العضلات الى الفعل المطلوب فكذلك النفس القوية المتجردة يتمثل عندها همة ظهور بيع واقعة في الناسوت فتصطفي خلاصة تلك الصورة

اور ایلچیوں کے اخذ کئے جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داعی اور ایلچی بھیجنے سے طرف قوموں کے ہجرت سے پہلے پس غور کرو **مشہد آخر** مینے اپنی روح کو پایا کہ دوچند ہو گئی اور عظیم اور فراخ اور وسیع ہو گئے تو مینے تامل کیا اس وجدان مین تو دریافت ہوا کہ عارف اس شئے کو پاتا ہے اور سر یہ ہے کہ اسرار حضرات آلہیہ کے جو منعقد ملاء اعلی میں ہیں عارف کی روح مین حلول کرتے ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات الٰہی کا جو منعقد ہیں مدارک جلیہ مین اولاً اور منقسم ہیں ساتھ آیات متلوہ منزلہ اوپر قلب رسول مجتبے کے صلی اللہ علیہ وسلم یا اسماء مشہورہ جنکو تعبیر کرتے ہیں حق سے موافق صدور ان آثار کے اوس سے از روئے سرشت و جبلت اور طبیعت اور دین فی الناس کے ثانیاً پس حلول ان حضرات کا اور برکات کا عارف کی روح مین پیدا کرتا ہے وسعت و فراخی اور قوت پس نہ دیکھیگا تو کسیکو کہ وہ ایسے شخص کیطرف سے دیکھے اور اسکے رعب مین آجاوے اور اسکی عظمت سے اور تعظیم سے پیش نہ آوے اور ظاہر ہوتا ہے اوسکے جلالت چہرہ سے اوسکی ذات کا کرم اور اسکی فراست و ہمت مین برکتیں پس یہ سر اس وجدان کا اور اسکی اصل **مشہد آخر** مینے دیکھی ایسی درگاہ کہ اوسکی نسبت طبیعت کلیہ سے ایسی ہے جیسے نسبت قوت ارادہ و عزم کو درحالیکہ مقرون ہوں حرکت طبیعت سے کسی فرد کے افراد انسان مین سے تو جسطرح انسان کے خیال مین لذت نفع حاصل کرنیکے یا ضرر دفع کرنیکے متمثل ہوتی ہے پس خیال خلاصہ اوس صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اس قوت مین اوسکو ڈالدیتا ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے طرف مطلوب کے اوسیطرح نفس قوی مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہمت ظہور واقعہ کے بیچ عالم ناسوت کے اور نکال لیتے ہے خلاصہ اس صورت

المطلوبة فتحملها مع معرفتها بربها الى تلك الحضرة
فينبعث القضاء من قلب الطبيعة الكلية و
تحصل صورة الواقعة في المثال ثم اذا جاء وقت
حدوث الواقعة في الناسوت احدثها الله
ثم اخلقها في المثال وفطنت ان تأثير الهمة بالوجه
الذي ذكرنا هو كمال الانسان وانه معد الصدور عن
النفس جارحة من جوارح الحق في البرزخ

تحقیق شریف

قد ينكشف على العارف
ان القضاء تعلق حتما بايجاد الواقعة الفلانية على نحو
كذا وكذا وان القدر في ذلك مبرم ثم يدعو الله
هذا العارف ويجتهد همته ويلح في الدعاء حتى ينقلب
القضاء قضاء بايجادها على نحو آخر فيوجد حسب
الهمة وذلك كما روي عن سيدي عبد القادر
الجيلاني رضي الله عنه في قصة تاجر من اصحاب
حماد الدباس وكما وقع لسيدي الوالد رضي الله عنه
في قصة مرزا هداية الله وغيرها وفيه من الاشكال
ما لا يخفى والحق عندي انه يكون على وجهين احدهما
ان بعض الاسباب العالية اقتضى هذا الامر
اقتضاء استاكدا وكل اقتضاء فانما فيه شيء واحد
وليس فيه احتمال نقيضه وانما فيه صورة
الواقعة كاملة وافرة من غير انقباض يرد عليها
بسبب آخر فانكشف عليه هذا الاقتضاء المتاكد
بصورته وهيئته وراى منبع القدر المبرم من
كوة هذا الاقتضاء ولم يره صادحا فظن انه
القدر المبرم ثم ان همته صارت سببا من الاسباب

مطلوبہ کا اور اُٹھا لیجاتی ہے ساتھ معرفت اپنے رب کے
اوس درگاہ مین پھر برانگیختہ ہوتا ہے حکم طبیعت کلیہ کے قلب سے
اور عالم مثال مین صورت واقعہ آتی ہے پھر جسوقت ہوتا ہے
موقع اوس واقعہ کا عالم ناسوت مین اللہ اوسکو پیدا کر دیتا ہے
جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال مین تو مینے دریافت کیا کہ ہمت کی
تاثیر اسوجہہ سے جو ہمنے بیان کی یہی کمال ہے انسان کا
اور وہ معد ہی اس بات کی کہ نفس جارحہ ہو جاوے حق کی جوارح سے
برزخ مین **تحقیق شریف** کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو
کہ قضا ضرور متعلق ہے ایک واقعہ کے ایجاد کرنے مین اس طرح
اور اس طرح اور اسمین تقدیر مبرم ہے پھر وہ عارف دعا کرتا ہے
کوشش ہمت سے اور دعا مین بہت الحاح کرتا ہے یہان تک وہ
قضا منقلب ہو جاتی ہے ایجاد مین دوسری طرح پر اور پاتا ہی
اوسکو حسب ہمت چنانچہ روایت ہے حضرت سیدی عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ سے بیان مین ایک سوداگر کی حضرت
حماد دباس کی اصحاب مین سے اور جیسا کہ واقع ہوا جناب والد رضی اللہ
عنہ سے بیچ قصہ مرزا ہدایت وغیرہ کے اور اس مین جو اشکال ہے
وہ مخفی نہین ہے اور حق میرے نزدیک یون ہے کہ یہ امر دو وجہون
پر ہے ایک تو یہ ہے کہ بعضے اسباب عالیہ مقتضی ہوتے ہین اس امر کے
از روئے اقتضائی متاکد کے اور بیشک ہر اقتضا مین ایک شے واحد سے
اوسکی نقیض کا احتمال اوسمین نہین ہے اور بیشک اوسمین صورت
واقعہ کی کامل اور وافر ہے بغیر کسی انقباض کے جو اوس پر وارد
ہو کسی اور سبب سے تو منکشف ہوتا ہے عارف پر یہ اقتضائی
متاکد اپنی صورت اور ہیئت پر اور دیکھتا ہے منبع قدر مبرم کا
روزن سے اس اقتضا کے اور اوسکو نہین دیکھتا پس گمان کرتا ہی کہ
قدر مبرم ہے پھر اوسکی ہمت بہت ہو جاتی ہے اسباب

المعدة لنزول القضا فعند مزاحمتها تلك الاسباب كانت حكمة الله ان يقبض امرا مما كان عليه ويبسط امرا مما كان عليه فيظهر المراد والثانی ان الله سبحانه يخلق صورة تلك الواقعة فی عالم المثال من اجزاء القوی الروحانية قبل ان يخلقها من الاجزاء الجسمانية ثم ينزلها الی الدنيا فتصير متحدة بالواقعة الناسوتية وهذا معنی انزال الانعام وانزال الميزان والحديد وانزال البلاء فيعالجها الدعاء فهذه الصورة المخلوقة فی عالم المثال ربما يلحقها المحو قال عز من قائل يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب والمحو هو الذی سمی مرد قضا فی قوله صلی الله عليه وسلم لا يرد القضاء الا الدعاء فينكشف علی العارف وجود تلك الواقعة ويعبر عن ذلك بالقضاء المبرم ثم تصادمه الهمة فتمحی له عن متن طبيعته والله اعلم

تحقیق شریف ایضا

قد يعد الله سبحانه لواحد من اهل الله موعودا ثم لا يظهر الامر علی ما وعد مع كون الالهام حقا فيشكل هذا علی كثير من الناس وتكلم المشائخ فی دفع الاشكال فقالوا ربما يكون اللطف بهذا العبد ان يوعد بوعد حسن يرغب فيه وينتظره ثم لا يوفی بالوعد فيترقی من حب النعمة الی حب المنعم ومن حب الافعال الی حب الذات والصفات يريدون ان ترك الوفا بالوعد ليس نقيصة يجب تنزيه الله سبحانه عنها بالاطلاق

معدہ ہیں سے واسطے نزول قضا کے پس وقت مزاحم ہونے ان اسباب کے اوس وقت سے اللہ کی حکمت ایک امر قبض کر لیتی ہے اور دوسرا امر بسط کر دیتی ہے تو مراد ظاہر ہو جاتی ہے اور دوسری وجہہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ پیدا کرتا ہے صورت اوس واقعہ کی عالم مثال میں ۴ اجزا جسمانیہ سے پھر اوسی دنیا کی طرف نازل کرتا ہے تو متحد ہو جاتی ہے وہ صورت واقعہ ناسوتیہ سے اور یہ معنی ہیں نازل کرنے انعام اور میزان اور حدید کے اور نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اوسکا دعا پھر یہ صورت مخلوقہ نے عالم مثال کبھی محو ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالی نے یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور محو وہ شے ہے جسکا نام رد قضا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ لا یرد القضاء الا الدعاء پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود اوس واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے اوسکو قضائے مبرم سے پھر مصادم ہوتی اوسکو ہمت تو پھیر دیتی ہے اوسکی طبیعت کے متن سے واللہ اعلم

تحقیق شریف

کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالی سبحانہ کسی اہل اللہ سے پھر نہیں ظاہر کرتا اوس امر کو اوس وعدہ پر باوجودیکہ الہام حق ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگوں پر اس اشکال کے دفع کرنے میں مشایخ نے کلام کیا ہے تو کہا ہے مشائخ نے کہ اکثر اوقات لطف الٰہی اس بندہ پر ہوتا ہے کہ ایک اچھا وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت ہے اوسکا انتظار کرتا ہے پھر وہ وعدہ وفا نہیں ہوتا تو یہ بندہ محبت نعمت سے ترقی کرکے منعم کے محبت کرتا ہے اور افعال کی حب سے حب ذات صفات کرتا ہے مشائخ نے ارادہ کیا اس امر سے یہ وعدہ وفا نکرنا نقص نہیں ہے واجب ہے اللہ تعالی کے تنزیہ مطلق

۴ اجزائے قوائے روحانیہ سے پہلے اس سے کہ اس صورت واقعہ کو پیدا کرے ×

بل ربما يكون ضناً وغدراً وتدليساً فيكون من
باب النقيصة والله منزه عن هذا القسم وربما
يكون لطفاً بالعبد وسبباً للترقيه وتقريباً له فيكون
من صفات الكمال ولهذا نظائر منها تقديم كلمة
او تأخيرها من محلها للضرورة رعاية الفاصلة و
كذلك التكلم بالمجاز لضرورة فقد كلمة مثلها من
الحقيقة في العذوبة ومثل ذلك فان اخذنا ذلك
بمعنى الاضطرار وعدام القدرة كان نقيصة و
ان اخذناه بمعنى نزول القرآن على لغة قريش
وكان من لغتهم التقديم والتاخير لرعاية الفاصلة
والتجوز لعذوبة فانزل وفق لغتهم من غير اضطرار
له الى ذلك ولكن لطفاً بهم ليكون الكتاب بلغتهم
التي يعرفونها فيتدبروه حق تدبره كان من صفات
الكمال فهذا قولهم وهذا توجيهه وتحريره لكنا
نقول هذا وجدان حق انكشف لهم ثم رجعوا
بعد ذلك الى رويتهم فاستقبلهم علومهم التي
خزنتها صدورهم فنحت منها تاويل وجدانهم
ونزل الطمينان قلوبهم بالوجدان اطمينانا بهذا
التاويل المنحوت من حيث لا يشعرون وكثيرا
ما يتفق ذلك وهذا بعينه نظير مسئلتنا هذه
فكما ان الوعد حق والموعود قد لا يظهر كذلك
التعليم حق وفيه تاويل منحوت فتدبر والحق
الصراح ان الالهام ضرب من تجلي الحقايق
للعبد على ما هي عليه لكن اسدل بينه وبين حالة
التجلي الصراح حجاب وضاق بينه وبينها الجو الا قدر

بلکہ بسا اوقات وہ غدر وفا نکرنا بخل وغرور اور تدلیس ہوتا ہی تو یہ
نقص ہوا اور اللہ تعالی نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے بندہ کے
لطف اور اوسکے ترقی کا سبب اور ترقی کے تقریب تو یہ صفت
ہوئے کمال کے اور اسکے واسطے نظیرین ہین اور نظیر ونمین
سے ہے تقدیم کلمہ کے یا تاخیر اوسکے اوسکے محل سے واسطے ضرورت
رعایت فاصلہ کے اور اسیطرح کلام کرنا مجاز سے بسبب ضرورت
نہونے کلمہ کے مثل اسکے حقیقت مین عذوبت مین یا مانند اسکے تو اگر ہم سمجھ
اضطرار اور عدم قدرت جانین تو نقصان ہے اور اگر ہم یہ سمجھین
کہ قرآن شریف لغت قریش مین نازل ہوا ہے اور اونکے لغت مین
تقدیم وتاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور تجوز عذوبت
کے یہ انکے لغت مین نازل ہوا ہے اضطرار کے سبب نہین بلکہ
اون پر لطف کرکے کہ کتاب انکے لغت مین ہے جسے وہ جانتے
ہین تو وہ اسمین تدبر کرین جسقدر تدبر چاہئے تو صفات کمال
سے ہے بس یہ قول انکا اور یہہ ہے توجیہ اور تحریر اوسکی
لیکن ہم کہتے ہین یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا اونکو پھر رجوع
کئے ہو وہ بعد اسکے طرف رویت کے تو روبرو آئے انکے وہ علوم
جنکا خزانہ سینہ مین انکے کہل گئے اونسے تاویل اونکے وجدان کے
اور انکے قلوب کو اطمینان حاصل ہوگیا اطمینان سے اس
تاویل تراشی ہوئی سے اوس جائے سے کہ انکو خبر نہین اور ایسا
اکثر اتفاق ہوا ہے اور یہ بعینہ ہمارے اس مسئلہ کی نظیر ہے بس
جیسا کہ وعدہ حق ہے اور موعود کبھی نہین ظاہر ہوتا اسیطرح تعلیم
حق ہے اور اوسمین تاویل تراشیدہ ہے فتدبر اور حق صریح یہ ہے
کہ الہام ایک قسم ہے تجلی حقایق کیواسطے بندہ کے علے ما ہی علیہ
جسوقت چہوڑ دیا جاتا ہے درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کی حجاب
اور تنگ ہوتا ہے درمیان بندہ اور حالت تجلی کے جو مگر قدر

حلقة بين الابهام والمسبحة انقلب التجلي خطابا
والهاما وخاطرا وهاتفا على اختلاف استعداد
القوى المدركة والاسباب الحاكمة في الوقت
واذا كان ذلك كذلك فسبب عدم وقوع الموعود
امران احدهما ان ينكشف له اقتضاء سيد من
سادات الملاء الاعلى مما لو خلى الامر مع هذا
الاقتضاء فقط لوجب في حكمة الله ان يجيب
دعائه ويوفر له اقتضائه لكن هنالك اقتضاء
آخر مثله او آكد منه يجب في حكمة الله عند اجتماعهما
واصطكاكهما في القوة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية بمنزلة قوة الارادة والعزم المقرونين
بتحريك العضلات ان يقضي بنحو آخر ويجيء
في المثال صورة اخرى فهذا العبد لم يصل
الى صميم القوة العازمة التي هي في قلب الطبيعة
الكلية وانما اتخيل انها في مركز العرش وان المركز
لذلك صار مأوى العناصر والمواليد حتى يفضي
اليها بلا واسطة ويأخذ عنها اشفاها بل يصل
الى خلاصة سيد وصفاوة همته وينظر من
تلك الكوة الى القوة العازمة فيختلط لون
المرآة بالمرئي في الحدقة ويقصر علمه عن احاطة
الاسباب والوصول الى صميم هذه الحقيقة فلا
يعرف الا هذا الاقتضاء وحكمه اخص من هذا
السيد جامعة لهذه الاحكام مانعة للاحكام
المضادة لها فيسرى الجمع والمنع فيه من حيث
لا يدري ثم ينقلب هذا الانكشاف خطأ بالاسباب

حلقہ انگشت ابہام و مسبحہ کے تو ہو جاتا ہے تجلی خطاب و الہام اور
خاطر و ہاتف حسب خلاف استعداد قوت دراکہ کے اور اسباب حاکمہ
فی الوقت کے اور جب ہوا وہ امر اسطرح تو سبب عدم وقوع
موعود کا دو باتین ہین ایک تو یہ ہے کہ اُن دونون مین سے
کہ منکشف ہو بندہ کو اقتضا کسی سید کا سادات ملأ اعلےٰ سے اس
حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھہ اُس اقتضا کے فقط تو ضرور ہے
اللہ کی حکمت مین یہ کہ قبول ہو دعا اوسکی اور زیادہ کیا جاوے
اوسکے واسطے اوسکا اقتضا لیکن وہان ایک اور اقتضا ہے دوسرا
اُسکے مانند اور اُس سے موکد کہ واجب ہے اللہ کی حکمت مین جب وہ
دونوں اقتضا جمع ہون اور ایکدوسرے سے مقابلہ کرین قوت مین وہ قوت
کہ طبیعت کلیہ کے قلب مین ہے بمنزلہ قوت ارادہ و عزم مقرونین کے
عضلات کے تحریک کو تو حکم ہو دوسری طرح اور پائی جائے مثال مین
دوسری صورت تو پس یہ بندہ بسا اوقات نہین پہنچا اوس صمیم
قوت عازمہ کو جو قلب مین ہے طبیعت کلیہ کے اور بیشک مین خیال
کرتا ہون کہ وہ مرکز عرش مین ہے اور تحقیق مرکز واسطے اُسکے
ہو گیا ہے ٹھکانا عناصر و موالید کا تاکہ اضافہ ہو اُسکی طرف بلاواسطہ
اور اخذ کرے اُس سے طرف اُسکے بلکہ پہنچے طرف خلاصہ سید اور
صفا ہمت کو اور دیکھے اُس روزن سے قوت عازمہ کو تا مختلط ہو جاوے
رنگ مرآت اور مرئی کا آنکھہ مین اور قاصر ہو اوسکا علم احاطہ
اسباب سے اور پہنچنے سے تہہ کو اس حقیقت کے تو نہ پہچانی
وہ بندہ مگر یہہ اقتضا اور اسکا حکم اسواسطے کہ ہمت
اُس سید کی جامع ان احکام ما نع ہے اوسکے احکام
مضادہ کو پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اوسمین
اس حیثیت سے کہ نہین دریافت کرتا پھر منکشف
ہو جاتا ہے یہہ انکشاف خطا بیچ بات اُن سببونکے

مما ذكرنا و مما طوينا ذكره وليس هذا اخبارا
شفاهيا حتى يكون صادقا البتة وثانيهما ان ينكشف
له امر مجمل ويتحى لهذا الانكشاف الاجمالي الهاما
مجملا فيتبادر اليه العلوم المخزونة في صدره فتشرحه
شرحا من حيث لايدرى وكما انها تشرح الانكشاف
الاجمالي في المنام فيصير رؤيا يحتاج الى التعبير
فكذلك هذا المختلط من الهام اجمالي وشرح
وتفسير منحوت من العلوم المخزونة يحتاج الى
التعبير ولا عبرة حينئذ بالثلج والاطمينان لانه
في الحقيقة ثلج بالامر الاجمالي من حيث هو محفوظ
في هذا الشرح وربما تبادر اليه هاجس نفس
واستعجال طبيعة وتسويل شيطان فقصر
نظره عن التميز فيبقى الامر عنده غير مبين وبالجملة
فمن رأى هذه الصورة المختلطة قال وعد و
لم يوجد الموعود ومن رأى كل شيء متميزا
من غيره قال الوعد اجمالي وقد وفى به ولو في
نشأة دون نشأة وشبح دون شبح والصورة
منحوتة اما بما هو تفسير له محتاج الى التعبير
ولو بعد حق التعبير واما يخالطه تلوث يكدر الصدق
ولو بقي على صرافته فبالجملة فالوجهان جميعا
انما يعتريان المتوسطين اما اهل الكمال فهم
بمعزل من ذلك اللهم الا المحتاج الى التعبير
ولكنهم لتبحرهم في احكام النشآت لايعمى عليهم
الامر والله اعلم

تحقيق وتمثيل

اعلم ان الارادة هي مرقى على صدور الخلايق

جو ہمنے ذکر کیے اور جنکا ذکر نہین کیا اور نہین ہوتی یہ خبر دینی
سامنے اور روبرو کے تاکہ سچی ہو ضرور اور دوسری یہ ہے
اُن دو باتون سے کہ اوس شخص کو ایک امر منکشف ہو مجمل اور محمل
ہو جائے یہ انکشاف اجمالی الہام مجمل پس مبادرت کرین اسکی
سینہ کی علوم مخزونہ اور اوسکی شرح کرین اوس حیثیت سے کہ دریافت نہو
جیسا کہ اوسکی علوم شرح کرتے ہین انکشاف اجمالی کے سوتے مین اور
وہ ہو جاتا ہے ایسا خواب کہ محتاج تعبیر کا ہو اسی طرح یہ
مختلط الہام اجمالی اور شرح اور تفسیر تراشیدہ علوم
مخزونہ سے محتاج تعبیر کا ہوتا ہے اور اسوقت کچھ اعتبار نہین
ٹھنڈک اطمینان کا اسواسطے کہ فی الحقیقت یہ دلکی تسلی ہے
ایک امر اجمالی سے اس حیثیت سے کہ وہ محفوظ ہے اس شرح مین
اور کبھی اوسکی طرف متبادر ہوتی ہین خطرات نفس اور استعجال
طبیعت اور تسویل شیطان تو آدمی کی نظر قاصر ہوتی ہے
تمیز سے تو وہ امر اوسکے نزدیک غیر مبین رہتا ہے الغرض جو
دیکھے اس صورت مختلط کو وہ کہیگا کہ وعدہ کیا اور موعود نہ ملا
اور جو شخص دیکھے ہر شے کو متمیز دوسری سے وہ کہیگا وعدہ
اجمالی ہے اور وہ وفا ہوا اگرچہ کسی عالم مین ہوا اور کسی قالب مین
ہوا اور صورت تراشیدہ یا ساتھ اوس شئے کے کہ وہ اوسکی تفسیر ہے
محتاج تعبیر کے تھی اور تعبیر نپائی جیسے چاہیئے تھی اور یا مخلوط
ہو گئی اوس سے جس سے آلودہ ہوا صدق اور اپنی صرافت
پر نہ رہے خلاصہ یہ کہ یہ دو توجہین عارض
رکھتی ہین متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے
علیحدہ ہین مگر یون کہا جائے کہ محتاج تعبیر ولیکن ان کے اپنی
تبحر کی سبب احکام عالم مین امر چھپا نہین رہتا واللہ اعلم

تحقیق وتمثیل

جاننا چاہیئے کہ تحقیق ارادہ ہی نردبان ہے علوّون صدور خلایق کا

ولکن للارادۃ علۃ تصدر منہا وھی اقتضاء الذات
لہا ویستلزمہا ایاھا لا یشک فی ذلک احد لان
الارادۃ لیست واجبۃ بذاتہا لکنہا واجبۃ بذات
الواجب بقی ھھنا شئ مشکل جدا ھل تعلق الارادۃ
بھذا دون ضدہ من جہۃ خصوصیۃ ھذا
وتعینہ واجب بذات الارادۃ لا یرقی لذلک
وجوب الی الذات الواجبۃ او یرقی وجوبہا
من ھذہ الجہۃ ایضا الی الذات الواجبۃ کما یرقی
وجوب الارادۃ نفسہا الیہا فاستتر ھذا السر علی
اکثر الناس والحق ان الفائض لوجوب ذاتہ ووجودہ
من جذر ذاتہ فاقد لکل کمال یحدث لہ بعد وجودہ
ووجوبہ باعتبار ذاتہ انما تلبسہ بذلک الکمال من الذی
تلبسہ بالوجوب منہ فلیس تعلق الارادۃ الا حذو
انبساط الاستعدادات التاثیریۃ المسماۃ بالاسماء
والاستعدادات التاثیریۃ المسماۃ بالاعیان من
جہۃ اقتضاء الذات واستلزامہا وانبساط
تینک القبیلتین لہ حصر یمنع الزیادۃ والنقص
ناشئ من جہۃ الذات ولنضرب لذلک مثلا الیس
ان المحاسب اذا تعلقت ارادتہ بالواحد فشق
منہ واحدا وواحدا بتثنیۃ النظر فحدث اثنان
وشق منہ واحدا وواحدا وواحدا بتثلیث النظر
فحدث ثلثۃ وبالجملۃ اذا تعلقت ارادتہ بضم مشتق
الی مشتق قدر ما یسعہ علمہ فحدث مراتب الآحاد
والعشرات والمئات والالوف ثم جمع بعضہا ببعض
بقدر ما یسعہ فرض العقل جاءت امور غیر متناھیۃ

لیکن ارادہ کے ایک محل علتہ جہان سے وہ صادر ہوتا ہی اور
وہ کیا ہے ذات کا مقتضے ہونا اوس ارادہ کے واسطے اور ذات کے
مستلزم ہونیکو اوس ارادی کو اس امر مین کسی کو شک نہین
اسواسطے کہ ارادہ بذات خود تو واجب نہین ہی لیکن وہ ارادہ
واجب بذات الواجب ہے باقی رہی یہان ایک بات بہت مشکل وہ
یہ کہ ایا تعلق ارادہ کا ساتھ اسکے نہ اسکی ضد سے بسبب خصوصیت
اسکے اور تعین اسکی واجب ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہین مرتفع
ہوتا واسطے اسکے وجوب طرف ذات واجب کے یا مرتفع ہوتا ہی وجوب اوسکا
اس جہت سے بہی طرف ذات واجب کے جیسے کہ مرتفع ہوتا ہی وجوب
نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے پس پوشیدہ ہی یہ سر
اکثر لوگون پر اور حق یہ بات ہے کہ جو فاقد ہے واسطے وجوب
ذات اوسکی کے اور اوسکے وجود کی اصل اوسکی ذات سے وہ فاقد ہے
واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اوسکے بعد اوسکے وجود اور
وجوب کے باعتبار اوسکی ذات کے جز این نیست کہ اوسکو آراستہ
کرتا ہے اس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اوسکو ساتھ وجوب
کے اوس سے تو پس نہین ہے تعلق ارادہ کا مگر مقابل فراخی
استعدادون تاثیریہ کے جنکا نام اسما ہی اور استعدادون
تاثیریہ کی جنکا نام اعیان ہے بسبب اقتضار ذات اور اوسکی
مستلزم ہونے کی اور فراخی ان دونو استعدادون تاثیریہ
کے واسطے اوسکے ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہی زیادتی کو اور نقصان کو
جو ظاہر ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اسکی بیان کرین کیا یہ بات نہین ہے کہ
محاسب کہ جب ارادہ متعلق ہو واحد سے تو پیدا ہوگا اوس سے واحد اور واحد
دوسری نظر سے تو حادث ہوئی دو اور پہر نکلا اس سے ایک اور ایک ایک تیسری نظر سے
تو حادث ہوئی تین غرض اور جب متعلق ہوا ارادہ اوسکا ایک مشتق کو دوسرے
مشتق سے ضم کرنیکا بقدر وسعت اوسکی علم کے تو حادث ہوئے مراتب

في انفسها محصورة بالاضافة الى الواحد فانها
يشتق منه دون غيره ومتميز بعض المراتب من
بعض من جهة نحو الاشتقاق فاخذ علة ظهور
هذه الصور العددية المتكثرة تعلق الارادة
بظهور كمال الحاسب ومنشأ تعين تلك المراتب
بالترتيب والانحصار والانضباط بحيث لايزيد و
لاينقص هو الطبيعة العددية المحفوظة قبل الارادة
كأن الارادة حكاية لطبيعتها ومنصة لظهور
احكامها فنسبة الجعل والايجاد الى الماهيات
كنسبة تأثير الحاسب في الاعداد من جهة
ظهور صورها بعد ما لم تكن ونسبة الماهيات
ولوازمها الى مفيضها قبل الجعل كنسبة مراتب
الاعداد الى الواحد وتقدم بعضها على بعض
ولزوم خواص تلك المراتب لها من قبل الطبيعة
العددية فقط فهذا معنى قولهم الماهيات
غير مجعولة والجعل والايجاد هو الظهور والفيض
المقدس وارتباط الماهيات بمفيضها كارتباط
المراتب العددية بالواحد وتعينها بخواصها
كتعين تلك المراتب بخواصها فرضا قبل ان تتعين
وجودا وهو الفيض الاقدس فكما ان للعدد
سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض ممتدة من
الواحد الى ما لا يتناهى كامنة في الواحد من جهة
الفرض والتقدير لا من جهة التقرر بالفعل
فكذلك للطبيعة الكلية بما في حيزها من اركان
ومواليد سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض

بذاتِ خود محصور نسبت کرنے طرف واحد کے کیونکہ مشتق
ہوئی ہین اُس سے نہ اُسکے سوا کے اور ممتیز ہین بعضے مراتب
بعض سے جہت طریق اشتقاق سے تو اُسوقت ہوگی علت ظہور
ان صور عددیہ متکثرہ کے تعلق ارادہ کا ساتھہ ظہور کمال محاسب کے
اور منشاء تعین ان مراتب کا ساتھہ ترتیب انحصار و انضباط کا
اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ طبیعت عددیہ ہے
جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ حکایت ہے واسطے
اوسکے طبیعت کے اور منصہ ہے اُسکے ظہور احکام کا تو پس نسبت
جعل اور ایجاد کیطرف ماہیات کے ایسی ہے جیسے نسبت تاثیر
محاسب کے بیچ اعداد کے جہت ظہور اونکے صورتون کی
بعد اُسکے کہ نہ تھے اور نسبت ماہیات اور اونکے لوازم کے
طرف اونکے مفیض کے جعل سے پہلے ایسے ہی جیسے نسبت
اعداد کے طرف واحد کے اور تقدم اونکے بعض کا بعض سے
اور لزوم خواص اُن مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبل سے
ہے فقط پس یہ معنے ہین اُنکے قول کے الماہیات غیر مجعولۃ
اور جعل و ایجاد وہ ظہور ہے کہ اور فیض مقدس اور ارتباط
ماہیات کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب
عددیہ کا ساتھہ واحد کے اور تعین ماہیات کا ساتھہ خواص
اپنے کے ایسا ہے جیسے تعین اون مراتب کا اپنے خواص سے
فرضاً پہلے اس سے کہ متعین ہو وجوداً اور وہ فیض اقدس ہے تو
پس جیسے واسطے عدد کے ہے سلسلہ ترتیب وار بعض بعد بعض کے کہ
ممتد ہے واحد سے طرف نا تناہی کے کامن بیچ واحد کے جہت فرض سے
نہ جہت تقرر بالفعل سے اسیطرح ہے واسطے طبیعت کلیہ کے ساتھہ
اوس شے کے جو اوس کے حیز مین ہے ارکان
و موالید سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے:

معلومة الخواص ومراتب كما قال عن من قائل حكاية
عن تلك الحقائق وما منا الا له مقام معلوم منفسخة
الى الانواع انفساخا حاصرا لا يزيد ولا ينقص و
لا يمكن ذلك الا بعد ان تنفسخ تلك الانواع الى الافراد
بضربها فى الاتصالات الفلكية والارضية وبلا
حظات الوضع السابق المعد للوضع اللاحق
الى غير النهاية ممتدة هذه السلسلة من ماهية
الماهيات وحقيقة الحقائق الى ما لا يتناهى كامنة
فى حقيقة الحقائق تنبسط الاشياء من جهة
الفرض والامكان لا من جهة التقرر بالفعل
ثم ارتبط بحقيقة الحقائق الخارج وظهر فيه صورة
حقيقة الحقائق وارتباط الخارج بحقيقة الحقائق
كمثل ارتباط اللوازم بالماهيات فصدر من هذا
التجلى بالارادة والاختيار طبيعة كلية واحدة
هى كشخص واحد صدر منه بواسطتها الاركان
والعناصر ثم حصل من امتزاج القبيلتين المواليد
وادرك هذا الشخص الواحد ربه الفرد الصمد
فى خياله فحصلت صورة علمية هى كيفية علمية
باعتبار ونفس المعلوم باعتبار ونفس العلم
باعتبار وهذا اول تجلى فى الطبيعة الكلية ثم
نزلت فى المدارك المقيدة فصارت حضرات
منها حظيرة القدس وغيرها

المشاهد التاسعة والثلثون ٣٩

مشهد آخر من اخلاق الانسان خلق يسمى بالسمت
الصالح حقيقته تيقظ النفس الناطقة باعمالها
واخلاقها التى هى فيما بينه وبين الله او بينه

معلوم الخواص اور مراتب چنانچہ فرماتا ہے اللہ تعالے از روحکایت کے
ان حقایق کے وما منا الا له مقام معلوم کہ منفسخ ہے طرف
انواع کے انفساخ حاصر ایسا کہ نہ زیادہ ہو نہ کم اور نہ ممکن ہو
اتنک پہر منفسخ ہوتی ہین وہ نوعین طرف افراد کے جب انکو
ضرب کرین اتصالات فلکیہ و ارضیہ مین اور ملاحظہ کرین
وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تا غیر نہایت ممتد ہے یہ
سلسلہ ماہیت الماہیات سے اور حقیقت الحقایق سے طرف
لانہایت کے کہ کامن ہے حقیقت الحقایق مین اور بسط
اشیا مین جہت فرض و امکان سے نہ جہت تقرر بالفعل سے
پہر مرتبط ہوا ساتھہ حقیقت الحقایق خارج کے اور اسمین
ظاہر ہوا صورت حقیقت الحقایق کے اور ارتباط خارج کا
حقیقت الحقایق سے ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھہ
ماہیات کے پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادہ و الاختیار
سے طبیعت کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے کہ
جس سے صادر ہوا اوس واسطے سے ارکان و عناصر پہر
حاصل ہوا امتزاج عناصر و ارکان سے موالید اور ادراک
کیا اس شخص واحد نے اپنے رب کو فرد صمد اپنے خیال مین تو حاصل
ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفیت علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور
نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار سے
اور پہلے تجلی ہے طبیعت کلیہ مین پہر نازل ہوئی مدارک
مقیدہ تو ہو گئے حضرات انہین ہی سے ہے حظیرہ قدس و غیرہ

مشہد آخر اخلاق انسان مین سے ایک خلق ہے
اسکا نام سمت صالح ہے اوسکی حقیقت یہہ ہے کہ وہ
تیقظ ہے ناطقہ کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو اسمین
اور اللہ تعالے مین ہین یا وہ ؞ ؞

وبين سائر الناس واهتدائها لنظام صالح فيها
يرضاه الله من عبده فاذا شاء الله بعبد خيرا
فقهه بتلك الاعمال والاخلاق وهداه لنظام صالح
فيها تفقيها مفاضا من حضرة الرحمة من غير فكر
وروية منه وهذه الافاضة انما تكون بركة منفوخة
في خلق السمت الصالح وهذا هو معنى قوله عز من
قائل واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوة
وهذه صورة ايجاد الفعل ويتبع هذا الايجاد
ايجاد علم بتلك الاعمال والاخلاق ونظامها
المحبوب ولا يتكمل احد من عباد الله الا بها
تين الهدايتين لكن كثيرين من افراد الانسان
لا يستوجبون الايجاد الشفاهي من حضرة الرحمة
بغير واسطة فكان الخير حينئذ ان تتوجه الرحمة
الى كامل من البشر يستحق بجبلته ان ينسلخ من
احكام الفرد الخاص ويبقى بامة من الناس بحسب
امزجتهم وما يليق بها من الاعمال والاخلاق
وكيفية ترقيهم من الطبيعة الى ما قدر لهم من
القربة ويستوجب ايضا بفطرته ان يجذب
من حيز الطبيعة الى حيز القدس فتنصبغ
هناك نفسه بلون الايحائين ويحيط بهما تحققا
وتبينا فاذا توجهت الى كامل هذا نعته ضمته
اليها وغطته فانطبع فيه السر المراد وتستبين
هذا السر الاجمالي بصورة بقائه باحكام تلك
الامة فيسرى عنه وقد وعى علما ثم يرد الى حيز
الفكر والروية فيتكلم كما وعى وهذه حقيقة

اعمال اور اخلاق درمیان اوسکی اور لوگون کی ہین اور اونکا ہدایت
پاتا ہے واسطے نظام صالح کے کہ اللہ تعالی راضی ہو اپنی بندہ سے
تو جب اللہ تعالی اپنے بندہ کے بہتری چاہتا ہے تو اوسکو سمجھ
دیتا ہے اُن اعمال و اخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اوسکو اونکی نظام
صالح کی وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے بے فکر و رویت کے
اوس سے اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت ہوتی ہے نفخ کی گئی خلق
سمت صالح مین اور یہ معنی ہین اللہ تعالی کے اوس قول کے
واوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوۃ اور یہ صورت ہے
ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال
واخلاق اور اونکے نظام محبوب کا اور اللہ کے بندون مین سے کوئی
کامل نہین ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتون کے لیکن بہت سے افراد
انسان ہین کہ مستوجب ایجاد مشافہ کی نہین درگاہ رحمت سے بغیر واسطے
کے تو اوسوقت بہتری یون ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے
کسی کامل بشر کی طرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے سبب
اس امر کا نکل آئے احکام فرد خاص سے اور رہجائے گروہ مردم
مین اونکی مزاج کے موافق اور اونکی مزاج کے موافق اعمال و اخلاق کے
اور اونکی ترقی کے طبیعت کے لائق جو اونکے واسطے تقدیر کیا گیا ہے
اللہ تعالی کی قربت سے اور نیز مستوجب ہے اس امر کا اپنی فطرت کے سبب
جذب کری حیز طبیعت سے طرف حیز قدس کے اور وہان منصبغ ہو اوسکا نفس
ساتھ لون وحی کی گویونگی اور احاطہ کرلی اُن دو نو ہدایتون کا از روئے
تحقیق اور تبیین کی پس جسوقت متوجہ ہو رحمت طرف اُس کامل کی جسکی یہ صفت ہو
وہ رحمت اُس سے مل جائے اور اوسکو ڈھانکے تو اوسمین منطبع ہوجائے یہ سر مراد
اور قالب ہوجائے یہ سر اجمالی اپنی بقا کی صورت مین ساتھ احکام اون لوگون کے
پس سرایت کری اوس سے درحالیکہ وہ ظرف علم ہے پھر وارد ہو حیز فکر
اور رویت مین پھر کلام کری جیسا کہ اوسکو حاصل ہوا ہے اور یہی حقیقت

نزول الشرایع علی الانبیاء وحیا و نزول الطرق علی الاولیاء کشفا والهاما فیسمع من حضرة الحق الی الواسطة کلاما دالا علی النظام المراد فتبادر الیه فطرة فیاخذ منها خلق السمت الصالح و خلق الحکمة بتوفیق الله بما یناسب خویصة نفسه و بما عام العامة فیتمثل بین عینیه النظام المراد و یکون حکما فصلا فی جمیع اموره فیفوز بالسعادة و یکون ممن هدی الی صراط مستقیم و کان سیدنا عمر رضی الله تعالی عنه ممن استوجب عقله بعد معرفة ما یناسب به خویصة نفسه ان یعرف اشیاء من حالة الامة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم منبها له علی هذه الحالة لقد کان فیمن قبلکم محدثون الحدیث وقال لو کان بعدی نبی لکان عمر هذا او قد اتانی ربی من هذا الباب نصیبا ففهمنی مشارب الناس فی قربتهم من ربهم فمن تلك الحضرة ان الانسان لا یعتد بقربته حتی یعرف نور الطهارة و یعرف فقدها و یعرف الحجاب المسدل بینه و بین هذا النور من الطبیعة و یعرف کیفیة قهرت الطبیعة والالتجاء الی مباشرة امور جبلیة علاجا و هیات نفسانیة تعید الیه ما فقد فیجرب کل ذلك من نفسه و یحیط بنفسه من هذه الجهة علما و حتی یعرف لذت المناجات فی السجدة و یعرف کیف رقت روحه و صفت فی تلك الحالة و ارتفع بینها و بین الله الحجاب

نزول شریع کی نبیون پر از روے وحی کی اور نزول طریقہ کی ولیون پر از روے کشف اور الہام کی تو محتاج واسطہ کا سنتا ہی اوس سے ایسا کلام جو دلالت کرتا ہے اوپر نظام مراد کے پس متبادر ہوتی تو اوس کلام کی طرف اس کی فطرت اس سے اخذ کرتی ہے خلق سمت صالح اور خلق حکمت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جسقدر کہ اوسکے خواص نفس کے مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو پس متمثل ہو جاتا ہے اوسکی آنکھون کے سامنے نظام مراد اور ہو جاتا ہے حکم فیصل سب امور مین تو وہ فایز ہوتا ہے سعادت کو اور ہو جاتا ہے ان مین سے جنہون نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مین سے تھی جنکی عقل مستوجب ہوئی بعد معرفت کے اوس شے کے جو مناسب تھا ان کے خواص نفس کو کہ پہچانین اکثر چیزین امت کے حال کے پس فرمایا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کی آگاہی کے واسطے اونکو لقد کان فیمن قبلکم محدثون الخ اور فرمایا ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر وہ یہ ہے اور بیشک مجکو دیا اللہ تعالیٰ نے اس مین حصہ پس سمجہائے مجھے لوگونکے مشرب اللہ کے قرب مین اونکے تو اوس درگاہ سے یہ بات ہی ہی کہ انسان نہین قابل ہوتا اوسکی قربت کے جبتک نہ پہچانے نور طہارت کو اور اوسکے فقدان کو اور جب تک نہ پہچانے طبیعت کے پردے پڑے ہوئے کو درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے طبیعت کے غلبہ کو اور اوسکے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو جو اعادہ کرتی ہے اس کی طرف وہ شے جو گم ہوگئی ہی تجربہ کرے ہر ایکو اپنے نفس سے اور احاطہ کرے اپنی نفس کا اس جہت سے از روے علم کے اور یہانتک کہ پہچانے لذت مناجات کے سجدے مین اور پہچانے کہ کیونکر اوسکی روح کو رقت ہوئے اور صاف ہوئی اس حالت مین اور اٹھ گیا حجاب جو اوس روح کے اور اللہ کے درمیان تھا

فصارت مشافهة بالمناجاة كانه رأى عين ويعرف كيف يغان على قلبه بعد ذلك وكيف يدفع ذلك بالالتجاء الى كلمات تخشعية وهيأت بدنية ونفسانية تعيد اليه ما فقده وحتى يعرف اليقين اى اجماع الخاطر الى الله والاعتماد عليه ويعرف ما يتفرع على هذه الخلة من الالحاح فى الدعاء بخير الدنيا والآخرة والتعوذ من الفتن من جهة المعرفة ان اعماله واخلاقه واعمال غيره واخلاقه ومصائب الزمان كلها ليست بيده انما هى بيد الله يفعل ما يشاء ويعرف ما يهدى اليه هذه الخلة من الاستجارة فى كل ما يرد عليه والفزع الى الدعاء والتعوذ اضطرارًا من جهة معرفة ويعرف ان ما اعده الله فى الدنيا والآخرة فيما يرجع الى القربة والجنة خير من اللذات الفانية الجسمانية وحتى يعلم حجاب الطبيعة وكيف يغلب عليه هذا الحجاب وكيف يفسد عليه نوره واطمينانه ثم كيف يعالج بقهر الطبيعة ويعرف حجاب الرسم وسوء المعرفة فمن عرف هذه الامور من نفسه ولو بقدر خصوصية نفسه فهو الذى يعتد بقربته وهو الذى دخل فى قلبه بشاشة الايمان فعليك ان تكون طبيب نفسك واياك ان تاخذ هذه العلوم ظهريًا **مشهد آخر** اطلعنى الحق سبحانه على حقيقة الروح انما هى ما يموت الانسان بانفكاكه عن البدن وما به الحس

تو ہو گیا مشافہ بسبب مناجات کے جیسا آنکھوں سے دیکھا اور پہچانے اس امر کو کہ کیونکر پردہ پڑتا ہے اُسکے قلب پر بعد اسکے اور کیونکر دفع ہوجاتا ہے ساتھ التجا کے خشوع سے اور ہیئت بدنی اور نفسانی پر پھر لاتی ہے اُس شے کو جو گم ہوگئی تھی اور یہانتک کہ پہچانے یقین کو یعنے جمع خاطری کو اللہ کیطرف اور اعتماد اللہ پر اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اس خلصت پر تضرع بیچ دعا کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ مانگنے فتنوں سے اس امر کے معرفت سے کہ اعمال و اخلاق اُسکے اور اعمال و اخلاق اُسکے سوا کے اور مصایب زمانی کے اوسکے ساتھ میں نہیں سب اللہ کے ہاتھ مین جو خدا چاہتا ہے سو کرتا ہے اور پہچانے کہ یہ خلت اوسے کیا ہدایت کرتی ہے استخارہ سے ہر شے سے جو اُسپر وارد ہو اور بیقراری سے طرف دعا کے اور پناہ مانگنے مضطر ہو کر جہت معرفت سے اور پہچانے کہ کیا اللہ نے اُسکے واسطے مہیا کیا ہے دنیا اور آخرت مین اُس چیز مین جس سے رجوع ہو طرف قربت کے اور جنت بہتر ہے لذات فانیہ جسمانیہ سے اور یہانتک کہ جان لے حجاب طبیعت کا اور وہ کیونکر اوسپر غالب آجاتا ہے اور کیونکر اوسکے نور کو فاسد کر دیتا ہے اور اطمینانکو پھر کیونکر علاج کیا جاوے غلبہ طبیعت کا اور پہچانے حجاب رسم و سوء معرفت کا پس جس شخص نے ان امور کو اپنے نفس سے پہچان لیا اگرچہ بقدر حوصلہ اپنے نفس کے تو وہ شخص مقرب ہے اور اُسکے قلب مین ایمان کے بشاشت داخل ہوئی پس تجھ پر لازم ہے کہ تو اپنے نفس کا طبیب ہو اور خبردار ان علوم کو پس پشت نکیجو **مشہد آخر** اطلاع دی مجھے اللہ سبحانہ نے روح کی حقیقت پر کہ بیشک روح وہ شے ہے کہ اُسکے بدن سے جدا ہونے سے انسان مرجاتا ہے اور اُسی سے حس

والحركة والحيوة ولها طبقات ولطائف اقربها الى
البدن جسم هوائي يتكون في القلب ثم ينتشر
في البدن ويحمل القوى الدراكة والطبيعية ثم
حقيقة مثالية وهي التي انعقدت قبل ظهور تكونه
في الناسوت ومنها اخذ الميثاق ثم حقيقة روحية
وهي حصة من الصورة الانسانية مكتنفة بعوارض
متشخصة من قوى الافلاك والعناصر مقتضية
لاحكام خاصة ثم صورة الانسانية مع قطع النظر
عن المشخصات ثم صورة حيوانية ثم صورة نامية
ثم صورة جسمية ثم حصة من الطبيعة الكلية ثم
انبساط حكم باطن الوجود على لوح الخارج فمن
قال ان الروح جسم لطيف حل في البدن كحلول
النار في الفحم فهو صادق ومن قال انها مجرد
فهو صادق ومن قال انها قديمة فهو صادق
ومن قال انها حادثة فهو صادق لكل وجهة
هو موليها لكن لا يخفى ان الاقتصار قصور

تحقيق قال
النبي صلى الله عليه وسلم لكل نبي دعوة مستجابة
فتعجل كل نبي دعوته واني اختبأت دعوتي شفاعة
لامتي ان قلت كل نبي له دعوات مستجابة ولذلك
لنبينا صلى الله عليه وسلم دعوات كثيرة مستجابة كما
وقع في الاستسقاء وفي مواضع لا تحصى فالى اي
دعوة اشار في هذا الحديث اذ يعلم من السياق
انها دعوة واحدة لكل نبي قلت هذه الدعوة
ليست دعوة رغبة خاصة في شيء من المطالب بل
كلما بعث الله تعالى رسولا لطفا بعباده ورحمة لهم

وحرکت وحیات ہے اور اوسکے طبقے اور لطایف ہین
اقرب بدن مین اوسکا جسم ہوائے ہے کہ تکون اوس جسم
ہوائی کا قلب مین ہے پہر وہ منتشر ہوتا ہے بدن مین
اور حمل کرتا ہے قوت دراکہ اور طبیعتہ کو پہر ایک حقیقت
مثالیہ ہے اور وہ وہ ہے کہ منعقد ہوتی ہے پہلے اوسکے
تکون کے ظہور سے عالم ناسوت مین اور اسی سے لیا گیا ہے
میثاق پہر ایک حقیقت روحیہ ہے وہ ایک حصہ ہے صورت انسانیت کا
ایسی صورت انسانیہ کہ مکتنف ہی عوارض مشخصہ سے جو قوائے افلاک
وعناصر سے مقتضی ہین واسطے احکام خاص کے پہر صورت انسانیہ
ہے قطع نظر مشخصات سے پہر صورت حیوانیہ ہے پہر صورت نامیہ
ہے پہر صورت جسمیہ ہے پہر حصہ ہے طبیعت کلیہ سے پہر انبساط
ہے حکم باطن الوجود کا لوح خارج پر تو جو شخص کہے کہ روح
جسم لطیف ہے حلول کئے ہوئے بدن مین جیسا حلول آگ کا
کوئلے مین تو وہ سچ کہتا ہے اور جو کہے کہ روح مجرد ہے وہ بھی
سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح قدیم ہے وہ بھی صادق ہے
اور جو شخص کہے روح حادث ہے وہ بھی صادق ہے لکل وجہۃ
ہو مولیہا لیکن یہہ امر پوشیدہ نہ ہے کہ اقتصار قصور ہے

تحقیق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوة مستجابة
فتعجل کل نبی دعوتہ وانی اختبأت دعوتی شفاعة لامتی اگر تم
کہو کہ ہر نبی کے واسطے بہت دعائین مقبول ہین اور اسیطرح ہماری
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے بہت دعائین مقبول ہین جیسا کہ واقع
ہوئین استسقا اور بیشمار موقعین تو کونسی دعا کیطرف اشارہ ہے اس
حدیث شریف مین کیونکہ اسکی سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے واسطے
ہر نبی کے تو مین بتاؤن تمکو کہ وہ ایک دعا نہین ہے ایک رغبت خاص کسی مطلب کے
بلکہ جب بہیجا اللہ تعالی نے کوئی نبی اپنی بندون پر لطف اور رحمت کیواسطے

فلا یخلو حال العباد من امرین اما ان یطیعوہ فیصیر ذلک
فی حقھم افاضۃ برکات علیھم او یعصوہ فینقلب
ذلک اللطف مقتا وسخطا وغضبا وفی کل من الحالین
یلھم النبی الھام نفث فی الروع ان یدعو لھم او
علیھم فتلک دعوۃ واحدۃ لکل نبی ناشیۃ من اللطف
الذی منہ کانت بعثتہ واما نبینا صلی اللہ علیہ وسلم
فقد استشعر من نفسہ ان اللہ تعالی لم یقصد فی بعثتہ
اللطف بھم فی الدنیا فقط بل اراد مع ذلک ان یکون
معہ الرحمۃ عامۃ یوم المعاد وقد ذکرنا انہ صلی اللہ علیہ
وسلم شھید فی الاخرۃ والشھادۃ من خواصہ فنفث
فی روعہ علیہ الصلوۃ والسلام ان یختبی تلک الدعوۃ
التی انما تنشأ من اللطف الذی ھو منشاء النبوۃ لیوم
المعاد فتدبر فی ھذا السر حق التدبر **مشھد**
آخر وتحقیقات فاض علی قلبہ علوم
الخلق والایجاد عموما والخلق فی النشأۃ الخیالیۃ خصوصا
وانہ یمکن اجتماع النقیضین والضدین فی نفس الامر
لکن بان یکون احد النقیضین فی حضرۃ ولیس فیھا
الاجزم بان ھذا ھکذا ویکون الاخر فی حضرۃ ولیس
فیھا الا الجزم بان ھذا لیس ھکذا ونحن نبین لک من
ھذہ العلوم ما یتیسر بیانہ الخلق جمع اجزاء مختلفۃ
وافاضۃ صورۃ مناسبۃ علی ھذہ الاجزاء حتی تصیر
شیئا واحدا والخلق یکون تارۃ لما ھو من العناصر فتجتمع
اجزاء العناصر ویفاض علیھا صورۃ تناسب الصورۃ
العنصریۃ فی الکیفیات والکمیات وسائر الاعراض
فیصیر المخلوق انسانا او فرسا وتارۃ لما ھو من الصور

تو بندون کا حال دو امر سے خالی نہین یا اوس نبی کے مطیع ہوے
تو یہ اونکے حق مین افاضہ برکات کا ہوا یا نہ ایمان لائے اور یہ نہین
تو وہ مہربانی و رحمت قہر و عذاب ہوگیا اُن پر اور دونو صورتوں
الہام کیا جاتا ہے یعنے الہام نفث فی الروع یعنے الہام قلب مین
اس امر کا کہ اونکے واسطے دعائے خیر کرے یا بددعا کرے تو وہ دعا
واحد ہے واسطے ہر نبی کے کہ اللہ کے اُس لطف سے ناشی ہے جسکے
واسطے اُسے بھیجا تھا لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا
اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالی نے نہین ارادہ کیا اُن کے
بھیجے مین فقط دنیا مین رحمت بلکہ ارادہ کیا ہے باوجود
اسکے رحمت عام قیامت کے دن واسطے اور ہم بیان کر چکے ہین کہ
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہین آخرت مین اور شہادت
آپکے خواص سے ہے پس اونکے قلب مین الہام کیا گیا کہ وہ اوس دعا کو
رکھ چھوڑین واسطے قیامت کے تو خوب غور کر لو اس سر کو جو غور
کرنیکا حق ہے **مشہد آخر و تحقیقات** افاضہ ہوا میرے
دل پر خلق و ایجاد کا علم عموماً اور خلق کا علم عالم خیالیہ مین خصوصاً
اور یہ کہ اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر مین لیکن
اس طرح سے کہ احد النقیضین ایک درگاہ مین ہو اور اوس مین نہو مگر
یہ یقین کہ یہ امر یون ہی ہے اور دوسرے نقیض دوسرے درگاہ مین اور
اوس مین نہو مگر یہ کہ یہ امر یون نہین ہے اور ہم بیان کرتے ہین
تمسے یہ علوم جسقدر اونکا بیان آسان ہے خلق جمع کرنا اجزاء مختلفہ کا
ہے اور افاضہ ہے صورت مناسبہ کا ہے اُن اجزاء پر
یہانتک کہ وہ اجزا ہو جائین ایک شے واحد اور خلق کبھی ہوتی ہے
عناصر سے تو جمع ہو جاتی ہین اجزاء عناصر اور افاضہ ہوتی ہے انکو
وہ صورت جو مناسب عنصریہ کے ہے کیفیت اور کمیت مین اور سب عرضون مین تو وہ
مخلوق انسان ہو جاتا ہے یا فرس اور خلق کبھی ہوتی ہے صور خیالیہ سے

المشاہد الحادی والاربعون ۴۱

الخيالية فيجتمع خيالات كانت متشتتة في الخيال انكدرت فيه من انحلال الصور الواقعة في الخيال من خارج فيفاض عليها صورة تناسب الصور الخيالية في التجرد من وجه والتلطخ بالمادة من وجه وكل خلق في اى نشأة كان فانه لا يدخل في تلك النشأة شيء من خارج تلك النشأة لان ذلك محال لا يقبله العقل ضرورة نعم نشأة تعد لنشأة اخرى وموجود في نشأة يعد لموجود في نشأة اخرى وذلك لانتظامها جميعا في الطبيعة الكلية وسريانها في النشأت على السوا فينبغي ان تجرد نظرك الى النشأة الخيالية فهنالك بناء وهدم واحياء واماتة وتقريبات والله هنالك كل يوم في شان فربما يتعلق الارادة الالهية بتكوين شخص خيالي فيبعث له تقريب ويجمع له اجزاء خيالية ومن عجيب الاسرار خلق النسب بعد ما لم يكن فيكون الرجل شريفا في نفس الامر ويكون ليس بشريف في نفس الامر في زمان واحد وذلك انه ربما لم يكن الرجل شريفا في الاصل ولكنه ولد في زمان تقتضي الاتصالات الفلكية يومئذ نباهة نسبه وارى ان ذلك بنوع امتزاج زحل مع الشمس والمشترى بحيث يكون الزحل مرآة ونور الشمس والمشترى منعكسا فيه فحينئذ يكون والله اعلم في هذا المولود براعة النسب والنباهة من اجله ويكون ذلك الاتصال بحيث يحفظ في صورته المفاضة حكم هذا الاتصال كما يحفظ في المولودات اشكال الوالدين وتخاطيطها وهذا الرجل ليس له شرف موروث فيقضى اولا في الملاء الاعلى بصيرورته

تو جمع ہو جاتی ہین خیالات کہ تھے پراگندہ و منتشر خیال مین اور تنگ تھے خیال مین حلول کرنے سے صورت واقعہ کی بیچ خیال کے خارج سے تو افاضہ ہوتی ہے اُن پر وہ صورت جو مناسب ہے صورت خیالیہ کو بیچ تجرد کے ایک وجہہ سے اور آلودہ ہونے سے مادہ کے ساتھ ایک وجہہ سے اور ہر خلق کسی عالم مین ہو اس عالم کے خارج سے اوس عالم مین داخل نہین ہوتی اسواسطے کہ یہ امر محال ہے اسکو عقل قبول نہین کرتی ضرورہان یہ بات ہے کہ ایک عالم مُعد ہے واسطے دوسرے عالم کے اور موجود ہے ایک عالم مین کہ مُعد ہو واسطے موجود دوسرے عالم کے اور یہ امر ہے بسبب اوسکے انتظام کے طبیعت کلیہ مین اور سرایت کرنی طبیعت کلیہ کی سب عوالم مین برابر پس چاہیے کہ تیری نظر مجرد ہو عالم خیالیہ مین کہ وہان بناتا ہے اور بگاڑتا ہی اور زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا اور تقریبات ہے واللہ کہ وہان کُل یوم ہو فی شان ہے تو بسا اوقات ارادہ الٰہیہ متعلق ہوتا ہی واسطے تکوین ایک شخص خیالی کے تو برانگیختہ ہوتی ہے واسطے اوسکے تقریب اور اوسکے واسطے اجزاء خیالیہ جمع ہوتے ہین اور عجائب اسرار سے ایک خلق نسب ہے بعد اسکے کہ نہ تھا پس ہوتا ہے ایک فرد اصل مین شریف اور شریف نہین ہوتا نفس الامر مین ایک زمانہ مین اور یہ امر اسلیے ہے کہ اکثر اوقات ایک مرد اصل مین شریف نہین ہوتا لیکن وہ پیدا ہوا ایسے زمانہ مین کہ اتصالات فلکیہ مقتضی ہین اوسکی بزرگی نسب کو اور میری رائے مین یہ ایک نوع امتزاج ہے زحل کا شمس سے اور مشتری سے اس حیثیت سے کہ زحل مرآت ہو اور نور شمس و مشتری کا اوسمین منعکس ہو تو اسوقت ہوگی اور خدا خوب جانتا ہی اس مولود مین بزرگی نسب و نباہت کی اسکے سبب سے اور ہو وہ اتصال ایسی حیثیت سے کہ محفوظ ہو اوسکی صورت مفاضہ مین حکم اس اتصال کا جیسے محفوظ ہوتی ہے مولودین مین شکل والدین کی اور نشان اونکے اور اس مرد مین شرف موروث نہین ہے تو حکم کیا جاتا ہی پہلے ملاء اعلیٰ مین اوسکے

شریفا ثم لایزال فیهم ینمو هذا المعنی کما یربی الانسان
فلوه فینمو حتی یترشح منه الهامات الی الملاء السافل
ومنه هم الاقویاء من بنی آدم غیر الکمل فاذا بلغ الانسان الا
اشده وجاء اتصال یستدعی ظهور نسبه ونباهة امره
فحینئذ یتنزل هذا السر فی الارض فیخرج من حفظ الناس
او من بین بطون الاوراق وجه یدل علی کونه شریفا
وان کان مخالفا فی نفس الامر ولکن یقع هنالک شبهة
فتنقاد لها خیالات بنی آدم فیجتمعون علی تسمیته شریفا
وتعظیمه من جهة الشرافة واذا کان هذا الانسان من
اهل الصلاح فربما یری فی بعض مناماته انه شریف
فتطمئن نفسه بذلک وکل من حفظ الامر الاول وذکر
انه لیس بشریف لم یقبل منه قوله بل احاطه انکار
الملاء السافل وکان کالذی یسب الشریف بانه لیس
بشریف وهذا کله فی الخارج شبح وتمثال لتلون نفسه
بلون النباهة النسبیة ولکل نباهة نسبیة فی الخارج
نسب تستند الیها اما الی امام فی الدین او ملک فی الدنیا
فیتعین هذا الاستناد بحکم الوقت ویصیر الامر کانه
غیر مؤتنف وقس علیه امثاله الشرف فیبعث الله
تقریبات عجیبة ینسبون لها شرف هذا الانسان ویغفل
من نفسه لون النباهة النسبیة ویجتمع الناس علی انه
لیس بشریف ویکذب ذلک فی الملاء السافل وکل
من قال انه شریف انکر علیه کالذی ینسب غیر الشریف
الی الشرف ولیس مقصودنا انه اجتمع النقیضان
من قبل انه شریف من وجه لیس بشریف من وجه
اذ لیس هذا من التناقض فی شیء بل هنالک حضرتا

پھر اسمین ہمیشہ یہ معنے بڑھتے جاتے ہین جیسا تربیت کرتا ہے انسان
اپنے بچہ کو پھر وہ بڑا ہو جاتا ہے ایسا کہ اوس سے ترشح ہوتی ہین الہام
طرف ملأ سافل کے اور انہین عجایب اسرار سے ہے اقویا بنی آدم کے سوا
کاملین کے تو جسوقت پہنچتا ہے انسان اپنی جوانی کو اور آتا ہے وہ اتصال
جو مستدعی ہے اوسکے ظہور نسب اور نباہت امر کا تو نزول کرتا ہے یہ سر
زمین مین تو نکلتی ہے حفاظت سے لوگونکے یا بطون اوراق سے ایسی
کوئی وجہ کہ دلالت کرے اوسکے شریف ہونے پر اگرچہ وہ مخالف نفس الامر
لیکن واقع ہوتی ہے وہان شباہت کہ خیالات بنی آدم کے منقاد ہوتے
ہین اور اسپر جمع ہو جاتے ہین کہ اوسکو شریف کہین اور جہت شرافت سے
اوسکی تعظیم کرین اور جسوقت ہوتا ہے یہ انسان اہل صلاح مین سے تو
اکثر اوقات دیکھتا ہے خواب مین کہ وہ شریف ہے تو اوسکو اطمینان ہو جاتا
ہے اس سے اور جسکے حفاظت کیے امر اول نے اور ذکر کیا گیا کہ وہ شریف
نہین ہے اسکے قول کا اعتبار نہین ہوتا اور اوسکو احاطہ کرتا ہے انکار
ملأ سافل کا اور ہوتا ہے ایسا جیسے شریف نہین ہے اور یہ سب باتین خارج
مین ایک کالبد مین اور تمثال ہین واسطے تلون اوسکے نفس کے ساتھ کون نباہت
نسبیہ کے اور واسطے ہر نباہت نسبیہ کے خارج مین نسب ہے کہ مستند ہوتا ہے
اوسکی طرف یا یہہ کہ امام ہو دین مین یا بادشاہ ہو دنیا مین پس متعین
ہوتی ہے یہ استناد بمقتضائے وقت اور ہو جاتا ہے امر گویا سرے سے تھا ہی
نہین اور قیاس کر لے اسپر شرف جاتے رہنے کو کہ اللہ انگیختہ کر دیتا ہے ایسے
تقریبات عجیبہ کہ اونکے سبب لوگ بھول جاتے ہین اس انسان کا شرف اور گم ہو جاتا
ہے اسکے نفس سے لون نباہت نسبیہ کا اور سب لوگ اسپر مجتمع ہو جاتے ہین
کہ وہ شریف نہین اور لکھے جاتے ہین یہ بات ملأ سافل مین اور جو کوئی اوسے
شریف کہتا ہے منکر ہوتے ہین اوس سے گویا اوسنے غیر شریف کو شرف کیطرف
منسوب کیا اور ہمارا مقصود اس سے یہ نہین کہ اجتماع نقیضین ہے اس قبیل سے کہ ایک
وجہ سے شریف ہے اور ایک وجہ سے شریف نہین ہے اسلئے کہ یہ تناقض فی الشئی نہین ہے بلکہ

حضرة فيها انه شريف من كل وجه وحضرة فيها انه
ليس بشريف من كل وجه فالخبرين مطابق في تلك
الحضرات ومن هذا الباب ان خلافة الخليفة الجائر
خلافة في حضرة وليست خلافة في حضرة ومن هذا
الباب تقارب الزمان اذا قربت القيامة فيكون
السنة كالشهر والشهر كالجمعة والجمعة كاليوم وذلك
لانعقاد صورة الفناء والعدم في الملاء الاعلى فيفاض علم
لون ذلك في الناسوت فيخيل اليهم انه امتداد وانه
ليس هنالك امتداد ويختل المقاييس فلا يقدر انسان
ان يصنع في يوم ما كان يصنعه من قبل في يوم
وذلك لتاثير هذا السر المفاض من الملاء الاعلى بمنزلة
تاثير وهم الانسان في ذلق جذع من جذع بين جدار
ولم يكن ليتزلق لو كان هذا الجذع موضوعا في الارض
ولاجتماع النقيضين صور كثيرة لايحيط بها كلامنا
في هذه الساعة والله اعلم **مشهد اخر** افيض علي
اسرار من المبدأ والمعاد فمن اسرار المعاد سرابيل
اهل الجهنم سرابيل من قطران والباس اهل الجنة
السندس والحرير وغيرها من الالبسة الفاخرة وكذا
سر سواد وجوه اهل النار ونضارة اهل الجنة وما يشاكل
كل ما ذكرنا وبيان ذلك يتوقف على مقدمتين احدهما
ان بين النفس اعني النسمة التي بها الحس والحيوة في الا
نسان وبخروجها يموت وبين البدن امتزاجا كثيرا لاسيما
في لكثير بني آدم ممن يتبادر الى فهمه ان الروح صفة
للبدن وانها حيوة او انها في البدن كالنار في الفحم
ولهذا الامتزاج الكثير يتمثل اوصاف النفس

درگاہیں ہیں کہ ایک میں ہر وجہ سے شریف ہے اور دوسری میں ہر وجہ سے
شریف نہیں واسطے دونوں خبروں کے مطابق ہے اون درگاہوں میں اور یہی باب ہے
خلافت خلیفہ ظالم کی کہ ایک درگاہ میں خلافت ہے اور دوسری میں خلافت
نہیں ہے اور اسی باب سے ہے تقارب زمانہ کا جس وقت قیامت قریب ہو گی کہ ہوگا
ایک برس مانند ایک مہینے کے اور ہوگا ایک مہینا مانند ایک جمعہ کے
اور ہوگا ایک جمعہ مانند ایک روز کے اور یہ امر ہوگا واسطے منعقد ہونے
صورت فنا اور عدم کے ملاء اعلیٰ میں تو افاضہ ہوگا اوسکا لون عالم
ناسوت میں پس اونکے خیال میں آئیگا کہ امتداد ہے اور زمان امتداد
نہوگا اور قیاسوں میں خلل آجائیگا کوئی انسان قادر نہیں ہوگا
کہ ایک دن میں وہ کام کرلے جو پہلے ایک روز میں کر لیتا تھا اور
یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس سر کے جو فاضہ ہوا ہے ملاء اعلیٰ سے بمنزلہ تاثیر
وہم انسان کے لغزش میں اوسکے پاؤں کے اوس درخت سے جو درمیان
دو دیوار رکھے ہو اگر یہی تنہ درخت زمین پر رکھا ہوتا تو ہرگز لغزش
نہوتی اوسکے پاؤنکو اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتیں ہیں کہ ہمارا
کلام اونکو احاطہ نہیں کر سکتا اسوقت واللہ اعلم **مشہد آخر**
افاضہ ہوئے مجھپر اسرار مبدأ اور معاد کے معاد کے اسرار میں سے ہے
پہنانا اہل جہنم کو سرابیل قطران کے اور اہل جنت کو پہنانا سندس
حریر کا اور اسکے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسیطرح اہل جہنم کے منہ سیاہ
ہونے اور اہل جنت کے تروتازہ ہونے اور سوا اسکے ایسی ہی شکلیں جو ہمنے
بیان کیں اور اسکا بیان دو مقدمونپر موقوف ہے ایک اون دو میں سے
یہہ ہے کہ نفس کے درمیان یعنی نسمہ کے اور وہ ہے جس سے حس و حیات ہے
انسان میں اور جسکے نکلنے سے مرجاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا
مضبوط امتزاج ہے خصوصا بنی آدم میں جنکی فہم میں مہیا رہتا ہے کہ روح
ایک صفت ہے بدنکا اور وہ ہی حیات ہے یا یہ کہ روح بدن میں ایسی ہے جیسے کوئلہ
میں آگ سوا اوس امتزاج کے واسطے متمثل ہوتے ہیں اوصاف نفس کے

المشاهدة الثانية والعشرون ۲۲

بصورة اوصاف البدن في المنامات وثانيهما ان
بعض الحضرات في عالم الناسوت يتمثل هنالك
معنى بصورة شئ كتمثله بها في عالم الخيال المقيد كقصة
سيدنا داؤد عليه السلام وما تمثلت له الملائكة
متخاصمين في النعاج حذو معاملته مع بعض الناس
في الازواج وبعد تمهيد المقدمتين نقول صبغ الكفر
على نفوسهم هو الذي يصير سرابيل من قطران وسواد
في الوجه بسبب تاثير اللعنة الالهية وصبغ الايمان
على نفوسهم هو الذي يصير سندسا ونضارة في
الوجه بسبب عناية الله بهم رايت ذلك رؤية
روحانية ومن اسرار المبدء ان رايت الوجود المبنسط
متلاشيا في الحق من جهتين جهة صدوره من الذات
الالهية وجهة ظهور تجلى الهي فيه بحيث احاط بمجامعه
فمن نطق بان الوجود المنبسط هو الله فهذا مغزاه
لكن النظر الدقيق يحكم ان الذات الواجبة صدر
منها الشيون بما هي في المبدء الاول ثم صدر الوجود
المنبسط وهو الفعلية والخارج ثم ظهر هنالك في
الخارج شان بعد شان على الترتيب للكنون مشهد
آخر فاض على اسرار عجيبة في طريق ظهور الكرامات
اعلم ان الكرامات لا تنبعث الا من قوة في النفس
الناطقة فاذا اعدت من الملاء الاعلى ولصقت بها
بالقوة العازمة من الشخص الاكبر صارت بمنزلة
الاستحسان بالنسبة الى تلك العازمة فتنقلب الصورة
المطلوبة هنالك عزما حاتما للاولياء هنالك حدان
احدهما حد يكون هنالك ادنى خطرة وادنى

المشاهدة الثالثة والاربعون ۴۳

بصورت اوصاف بدن بیچ سونے کے اور دوسرا اُن دونون
مقدمون سے یہ ہے کہ بعض حضرات عالم ناسوت مین متمثل
ہوتی ہین یعنی بصورت ایک شے کے مانند تمثل اونکے عالم خیال
مقید مین جیسا قصہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا او متمثل ہونا ملائکہ
متخاصمین کا بیچ بھیڑون کے مقابلہ اونکے معاملہ کے بعضے آدمیون سے
ازواج مین اور بعد تمہید دونو مقدمون کے ہم کہتے ہین کہ کفر
رنگ کا فرون کے نفوس پر وہی سراویل قطران کے ہو جاینگے
اور روسیاہی بسبب لعنت آلہی کے اور ایمان کے رنگ اہل جنت کے
وہی سندس ہین اور تروتازگی اُنکے چہرون کی بسبب عنایت
آلہی کے ہوگی مینے یہ دیکھا رویت روحانیہ مین اور اسرار مبدا سے
یہ ہے کہ مینے دیکھا وجود منبسط کو متلاشی حق مین دو جہتون سے
ایک جہت اوسکی صادر ہونیکی ذات آلہی سے اور ایک جہت
اوسمین ظہور تجلی آلہی کی ایسی حیثیت سے کہ سب مجامع کا احاطہ کر لیا ہی
تو جو ناطق ہوا اس بات سے کہ وجود منبسط وہ اللہ ہے تو یہی اوسکی
غفلت گاہ ہے لیکن نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ ذات واجب سے صادر
ہوئے شیون ساتھ اوس شے کے جو مبدا اول مین ہے پھر صادر ہوا
وجود منبسط اور وہ فعلیت اور خارج ہی پھر ظاہر ہوئی خارج مین
ایک شان کے بعد شان اوپر اوس ترتیب کے جو مکنون تھی
مشہد آخر مجھپر اسرار عجیب افاضہ ہوئی ظہور کرامات کے
طریق مین جاننا چاہیے کہ کرامات نہین برانگیختہ ہوتی مگر اوس
قوت سے جو نفس ناطقہ مین ہے پس جسوقت سازگار ہوتی ہے ملاء اعلی
اور ملکر درست ہوتی ہے ساتھ قوت عازمہ کے شخص اکبر سے تو ہوجاتی
ہے بمنزلہ استحسان کے نسبت کرنے طرف اوس عازمہ کے تو منقلب
ہو جاتی ہے صورت مطلوبہ وہان عزم مضبوط واسطے اولیا کے یہان دو حدین
ہین اُن دو مین سے ایک حد ادنے خطرہ اور ادنی

استحسان متصلا بالعزمة وثانيهما ان يكون هنالك
الهمة القوية المنبعثة من صلب النفس المستمرة على
النفس في اوقات كثيرة هي المتصلة بها وبين الطرفين
مراتب كثيرة وللاوقات والاحوال والاسباب خواص
ثم الاولياء في ذلك على قسمين منهم من يكون همة
النفس متمثلة عنده ويرى الآثار تصدر منها ومنهم
من يكون همته غير متمثلة بل مضمحلة في خاطره او
خيال او لفظ فلا يجد لذلك بالا ويصادف وقتا
بتدبير الحق ورحمته به فيصدر منها الآثار والاول
اكثر في الهند وخراسان وما يليها والثاني اكثر في الحجاز
واليمن وما يليها ثم للاولياء اوقات منها ما يكون فيه
الارادة الصرفة من غير مزاحمة استبعاد او مخالفة سنة
الله انجع في المقصود واذا خطر في قلبه خاطر استبعاد
او مخالفة سنة الله انكبت كما ترى عند عروض الحياء
والخجل وهذا سر قوله صلى الله عليه وسلم لابي رافع
لما طلب منه الذراع في المرة الثالثة فقال يا رسول الله
انما للشاة ذراعان اما انك لو سكت لناولتني ذراعا
فذراعا ما سكتّ ومنها ما لا تزيد فيه المخالفة والاستبعاد
وانكار القوم الا شدة في العزيمة كما ترى عند المنافسة
ومعاركة الابطال ومحاربة الاقران ثم الاولياء في انبعاث
الداعية على طبقتين منهم من يكون الداعية فيه منبعثة
من الهام الحق تعالى وذلك ان ارادة نظام الخير
تنفخ في همته دواعي ذلك اما ان يكون داعية حادثة
لاسباب مقتضية لها كقصة خضر واما ان يكون داعية
مستمرة كارادة اقامة الامة العوجاء ببعثة سيدنا

استحسان ہے متصل ساتھ عازمہ کے اور دوسری یہ کہ وہان ہمت
قویہ منبعثہ ہے صلب نفس سے کہ وہ مستمرہ ہی نفس پر اوقات کثیرہ مین
اور درمیان دونو طرفون کے مراتب کثیرہ ہین اور اوقات و
احوال و اسباب کے واسطے خواص ہین پہر اولیا اسمین دو قسم ہین
ایک وہ ہین کہ اونکی ہمت نفس اونکے نزدیک متمثل ہی اور وہ دیکھتے
ہین کہ آثار اوس سے صادر ہوتے ہین اور ایک وہ ہین جنکی ہمت غیر متمثل
ہوتی ہے بلکہ مضمحل ہوتی ہے خاطر یا خیال مین یا لفظ مین تو وہ
نہین پاتی اسکے واسطے توجہ اور مائل ہوتی ہے کسی وقت
ساتھ تدبیر حق کے اور اوسکی رحمت کے تو صادر ہوتی ہین ان سے
آثار اور اول قسم کے اکثر ہین ہند و خراسان اور انکے قرب مین
اور دوسری قسم کے ہین حجاز و یمن اور اوسکے نواحی مین پہر اولیا
کے واسطے وقت ہین ان میں سے وہ ہے کہ جسمین ارادہ صرفہ ہو کہ
اوسکو مزاحم نہو بعید جاننا یا مخالف سمجھنا سنت اللہ کا کہ جج مقصود
مین کیونکہ جب خطرہ آیا اوسکے دل مین استبعاد کا یا مخالف عادت
اللہ کا تو قلب رک جاتا ہے جیسے حیا کے آجانے سے اور شرمندہ ہونے سے اور
یہ سر ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس قول کا واسطے ابو رافع جب انسے طلب کیا تھا ذراع
تیسری مرتبہ اور انھون نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ بکری کے ذراع
دو ہی ہوتے ہین تو آپنے فرمایا تھا اگر تم خاموش رہتے تو ذراع کے بعد ذراع ہمیشہ
لا کر دیتے جبتک خاموش رہتے اور ان میں سے وہ ہے کہ جسمین مخالفت اور استبعاد
اور انکار قوم سخت نہو عزیمت مین جیسے تم دیکھتے ہو منافسہ اور معرکون مین دلیرون
اور پہلوانون کے اور لڑائیون مین اقران کے پہر اولیا داعیہ کی منبعث ہونے مین دو طبقے
ہین ایک وہ طبقہ ہے جسمین داعیہ منبعث ہوتا ہے الہام حق سے اور یہ اسلیے کہ ارادہ
نظام خیر کا نفخ کرتا ہے اوسکی ہمت مین دواعی اور ہوتا ہے یہ یا تو داعیہ
حادث بسبب اوسکے مقتضیات کے جیسا قصہ خضر علیہ السلام کا اور یا تو ہے داعیہ
مستمرہ جیسے ارادہ سیدہا کرنیکا امت ٹیڑھی اندھی کی ساتھ بعثت

رسول الله صلى الله عليه وسلم فانها مستمرة لا تزال
شارجة من شراجها متصلة بقلبه المقدس فيصير ارادة
لا فاعيل خاصة واوضاع جزئية لحسب اقتضاء المقام
والوقت وهذه هي الطبقة العليا المختصة بالكمال المطلق
فيصير اشراقا واستجابة دعاء وتكثير طعام وشراب
لحسب المقتضيات والمعدات ساعتئذ وقس
على ذلك شرجة العلم منبجسة من الناموس المنعقد
في الملاء الاعلى ارادة للخير باهل الارض فهي متصلة
بقلبه المقدس دائما الا انه يتصور بصور شتى لحسب
الاوقات والاوضاع وهيأت النفس فيخرج بصورة
النفث في الروع مرة وتمثل الملك اخرى وافاضة بركة
في الرؤية تارة ومناما اخرى ومنهم من يكون الداعية
السفلية هي الباعثة فيه وليس ذلك من مقامات الكمل
اللهم الا تماما لمعنى الجامعية واليه الاشارة في مقالتهم
المشهورة ان العارف لاهمة له ثم ان الولي اذا بلغ
هذا المبلغ من القوة العازمة خلع عليه خلعة القطبية
في مشهد سويداء القلب من الشخص الاكبر فصار
ملاذا للناس ومآبا لهم وجامعا لشملهم وليست ارى
وجوب تفرد شخص بهذا الامر بل ربما يصل اليه
اثنان وثلثة وفوق ذلك ايضا والحضرة مع كل واحد كانه
المتفرد بها متفرد بها مثل الانسان كل فرد من البشر
متفرد به من غير مزاحمة وان كانوا الوفا ومن زعم
انفراد شخص بذلك فانما يشير الى سر غيرها اشرت
اليها ويعرج على هذا الانفراد الذي ذكرت وبحمله
على غير محمله والحمد لله الذي سقاني كاسا دهاقا

سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ بیشک وہ مستمرہ ہے ہمیشہ
کوئی گوشہ اوسکے گوشونمین سے متصل ہے اونکے قلب مقدس سے
پس ہوتا ہے ارادہ فعلون خاص اور اوضاع جزئیہ کا موافق
اقتضا روقت اور مقام کے اور یہ طبقہ علیا ہے مختص ساتھہ کمال
مطلق کے پس ہوتا ہے اشراق اور قبولیت دعا اور زیادتی طعام
وآب موافق مقتضیات اور معدات کے اوس ساعت کے اور اسپر
قیاس کر کہ چشمہ علم کا جاری ناموس سے جو منعقد ہے ملاء اعلے مین
خیر کا ارادہ اہل زمین سے پس وہ متصل ہے انکے قلب مقدس سے
ہمیشہ لیکن اسکے صورتین متفرق ہین بحسب اوقات و اوضاع کے
اور ہیئت نفس کے کبھی خارج ہوتا ہے بصورت نفث فی الروع
کے اور کبھی متمثل ہوتا ہے فرشتہ اور کبھی خواب مین افاضہ
برکت کا اور کبھی قیام مین اور بعضے ایسے ہوتے ہین کہ داعیہ
سفلیہ باعث ہوتا ہے اونمین اور یہہ مقامات کاملین سے
نہین ہے الٰہی یون کہا جائے کہ واسطے تمام کرنے معنے جامعیت کے
اور اسیکی طرف اشارہ ہے اونکو اس قول مشہور مین کہ ان العارف
لا ہمۃ لہ پھر جب ولی پہنچتا ہے مبلغ کو قوت عازمہ کے تو پہنایا جاتا ہے اسکو خلعت
قطبیت کا مشہد مین سویدا قلب کے شخص اکبر کیطرف سے تب ہوجاتا ہے وہ
لوگونکے واسطے پناہ کے جائے اور لوگونکا مرجع اور جامع اونکے تفرقونکا
اور میری رائے مین نہین ہے وجوب تنہا واسطے ایک شخص کے اس مرتبہ کا بلکہ اکثر اوقات
گویا کہ وہ اسمین متفرد ہے مثال اسکی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر متفرد ہے
گویا کہ وہ اسمین متفرد ہے مثال اسکی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر متفرد ہے
انسان ہونیمین بغیر مزاحمت کے اگرچہ ہین ہزارون اور جس شخص نے گمان کیا
متفرد ہونا اس مرتبہ کا ایک شخص کو تو اشارہ کیا طرف سر غیر اسکے جیسے بیان کیا ہی
یا وہ سید ہانکتا اس انفراد مین اور اسکو حمل کیا غیر اسکے محل کے اور
الحمد کہ ان سب مقامونسے جو مینے بیان کئے ہین مجکو جام لبریز پلایا ہے

المشاهدة الرابع والاربعون ۴۴

مشهد آخر من كل هذه المقامات التي اشرت اليها رأيتني في المنام قائم الزمان اعني بذلك ان الله اذا اراد شيئا من نظام الخير جعلني كالجارحة لاتمام مراده ورايت ان ملك الكفار قد استولى على بلاد المسلمين ونهب اموالهم وسباذرياتهم واظهر في بلدة اجمير شعائر الكفر وابطل شعائر الاسلام والعياذ بالله فغضب الله تعالى على اهل الارض غضبا شديدا ورأيت صورة هذا الغضب متمثلة في الملاء الاعلى ثم ترشح الغضب الى فرايتني غضبانا من جهة نفث من تلك الحضرة في نفسي لا من جهة ايرجع الى هذا العالم وانا ساعيتذ في جم غفير من الناس منهم الروم منهم الازبكة ومنهم العرب بعضهم ركبان الابل وبعضهم فرسان وبعضهم مشاة على اقدامهم واقرب ما رايت شبها بهولاء الحجاج يوم عرفة ورايتهم غضبانا بغضبي وسالوني ماذا حكم الله في هذه الساعة قلت فك كل نظام قالوا الى متى قلت الى ان تروني قد سكت غضبي فجعلوا يتقاتلون بينهم ويضربون وجوه ابلهم فقتل منهم كثير وانكسرت رؤس ابلهم وشفاههم ثم اني تقدمت الى بلدة اخرى بها واقتل اهلها فتبعوني في ذلك وكذلك خربنا بلدة بعد بلدة حتى وصلنا الى اجمير وقتلنا هنالك الكفار واستخلصناها منهم وسبينا ملك الكفار ثم رأيت ملك الكفار يماشي مع ملك الاسلام في نفر من المسلمين فامر ملك الاسلام في اثناء ذلك بذبحه فبطش به القوام وصرعوه وذبحوه بسكين فلما رأيت الدم يخرج من اوداجه فقلت

مشہد آخر مینے دیکہا خواب مین کہ قایم الزمان ہون اس سے میری مراد یہ ہی کہ اللہ تعالے نے جب ارادہ کیا کسی شی کا نظام خیر سے تو مجکو کیا مانند عضو کے واسطی اتمام اپنی مراد کے اور مینے دیکہا کہ کافرونکا بادشاہ غالب آگیا مسلمانونکے شہرونپر اور انکا مال لوٹ لیا اور اونکے ذریات کو غلام بنالیا اور شہر اجمیر مین شعائر کفر ظاہر کیئے اور شعایر اسلام کہوئے والعیاذ باللہ خدا کا بڑا غضب ہے اہل زمین پر اور مینے دیکہی اس غضب کی صورت متمثل ملاء اعلے مین پہر ترشح ہوا غضب میری طرف مین تہا غضبناک ہوا بسبب نفث ہونیکے اوس درگاہ سے میری نفس مین نہ اس جہت سے کہ جو رجوع ہی طرف اس عالم کے اور مین اوس ساعت لوگونکے جم غفیر مین ہون کہ انمین روم اور ازبک اور عرب سب ہین بعضے اونٹونپر سوار ہین اور بعضے گہوڑون پر اور بعضے پیادہ ہین اور قریب سکے جو مینے دیکہا مشابہ انکے ہین میرے غضبناک ہونے سے اور مجہسے کہتے ہین کہ کیا حکم ہے اللہ کا اسوقت مینے کہا ہر نظام کے دور کرنیکا انہون نے کہا کبتک مینے کہا کہ جب تک کہ تم دیکہو میرا غضب ساکت ہوگیا تو وہ آپسمین قتال کرنے لگے اپنے اونٹونکے مونہہ توقتل ہوئے اونمین سے بہت اور اونکے بہت اونٹونکے سر ٹوٹے پہر مین بڑہا آگے ایک شہر کے طرف جو اوسکے پیچے تہا اور اوسکے لوگونکو قتل کیا اور اونہون پیروی اور تابعداری کی میری اس امر مین اور اسیطرح خراب کیا ہمنے ایک شہر کے بعد ایک شہر یہانتک کہ ہم پہنچی اجمیر اور وہان کفار کو قتل کیا اور اسکی چہڑایا ہمنے اسکو اور غلام بنالیا ہمنے کفار کے بادشاہ کو پہر مینے دیکہا کہ وہ بادشاہ کفار جارہا ہی بادشاہ اسلام کیساتہ مسلمانونکی گردہ مین پہر حکم دیا بادشاہ اسلام نے اسی اثنا مین اسکی ذبح کرنیکا تو پکڑ لیا اسکو لوگون نے اور گرادیا اسکو اور ذبح کر ڈالا چہری سے پہر جب دیکہا مینے کہ خون اچل رہا ہی اسکی رگونسے مینے کہا

[illegible]

الآن نزلت الرحمة ورأيت الرحمة والسكينة شملت
من باشر القتال من المسلمين وصاروا مرحومين فقام
اليّ رجل وسألني عن المسلمين اقتتلوا فيما بينهم فتوقفت
عن الجواب ولم اصرح رأيت ذلك ليلة الجمعة
الحادية والعشرين من ذي القعدة سنة ۱۱۴۴ **مشهد**
آخر لا شبهة في ان حقيقة الحقايق وحدة لا كثرة
فيها وانه لابد لها من تنزلات لتظهر الكثرات وتتعين
المراتب باحكامها وخواصها وان حركتها من صرافة وحدتها
الى آخر المراتب تدريجية وان لا غاية لها الا نفس ظهور
كمال تلك الوحدة وان لها عند حركتها لنفسها الى
مراتب الكثرات حب مقدس اعلى من الارادة
الاختيارية التي يقول بها قوم والايجاب الطبيعي
الذي يقول به آخرون وان هذا الحب بسيط في اول
امره ثم انه يتسع دايرتها شيئا فشيئا بازاء اتساع الكثرة
اذ لكل مرتبة خاصة حب خاص كان سببا لبروزها
وانه في بساطته الاولى لم يكن خاليا عن جميع المحبات
التي ظهرت من بعد لكنها كانت مندمجة فظهرت
وكامنة فبرزت فهذه اصول لا ينبغي ان يشك
فيها من له ادنى بال ولنا بعد هذا مشهد آخر
نشاهد فان اندماج جميع المراتب في تلك البساطة
ليس على حد واحد بل هنالك حب خاص مندمج
في ذلك الحب البسيط هو بمنزلة الظاهر البارز
الموجود بالفعل وحب آخر هو كالشيء بالقوة القريبة
او البعيدة وهذا الحب الظاهر منه حب يتعلق
بظهور نشأة كلية اولا وبالذات وليس هنالك

المشاهدة الخامسة والاربعون ۴۵

اب رحمت نازل ہوئی اور مینے رحمت وسکینہ کو دیکھا کہ شامل
ہوئی ان مسلمانون سے جنہون نے جہاد کیا اور وہ ہو گئے رحمت
کئے گئے پہر کھڑا ہوا ایک مرد اور مجھسے سوال کیا اُن مسلمانونکا
جنہون نے آپسمین قتال کیا تو مینے توقف کیا جواب مین اور نہ بیان
کیا یہ مینے دیکھا شب جمعہ کو اکیسوین ماہ ذیقعدہ ۱۱۴۴ھ کو **مشہد**
آخر اسمین کچھ شک نہین کہ حقیقت الحقایق وحدت ہے اوسمین
کثرت نہین ہے اور اوسکے واسطے تنزلات ضرورہین کہ کثرت ظاہر ہو
اور اوسکے احکام وخواص کے مراتب متعین ہون اور اوسکی
حرکت اوسکے صرافت وحدت سے آخر مراتب تک تدریجیہ ہے
اور اوسکی کچھ نہایت نہین مگر نفس ظہور کمال اوس وحدت کا اور اوس
وحدت کیواسطے وقت اوسکے حرکت لنفسہا کیطرف مراتب کثرات کے
حب مقدس اعلی ہے جسے ارادہ اختیاریہ کہتے ہین ایک قوم اور ایجاب
طبیعی کہتے ہین اُسے اور یہہ حب بسیط ہے اپنی اول امر مین پہر اوسکا
دایرہ وسیع ہوتا گیا شیأ فشیأ مقابلہ وسعت کثرت کے اسواسطے کہ
ہر مرتبہ کیواسطے ایک خاصہ ہے حب خاص کا کہ وہ سبب ہے اوسکے بروز کا
اور تحقیق بساطت اولی مین نہین خالی تہی جمیع محبات سے جو بعد مین ظاہر
ہوئین لیکن وہ اوسمین مندمج نہین پہر ظاہر ہو گئین اور کامن
نہین بارز ہو گئین پس یہ ایسے اصول ہین کہ اسمین کچھ شک کرنا
نہ چاہئے جس شخص کو ادنے بہی سمجھ ہو اور ہمارے واسطے بعد اسکے
ایک اور مشہد ہے کہ مشاہد کیا ہے مینے یہ کہ نہ اندماج جمیع مراتب کا اس بساطت
مین حد واحد پر نہین ہے بلکہ یہان حب خاص ہے مندمج اوس حب بسیط مین
وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل کے ہے اور ایک حب دوسری
مثل شئ بقوت قریبہ یا بعیدہ کے ہے اور یہ حب ظاہر اوس سے
ایسی حب ہے کہ متعلق ظہور نشأ کلیہ کے اولا وبالذات
اور یہان افراد کا اس نشأ کے کچہ ذکر نہین

ذكر لافراد تلك النشأة ثم اذا جاء وقت ظهور افراد
تلك النشأة صار حب ظهور الافراد بتفاصيلها بائن
ظاهر ومنه حب يتعلق بظهور فرد من نشأة يكون
فرداً متشخصا فی المثال وفرداً منتشراً يصدق على
كثيرين على سبيل البدل فی الناسوت بان يكون القائم
فی ذلك المركز شخص ثم من بعده شخص آخر وهلم جرا ثم
الحب المتعلق بظهور فرد بهذا المعنى اما ان يقصد
به ظهور تدبير الٰهی متعلق بتلك النشأة اولا وكذلك
اذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم انقسم ذلك
الحب عند ظهورها الى افراد واشخاص فاما ان ينفس
بقصد ظهور تدبير الٰهی اولا يكون المقصود الا نفس
وجود هذا النوع من الكمال شاهدنا ذلك وشاهدنا
ان النشأة الانسانية ليست تابعة للنشأة الحيوانية
فقط بل بان لها حب خاص ظهر فی اول الامر وكذلك
النشأة الحيوانية ليست تابعة للنشأة النامية
وشاهدنا ان الحب المتعلق بظهور فرد اذا كان فی
اول الامر يكون هذا الفرد فرداً جامعاً لجميع النشآت
الالهية والكونية فان كان قصد به تدبير نشأة فهو
الفرد النبی كالحقيقة النبوية التی كانت متمثلة فی
عالم المثال وهو النبی بالاصالة وما زال فی عالم
الناسوت يظهر لها مثال بعد مثال حتی وجد
سيدنا محمد صلی الله عليه وسلم فتمكنت به احكام تلك
المرتبة وان لم يقصد به تدبير نشأة بل انما قصد نفس
تحقق هذا الوجه من الكمال فهو الفرد الذی ليس
بنبی واذا تعلق الحب بظهور نشأة كلية ثم لما جاء

پھر جب آیا وقت ظہور افراد اس نشأ کا ہوئی حب ظہور افراد اپنی
تفصیلوں سمیت بارز ظاہر اور اوس سے ہے حب جو علاقہ رکھتی ہے ظہور
فرد کو اوس نشأ سے کہ ہووے فرد متشخص فی المثال اور ایک فرد منتشر کہ صادق
آوے کثیرین پر علی سبیل البدل عالم ناسوت میں ساتھ اسطرح کے
کہ ہووے قایم اوس مرکز میں ایک شخص پھر بعد اوسکے دوسرا شخص
اسیطرح اور پھر حب متعلق ظہور فرد کے ساتھ اس معنے کے
یا یہہ کہ قصد کیا جاوے اوس سے تدبیر الٰہی کا جو متعلق ہے ساتھ اس
نشأ کے اولا اور مانند اسکے حب متعلق ہوئی جب ساتھ ظہور نشأ کلیہ کے
پھر منقسم ہوئی یہہ حب اپنے ظہور کے وقت طرف افراد اور اشخاص کے
پھر یا یہہ کہ منقسم ہوئی ساتھ قصد ظہور تدبیر الٰہی کے یا نہو مقصود
مگر نفس وجود اس نوع کا کمال سے یہہ ہمنے مشاہدہ کیا اور ہمنے
مشاہدہ کیا نشأ انسانیہ تابع نہین نشأ حیوانیہ کے فقط بلکہ اوسکے
مقابل حب خاص ہے کہ اول امر مین ظاہر ہوئی اور اسیطرح نشأ
حیوانیہ تابع نہین نامویہ کے اور ہمنے مشاہدہ کیا کہ حب متعلق ظہور
فرد کے جب ہے اول امر مین ہو گی یہہ مراد فرد جامع جمیع نشأت
الٰہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر ہے اوس سے قصد
تدبیر نشأہ کا تو وہ فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے
جو متمثل تھی عالم مثال مین اور وہ ہی نبی بالاصالت
ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت مین اوسکے مثال ظاہر
ہوتی ہے ایک بعد دوسرے کے یہان تک پائی
گئے سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پس پورے ہو گئے
اون سے احکام اوس مرتبہ کے اور اگر قصد نکی
جاوے تدبیر نشأہ کی بلکہ قصد کیا جاوے نفس
تحقق اسوجہ کا کمال سے تو وہ فرد ایسی ہی کی نبی نہین ہے
اور جسوقت متعلق ہوئی حب ظہور نشأ کلیہ کے پھر جب آیا

وقت ظهور افرادها تعلق الحب ثانياً بظهور فرد
فان كان قصد به حينئذ تدبير النشأة فهو نبي من
الانبياء وليس بالفرد الجامع وان لم يقصد بحينئذ
ذلك بل محض ظهور كمالات تغلب فيها القوى الالهية
على القوى الكونية فهو الولي الفاني الباقي وربما لا يتعلق
الحب في اول الامر ولا عند ظهور افراد النشأة
الكلية بظهور فرد بل انما يتعلق عند ظهور افراد
في الناسوت وحينئذ ان كان قصد تدبير ملة فهو
وارث الانبياء او غير ذلك فهو وارث الملاء الاعلى
او لم يقصد الا كونه راشداً فقط فهو وارث الاولياء
فهذه معرفة غامضة عض عليها بنواجذك ثم
اعلم ان للفرد احكاماً لا توجد لغيره منها انه ليس له
مستقر من اول ما سافرت النقطة الحبية الى ان
تعود لما منه سافرت انما كل نشأة مستودع وسيره
فيها اسرع من سير السهم اذا انفذ من القوس حتى
يبلغ الى منتهاه فلا يتعلق بين يديه شيء من النشأت
بخلاف غيره اللهم الا ما كان في حكمة اللطائف النشأة
المتأخرة تستمد من النشأة المتقدمة ضرورة ومنها
انه يرزق المحبة الذاتية وحقيقتها النقطة الحبية
عايدة الى واسعها هذا السير علماً وحالاً ونشأة و
اما غيره فليس له في هذا القسم نصيب ومنها انه
لا يكون السبب الحقيقي لانتقال الفرد من نشأة الى
نشأة الا المحبة الذاتية تفصيل ذلك ان الفرد
اذا ورد في مستودع فلابد ان يلتفت زماناً الى احكام
تلك النشأة فيصل الى ذروة سنامها ويقتعد

وقت ظہور اسکے افراد کا متعلق ہوئی حب ثانی ظہور فرد کے پس
اگر قصد کیا جاوے اس سے تدبیر نشاہ کا تو وہ ایک نبی ہی انبیا
مین سے اور نہین فرد جامع اور جو یہہ قصد نکیا جاوے اسوقت
بلکہ محض ظہور کمالات کا کہ جنمین غالب ہون قواے الٰہیہ قواے
کونیہ پر تو وہ ولی فانی باقی ہے اور اکثر اوقات حب متعلق اول
امر مین نہین ہوتے اور نہ وقت ظہور افراد نشاہ کلیہ کے ساتھ
ظہور فرد کے بلکہ وہ حب متعلق ہوتی ہے وقت ظہور افراد کے
بیچ ناسوت کے اور اسوقت اگر ارادہ کیا تدبیر ملت کے تو
وارث الانبیا ہے یا اسکے سوا پس وہ وارث ملا اعلی کا ہے یا
نہ قصد کیا جاوے مگر اسکا راشد ہونا فقط تو وارث اولیا ہے
پس یہ معرفت بہت غامض ہے اسکو خوب مضبوط پکڑ ڈاڑہون سے
پھر یہہ جان کہ فرد کے واسطے احکام ہین ایسے کہ اسکے غیر کے واسطے
نہین ہین بعض انمین سے یہ ہے کہ اسکے واسطے کوئی مستقر نہین
اول سے جب سے سفر کیا نقطہ حبیہ نے جبتک کہ وہ عود کرے طرف
اس شی کے جسکے واسطے سفر کیا تہا بیشک ہر نشاہ کے لئے مستودع
ہے اور سیر اسکے بیچ اسکے تیز تر ہے تیر سے جسوقت وہ نکلے کمان سے یہانتک کہ
پہنچے اپنی منتہا کو پس اسکی دامن مین کوئی شی نہین متعلق ہوتی نشاۃ
والی دوگی نشات سے بخلاف اسکے غیر کے الٰہی یہ بات ہے کہ اسکی حکمت یہ
ہو کہ نشاۃ متاخر مدد چاہی ہے نشاہ متقدم سے از روے ضرورت کے اور بعض انمین
سے یہہ ہے کہ اسکو نصیب ہوتی ہے محبت ذاتیہ اور اسکی حقیقت یہ ہے نقطہ
حبیہ عود کرنیوالا طرف اس شی کے جس سے یہ سیر ہے علماً یا حالاً یا نشاۃً
اور اسکے غیر کیواسطے اسمین نصیب نہین ہے اور بعض انمین سے یہ ہے کہ نہین
ہوتا سبب حقیقی واسطے انتقال فرد کے ایک نشاہ سے دوسرے نشاہ کیطرف
مگر محبت ذاتیہ اسکی تفصیل یہ ہے کہ تحقیق فرد جب وارد ہوتا ہے مستودع مین
تو ضرور ہے اسکو کہ التفات کرے ایک زمانہ اس نشاہ کے احکام کیطرف پس واصل

غاربها ويظهر منه ما لا يظهر من غيره ثم بعد
ذلك لا بد ان ينفض تلك النشأة عن نفسه كالجنين
يخرج من بطن امه وينفض عنه النشأة الجنينية
فاذا كان النفض تتذكر النقطة الجبية فيه صقع
العز وحين البساطة وتشتاق اليه اشد الاشتياق
فهيمانها لنفسها هي المحبة الذاتية ومن خاصيتها
ان ينقطع عنه عروق تلك النشأة فيموت وينفك
نسمته عن جسده الكثيف الارضي واذا كان انفكاك
روحه عن نسمته الهوائية عاد اليه ذلك الهيمان
والنفض واذا كان انفكاك روحه عاد اليه ايضا و
هلم جرا حتى تصل النقطة الى حينها وموضع بساطتها
ومقر عزها فاما اقتعاد غارب النشأة الجسدية ففي
الانبياء ظاهر واما في غيرهم فمناصب وراثة
الانبياء كالمجددية والقطبية وظهور آثارها واحكامها
والبلوغ الى حقيقة كل علم وحال والجمع بين صفات
كل مقام حصل لكل انسان من خلق الخلق وظهور
رقايق منه وتعين كل رقيقة بما يناسبها وتوفر آثار
كل رقيقة بحيث لا يشغله شان عن شان واما اقتعاد
غارب النشاءة النسمية فمنه ان يكون معدا
الوصول علوم النسم المقيدة باجسادها الى
التدلى الاعظم الممتلى منه الطبيعة الكلية وان
يكون جارحة في افاضة الصور الخارجية والوقائع
الكونية وان شئت الحق فليس للفرد حال ولا مقام
ولا منصب انما كل شيء له بلسان رقيقة وعلى حال
تدلى لكن العالم باسره لا يغشاه حال ولا منصب

اور ٹھہرے وہاں اور اس سے وہ باتیں ظاہر ہوں جو نہوں
اسکے سوا سے پھر بعد اسکے ضرور ہے کہ یہہ نشاءہ اسکو اپنی میں سے
نکالدے جیسے بچہ اپنی ماں کے شکم میں سے نکلتا ہے اور دور ہو جاتی ہے اس سے
نشاء بچہ پن کا تو جب وقت ہو دور ہو جانیکا تو یاد دلائے نقطہ جسمیہ مقر
عزت اور حیز بساطت اور مشتاق اسکا نہایت شوق سے پس جوش اسکا
اسکے نفس کیواسطے وہ ہی محبت ذاتیہ ہے اور اسکی خاصیتوں سے
کہ اس سے منقطع ہو جائیں عروق اس نشاءہ کے پس وہ مرجائے اور
رہا ہو جائے نسیمہ اسکا جسم کثیف ارضی سے اور جب وقت ہوا اسکی
انفکاک نسمہ ہوائیہ سے عود کرے اسکی طرف وہ سرگشتگی محبت اور
بے تعلقی اور جب وقت ہو داخل ہونے اسکی روح کا تو بھی اسکی
طرف عود کرے اور اسیطرح عود ہوتی چلی جائیں جبتک پہنچے نقطہ
اپنے حیز کو اور اپنی جان بساطت کو اور اپنی قرارگاہ عزت کو لیکن
ٹھہرنا نہایت میں نشاءہ جسدیہ کے پس نبیوں میں تو ظاہر ہے اور انکے
سوا میں پس منصب وراثت انبیا کے ہیں جیسے مجددیت اور قطبیت
اور انکے آثار و احکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر علم و حال کے
اور جمع درمیان صفات ہر مقام کے حاصل ہے واسطے ہر انسان کے
جیسے پیدا ہوئی ہے خلقت اور ظاہر ہونا اس سے رقایق کا اور
متعین ہونا ہر رقیقہ کے اس شے سے جو اسکے مناسب ہے اور زیادتی
آثار ہر رقیقہ کی اس حیثیت سے کہ نہ روکے اسکو ایک حال دوسرے
حال سے اور لیکن ٹھہرنا بلندی پر نشاءہ نسمیہ پس اس سے ہے کہ معد ہو
واسطے وصول علوم نسمیہ مقیدہ باجسام کیطرف تدلی اعظم کے جس سے
پڑ ہے طبیعت کلیہ اور یہ کہ جارحہ ہو جاوے افاضہ میں صور خارجیہ کے
اور وقایع کونیہ کے اور اگر تو چاہے حق بات تو نہیں ہے واسطے فرد کے
حال اور نہ مقام اور نہ منصب تحقیق ہر شئے واسطے اسکے ہے ساتھہ زبان رقیقہ کے
اور اوپر حال تدلی کے لیکن عالم تمام نہیں ڈھانکتا اسکو حال اور نہ منصب

انما الاحوال والمناصب فيه فعلى هذا ينبغى ان يحمل
كل كلام من الفرد مما يشعر بقيامه بالتدبيرات
العالية والمناصب الشامخة وقد نبهنا لك على جامع
كلامه وملاك امره ان كنت لقنا وفيه عشر رقائق
ظاهرة بارزة ولكل رقيقة حكم واثر خاص لابد ان
يظهر تلك الاثار منه وليس له ان يكبح نفسه عنها لانها
جبلة جبلت عليها رقيقة قمرية يحاذ وحاذ وهامن
العلوم الكسبية علم الحديث وبركات الطرق المنسوبة
الى مشائخ الصوفية ورقيقة عطاردية يحاذ وحاذها
من العلوم الكسبية التصانيف ورأى خاص فى كل
علم يبلغ اليه نظره ايا كان سواء كان معقولا او منقولا
ورقيقة زهرية يحاذ وحاذها الجمال والمحبة لحب
كل احد ويحبه كل احد من حيث لايدريان ورقيقة
شمسية يحاذ حاذ وهاالغلبة والظهور على الكل معنى
واستحقاقا وحفظ الجميع خلق الله تحت الحكم الوحدانى
ورقيقة مريخية يحاذ وحاذها من كل كمال التاصل
والشدة والرسوخ ولولاها لكان كل شئ مهلهلا
ضعيف النسج ورقيقة مشترية يحاذ وحاذها
قطبية وامامة وهداية وكونه مثابة للناس فيها يتقربون
الى ربهم ورقيقة زحلية يحاذ وحاذها من كل
رقيقة بقاء وتاصل ونفوذ مدى الازمنة وايضا
تجرد الى الطبيعة الكلية ورقيقة من الملاء الاعلى
يحاذ وحاذها همة محيطة بجميع مايلصق به يجي
تحت نظر الله وعصمته له ورقيقة من الملاء السافل
يحاذ وحاذها نور يدخل فى يديه ورجليه وعينيه

جز این نیست کہ احوال اور مناصب بیچ اوسکے ہین پس شایان ہین
چاہیے یہ کہ حمل کیا جاے ہر کلام فرد کا اوس شئے سے جو خبر دی اوسکے
قیام کے تدبیرات عالیہ و مناصب بلند سے اور ہم آگاہ کر چکے ہین تجکو
جامع کلام اور ملاک امر کے اوسکے اگر تو سمجھدار ہے اور اسمین
دس رقائق ظاہر بارزہ ہین اور ہر رقیقہ کا اثر و حکم خاص ہے
ضرور ہے کہ وہ آثار اوس سے ظاہر ہون اور نہین روا اسکو کہ روکے
اپنے نفس کو اونسے اس واسطے کہ وہ جبلت ہے سرشت ہوئی ہے اوپر
اوسکے ایک رقیقہ قمریہ ہے مقابل ہے علوم کسبیہ کے علم حدیث سے
اور برکات طریقون منسوبہ مشائخ صوفیہ سے اور ایک رقیقہ
عطاردیہ ہے وہ مقابل ہے علوم کسبیہ تصانیف اور رائے خاص سے
ہر علم مین کہ اوسکی نظر پہنچی اسمین کوئی علم ہو معقول ہو یا منقول
ہو اور ایک رقیقہ زہریہ ہے وہ مقابل ہے جمال و محبت کے کہ
وہ ہر ایک کو دوست رکھتا ہے اور ہر ایک اوسکو دوست رکھتا ہے
اس حیثیت سے کہ دونو نہ جانین اور ایک رقیقہ شمسیہ ہے وہ مقابل ہے غلبہ اور ظہور کے اوپر سب کے معناً و استحقاقاً و حفظاً ساتھ تمام خلقت
اللہ کے تحت مین اوسکے حکم وحدانی کی اور ایک رقیقہ مریخیہ ہے
کہ اسکے مقابل ہے ہر کمال تاصل اور سختی و رسوخ کا اور اگر وہ نہوتا
تو ہر شے ہوتی خوفناک و ضعیف بافتہ اور ایک رقیقہ ہے مشتریہ
مقابل ہے اوسکے قطبیت امامت اور ہدایت اور ہونا اوسکا
مثابۃ للناس جس مین لوگ اللہ کا قرب ڈہونڈہین اور
ہر ایک رقیقہ ہے زحلیہ اوسکے مقابل ہے ہر رقیقہ کی بقا
اور تاصل اور نافذ ہونا درازی زمانہ تک اور
نیز تجرد طرف طبیعت کلیہ کے اور ایک رقیقہ ہے ملاء اعلے سے
اوسکے مقابل ہے ہمت محیط بجمیع مایلصق بہ کے وہ قالب ہے اللہ کے
نظر اور اوسکے عصمت کا اوسکے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملاء سافل کا
وہ مقابل ہے نور داخل ہونا ہاتون اور پانون اور آنکھون مین

[illegible] ×

وجميع اعضائه ورقيقة من التدلي الالهي المتدلي
الى عباد الله ينشعب منه شعبتان شعبة نور النبوة
وشعبة الولاية وبعد ذلك كله جبلت نفسه نفسا
قدسية لم يشغلها شأن عن شأن ولا يأتي عليها حال
من الاحوال الى التجرد الى النقطة الكلية الا وهو
خبير بها الآن وانما الآتي تفصيل للاجمال او شرح
نقطة تلك ورقة وليس صدور الكرامات من الفرد
كصدورها عن غيره فان غيره يصدر منه الآثار
الخوارق بغلبة حالة فيه حيث تحكمت على طبقات
وجوده وتسلطت ولم يكن العمدة الا هذا الفرد
فكل جزء منه مستقل على شاكلته وذلك انك
قد علمت ان فيه رقايق كلية جليلة جاءت من
قبل الاسماء الالهية ورقايق جاءت من قبل
نفوس الافلاك وطبايعها ورقايق جاءت من
قبل العناصر ورقايق جاءت من قبل تصنف
الكمال الحاصل له اصنافا فلا يتسلط جزء على
جزء آخر قط فلا تنعزل البهيمية عن مقتضاها
ابدا بتسلط الملكية عليها ولا تنعزل الملكية عن
مقتضاها ابدا بتسلط البهيمية عليها ولا يكون
مجرد لشيء من الكمال بحيث يمحي اثر كمال آخر بل كل
عنده بمقدار فاذا ظهر منه خارق عادة فلمن
وجهين احدهما ان يكون المدبر الحق اراد بعباده
ايصال نفع دنيوي او اخروي او دفع ضر كذلك
او اراد تعذيبهم على افعالهم فيجري على يديه
وينسب الخرق اليه وهو في الحقيقة كالميت

اور تمام اعضا میں اور ایک رقیقہ ہے تدلی آلہی کا جو متدلی ہے
اسکے بندونکی طرف اوس سے دو شعبے نکلتے ہیں ایک شعبہ نور نبوت
کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اسکے اوسکا نفس بالکل نفس
قدسیہ سرشت ہوا ہے کہ نہیں روکتے اوسکو کوئی شان کسی
شان سے اور اوسپر کوئی حال نہیں آتا احوال سے وقت تجرد کے
نقطہ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اوس سے اوس آن اور
تحقیق آنیوالا تفصیل ہے اجمال کے یا شرح ہے نقطہ کے ساتھ درقہ
اور فرد سے ایسی کرامتین نہیں صادر ہوتی جیسے کہ اسکے سوا سے کیونکہ
اوس کے سوا سے آثار اور کرامتین صادر ہوتی ہیں غلبہ سے اوس
حالت کے جو اوس میں ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت اوسکے طبقات
وجود پر اور مسلط ہوتی ہے اور نہیں ہوتی عمدہ مگر وہ ہی لیکن فرد کا
ہر جز اپنی روش صورت پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات اسلئے ہے کہ تم
جان چکے ہو کہ اوسمین رقایق کلیہ جلیلہ ہیں کہ آئی ہیں اسمائے الٰہیہ کیطرف سے
اور رقایق ہیں کہ آئی ہیں نفوس افلاک سے اور طبایع افلاک سے
اور رقایق ہیں کہ آئی ہیں جانب عناصر سے اور رقایق ہیں کہ
آئی ہیں طرح طرح کے کمالوں سے جو اوسے حاصل ہیں تو نہیں مسلط ہوتا
ایک جز دوسرے جز پر کبھی تو نہیں معزول ہوتی بہیمیت کبھی اپنی
مقتضا سے ملکیت کے تسلط سے اوسپر اور نہ ملکیت اپنی مقتضا سے معزول
ہوتی ہے کبھی بہیمیت کے تسلط سے اوسپر اور کبھی منجرد نہیں ہوتا
کسی کمال کیواسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسرے کمال کا اثر کم ہو جائے
بلکہ اوسکے نزدیک ہر شے اپنی مقدار سے ہے تو اوس سے جو خارق عادت
ظاہر ہو تو دو وجہیں ہیں ایک ان دو سے یہ ہے کہ مدبر حق اپنے بندونکو
نفع پہنچانا چاہے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے دنیا یا آخرت کا
یا انکو افعال پر عذاب دینا چاہے تو اوس مرد کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے اور
وہ اسکیطرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے حالانکہ وہ در حقیقت مردہ کی طرح ہے

فی ید الغسال لا اختیار له فی ذلک وثانیهما ان یرجع
هذا الفرد الی عقله وحکمته وفراسته فاذا رای
شیئا فیه نفع له او لغیره بسط رقیقة من رقائقه
الی ما یناسب هذا الشیء فظهر خارق عادة فی
الناس مثلا اراد ان یخبر الناس بما سیاتی من الوقائع
فبسط رقیقة من رقائقه وهی القمریة فتلقت
علما والقاه الیهم او اراد تسخیر قوم فبسط رقیقة
من رقائقه وهی الشمسیة فسخرت وهلم جرا و
من خواص الفرد فی الحیوة الدنیا انه یاتی
له ان یعبد ربه بجمیع اخلاقه وجمیع طبایعه و
ذلک ان الانسان فی مجری العادة یفعل افعال
الشجاعة لداعیة ترجع الی جلب نفع او دفع
ضرر دنیوی فاذا کان العبد فردا انعقد فی الملأ
الاعلی حکم من احکام الحق فترشح منه الی
النفس وانبعث الداعیة وخدمها خلق من اخلاقه
فجرت الافعال وهو فی کل ذلک فان عن مراده
باق بمراد الحق فهذا معنی عبادته باخلاقه وللانسان
له طبایع ولکل طبیعة فنا وبقاء وکمال نوع تام من
ربه وافعال تجری منها بفناءها فی الحق وتجلیات
معنویة حاصلة من ترکیب الکمال بالطبیعة
البشریة بحسب ذلک الکوکب کما ان الطبیعة
الزهریة بحسب النسمیة تقتضی ان یلتذ کل حسن
یا الجمال الذی خصه الله تعالی به ویری فی کل
لذة وبهجة انقیادا الی الله واخباتا له فیکون
الحساس یلتذ بها والاشیاء التی یلتذ بها کلها السنة

غسال کے ہاتھ میں اُسی اسمین کچھ اختیار نہیں اور دوسری وجہ
یہ ہے کہ یہ فرد رجوع ہو اپنی عقل اور حکمت فراست کے طرف پس دیکھے
کہ کسی شی میں اُسکو نفع ہے یا اور دوسرے کو تو اُسکے رقایق میں سے
کوئی رقیقہ بسط کرے جو مناسب اُس شئے کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت
لوگوں میں مثلاً ارادہ کرے کہ جو وقایع آنیوالے ہیں اُنکی لوگوں کو
خبر کرے تو بسط کرے اُسکا رقیقہ جو قمریہ ہے تو علم سے ملاقی ہو اور
لوگوں کو وہ علم پہنچاوے یا ارادہ کرے وہ فرد کسی قوم کے تسخیر کا
تو بسط کرے ایک رقیقہ رقایق میں سے کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرلے اور
اسیطرح اور جہاں تک خیال کرو اور فرد کے خواص سے ہے کہ وہ زندگی
دنیا میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبایع سے اور
یہہ امر اسلیئے ہے کہ عادت میں ہے کہ انسان افعال شجاعت کرتا ہے
واسطے ایسے داعیہ کے کہ حصول نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو
بندہ جب فرد ہوتا ہے تو ملأ اعلی میں جو حکم منعقد ہوتا ہے حق کے
احکام میں سے اُسکا اثر مترشح ہوتا ہے نفس کیطرف تو اُٹھتا ہے
داعیہ اور اُسکی خدمت کرتا ہے کوئی خلق اُسکے اخلاق میں سے
تو جاری ہوتے ہیں فعل اور وہ فرد بالکل فانی ہے اپنی مراد سے
اسکی مراد میں باقی ہے تو یہ معنے ہیں اُسکی عبادت کے بجمیع اخلاق
اور انسان کے واسطے طبایع ہیں اور ہر طبع کیواسطے فنا و بقا ہے
اور ہر طبیعت کو ایک کمال اللہ کیطرف سے دیا گیا ہے اور افعال
ہیں جو اُس طبیعت سے جاری ہوتے ہیں جب اُسکو فنا کرے فی الحق
اور تجلیات معنوی ہیں جو ترکیب کمال سے ساتھ طبیعت بشریہ کے
حاصل ہوتی ہیں موافق اُس کوکب کے جیسے طبیعت زہریہ بحسب نسمہ
مقتضی ہے کہ لذت اوٹھاوے حسن سے اور جمال کی جس سے اللہ نے اوسی خاص
کیا ہے اور دیکھے ہر لذت اور سرخوشی میں انقیاد الی اللہ کی اور فروتنی اُسکے آگے
پس جائیں سب حواس لذت کی ہر شئے جس سے لذت اوٹھاتا ہے

تذکر الله تعالیٰ فیحصل له حالة عجیبة یستغرق فیها ویسکر حینا من الدهر ثم قس علی ذلك كل طبیعة وان شئت الحق فعبادہ ملویه فی حقه جویان منه علی مقتضی طبیعته والله حافظه واذا اتاه زجر علی فعل فسببه مخالفته فی ذلك للباس البسه الله تعالیٰ ومن خواصه فی البرزخ انه اذا انتقل عن هذا البدن هام الی الطبیعة العامة التی تعم کل موجود هیمان النفس الناطقة الی بدنها الا ان هیمانها هیمان تدبیر وهیمانه هیمان عشق فحینئذ یسری فی اجزاء العالم بهمته ففی الحجر حجر وفی الشجر شجر وفی الفلك فلك وفی الملك ملك لا یصده طور عن طور کهیئة الطبیعة المطلقة حینئذ ربما کان من هذا الفرد آثار عجیبة واحکام غریبة فمنها انه یعلم بالعلم الحضوری انه القیم بالطبیعة الاولیٰ کما ان النفس یعلم انه قایم ولیس بقایم الا الجسد ولا یعلم بهذا العلم انه فلان بن فلان بل ربما علم ذلك بعلم حصولی کما یعلم ان فلانا الاجنبی ابن فلان و منها ان هذه الحقیقة ربما صارت معدة لبعض التدبیر الکلی فبرز بروزا فی بعض المواطن ویکون سببا لافاضة البرکات **شعر**

ومن بعد هذا ما تدق صفاته وما کتمه احظی لدیه واجمل

تحقیق فی بیان قول السید عبد السلام بن بشیش قدس سرہ علی مشرب القوم اللهم اجعل الحجاب الاعظم حیاة روحی وروحه سر حقیقتی وحقیقته جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول انتهیٰ

سب کے سب زبان میں واسطے یاد دلانے اللہ تعالیٰ کے تو حاصل ہوا اسکو ایک عجیب حالت کہ اسمین مستغرق ہو جائے اور سکر مین آجائے کچھ وقت زمانہ سے اور اسی پر قیاس کر لے ہر طبیعت کو اور جو تو سچ پوچھے تو اسکی جاری ہونا ہے اور اللہ اسکا حافظ ہے اور جس وقت کسی فعل پر اسکو زجر آئے تو اسکا سبب اسکی مخالفت ہے اس امر مین بسبب اُس لباس کے جو اُسے اللہ نے پہنایا ہے اور اُس فرد کے خواص سے ہے عالم برزخ مین کہ وہ جب انتقال کرے اس بدن سے ہیمان کرتا ہے طرف طبیعت عامہ کے جو عام ہے ہر موجود کو جیسا ہیمان نفس ناطقہ کو بدن سے ہے مگر نفس ناطقہ کا ہیمان ہیمان تدبیر ہے اور اُس فرد کا ہیمان ہیمان تحقق ہے تو اس وقت سریان کرتا ہے اپنی ہمت سے اجزائے عالم مین تو حجر مین حجر ہے اور شجر مین شجر اور فلک مین فلک ہے اور ملک مین ملک ہے نہین روکتا ہے اسکو ایک طور دوسرے طور سے مانند ہیئت طبیعت مطلقہ کے اور اُس وقت اکثر اوقات اُس فرد کے آثار عجیبہ اور احکام غریبہ ہوتے ہین پس اُن مین سے یہ ہے کہ جانتا ہے علم حضوری سے کہ وہ قیم بالطبیعۃ الاولیٰ ہے جیسا کہ نفس جانتا کہ قایم ہے اور وہ قایم نہین مگر جسد قایم ہے اور اس علم سے نہین جانتا کہ وہ فلان ابن فلان ہے بلکہ بسا اوقات یہ جانتا ہے علم حصولی سے جیسا کہ جانتا ہے کہ وہ اجنبی ابن فلان ہے اور اُن مین سے ہے یہ کہ یہ حقیقت کبھی ہوتی ہے مُعد واسطے تدبیر کلی کے پس بروز کرتی ہے بعضے موطن مین اور سبب ہوتی ہے افاضہ برکات کا **شعر**

ومن بعد ہذا ما تدق صفاتہ وما کتمہ احظی لدیہ واجمل

یعنے اسکے بعد اسکی صفتین ظاہر نہین کیجاتی اور سر نزدیک اسکا چھپانا بہت خوب اور اچھا ہے **تحقیق** بیان مین قول سید عبد السلام ابن بشیش قدس سرہ کے حسب مشرب قوم کو وہ قول یہ ہے اللہم اجعل الحجاب الاعظم حیاۃ

ہر عبادت اپنے شرب کے لیے ایسی ہوتی ہے جو مقتضا طبیعت کا ہوتی ×

حاشیہ: [illegible]

المراد بالحجاب الاعظم ذات النبي صلى الله عليه وسلم كما دل عليه قوله قدس سره فيما سبق وحجابك الاعظم القايم لك بين يديك وانما عبر عنه بالحجاب الاعظم لان حقيقته عليه الصلوة والسلام اول المبدعات واعظمها كما ذكره القوم في قوله صلى الله عليه وسلم اول ما خلق الله نوري ومنها انشعبت الحقايق فهي الواسطة بينه وبينها وروحه نبي الانبياء فان ارواحهم انما اخذت العلوم والمعارف بواسطة روحه فكما ان النبي ترجمان الحق في قومه والواسطة بينه وبينهم فكذلك روحه صلى الله عليه وسلم ترجمان الحق في الارواح والواسطة بينه وبينها وفي قوله عز من قائل فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا اشارة الى هذا المعنى بناء على ان هؤلاء اشارة الى الشهداء وصورته الظاهرة في الناسوت التي عليها ظهرت المعجزات وبينت على لسانه المعارف والاحكام واسطة بين الحق وخلقه وسبب لقربهم منه فظهر مما بينا انه صلى الله عليه وسلم ثلث نشأت كلية وثلثة اصناف من التوسط بحسب تلك النشأت فاولها مرتبة تسمى عند الطائفة بالحقيقة المحمدية وهي تعين كلي في الخارج لاحكام الاسماء الكلية وثانيها مرتبة تسمى عندهم بالروح المحمدي وهي التعين الجزئي للحقيقة المحمدية عند انفصال الانسان الكلي الى مظاهره وتقيداته وثالثها النشأة الناسوتية المنوطة بها الكمالات الظاهرة بعد بعثته الى الخلق على رأس

حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی جیسا کہ دلالت کرتا ہے اس پر قول اُس قدس سرہ کا ماسبق مین وحجابک الاعظم القایم لک بین یدیک اور تحقیق ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے اسواسطے کی حقیقت آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے مبدعات کا اول اور اعظم ہی جیسا کہ ذکر کیا ہی قوم نے بیچ اس فرمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اول ما خلق اللہ نوری اور اُس سے منشعب ہوئین حقیقتین پس حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہی درمیان اللہ کے اور حقائق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیا ہے کہ بیشک انبیا کی روح نے اخذ کئے علوم اور معارف بواسطہ اُس روح مبارک کے پس جسطرح نبی ترجمان حق ہی اپنی قوم مین اور واسطہ ہی اللہ مین اور قوم مین اسی طرح روح مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ہی ارواح مین اور واسطہ ہی اللہ مین اور ارواح مین اور بیچ اس قول اللہ تعالی کے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا اشارہ ہے طرف اس معنے کے بنا برین کہ ہؤلاء اشارہ ہے طرف شہدا کے اور انکی صورت ظاہر ناسوت مین جس سے معجزے ظاہر ہوئے اور اُس صورت کی زبان سے بیان ہوئی معارف اور احکام واسطہ ہی درمیان حق کی اور اسکی مخلوق کی اور سبب ہے مخلوق کے قرب کا حق سے اور ظاہر ہوا اس سے جو ہمنے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تین عالم ہین کلیہ اور تین قسم کی ہین توسطات موافق تین نشات کے تو اول وہ مرتبہ ہی جسکو قوم حقیقت محمدیہ کہتے ہین اور وہ ایک تعین کلی ہی خارج مین واسطے احکام اسمار کلیہ کے اور دوسرا انمین سے مرتبہ ہی جسکا نام انکی نزدیک روح محمدی ہی اور وہ تعین جزئی ہی حقیقت محمدیہ کے وقت منفصل ہونے انسان کلی کی طرف اپنی مظاہر اور

اربعین سنة من عمره من ذروتان الامة العوجاء وفتح
ابصاراً عمیاً وآذاناً صماً وقلوباً غلفاً حتی یشهدوا
بالوحدانیة ویتهذبوا ویعلموا احکام الله المتعلقة
بافعال المکلفین وغیر ذلک من المعارف الجلیلة
واکمل الاولیاء من کان علی قلب خاتم الانبیاء صلی
الله علیه وسلم فی تلک النشأت الثلث لکن الحقائق
الجزئیة المستعدة لکمالات المحبة والمحبوبیة وما یشبههما
لا یتعین الا بعد اختیار الانسان الکلی بحیاله فاول
تعینها فی الخارج یضاهی ویسامت التعین الروحی
من الحقائق الکلیة فلا یظهر مدد الحقیقة المحمدیة
الواصل الی الحقائق الجزئیة الا عند تعینها وتکون
الجامعیة میراثاً عنه وانعقاد الاستعدادات هنالك
میراثاً عن الروح المحمدی فیکون مرتبة العطایا ولحقه
واسرار وجودها متعددة فاذا تمهدت هذا فنقول
الشیخ قدس سره یبتهل الی ربه تبارک وتعالی
بلسان استعداده ان یجعله من ورثة سیدنا ومولانا
محمد صلی الله علیه وسلم بحسب النشأت الثلث و
کمالاتها المختصة بکل عنها فعبر عن سؤاله میراثه
من الکمالات الناسوتیة بقوله اللهم اجعل الحجاب
الاعظم حیوة روحی اعنی بها الروح المنفوخة
فی البدن المدبرة له المریدة للحس والحرکة وهی
الافراد الجزئیة المستعدة للکمالات الجزئیة التی
اشرنا الیها بازاء الصورة الناسوتیة فی الافراد
الکلیة المستعدة للکمالات الجمعیة ولا یخفی حسن
تشبیه المدد الواصل منه صلی الله علیه وسلم

جب عمر مبارک چالیس برس کے ہوئے کہ گمراہون کو راہ پر لائے
اور اندہون کو بینائی اور بہرون کو کان اور دلون کو ہدایت بخشی
کہ انہون نے وحدانیت الٰہی کی گواہی دی اور تہذیب پائی
اور جانے اللہ کے حکم جو متعلق افعال مکلفین کے تہے اور اسکو سوا
اور معارف جلیلہ اور اکمل الاولیا وہ شخص ہی جو قلب خاتم
الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی ان تینون نشات مین لیکن
حقائق جزئیہ مستعدہ واسطے کمالات محبت و محبوبیت اور ان
دو کے مانند کی نہین متعین ہوتی مگر بعد جز اختیار کرنے انسان
کلی کے اسکے مقابل مین پس اول تعین ان حقائق جزئیہ کا خارج
مین مشابہ اور ہمروش ہی تعین روحی کا حقائق کلیہ سے پس نہین
ظاہر ہوتی مدد حقیقت محمدیہ کے جو واصل ہی طرف حقائق جزئیہ
کے مگر وقت اسکے تعین کے اور جامعیت کے میراث حقیقت محمدیہ کے
اور منعقد ہونا استعدادات کا یہان میراث ہی روح محمدیہ سے
تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار انکے وجود کا متعدد جب
یہ بات تمہید ہولی تو اب ہم کہتے ہین کہ شیخ قدس سرہ ابتہال
درازی کرتا ہے رب تبارک وتعالیٰ سے بزبان اپنی استعداد
کے کہ اللہ اسکو کرے وارثون سے سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے بحسب نشات ثلثہ کے اور انکی کمالات مختصہ کے جو
ایک مین ہین پس تعبیر کیا اپنے سوال سے میراث کو اسکے کمالات ناسوتیہ سے
اس قول کی ساتھ کہ اللھم اجعل الحجاب الاعظم حیوۃ روحی کہ مراد
اس سے روح منفوخ فی البدن ہی ایسی کہ بدن کی مدبر ہے اور اسکی
حس و حرکت کے ارادہ کرنیوالی ہی اور وہی افراد جزئیہ مین مستعد ہی
واسطے کمالات جزئیہ کے جسکا ہمنے اشارہ کیا ہی بمقابل صورت
ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد کمالات جمعیت کے ہی اور کچھ
چھپا ہوا نہین ہے حسن تشبیہ اس مدد کا جو واصل ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

الی روح هذا المستفید بالحیوة التی هی کمال اول للروح
وعبر عن سواله میراثه من الکمالات الروحیة بقوله
وروحه سر حقیقی وذلک لان الحقایق الجزئیة انما
تنشأ من حیث تتعین الارواح الکلیة ولا یخفاها
فی التعبیر عن المدد الواصل منه صلی الله علیه وسلم
الی حقیقة هذا المستفید بالسر الذی یفهم منه
الخفاء والمصدریة للاثار والکمالات وتعین
الاستعدادات مستمرا دائما علی نمط واحد من
الحسن والبراعة وعبر عنه سواله میراثه بحسب
الکمالات التی ورثتها الحقیقة المحمدیة وان لم تظهر
الا فیما دون تلک المرتبة بقوله وحقیقة جامع عوالم
وذلک لان الاکملیة بهذا الوجه تلازم ظهور
رقایق کثیرة بازاء النشأت الخارجیة کل رقیقة
اجمال نشاة ومعرفة لاحوالها فالمدد الواصل منه
صلی الله علیه وسلم فی هذه المرتبة الی حقیقة
المستفید صورة جمع العوالم بهذا المعنی اجعل
ذلک کذالک بتحقیقک والتحقیق جعل الشیء متحققا فی
الخارج والمراد منه الفیض المقدس ولا یخفی ما فی
وضع المظهر مکان المضمر من الاشعار بان التحقیق
صادر منه من جهة کونه حقا ای متحققا بذاته محققا
لغیره واول الاشیاء فانه وجود الوجودات
وماهیة الماهیات تحقیق للعارف وصول الی
الذات ووصول الی الاسماء والتجلیات سواء
قلنا بان الوصول الی الذات علم بها وادراک لها
اولا وما یوهم خلاف ما ذکرنا من کلام المحققین

طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات کے ایسی حیات کہ وہ
کمال اوّل ہی واسطے روح کے اور تعبیر کیا اُس نے اپنے سوال سے میراث
صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات روحیہ سے ساتھ اس قول کے کہ وروحہ
سر حقیقی اور یہ اسواسطے کہ حقایق جزئیہ بیشک ظہور کرتے ہین
اُس جا سے کہ متعین ہوتی ہے ارواح کلیہ اور پوشیدہ
نہین وہ شئے کہ بیچ تعبیر مدد کی ہی ایسی مدد جو واصل ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے طرف حقیقت اس مستفید کے ساتھ اس
سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا ہی اور مصدریت واسطے آثار و کمالات
اور تعین استعدادات مستمر و دایم نمط واحد پر حسن و براعت سے
اور تعبیر کیا اُس سے سوال اُسکا میراث اُس کی موافق اُن کمالات
کے جسکی وارث ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہین ظاہر ہوئی
مگر بیچ سوا اس مرتبہ کے جو اُسکا قول ہے وحقیقتہ جامع ہی
عوالم کا اور یہ امر اسلئے ہی کہ اکملیت ساتھ اس وجہ کے لازم ہوتی ہی
ظہور رقایق کثیرہ کے بمقابلہ نشأت خارجیہ کے ہر رقیقہ اجمال ہی
ایک نشاہ کا اور اُسکے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہی صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس مرتبہ مین طرف مستفید کے اُس کی صورت
جمع عوالم ہے ساتھ اس معنی کے اجعل ذالک کذالک بتحقیقک اور
تحقیق گردانا شئے کا متحقق ہی خارج مین اور مراد اس سے
فیض مقدس ہی اور مخفی نہین وضع مظہر سے مکان مضمر مین
کہ اشعار ہے اس بات کا کہ تحقیق صادر ہے اُس سے
بسبب اُسکے ہونے کے حق یعنے متحقق بذاتہ محقق لغیرہ اور
اوّل اشیا پس بیشک وہ وجود الوجودات و ماہیت
الماہیات ہے تحقیق واسطے عارف کے ہے وصول الی الذات
الاسماء و التجلیات کے برابر ہی جو کہا ہمنے یہ کہ وصول الی الذات علم ذات
اور اُسکا ادراک ہو یا نہو اور وہ جو وہم ہوتا ہی ہمارے بیان کے خلاف محققین کے

في هذه المسئلة فمعناه نفي العلم والاحاطة لا نفس
الوصول وتفصيله ان السالك اذا وصل الى الحقيقة
التي يعبر عنها بانا وجردها عما دونها وتعلمه التفات
الى التحقق والتفرد والوجود واصل ذلك كله الوجود
المطلق وله تنزلات شتى وملابس كثيرة فيعرف
في ضمن هذه الالتفات كل تنزل ولبسة لحاسة
ذلك التنزل وتلك اللبسة فلا يدرك المثال الا
بالمثال ولا الروح الا بالروح وهكذا ويرجع متصاعدا
حتى يدرك الحقيقة التي لا حقيقة وراءها بتلك الحقيقة
بعينها فهنالك وصول وليس هناك علم الا بانا ولا ادراك
الا بانا وما احسن قول الشيخ العارف عفيف الدين
التلمساني مشيرا الى هذه النكتة **شعر** عوا منكري
فوزي بها يتفطروا يحق لها تبك القلوب بانفطارها
وماذا على من صار خالا لخدها اذا ابوها ام
تلبه جارها فالكمل متحقق لهم الوصول الى
الذات بالفعل وكذلك بالوصول الى الاسماء والتجليات
فناء وبقاء وتحققا لا يجوز ان يكون لهم حالة
منتظرة في ذلك نعم بعد ذلك احكام خاصة
بكل نشأة من النشآت يحتوها الانسان مرة بعد
مرة وكانه قد احاط بها اجمالا في ديتك الوصولين
وما بقي الا التفصيل فترقيات الكمل غير متناهية
بهذا المعنى **تحقيق** اعلم ان الله جل مجده
يعلم الاشياء بوجهين احدهما الوجه الاجمالي بيانه
انه لما علم ذاته علم اقتضاء ذاته لنظام الوجود لان
العلم بالعلة التامة يكفي في العلم بالمعلول وهذا الاشياء

کلام سے اس مسئلہ مین تو اسکی معنی ہین نفی علم کی اور احاطہ کی
نہ نفس وصول کی اور اسکی تفصیل یہ ہی کہ سالک کو جب وصول
ہوتا ہی طرف حقیقت کے وہ حقیقت جس سے عبارت انا ہی اور وہ
حقیقت مجرد کر دیتی ہی اپنی سوا سی تو واقع ہوتی ہی اُس سے
التفات طرف تحقق و تفرد و وجود کے اور اسکی اصل وجود مطلق ہے
اور اوسکے واسطے تنزلات ہین بہت اور لباس ہین کثیر پس
پہچانتا ہی اس التفات کی ضمن مین ہر تنزل و ہر لباس کو ساتھ
حاسہ اس تنزل و اس لباس کی تو نہین ادراک ہوتی مثال مگر
ساتھ مثال کے اور نہ روح مگر ساتھ روح کے اور اسیطرح رجوع کرتا ہے
صعود کرتا ہوا یہانتک کہ دریافت کرتا ہی اُس حقیقت کو کہ اُسکی پرے کوئی
اور حقیقت نہین ہی ساتھ اس حقیقت کے بعینہا پس وہان وصول ہی اور
علم نہین وہان مگر انا کا اور کوئی ادراک نہین مگر انا کا اور کیا خوب
قول ہی شیخ عارف عفیف الدین تلمسانی کا اشارہ کرتا ہوا اس
نکتہ کی طرف **شعر** عوا منکری فوزی بہا یتفطروا یحق
لہا تبک القلوب انفطارہا وماذا علی من صار خالا لخدہا اغا
ابوہا ام تبنہ جارہا پس کاملون کے واسطے وصول متحقق ہی طرف
ذات کے بالفعل اور اسیطرح ساتھ وصول اسما و تجلیات کے فناء
و بقاء و تحققا نہین جائز یہ کہ ہو انکی واسطے حالت منتظرہ اُسمین ہان
اسکی بعد احکام خاص ہین ہر نشأۃ کے نشآت مین سے کہ برتتا ہی انکو انسان
ایک بعد ایک کے گویا کہ اُسنے احاطہ کر لیا اُنکا اجمالاً اُن دونون
وصولون مین اور نہین باقی رہی مگر تفصیل پس کاملون کی ترقیات کو
انتہا نہین اس معنی سی **تحقیق** اب جاننا چاہیے کہ تحقیق اللہ
جل مجدہ کو اول علم اشیا ہی دو وجہوں سے ایک وجہہ تو اجمالی ہی
اُسکا بیان یہ ہی کہ جب اُس نے اپنی ذات کو جانا تو ذات کی اقتضا کو جانا
واسطے نظام وجود کے اسواسطے کہ علت تامہ کا علم کافی ہی معلول علم کو اور یہ اشیاء

هنالك موجودة بوجود الهی لا بوجود امكانی لان كل شئ انما تحقق بتحقيق الواجب له وانما وجد بايجاد الواجب اياه فبازاء كل شئ كمال للواجب واقتضاء وهذه الكمالات مبدأ صدور هذه الاشياء وكنه حقايقها فكل كمال يقتضى شيأ بخصوصه وكل شئ يحتاج الى كمال بخصوصه كان هذه الكمالات والاشياء امر واحد غير ان هذه من لوازم الواجب واعتباراته الذاتية بمنزلة العلم والقدرة والحياة وتلك معلولات له صادرة منه وثانيهما الوجه التفصيلى بيانه ان كل موجود فانما هو معلول الواجب وما لا يكون معلولا لا يمكن ان يتحقق وليست حاجة هذه المعلولات اليه تعالى مثل حاجة البناء الى البناء بل حاجتها واصل تقررها وجوهرها وتحققها وتقومها مستمرة ما دامت موجودة وايجاده لها وتحقيقه اياها هو كنه وجودها وتحققها لا غير وانما منشأ امتياز الماهيات بعضها من بعض امتياز بعض انحاء الايجاد والتحقيق والتقويم من بعض فهذا الارتباط اقوى من ارتباط الصورة بمحلها يقتضى حضور الاشياء لفاعلها فيعلم الاول تعالى الاشياء بتلك الاشياء لا بصورها المرتسمة فى الواجب وهذا علم الواجب لها بوجودها الامكانی سواء فى ذلك الماديات والمجردات فالحق انه لا حاجة الى توسيط الجواهر العقلية المرتسمة فيها صور الاشياء الا فى المفروضات التى لا تحقق لها الا فى فرض الفارض كانياب الغول فتدبر الكلام حق التدبر

وہان موجود ہین ساتھ وجود الٰہی کے نہ ساتھ وجود امکانی کے اسلئے کہ ہر شے متحقق ہوتی ہے تحقیق سے واجب کے لئے اور پائی جاتی ہے ساتھ ایجاد واجب کے پس مقابل ہر شے کے کمال ہے واسطے واجب کے اور اقتضا اور یہ کمالات مبدأ ہین ان اشیا کے صدور کا اور کنہ ہین انکے حقایق کا تو ہر کمال مقتضی ہے کسی شئی کا بخصوصہ اور ہر شئی محتاج ہے طرف کسی کمال کی بخصوصہ گویا یہ کمالات اور اشیا امر واحد ہین سوا اسکی کہ یہ لوازم واجب سے ہین اور اعتبارات اسکی ذاتیہ بمنزلہ علم کی ہین اور قدرت اور حیات کے اور یہ معلولات ہین واسطے اسکے کہ صادر ہوئی ہین اس سے اور دوسری جہت انمین سے وجہہ تفصیلی ہے بیان اس کا یہ ہے کہ ہر موجود معلول واجب کا ہے اور جو نہین ہے معلول نہین ممکن ہے اس کا تحقق اور نہین ہے حاجت ان معلولات کی طرف اللہ کو مثل حاجت معمار کی طرف مکان کی بلکہ حاجت معلولات کی اور اصل ان کی تقرر اور جوہر اور تحقق اور تقوم کی مستمرہ ہے جب تک موجود ہین اور ایجاد واجب کا ہے واسطے انکی اور تحقق کرنا اس کا ان کو کنہ ہے انکی وجود کا اور انکی تحقق کا نہ کچھہ اور جز این نیست کہ منشا امتیاز ماہیات کا بعض سے بعض کو امتیاز ہے بعضے اقسام ایجاد کا اور تحقق اور تقویم بعض سے پس یہ ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت سے اپنی محل سے مقتضی ہے حضور اشیاء کا واسطے اپنی فاعل کی پس جانتا ہے اول اللہ اشیا کو ساتھ ان اشیا کے نہ انکی صور مرتسمہ فی الواجب سے اور یہ علم واجب کا واسطے انکی ساتھ انکی وجود امکانی کی ہے برابر ہے اس مین مادیات اور مجردات پس حق یہ امر ہے کہ کچھ حاجت نہین واسطے جواہر عقلیہ مرتسمہ فیہا صور الاشیا کے مگر مفروضات مین جو متحقق نہین ہوتے مگر فرض فارض مین جیسے غول کے دانت پس غور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اسکے غور کرنیکا

مشهد آخر علم ان الملل والمذاهب توصف بالحقية يقال ملة حقة ومذهب حق وينظر الناظر في وصف احدهما بذلك الى مطابقة الواقع له فتاملنا حقيقة هذا الواقع الذي ان وافقه الشئ كان حقا والا كان باطلا فوجدنا معنيين احدهما جلي والآخر دقيق يرى من بعد اما الجلي فان يكون كل مسئلة من الاعتقاديات مطابقة لما عليه المعتقد في الخارج مثلا يحكم بان الله يسخط ويغضب ويكون الامر كذلك وبان الحشر الجسماني كائن وهو كذلك وكل مسئلة مما يحكم فيها بوجوب وحرمة مطابقة لما عليه الامر المنعقد في الملاء الاعلى مثلا يحكم بان الصلوة واجبة ويكون في الملاء الاعلى نازل مثالي من قضاء مضمونه تحسين من تلبس بها وكونها مستلزمة ترقيه من تشبث بذيل نسمته في الدنيا والآخرة وتكفير هيأت ظلمانية عن نسمته حاصلة من قبل الاستغراق في الاحكام البهيمية كما يستلزم اكل الزنجبيل تسخين البدن وازالة البرودة عنه فهذا النازل هنالك مطابق للحكم بوجوبها وكل مسئلة فيها توقيت او تحديد مطابقة لقواعد الملة كتوقيت الصلوة بالاوقات الخمس وتحديد الزكوة بمائتي درهم وبالحول ويكون بحيث يثبت بين الاصل وبين هذه الاشباح وجود تشبيهي في مدارك الملاء الاعلى فيكون هذا اذا كذلك وذاك هذا بهذا الاعتبار فاذا كانت الملة كذلك قيل انها حقة وكذلك معنى حقية المذهب ان يكون

مشہد آخر جاننا چاہیئے کہ ملتین اور مذہب وصف کی جاتی ہین ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہین کہ ملت حقہ اور مذہب حق اور ناظر نظر کرتا ہی وصف مین ایک ان دونون کے بیچ تامل کیا حقیقت کو اس واقع کی گر موافق ہوا وہ اُس شئے کے تو حق ہی اور نہین تو باطل تو ہمنے دو معنی پائے ایک تو ظاہر و روشن اور دوسرے دقیق و باریک کہ بعد مین معلوم ہونگے تو ظاہر روشن تو یہ ہین کہ اگر ہو مسئلہ اعتقادیات سے مطابق واسطے اُس شے کے جسپر اعتقاد کیا ہی خارج مین مثلاً حکم کیا جائے کہ اللہ خشم کرتا ہی اور غضب کرتا ہی اور ہی امر یوہین اور یہ کہا جائے کہ حشر جسمانی ہونیوالا ہی اور یہ یوہین ہی اور جو مسئلہ ہووے کہ اُسمین حکم وجوب حرمت ہو مطابق واسطے اُس چیز کے کہ جسپر منعقد ہے امر ملا ر اعلی مین مثلاً کہا جائے کہ نماز فرض ہی اور ہو بیچ ملا ر اعلی کے نازل مثالی ادا کے مضمون اُسکی تحسین اُس شخص کہ جو متلبس ہو اُس سے اور اُسکا ہونا مستلزم ہو انسان کی ترقی کا پلہ پکڑ مارنے سے اُسکے دامن نسمہ مین بیچ دنیا اور آخرت کے اور تکفیر ہیئت ظلمانیہ کیے نسمہ سے کہ وہ ہیئت ظلمانیہ حاصل ہوئی ہی استغراق سے احکام بہیمیہ مین جیسا مستلزم ہی زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو اور دور کرنے برودت کو انسان سے تو یہ نازل وہان مطابق ہی واسطے علم اُسکے فرضیت کے اور جو مسئلہ کہ اُسمین توقیت ہو یا تحدید مطابق واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کے پانچ وقت اور زکوۃ کو ۲۰۰ دوسو درہم اور برس بھر گذرنا اور ہو اس حیثیت سے کہ ثابت ہو درمیان اصل اور درمیان اشباح کے وجود تشبیہی مدارک ملا ر اعلی مین تو یہ وہ ہی اور وہ یہ ہے اس اعتبار سے پس جب ہو ملت ایسی تو کہا جائے گا کہ ملت حقہ ہے اور اسی طرح معنی حقیت مذاہب کے ہین ؛؛

احکامه مطابقة لما قاله رسول الله صلى الله عليه
وسلم في نفس الامر ولما كان عليه القرون المشهود
لها بالخير وان كانت المسئلة لا نص فيها ولا رواية
فحقيقتها ان تكون محفوفة بقرائن تورث غالب
الظن بان النبي صلى الله عليه وسلم لو تكلم في المسئلة
لما نطق بغير هذا القول وان يكون وجه الاستخراج
والاستنباط ظاهرا لا يريب فيه المحيط باساليب الكلام
ومقاصد الشارع في شرع الاحكام فهذا معنى
حقية المذاهب واما الدقيق الذي يرى من بعد
فان يكون الحق علم جمع شمل امة من الامم بان يلهم
مصطفى من عباده باقامة ملة من الملل فيصير
خادما لارادة الحق منصبغا مظهرا لتدبيره ووكرا
لفيض مدده الغيبي فيقال فيه من اطاعه فقد اطاع العبد
فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصى الله فصار
الرضى مقصورا في موافقة هذا التدبير والسخط
في مخالفته ومنافاته واذا كان كذلك صار احكام
الملة جميعا حقة والمنظور في وصفها بالحقية
حينئذ ظهور التدبير الالهي في هذا الشبح لا غير
وكذلك المذهب ربما يكون العناية المتوجهة
الى حفظ ملة حقة متوجهة بحسب معدات
الى حفظ مذهب خاص بان يكون حفظة
المذهب يومئذ هم القائمين بالذب عن الملة
ويكون شعارهم في قطر من الاقطار هو الفارق
بين الحق والباطل فحينئذ ينعقد وجود تشبيه
في الملاء الاعلى والسافل بان المذهب هذا المذ

کہ ہوں اسکے احکام مطابق واسطی اس چیز کے کہ کہا ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس الامر میں اور مطابق ہوں واسطے اس
چیز کے اسپر ہیں قرون جنکی واسطی شہادت ہی خیر کی اور اگر ہو
مسئلہ ایسا جسمین نہ نص ہے اور نہ روایت تو اسکی حقیقت محتاج
قرائن کی ہے جو مورث ہوں غالب ظن کے ساتھ اسطرح کی کہ اگر نبی
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس مسئلہ میں تو یہیں فرماتے اور یہ کہ وجہ
اسکی استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نکرے
وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کا اور مقاصد شارع کا
بیچ شرع احکام کی پس یہ معنی ہیں حقیت مذہب کے
اور وہ جو دقیق و باریک معنی ہیں کہ بعد میں معلوم ہوتے ہیں
وہ یہ ہیں کہ ہو اللہ نے جانا کسی امت کی چھوٹی ہوئی کو
ملانا اور جمع کرنا اس طرح سی کہ الہام کرے کسی
برگزیدہ کو اپنی بندوں میں سی واسطی اقامت
کسی ملت کی کہ وہ برگزیدہ خادم ہو ارادہ
حق کا اور منصبغ ہو اسکی ظہور تدبیر کا اور آشیان ہو
اسکی فیض مدد غیبی کا جسکو کہا جای کہ جس نی اس کی اطاعت
کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے
اللہ کی نافرمانی کی اور ہو رضا موقوف اس تدبیر کی
موافقت پر اور غضب اسکی مخالفت اور منافات پر
اور جب اسطرح ہو تو ہونگی احکام ملت کے سب حق اور منظور اسکی حقیت
کہنے میں ظہور تدبیر الٰہی ہی بیچ اس جسم قالب کے نہ سوا اسکے اور اسطرح
مذہب ہے کہ اکثر اوقات عنایت الٰہی متوجہ ہوتی ہی حفظ ملت حقہ کی متوجہ بحسب
معدات کے طرف حفظ مذہب خاص کی اسطرح سی کہ نگہبان مذہب کے اس دن ہوتی ہیں
قایم واسطے ابرا دور کرنیکے ملت سے یا انکا شعار ہوتا ہی اطراف کے کسی
طرف میں فارق درمیان حق و باطل کی تو اسوقت منعقد ہوتا ہی وجود تشبیہ

ويتقيد احكامها الكلية بتلك الصور الخاصة في مداركهم
فيصير المذهب حقا بهذا المعنى ويكون مناط الحقية
هذا الوجود التشبيهي اما المعنى الجلي فهو الذي يصل اليه
الراسخون في العلم بعلمهم واهل الاستنباط باستنباطهم
واما المعنى الدقيق فلا يوقف عليه الا بالنور النبوي
الكاشف عن احكام التدبير القاهر على البشر [illegible] ذلك
قلنا ان هذا يرى من بعد واذا تمهد هذا فنقول تراءى
لي ان في المذهب الحنفي سرا غامضا ثم لم ازل اتحدق
في هذا السر الغامض حتى وجدته وشاهدت
ان لهذا المذهب يومنا هذا رجحانا على ساير المذاهب
بحسب هذا المعنى الدقيق وان كان بعضها ارجح منه
بحسب المعنى الاول وشاهدت ان هذا السر هو الذي
ربما يدركه صاحب الكشف نوع ادراك فيرجح هذا
المذهب على ساير المذاهب وربما يتمثل الهاما بالتصلب
فيها ويتشبح رؤيا حاثة على الاخذ به لكن الحق الصريح
ما قلنا فعض عليه بنواجذك فتدبر

مشهد آخر

دخلت الكعبة المشرفة وتوجهت الى باطني هذا الك
فتجلى لي حقيقة الصراط المستقيم التي بينها النبي صلى
الله عليه وسلم بان خط خطا وخط بجنبيه خطوطا
الى آخر الحديث فوجدتها تلحق حاق الوسط من احوال
النفوس بعض ذلك فيما يلي الفوق وبعضه دون
ذلك اعني بذلك ان كل طبقة زكية وغبية لها
صراط مستقيم وليس الصراط المستقيم اسما لمرتبة
خاصة بالزكية ووجدته نوعا من التثبت والرسوخ
في الموافقة والانقياد ووجدت كان المدار بالقيه

اور مقید ہوتے ہیں اسکے احکام کلیہ ساتھ ان صورت کے
خاص کے انکے مدارک میں تو وہ مذہب حق ہوتا ہے اس معنی
اور ہوتا ہے مناط حقیت یہ وجود تشبیہی ولیکن معنی جلی
روشن وہ ہیں جنکو پہنچتے ہیں راسخون فی العلم اپنے علم سے اور
اہل استنباط اپنے استنباط سے اور معنی دقیق سے نہیں واقف ہوتے
مگر ساتھ نور نبوی کے جو کہ کشف ہو احکام تدبیر قاہر علی البشر
کا اور یہ ہیں ہے جو ہمنے کہا کہ یہ بعد کہا جائیگا اور جب یہ تمہید
ہولی تو ہم کہتے ہیں کہ دکہائی دیا ہمکو کہ مذہب حنفی میں ایک
سر غامض ہے پھر ہمیشہ میں اسمین غور کیا کرتا تہا کہ کیا
سر غامض ہے یہانتک کہ مین نے پایا جو بیان کر چکا ہون
اور مجکو مشاہدہ ہوا کہ اس مذہب حنفی کے واسطے اس زمانہ
مین ترجیح ہے سب مذہبون پر موافق اس معنی دقیق کے اگرچہ
بعض مذہب زیادہ ترجیح رکہین موافق پہلے معنی کے اور ہمنے مشاہدہ
کیا کہ یہ وہ سر ہے جسکو اکثر صاحب کشف دریافت کرتے ہیں ادراک
ایک نوع کا پس ترجیح ہے اس مذہب کو سب مذہبون پر اور اکثر اوقات
متمثل ہوتا ہے الہام اسمین مضبوط رہنے کا یا خواب مین دیکہتا ہے
اسی پر عمل کرنیکو لیکن حق صریح وہی ہے جو ہمنے کہا ہے اسکو دانتون سے
مضبوط دابے رہو پھر غور کر خوب **مشہد آخر** مین کعبہ شریفہ مین
داخل ہوا اور متوجہ ہوا اپنے باطن کیطرف تو متجلی ہوئے مجکو حقیقت صراط مستقیم
کی جسکو بیان کیا ہے نبی صلعم نے اس طرح کہ ایک سیدہا خط کہینچا اور
دونون طرف اور خطوط کہینچے آخر حدیث تک تو پایا اس حقیقت کو ملا ہوا بیچ
وسط احوال نفوس کے کہ بعض اسکا قریب فوق کے ہے اور بعض اسکے
سوا ہیں مراد اس سے یہ ہے کہ ہر طبقہ زکی اور غبی اسکے واسطے صراط
مستقیم ہے اور نہیں ہے صراط مستقیم نام کسی مرتبہ کا خاص عقل زکیہ سے اور
اسی معلوم کیا ایکطرح کا ثابت رہنا اور رسوخ موافقت اور انقیاد مین اور

الی النفوس فیتلقاها منها الاکثرها قبولا للالهام الالهی
ویکون اقلها تلقیا بعدها عن الالهام لیس الوصول
الیه بتجشم کسب من النفوس ووجدت الصراط
المنصوب علی ظهر جهنم تمثالا لهذه الحقیقة یلقیه
الباری فی الآفاق حذو ما تلقی هذا فی عالم الانفس
ووجدت لجوف الکعبة خصوصیة بهذا الصراط
المستقیم ووجدت الاشیاء التی بینها وبین امثال هذه
المعانی مناسبة کذلك متقومة فی عالم الحشر
بتقویم هذه المعانی بصورها وهذا اسرار وجود
المنبر والمسجد النبوی والاسطوانة الحنانة لهذا
وسر قوله صلی الله علیه وسلم ما بین منبری وبیتی
روضة من ریاض الجنة **تحقیق** الافعال التی
یفعلها الانسان بالارادة والاختیار لها اسباب
توجب صدورها کالعزم علی الفعل حتما من نفس
کذا مع مطاوعة الجوارح الی غیر ذلك من الامور
الخفیة التی قلما یحاط بها لغموضها لتواترها وکل امر من
تلك الامور له علة توجبه مثلا وجود الشوق المنبعث
من الاعتقاد الجازم والظن من نفس کذا فی حال
کذا یوجب العزم ولهذه الاسباب ایضا علل کذلك
وهلم جرا حتی ینتهی الی الوجوب البات فهی موجودة
بایجاد الله تعالی صادرة من ارادة العبد لکن
ارادته ایضا واجبة لاسبابها تواترا اذا باشرها الانسان
وجب لصوقها بجوهر النفس لصدورها بقصد
منها ولانتشار فرق من قواها بها ووجب ان تتالم
النفس او تتنعم اما بمحض التنبه لمخالفة هذه الاصول

نفوس میں تو اکثر نفوس اسکو قبول کر لیتے ہیں بسبب الہام
الہی کے اور قلیل ہوتے ہیں جنکی تلقی الہام سے بعید ہو
نہیں ہے وصول اسکی طرف تکلف کسب سے نفوس
کے اور میں نے پایا صراط کو جہنم کی پشت پر نصب کیا ہوا
تمثال اس حقیقت کے کہ ڈالا ہے اللہ تعالی نے بیچ آفاق کے
کے موافق اسکے جو ڈالا گیا ہو عالم النفس میں اور میں نے
پایا جوف کعبہ شریف کو خصوصیت اس صراط مستقیم سے
اور معلوم کیں میں نے بہت چیزیں کہ انہیں اور ان معانی
میں مناسبت ہے ایسا ہی متقوم عالم حشر میں ساتھ
قایم کرنے ان معانی کے انکی صورتوں سے اور یہ بھید ہے
وجود منبر و مسجد نبوی اور اسطوانہ حنانہ کا اس جگہہ اور
اسکا سر جو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ما بین منبری
وبیتی روضۃ من ریاض الجنۃ **تحقیق** جو فعل انسان کرتا
ہے اپنے ارادہ اور اختیار سے ان فعلوں کے واسطے سبب
ہیں کہ موجب ہوتی ہیں انکی صدور کے جیسے عزم کسی
فعل کا ضروری نفس سے ایک طرح کا ساتھ اطاعت
اعضا کے اور اسکے سوا بہت امور خفیہ جنکا کم احاطہ ہو سکتا
ہے انکی غامض ہونیکے سبب یکے بعد دیگرے ہونے سے اور ہر امر
ان امور میں سے جو ہے اسکے واسطے ایک ایسی علت ہے کہ اسے
واجب کرتی ہے مثلا ہونا شوق کا ایسا شوق کہ برانگیختہ ہوا
ہے اعتقاد جازم یا ظن سے ایسے نفس سے ایسے حال میں واجب
کرتا ہے عزم کو اور ان اسباب کے واسطے بھی علتیں ہیں ایسی ہی
اور یہ چیا تک چلا ہو گا یعنی چلے جاؤ جب تک کہ منتہی ہو
وجوب قاطع تک پس وہ موجود ہیں اللہ تعالی کے ایجاد
سے صادر ہیں بندہ کے ارادہ سے لیکن اسکا ارادہ بھی واجب ہے

انکے سببوں کے واسطے بھی جس وقت ارادہ کا مباشر ہو انسان واجب ہے اسکا ملصوق جوہر نفس کو واسطے صدور کے بقصد اسکے اور واسطے

لها وموافقة بها وبتقريبات خارجية بان يكون مثاله
المقيد شبيها بالمثال المطلق فينعقد في المطلق صورة
التنعم والتألم ويخدمها ملائكة يلهمون من تلك الحضرة
فيحصل اسباب السرور والالم او بان يكون ارادة الخير
بالناس رحمة في حقه او نقمة لكل ذلك اما في الدنيا
او في الآخرة ولكل احتمال من هذه الاحتمالات علل
موجبة فلا يكون في الوجود الا ما يجب وكذلك ظهور
الشرائع واجب من المبدء اذا علم الخير يومئذ محصورا
في هذه الصورة فيكون وجود الاعتقاد الجازم
بها في النفوس الصالحة غير المتدنسة بادناس
الشيطنة واجبا عند ظهور المعجزات ودلالة
العقل الصحيح على صدق المخبر بها وتلقيها من حضرة
الغيب ويكون انصراف الارادة والعزم الى
الجريان على حسب الاعتقاد الجازم واجبا في تلك
النفوس فيظهر رحمة الله ببعث الرسل وانزال
الكتب تتم النعمة ولله الحجة البالغة

تمت

اُس سے یا موافقت سے ساتھہ اُسکے یا کسی تقریبات خارجیہ
ساتھہ اس طور کے کہ ہو مثال اُسکی مقید در حالیکہ تشبیہ ہو
ساتھہ مثال مطلق کے تو منعقد ہو مطلق میں صورت تنعم
یا الم کے اور اسکے خادم ہوں وہ ملائکہ جو الہام کئے جاتے ہیں
اُس درگاہ سے تو حاصل ہو اسباب سرور یا الم یا یہ کہ ہو
ارادہ لوگوں سے خیر کا رحمت اُسکے حق میں یا عذاب اور سب
یا دنیا میں ہو یا آخرت میں اور ہر احتمال کیواسطے اُن احتمالوں میں
سے علل موجبہ ہیں پس نہیں آتے وجود میں کوئی چیز
جو واجب ہے اور اسیطرح ظہور شرائع واجب ہے مبدء سے جب جانے خیر
انمیں محصور اس صورت میں پس ہوتا ہے وجود اعتقاد جازم کا اُسکی موافقت
نفوس صالحہ میں غیر آلودہ ہوا ہو نجاستوں شیطنت سے واجب وقت ظہور
معجزات کے اور دلالت عقل کے صحیح اوپر صدق اُس شے کے
جسکی خبر دی ہے اور تلقی اُسکی درگاہ غیب سے اور ہوتا ہے پھرنا ارادہ
اور عزم کا طرف جاری ہونے کے موافق اعتقاد جازم کے واجب ان
نفوس میں پس ظاہر ہوتی ہے اللہ کی رحمت ساتھہ بھیجنے رسولوں
اور نازل کرنے کتابوں کے اور تمام کرنے نعمت اور اللہ ہی کے
واسطے ہے حجت بالغہ ۔ تمام شد بستم شعبان روز جمعہ

خاتمہ الطبع

الحمد لله الذی جعل اهل العلوم اشرف الاشخاص خصوصاً اهل العلوم الشرعية والمعاد والصلوة والسلام علی سید الانبیا
محمد ن المصطفی وعلی آله المجتبی واصحابه المقتدی علی هذا الکتاب المستطاب المسمی بفیوض الحرمین وقد وقع
الفراغ من اهتمامه فی الشهر المحرم الحرام وسنة ۱۳۰۸ ثمانیة وثلثمائة بعد الالف من هجرة النبی صلی الله علیه وآله وسلم
بعد حمد و صلوٰۃ کے عرض کرتا ہے بندہ سید ظہیر الدین عرف سید احمد نبیرہ مولوی سید ناصر الدین صاحب نواسہ مولانا
شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ جب سے حضرت مولانا اسحاق صاحب محدث دہلوی بیت اللہ
شریف ہجرت فرما گئے اور مولوی محمد مخصوص اللہ صاحب خلف مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا انتقال ہو گیا مدرسہ کہنہ
جد امجد حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کا تخمیناً چالیس سال سے غیر آباد پڑا ہے اگرچہ اولاد مولانا

شاہ رفیع الدین صاحب ممدوح سے چند اشخاص جو وارث حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت مولانا صاحب رحمہما اللہ کے ہیں مدرسہ موصوفہ میں سکونت پذیر رہے مگر بوجہ نہ جاری ہونے سلسلہ درس و تدریس کے اکثر احباب خاندان کو معلوم نہیں رہا کہ اولاد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی انکے قدیم مسکن و درسگاہ میں رہتی ہے اس بھی ایام غدر میں منہدم ہو گیا تھا بعد اس عرصہ معہود کے مسبب الاسباب نے داعیہ تعمیر اور آبادی اس مدرسہ مذکورہ کا منبع علم دین ہندوستان میں ہے اس کمترین کے دل میں ڈالا تو بعونہ تعالیٰ دن رات اسکی آبادی کی کوشش میں ہے اور مجیب الدعوات سے دست بدعا ہوں کہ اے قاضی الحاجات اس اجڑے ہوئے چمن کو دوبارہ سرسبز کر دے اور یہ جو نام مفقود ہوا جاتا ہے اسکے باقی رہنے کی کوئی تدبیر کر اور اسمین سلسلہ درس و تدریس کا جاری کر اور اس مدرسہ موصوفہ کا مثل اور مدارس اسلامی کے کہین سے کچھ کفاف مقرر نہیں ہے، اور خاص یہ شہر تو سرپرستی باہمی سے خالی ہو گیا ہے اور میرے پاس اسوقت اسقدر سرمایہ نہیں کہ سلسلہ درس و تدریس کا شروع کروں اور طلبا کی اعانت کر سکوں تو دل نے چاہا کہ اس خزانہ گوہر بے بہا کو جو عرصہ دراز سے محفوظ چلا آتا ہے نکالیے اور اسکو حلیہ طبع سے جلا دیکر جوہریان بازار معانی کو دکھائیے اور جو اسکا نفع ہو مدرسہ موصوفہ میں صرف ہو اور نیز قدری دربر طرف ہو تو اس کمترین نے یہ چند رسالے کہنہ نکالکر حلیہ طبع سے آراستہ کرکے ہدیہ شائقین کیے ایک مسمی بہ الطاف القدس در بیان اصول تصوف فارسی دوسرا مسمی بہ سطعات مع جزء اللطیف در بیان طلسم الہی فارسی تیسرا مسمی بہ مکتوبات مع فضیلت ابی عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری و انکی تہمید فارسی چوتہا مسمی بہ سعادت کونین المعروف بہ فیوض الحرمین مترجم اردو پانچواں مسمی بہ در ثمین فی مبشرات النبی الامین چھٹا مسمی بہ مجموعہ ارشاد و اوائل و تراجم البخاری و فیما یجب حفظہ للناظر ساتواں مسمی بہ تاویل الاحادیث عربی انہوں سے ہوا مع شرح حزب البحر فارسی نواں مسمی بہ وصیت نامہ مترجم دسواں مسمی بہ مجموعہ فتاوی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب گیارہواں مسمی بہ عجالہ نافعہ اصول حدیث فارسی ان رسالوں کے مضامین کے بیان کی یہ پرچہ گنجایش نہیں رکھتا دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں موافق اس مصرعہ کے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید اور انشاء اللہ ساتھ مدد خدا وند تعالیٰ کے جو کہ میرے پاس رسائل قلمی بہت موجود ہیں سب رفتہ رفتہ چھاپے جائیں گے اور ایک کتب خانہ اور ایک مطبع احمدی واسطے اعانت مدرسہ موصوفہ کے جاری کیا ہے جن صاحبوں کو جس قسم کی کتاب علاوہ انگریزی و ناگری کے درکار ہو یا کوئی کتاب [illegible] مدرسہ موصوفہ میں بنام اس عاجز کے خط و کتابت کریں پھر ارادہ کیا ہے کہ خوشخبری دوں اہل اسلام کو اور خصوصاً انکو جو [illegible] اس خاندان کے وہ مثل جوارح کے ہیں اسکی سعی میں مشغول رہیں جس سے جو کچھ ہو سکے [illegible] اس کار خیر میں مدد کریں بقولہ تعالیٰ و تعاونوا علی البر و التقوی پس لکھتا ہوں یہ چند سطرین [illegible] خاندان کو اور سب کو کہ اس کار خیر میں اور تاجران کتب سے ملتمس ہوں کہ رسائل مذکورہ بالا واسطے اعانت [illegible] رسالہ جس کی طبع ہو گیا بعد اجازت اس احقر کے قصد چھاپنے یا چھپوانے کا نہ کریں جو رسالہ درکار ہو یا اور قسم کی کتابیں

المشتہر

بندہ سید ظہیر الدین عرف سید احمد نواسہ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ کتابیں اور رسالے تصنیف حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و نیز ہر قسم کی کتابیں شہر دہلی مدرسہ کہنہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے [illegible]

مَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصیٰ مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ مفید مسلمین رہنمائے سنت و شریعت باعث نجات آخرت

مسمےٰ بہ

گلزار سنت

جسمیں

مسنون طریقے نہایت عام فہم طرز میں سمجھائے ہیں

حسب فرمائش جناب مولٰنا مولوی سید اصغر حسین صاحب دیوبندی

باہتمام جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب

در مطبع قاسمی دیوبند مطبوع گردید

قیمت فی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنا ہے اُس خالق کو جسنے فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
یعنی اگر تمکو اللہ کی محبت ہے تو پیروی کرو حضرت محمد رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ و علی آلہ و صحابہ
وسلم تسلیما کثیرا کثیرا فرمایا حضرت ہمارے نے کہ جس نے میری تابعداری کی وہ داخل ہوا جنت
میں اور جسنے انکار کیا پیروی اور تابعداری سے وہ داخل ہوا دوزخ میں۔ یہ حدیث مشکوۃ
شریف میں ہے پس اے مسلمانوں ضرور ہے کہ ہر ایک بات میں آپکی تابعداری کیجاوے
جسطرح آپ نے فرمایا ہے اُسی طرح کرنا چاہیئے کبھی کسی سنت کو کمتر اور چھوٹی نہ سمجھنا چاہیئے
اس واسطے کہ حدیث شریف میں ہے کہ چھوٹی سی چھوٹی سنت پر عمل کرنا بہتر ہے بڑے بڑے
کاموں سے دیکھو غریبوں کے لئے کیسی آسانی فرمادی خدا تعالی نے کہ جنکو طاقت نہیں
بڑے بڑے ثواب کے کاموں کی اور مقدور نہیں اُن کو چاہیئے کہ عمل کریں طریقہ سنت نبی
کے اوپر تو ملیگا اُن کو ثواب زیادہ پل بنانے اور مدرسہ بنانے اور کنواں بنانے سے
جب معلوم ہوئی یہ بات تو ضرور ہے مسلمان بھائیوں کو واقف ہونا اوپر طریقہ سنت اپنے
نبی پیغمبر کے سلام ہو اللہ کا اُن پر اس لئے ارادہ کیا بندہ عاجز کمترین نے کہ طریقے سنت
کے لکھے حدیث شریف کی معتبر کتابوں سے۔ پس جمع کیا انکو صحیح بخاری اور مسلم شریف
اور ترمذی شریف وغیرہ سے اور نام رکھا طریقہ رسول اور طریقہ سنت تاکہ مسلمان لوگ

راہ سنت کی پاویں اور عمل اُن پر کرکے بڑے بڑے درجے جنت میں حاصل فرماویں۔ اب ہر ایک کام کی سنت تھوڑی تھوڑی بیان کیجاتی ہے۔ نہایت خیال کے ساتھ ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

باب اول طریقہ سنت واسطے صبح کو جاگنے اور کام میں لگنے کے

طریقہ ۱ جب صبح کو جاگو تو تین دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو اور کلمہ شریف پڑھو اور یہ دعا پڑھو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَلَمْ یُمْسِکْھَا فِیْ مَنَامِیْ۔

سنت ۲ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو تین دفعہ خوب دھولو۔

سنت ۳ اگر فرصت ہو تو صبح کی نماز کے بعد سورج ایک بانس بلند ہونے تک بیٹھا رہے جس جگہ کہ نماز صبح کی ادا کی تھی اور کرتا رہے ذکر خدا تعالیٰ کا پھر دو رکعت نفل یا چار رکعت پڑھکر اُٹھے پاویگا ثواب ایک حج اور ایک عمرہ کا انشاءاللہ طریقہ اور پھر کسی حلال روزی کے شغل میں لگ جائے اور تمام دن نمازیں وقت پر پڑھتا رہے تو لکھا جاویگا یہ تمام دن عبادت میں۔

سنت ۴ جس آدمی کو فرصت دے اللہ تعالیٰ اُس کو چاہیے کہ دوپہر کو لیٹ جاوے تھوڑی دیر کے لئے یہ ضرور نہیں کہ سووے بلکہ لیٹ جانا کافی ہے اگرچہ نہ آوے نیند اُسکو۔

باب دوسرا رات کے طریقہ سنت کا

سنت اطفال جب شام ہو جائے اسوقت سے روک لو اطفال کو یعنی بچوں کو باہر نہ نکلنے دو اسواسطے کہ وارد ہوا ہے حدیث میں کہ اسوقت پھیلتا ہے لشکر شیطان کا

سنت مکان جب رات کو عشاء کی نماز کے بعد گھر میں آؤ تو دروازہ گھر کا بند کر لو زنجیر کواڑ یا ٹٹی سے **سنت گفتگو** عشاء کے بعد طرح طرح کے قصے کہانی مت کہو

ایسا نہ ہو کہ صبح کی نماز ہو جاوے قضا بلکہ سو رہنا چاہیے۔ مگر کچھ مضائقہ نہیں اگر سناوے نصیحت کی باتیں یا ذکر نیک بندوں انبیا و اولیا کا۔ اسیطرح کوئی پیشے والا کرے کام اپنا بعد عشاء کی نماز کے تو کچھ مضائقہ نہیں **سنت چراغ** جب رات کو سونے لگو تب چراغ گل کر دو جلتا نہ رہنے دو کہ اسمیں بڑا اندیشہ ہے دیکھو ثواب سنت کا بھی ہوگا اور حفاظت رہیگی اسیطرح آگ جو چولھے میں ہو دبا دو مٹی سے اور راکھ سے اور کھلی نہ چھوڑو **ف** مکروہ ہے حقہ نزدیک تمام علما کے کیونکہ بدبو پیدا کرتا ہے منہ میں پس بہتر ہے کہ چھوڑ دو پینا اسکا اور اگر لاچار ہو تم کہ چھوڑ نہیں سکتے تو چاہیے کہ تازہ کرو اور دھوتے رہو دن بھر میں کئی بار تاکہ نہ نجس ہو جاوے پانی اسکا۔ اور نہ سڑ جاوے پانی پس حرام ہے پینا ایسے حقہ کا پھر چاہیے حقہ والوں کو کہ بوقت سونے کے دور کر دیں اپنے سے حقہ کو اور مسواک کر کر اور منہ کو دھو کر سوویں پیتے ہوے نہ سوویں کہ نقصان ہے اسمیں بہت جان کا بھی اور دین کا بھی کیا تمنے نہیں سنا حال ان لوگوں کا جو جل گئے اسی حقہ کے شوق میں اور یاد رکھو یہ بات کہ بہت کام کی ہے اور غفلت کو چھوڑ دو **سنت برتن** اور سونے سے پہلے تمام برتنوں کو ڈھانپ دو اور کھلا نہ رہنے دو کوئی برتن کہ اثر ہوتا ہے اس سے وبا کا اور راہ پاتا ہے شیطان اور یاد رکھو کہ اگر برتن کے چھپانے اور ڈھانپنے کیلئے کچھ بھی نہ ملے تو لو ایک لکڑی اور بسم اللہ کہکر رکھ دو برتن پر کافی ہے یہی ساتھ فرمان واجب الاطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **سنت بستر** اور سونے سے پہلے جھاڑ دو بستر کو کپڑے سے اور اگر جھاڑ و ساتھ کنارہ تہبند کے تو بہت ہی ثواب پاؤ کہ یہ مضمون ہے حدیث کا اور طریقہ ہے سنت کا فدا ہو جان اور مال ہمارا اوپر طریقہ سنت کے۔ اے اللہ رکھ ہمکو اوپر طریقہ سنت کے اور مار ہمکو اوپر طریقہ سنت کے اور ملا تو ہمکو ساتھ نیک کاروں کے **سنت خواب** اور جب ارادہ کرو تم خواب یعنی سونے کا تو پڑھو کسیقدر سورتیں قران شریف کی۔ پڑھو آیۃ الکرسی اور چاروں قل اور الحمد اللہ شریف اور درود شریف اور اگر زیادہ نہ ہو تم سے تو ایک دو سورت

ضرور پڑھو کہ سنت سبب ہے نیک بختی دنیا اور آخرت کا۔ اور اگر خواب میں کوئی بُری بات نظر آوے تو پڑھو اعوذ باللہ اور بدل دو کروٹ اور جسکو مفصل حال دیکھنا ہو خواب کا اور نیند میں ڈر جانیکا تو وہ ہمارا رسالہ تعبیر صادق یعنی خواب نامہ حدیث شریف ملاحظہ کرے کہ پاویگا اس میں فائدہ بہت۔ اور بہتر ہے کہ پڑھے پہلے آمنت باللہ اور کلمہ شریف اور سوے باوضو ہو کر۔ اور باقی بیان صبح کو جاگنے اور کام میں لگنے کا گذرا ہے قریب

باب بیان میں سنت پینے اور کھانے کے

سنت ید یعنی ہاتھ دھونے کی سنت بہت باعث ثواب کی ہے کھانے سے پہلے اور بعد کھانے کے مستحب اور مسنون ہے۔ دھونا ہاتھ کا **سنت دسترخوان** سنت ہے کہ کوئی دسترخوان کپڑے کا یا کوئی کپڑا رومال بچھا کر کھائے اور اگر ہو دسترخوان چمڑے کا تو بہت ہی عمدہ اور مسنون ہے **سنت بسم اللہ** کی بڑی ضروری سنت ہے اگر بسم اللہ کر کے نہیں کھایا تو شریک ہو جاتا ہے شیطان اور بے برکت ہو جاتا ہے کھانا۔ پس اگر نہ یاد رہا شروع میں تو کہے بسم اللہ جسوقت کہ یاد آوے کہ اس سے پھر آتی ہے برکت کھانے میں **سنت شریک** اگر کئی آدمی ساتھ کھانے والے ہوں تو لازم ہے ہر ایک کو کہ اپنے آگے سے کھاوے اور اگر ہیں کئی قسم کی چیزیں ملی ہوئی تو جائز ہے ہر ایک کو کہ جسطرف سے کھاوے اور جو شخص تنہا کھاتا ہے سنت ہے اسکے واسطے بھی یہی کہ بیچ میں سے نہ کھاوے بلکہ کنارہ پر سے کھاوے اسلئے کہ نازل ہوتی ہے برکت بیچ میں **سنت جلوس** یعنی بیٹھنے کی سنت یہ ہے کہ دونوں گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھے یعنی اوکڑو بیٹھ کر کھانا کھاوے یا ایک پاؤں بچھاوے رکھے ایک کو کھڑا رکھے اور کھانے کے واسطے مربع بیٹھنا یعنی چوکڑا مار کر کھانا بھی نہیں چاہئے بلا ضرورت کے کذا فی الاربعین **سنت ہاتھ** داہنا ہاتھ لگانا چاہئے واسطے کھانے اور پینے کی اور اگر

عادت پڑ گئی ہو دوسرے ہاتھ سے کھانے کی تو چھوڑ دے اسکو اور شروع کرے کھانا ساتھ داہنے ہاتھ کے اور چاہیے کہ بعد کھانا کھانے کے جو کچھ دانہ گرا ہو اسکو اٹھا کر کھالے اور انگشت یعنی انگلیاں اپنی چاٹ لے کہ بہت بڑا ثواب ہے اسمیں **سنت لقمہ** اگر کسی کے ہاتھ سے لقمہ اسکا گر گیا ہو تو چاہیے کہ صاف کرکے اسکو کھا لیوے اور نہ چھوڑے اسکو واسطے شیطان کے **سنت سرکہ** جس گھر مین سرکہ ہو وہ نہیں محتاج سالن کا۔ سنت ہے کھانا سرکہ کا **سنت غلہ** سنت ہے کہ گندم میں ملا وے کسیقدر جو مثلاً کھاتا ہے خالص گندم تو چاہیے کہ ملاوے پانچ سیر میں آدھ سیر پاؤ سیر جو تاکہ حاصل ہو ثواب سنت کا۔ **سنت گوشت** سنت ہے کھانا گوشت کا فرمایا حضرت نبی جی صاحب نے کہ سردار کھانوں کا دنیا اور آخرت میں گوشت ہے۔ **سنت برتن** چاہیے کہ صاف کرے برتن کو اور چاٹ لے اگر ادا کریگا اس سنت کو تو پاویگا ثواب بے حد اور مغفرت کی دعا کریگا واسطے اس کے پیالہ اور برتن۔ **سنت شکر** اور چاہیے کہ بعد کھانیکے اول کرے شکر مولا اپنے کا اور کہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا * **سنت شرب** یعنی پینے کی سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں لیکر پیوے اور ایک سانس سے پیتا ہوا نہ چلا جاوے بلکہ چاہیے کہ دم لیکر تین سانس میں پیوے اور شکر بجا لاوے۔ **طریقہ** اور چاہیے کہ کھانے میں عیب نہ نکالے اور برا نہ کہے اگر خوش نہ آوے اسکو تو چھوڑ دے کہ یہی عادت تھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی **سنت دوسری**۔ کسی چیز کو پینے کی یہ ہے کہ بیٹھکر پیوے کہ مکروہ ہے کھڑے ہو کر پینا۔ مگر پانی زمزم کا اور بچا ہوا وضو کا۔ ان کو کھڑا ہو کر پینا مسنون ہے۔

باب بیان میں سنتوں لباس اور کپڑوں کے

سنت رنگ۔ محبوب تھا حضرت کو ہمارے سپید رنگ کا کپڑا اور ثابت

ہوا ہے آپ سے پہننا سیاہ رنگ کا بھی۔ **سنت عمامہ**۔ مستحب ہے سیاہ عمامہ یعنی
صافہ باندھنا اور شملہ اُسکا مسنون ہی ایک ہاتھ کی مقدار اور زیادہ اس سے منع ہے
سنت پہننے کی۔ مسنون ہے کہ دائیں طرف سے پہنے کپڑے کو اور دائیں پاؤن
میں پہنے جوتہ پہلے۔ **سنت جدید** یعنی نئے کپڑے کی سنت یہ ہی کہ اُسکو پہنکر یہ
دعا پڑھے۔ الحمد للہ الذی کسانا + **سنت تہبند** کی یہ ہے کہ لنگی اور تہبند
اور پائجامہ ٹخنے سے اوپر رہے نیچے ہرگز نہ لٹکاوے۔ نہایت سخت غصہ ہوتا ہے
اس فعل سے اللہ جل جلالہٗ اور فرمایا حضرت نے لٹکانے والیکے واسطے جو ٹخنے سے
نیچے لٹکاوے کہ نہیں نظر کریگا اللہ تعالیٰ رحمت کی اس شخص پر۔ **سنت ٹوپی**
سنت ہے کہ رکھے نیچے عمامہ اور صافہ کے ٹوپی۔ پس جسنے باندھا صافہ بغیر ٹوپی کے
اس نے خلاف کیا سنت کے اور جسنے باندھا صافہ بغیر ٹوپی کے اور کھلا رہا سر اسکا تو
مکروہ ہوگی اُسکی نماز یاد رکھو ان معتبر مسائل کو کہ نفع دینگے دنیا اور آخرت میں۔
سنت لنگی سنت یہ ہے کہ لنگی کو اوپر طریقہ تہبند کے باندھو تاکہ ادا ہو سنت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حاصل ہو ثواب بے حد تمکو اور فرق رہے تمہارے لباس میں
اور کافرون کے لباس میں۔ **سنت تکیہ**۔ مسنون ہے وہ تکیہ کہ بھری ہو اُس کے اندر
چھال کسی درخت کی اور اگر بھرے چھال کھجور کے درخت کی تو بہت زیادہ بہتر ہے
سنت ضروری واسطے عورتوں کے یہ ہے کہ پہنیں ایسا کپڑا کہ جسکی آستین ہاتھ تک
آجاۓ اور جو عورتیں پہنتی ہیں کرتا ایسا کہ آستین اُسکی آدھے ہاتھ یعنی کہنی تک ہوتی ہی
تو وہ ہوتی ہیں گنہگار سخت۔ اور ضروری ہے کہ نہ پہنیں ایسا کپڑا کہ جسمیں بدن نظر آوے اور
نہ ایسا باریک کپڑا کہ بدن اسمیں سے نظر آوے کیونکہ ایسی عورتیں ننگی کیجاوینگی قیامت
میں اور نہ ہوگا واسطے اُن کے لباس یہی مضمون فرمایا ہے حدیث میں ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے۔ اے مسلمانوں سُنا دو یہ ضروری مسئلے اپنے گھر کی عورتوں کو ۞

سنت انگشتری انگوٹھی کی سنت یہ ہے مرد کے واسطے کہ ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ چاندی کی انگوٹھی نہ پہنے اور سونے کی انگوٹھی بالکل حرام ہے مردوں کے واسطے ہرگز ہرگز نہ پہنے بہت لوگوں کو دیکھا ہمنے کہ پہنتے ہیں انگوٹھیاں بہت زیادہ وزن دار بلکہ دو دو اور چار چار پس اُن کو چھوڑنا چاہیے یہ شعار کہ اصل زیور زینت ہے واسطے عورتوں کے اور نہیں جائز ہے مرد کو انگوٹھی جو زیادہ ہو ساڑھے چار ماشے سے *

سنت بال جس شخص کے سر پر ہوں بال اُس کو چاہیے کہ کبھی کبھی انکو دھویا کرے اور کنگھا کرتا رہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ ہر روز نکرے کنگھا سر میں اور ڈاڑھی میں بلکہ کرے تیسرے روز یعنی چھوڑ دیا کرے کبھی کبھی کوئی دن خالی * **سنت خضاب** اور چاہیے کہ جسکے بال سپید ہوں ڈاڑھی کے وہ کرے خضاب ساتھ منھدی اور نیل کی اور نکرے بالکل سیاہ خضاب کہ یہ مکروہ ہے * **سنت موچھ و ڈاڑھی**۔ مسنون ہے کہ نہ بڑھاوے موچھ اور مسنون ہے کہ بڑھاوے ڈاڑھی اور ہرگز کم نہ کرے ایک قبضہ یعنی ایک مٹھی سے اور سخت حرام ہے کٹوانا اور منڈوانا ڈاڑھی کا بچاوے اللہ اس سے ہر مسلمان کو * **سنت منھدی** سنت ہے عورتوں کو لگانا منھدی کا۔ یہ مضمون ہے بڑی بخیتہ حدیث کا جو ہے مذکور ابوداؤد شریف میں * **سنت سرمہ** مسنون ہے سرمہ لگانا مرد کو بھی اور عورت کو بھی اور مسنون ہے کہ لگاوے رات کو سرمہ آنکھ میں تین تین سلائی بھی روایت مذکور ہے ترمذی شریف میں۔ **سنت حجامت** اور مسنون ہے کہ کہ رکھے بال تمام سر پر یا مونڈے تمام سر کے بال اور تھوڑے بال ایک طرف کے منڈوانا اور ایک طرف کے باقی رکھنا یہ بہت حرام ہے۔ ضرور بچنا چاہیے اس سے اے مسلمانوں

باب بیان میں نکاح کی سنت کے اور شادی وغیرہ کے

سنت نکاح یہ کہ ہو اوپر طریقہ سادگی کے اور نہو زیادہ تکلف اور بہت مسلمان ایسے ہیں

سنت یوم یعنی مسنون دن واسطے نکاح کے جمعہ ہے جو سبب ہی برکت اور بھلائی
کا۔ **سنت مکان**۔ اور مسنون ہے نکاح کرنا مسجد میں **سنت اعلان** یعنی
سنت ہے کہ مشہور کیا جائے نکاح اور بجا دیا جاوے دف یعنی ایسا باجہ جو ایک طرف سے
کھلا ہو جسکو دف اور دھپڑا کہتے ہیں۔ **سنت خرما** مسنون ہے بعد نکاح کے لٹانا
اور تقسیم کرنا خرما یعنی کھجور یا چھوارے کا **سنت شب** اور مسنون ہے کہ جب جائے
اول شب بی بی کے پاس تو پکڑے بال اسکی پیشانی کے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔
سنت شوال مسنون ہے اور محبوب ہے یہ کہ کیا جائے نکاح ماہ شوال میں کہ باعث
ہے برکت کا **سنت ولیمہ** مسنون ہے کہ جب گذرے رات پہلی زوجہ کے پاس
تو کرے ولیمہ اور کھلاوے اپنے عزیزوں اور دوستوں اور رشتہ داروں اور مساکین کو
اور نہیں ضرورت یہ کہ ہووے ولیمہ کچھ بہت بڑے سامان سے بلکہ اگر پکاوے تھوڑا سا
اور جمع کرے اپنے رشتہ داروں یا دوستوں کو اور کھلاوے تھوڑا تھوڑا تو بھی یہ [illegible]
سنت ادا ہو جائیگی اسطرح بھی اور بہت برا ولیمہ وہ ہے کہ بلائے جائیں اسمیں مالدار
دنیا دار لوگ اور نہ بلائے جائیں مسکین غریب اور دیندار بلکہ نکالے جائیں غریب
محتاج بہت برا ہے ایسا ولیمہ اے بھائیو جب کرو ولیمہ تو نیت کرو اسمیں سنت کی اور بلاؤ
غریب مسکین اور دینداروں کو اور بلاؤ جسکو دل چاہے امیروں میں سے [illegible] نکالو
غریبوں کو اور جو شخص کہ ولیمہ کرتا ہے ناموری اور دکھلانے کو تاکہ دیکھے لوگ اسکی
تعریف کریں تو کچھ ثواب نہیں ایسے شخص کو بلکہ اندیشہ ہے غضب کا اللہ تعالیٰ کے
سنت دعوت مسنون ہے قبول کرنا دعوت کا لیکن جو شخص کھاتا ہو مال حرام
رشوت اور سود یا مبتلا ہو بدکاری میں اسکی دعوت قبول نہ کرنا چاہئے اور اگر ایک ہی وقت میں
دو آدمی دعوت کریں تو قبول کرو تم دعوت اس شخص کی جسکا مکان نزدیک ہو دروازہ

قریب تر ہو تم سے۔

باب بیان میں سنتوں سفر کے اور متعلق اُس کے

سنت ہمراہی بہتر اور مسنون یہ ہے کہ دو آدمی سفر میں جاویں تنہا ایک شخص کو سفر میں جانا بہتر نہیں لیکن جبکہ ضرورت ہو تو کچھ اندیشہ نہیں کہ جاوے تنہا ایک شخص یہی ارشاد ہے محدثین کا اور فقہاؤں ہمارے رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔ **سنت روز** مسنون ہے کہ جاوے سفر کو دن جمعرات کے اور بھی مستحب ہے شروع کرنا سفر کا دن شنبہ یعنی سنیچر کے روز **سنت قیام** یعنی سفر میں ٹھہرنیکی سنت یہ ہے کہ درمیاں راہ میں جس جگہ کو مسافر چلتے ہیں نہ ٹھہرے بلکہ ایک طرف ہٹ کر ٹھہرے **سنت واپسی** فرمایا حضرت نے صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب سفر میں ضرورت پوری ہو جائے تو پھر نہ ٹھہرے بلکہ واپس چلا آوے بلا ضرورت کے اچھا نہیں ٹھہرنا باہر سفر میں **سنت مکان** اگر گیا تھا کسی دور سفر کو اور آیا ہے بہت دن کے بعد تو سنت ہے کہ نہ داخل ہو گھر میں اچانک بلکہ خبر کر دے پہلے اپنے آنیکی اور کچھ دیر کے بعد جاوے اپنے گھر میں۔ اسی طرح اگر آیا ہے زیادہ رات گذرنے پر تو اُسی وقت نہ جاوے گھر پر بلکہ ٹھہر جاوے اور داخل ہو صبح کو بعد خبر ہو جانے کے لیکن اگر ہوں وہ لوگ خبر دار تمھارے آنے سے انتظار میں ہوں رات کو تو کچھ نقصان نہیں ہے کہ داخل ہو جاؤ رات کو یہ طریقے ہیں سنت کی عمل کرو اُن پر اور پاؤ تم بھلائی دنیا اور آخرت کی **سنت نماز** سنت ہے کہ جب واپس آوے لوٹ کر سفر سے تو پڑھے دو رکعت نماز مسجد میں جا کر پہلے اس سے کہ گھر میں داخل ہو سنت ہے یہ کہ نہ ساتھ ہو سفر میں کتا اور زنگولہ یعنی گھونگرو درشہ پیچھے لگ لیتا ہے شیطان اور بے برکت ہو جاتا ہے سفر

باب بیان سنت کے کاموں کا

سنت سلام نہایت بڑی سنت ہے سلام بہت تاکید فرمائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی اور چاہیے کہ سلام کرے ہر مسلمان کو اگرچہ نہیں پہچانتا ہو اُس کو کیونکہ سلام حق ہے اسلام کا موقوف نہیں کسی کے جاننے اور شناسائی پر سنت چھینک جب چھینک آوے اے بھائیو تو کہو الحمد للہ سنت جواب۔ جب سنو کسی کو کہ اس نے اپنی چھینک کے بعد کہا ہے الحمد للہ تو جواب میں تم ضرور کہو یرحمک اللہ بہت خیال کرو اس کا کہ یہ حق ضروری ہے اسلام کا سنت اطفال سنت ہے کہ سلام کرے لڑکوں پر اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم گذرے لڑکوں پر پس سلام کیا آپ نے اُن پر یہ حدیث موجود ہے بخاری شریف اور مسلم شریف میں سنت رخصت اور جب رخصت ہو لوگوں سے تب بھی کرو سلام ان پر سنت مصافحہ اور سنت ہے مصافحہ بھائی مسلمان سے وقت ملنے کے مرد مصافحہ کرے مرد سے اور اگر عورت مصافحہ کرے عورت سے تب بھی جائز ہے لیکن جائز نہیں کہ عورت مصافحہ کرے مرد سے۔

سنت تعظیم۔ جب کوئی بڑا شخص جسکو حاصل ہو عزت دین کی تمھارے پاس آوے تو بہتر ہے کہ کھڑے ہو جاؤ اُسکی تعظیم کے واسطے لیکن نہ دوست رکھے کوئی اصحابت کو کہ لوگ اُسکے لیے کھڑے ہوں۔ سنت مجلس۔ جب کسی مجلس میں پہنچو تو جس جگہ تمکو ملجائے موقع اور جگہ پس بیٹھ جاؤ اسی جگہ پر اور مکروہ ہے کہ دوسرونکو اٹھا کر تم وہاں بیٹھ جاؤ۔

سنت وسعت۔ جب کوئی شخص آوے اور جگہ نہ ہو تو لوگوں کو چاہیے کہ ذرا کھل کر بیٹھ جائیں اور وسعت کردیں واسطے مومن آنے والے کے سنت کلام جس جگہ ہوں صرف تین آدمی تو جائز نہیں کہ دو آدمی کریں آہستہ باتیں تیسرے کو چھوڑ کر اسواسطے کہ دل اُس کا رنجیدہ ہو گا اور بڑا ہے رنج دینا دل کو مسلمان بھائی کے۔ سنت اجازت اور مسنون ہے کہ جب داخل ہو کسی کے مکان میں تو اول اجازت لیکر داخل ہو سنت جمائی۔ چاہیے کہ جب آوے جمائی

اور اگر جمائی آوے تو بند کر لے اپنے منھ کو اور نہ کھولے اُس کو اور اگر نہ بند کر سکے تو رکھلے ہاتھ اوپر
اُسکے **سنت نام** سنت ہے کہ نام رکھے اپنی اولاد کا عبد اللہ اور عبد الرحمن اسلئے
کہ فرمایا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ محبوب تر ناموں کا نزدیک اللہ کے عبد اللہ اور عبد الرحمن ہے

باب سنتوں کا متعلق بیماری وغیرہ کے

سنت عیادت یعنی بیمار پرسی کی سنت یہ ہے کہ جاوے مسلمان بھائی کی خبر لینے
بیماری میں **سنت واپسی** سنت یہ ہے کہ جلد واپس آوے بیمار کے پاس سے تاکہ
وہ نہ رنجیدہ ہو تمہارے بیٹھنے سے اور نہ خلل پڑے اُسکے گھر والوں کے کام میں **سنت
تسلی** ہر طرح سے تسلی کرنی بیمار کی مسنون ہے کہے اُس سے کہ انشاء اللہ تم اچھے ہو جاؤگے
اور بڑی قدرت ہے حق تعالی کی غرض ڈرانے والی بات اُس سے نہ کہو **مدایت** رات
کو بیمار پرسی جائز ہے یہ جو لوگ نحوس سمجھتے ہیں غلط ہے اسیطرح جب بیماری کی خبر سن لو
اسوقت سے جب دل چاہے بیمار پرسی کو اور یہ ضروری نہیں کہ تین روز بیمار ہونے کے بعد عیادت
کریں بلکہ جب چاہیں کریں **سنت دوا** مسنون ہے دوا کرنا بیماری میں نظر رکھے اللہ تعالی پر اور علاج
کرتا رہے **سنت کلونجی** سنت ہے دوا کرنا ساتھ شونیز یعنی کلونجی کے اور مسنون ہے
دوا کرنا شہد سے کیونکہ فرمایا حضرت نے کہ ان دونوں چیزوں میں شفا رکھی ہے خدا تعالی نے
اور وارد ہوئی ہیں بہت حدیثیں اُنکی تعریف میں **سنت فال** سنت ہے کہ جب کسی
کا عمدہ نام یا کوئی کلمہ سنو تو اسے اپنے مدعا کے مناسب اور بہتر سمجھ کر خوش ہو جاؤ
یہی فال ہے۔ بدفالی لینا سخت منع ہے مثلاً سفر کو جاتے ہوئے کیدڑ رستہ پر ہو کر گذر جاوے
تو لوگ اُس دن کو چھوڑ دیتے ہیں پھر کسی دن سفر کرتے ہیں یا مثلاً صبح کو بندر کا نام نہیں
لیتے اُسکو خرابی کا باعث سمجھتے ہیں یہ سب منع ہے اور بہت برا ہے منحوس سمجھنا کسی
آدمی کو اور غلطی ہے کہ کہتے ہیں کہ فلاں کی وجہ سے ہم کو مرض آیا یا نقصان ہوا۔

سنت موت ۔ سنت ہے کہ جلدی کرین کفن دفن مین میت کے **سنت قبر** یہ ہے کہ ڈالیں اُسکی قبر پر پانی اور بہت اونچی نہ بناوین اور پختہ نہ بناوین **سنت طعام** سنت ہے کہ دیا جائے کھانا میت کے رشتہ دارون کو لیکن خیال کرو کہ نہیں جائز ہے کا کھانا تمام برادری اور رشتہ دارون کو بلکہ کھاوین وہی لوگ جو شریک ہین میت والون کے کھانے میں اور نہیں جائز ناموری اور دکھلاوا بلکہ جو کچھہ موجود ہو دیدیا جائے یہ وہ باتیں ہیں سنت کی کہ جن کے عمل کرنے سے آدمی نجات پاتا ہے اور محبوب ہوتا ہے طرف اللہ کے۔ پس اے مسلمانون عمل کرو شوق سے اور دعا کرو طریقہ سنت کا نصیب ہو ہم سب کو اور رہون ہم سب آخرت میں ساتھ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے اور نجات پاوین نار دوزخ سے اور راحت نصیب ہو جنت میں اور دیدار حق تعالیٰ کا اسکے فضل و رحمت سے

معتبر کتابوں سے لکھے گئے ہیں صغیر و کبیر عالم و جاہل کوئی مسلمان نہیں جسنے اسکو پسند نکیا ہو مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبندی نے اسکو تالیف فرمایا ہے اور اب پانچوین مرتبہ دیوبند مطبع قاسمی میں نہایت صاف اور روشن خط میں بڑی تقطیع پر تین جز میں چھپا ہے آخر میں ناقۂ رسول کی مناجات ہے نفع عام کیلئے قیمت ڈیڑھ آنہ

علم الاولین

یہ ایک نہایت عجیب و لطیف مختصر رسالہ ہے اُردو میں اس مضمون پر اجتک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی یہ ایک عربی زبان کی اعلیٰ تصنیف کا نہایت عمدہ انتخاب ہے۔ اسمیں ہر ایک کام کے ابتدا کرنے والیکو بیان کیا گیا ہے مثلاً یہ کہ سب سے اوّل خدا تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا۔ سب سے پہلے دنیا میں کونسا درخت پیدا ہوا۔ قرآن شریف پر سب سے اوّل نقطے کسنے لگائے۔ اعراب (یعنی حرکتیں) کسنے لگائے خانہ کعبہ کو اوّل غلاف کسنے پہنایا۔ اسی قسم کے دلچسپ اور مفید سوال جواب صاف اردو میں جمع کئے ہیں اور مؤلف نے جا بجا اپنی طرف سے عمدہ فوائد اور آخر میں نہایت کارآمد مسائل بڑھا کر اس کتاب کو زیادہ مفید بنا دیا ہے اس کتاب سے ہر ایک کو دلچسپی ہے قیمت (۱ر)

تعبیر نامہ حصہ اول

اُردو جاننے والے حضرات کیلئے امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے عربی تعبیر الرویا کا خلاصہ بہت ہی صاف اور کارآمد لکھا گیا ہے اسمیں خدا تعالیٰ اور انبیا اولیا ملائکہ کو دیکھنے نماز اذان حج کعبہ مسجد و مکان قبرستان خواب میں دیکھنا عورتوں کپڑے زیور پھلوں اور درختوں کو دیکھنا۔ مردوں کو دیکھنا۔ حیوانات اور چرندوں کو دیکھنا۔ نکاح۔ شادی اولاد کو دیکھنا اور بہت امور بیان کئے گئے ہیں آخر میں طاعون کے متعلق ایک نہایت مفید فتویٰ درج ہے قیمت معہ ناقۂ رسول (۱ر)

میراث المسلمین

فرائض مسلمانوں کا ایک نہایت ضروری علم ہے ہر شخص کو اسکی ضرورت پڑتی ہے مگر مسلمان اس سے بالکل بیخبر اور غافل ہیں۔ اُردو میں اس علم کی عام فہم کتابیں موجود نہیں اسی خیال سے جناب مولانا سید **اصغر حسین** صاحب دیوبندی نے ایک عام فہم رسالہ اردو میں تحریر فرمایا ہے۔ اسمیں میراث اور فرائض کے قواعد وصیت کے مسائل جائداد کو منتقل کرنیکا بیان اولاد یا زوجہ کو زندگی میں جائداد دینے کے مسائل گمشدہ کا حکم موجود ہے جس سے ہر ایک عام فہم اُردو خوان بلا کسی کی مدد کے صدہا مسائل میراث جائداد اور وصیت کے بخوبی بتلا سکتا ہے۔ قرآن حدیث فقہ فرائض معتبر کتابوں سے یہ کتاب لکھی گئی ہے بڑے بڑے علماء نے اسکو پسند فرمایا ہے مدرسہ اسلامیہ عربیہ دیوبند کے بڑے مفتی صاحب نے اسکے تمام مسائل کی تصدیق کیلئے آخر میں مہر و دستخط ثبت فرمائے ہیں اس وجہ سے یہ کتاب نہایت بیش قدر ہو گئی ہے اہل جائداد و مقدمات اور وکلاء دیوانی عام مسلمانوں کے لئے۔ اور مبتدی طلبہ کے واسطے ازحد مفید ہے۔ عدالت میں اسکے مسائل بطور سند پیش ہو سکتے ہیں بہت صاف خوشخط طبع ہوئی ہے قیمت ۲ر

الصالحات

یعنی نیک بیبیان

اس مجموعہ میں چار رسالے ہیں

اول **مرضعۃ الرسول**

جسمیں انحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دایہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طفولیت کے حالات کے ساتھ آپکے وفا اور حسن خلق کو بھی بخوبی بیان کیا ہے۔ دوم۔ **زوجہ طاہرہ** جسمیں رسول مقبول صلعم کے سب سے پہلے بی بی حضرت خدیجہ رض کے حالات زندگی تحقیق سے لکھے گئے ہیں اور انکی اولاد کا بھی بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے۔ سوم **صدیقہ** رض یعنی حضرت عائشہ رض کے حالات زندگی اور آپکا علم و فضل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کے دلچسپ واقعات۔ چہارم **بضعۃ الرسول** جسمیں جگر گوشہ نبوی یعنی بی بی فاطمہ رض کے حالات انکی شادی کا حال اولاد کی تفصیل وفات کا صدمہ یہ تمام حالات نہایت صحیح اور معتبر روایات سے مولانا سید **اصغر حسین** صاحب نے جمع کئے ہیں اس رسالہ کو دیکھنے سے جو بات حاصل ہوتی ہے۔ وہ متفرق کتابوں میں ان حالات کے پڑھنے سے نہیں ملتی تیسری بار نہایت صاف اور خوشخط طبع کرائی ہے خوبی دیکھنے پر موقوف ہے قیمت ۳ر

فرحۃ الصائمین

رمضان المبارک کی فضیلت روزہ کے مکروہ ہوسکنے کا مسئلہ ہونے قضا کفارہ واجب ہونے نہونے کے متعلق تمام مسائل قضا رکھنے کا طریقہ سحر اور افطار کا بیان اور مسائل نماز تراویح وتر و اعتکاف اور شب قدر کا بیان مکروہ اور حرام اور نفل روزوں کا بیان صدقۃ الفطر اور عید کی نماز کی مفصل ترکیب۔ چاند دیکھنے کا ضروری بیان۔ اکتیس روزے واجب ہونے کا عجیب مسئلہ مفصل بیان اور عام فہم طرز پر نہایت معتبر کتاب ہے جو صاحب تمام کتابیں خریدینگے انکو یہ مفید رسالہ مفت نذر ہوگا ورنہ قیمت ۵ر

مفید الوارثین

میراث المسلمین کو جس شخص نے دیکھا پسند کیا اور بڑے بڑے علما نے اسکے مضامین کی تصدیق و تعریف فرمائی لیکن اکثر حضرات نے فرمایا کہ مضمون کسیقدر مختصر رہ گیا ہے [illegible] اگر [illegible] دے جائیں تو نہایت مناسب ہے۔ اسلئے مولف صاحب نے نہایت محنت و سعی سے [illegible] مفصل و مطول [illegible] عام فہم مستقل رسالہ علم فرائض میں تصنیف [illegible] میراث المسلمین کے تمام مضامین کو کامل تشریح اور وضاحت سے لکھدینے کے علاوہ علم فرائض کے فضائل اسکی حقیقت اسلام سے پہلے میراث تقسیم ہونیکا دستور میراث کی ابتدا اسکے احکام نازل ہونیکے [illegible] تجہیز و تکفین کا بیان مریض کے [illegible] و مہر وغیرہ کا ایسا مفصل بیان [illegible] اور [illegible] موجود نہیں۔ تمام وارثوں کے مفصل حصے اور میراث [illegible] کی بیشل تفصیل و تشریح [illegible] عام فہم نقشے اور نقشوں کے بعض علمی فائدے مثلاً والد کا حصہ والدہ سے کم کیوں ہے جابجا عام فہم مثالیں عصبات کی تفصیل اور نقشہ [illegible] وارثوں کا نقشہ مع دلیل شرعی ذوالارحام [illegible] شجرہ مع شجرے اور مستقل وارثوں کا بیان حاجب محجوب [illegible] مستقل مع بیان ہر ایک وارث کا حال [illegible] سمجھایا ہے تاکہ بہت کم استعداد کے مسلمانوں کو [illegible] محنت سے مرتب کر کے لکھا گیا ہے معمولی استعداد کا شخص اسکو مطالعہ [illegible] مسائل بتلانے پر قادر ہو جاتا ہے جناب مولانا [illegible] کیلئے بھی [illegible] قیمت [illegible]

مجموعہ امداد الفتاوے

ہر چہار جلد

اسمیں حضرت مولانا اشرفعلی صاحب کے فتاوی ۱۳۲۵ھ سے اسوقت تک کے جمع کئے گئے ہیں پہلی جلد میں کتاب الطہارۃ صلوٰۃ جنائز۔ زکوٰۃ وصدقہ صوم اعتکاف حج کے تقریباً تین سو فتوے ہیں اور دوسری جلد میں نکاح رضاعت طلاق وعدۃ ونفقہ حدود ایمان نذور وقف قربانی وذبائح حظر واباحۃ وغیرہ کے دوسو پچھتر بلکہ زیادہ پر تحقیق فتوے ہیں لیکن بعض جگہ کتب عربیہ کی طویل عبارتیں وغیرہ بھی منقول ہیں جنکا ترجمہ نہیں ہے۔ دونوں جلدین یکجا متوسط درجہ کے کاغذ پر ۳۸۰ صفحہ پر مطبع مجتبائی میں چھپی ہیں نہایت عمدہ فہرست مرتب کرکے شروع میں لگائی ہے قیمت بھی ذرا گران ہے یعنی بلاکسی رعایت کے ایکروپیہ آٹھ آنہ عہ۸؍۔

تیسری جلد میں بیع ربوا کفالت حوالہ ودیعت عاریت اجارہ۔ دعوای قضا شہادت غصب شفعہ رہن ہبہ شرکت قسمت مزارعت لقطہ وصیت فرائض مسائل متفرقہ مسائل طاعون کے ابواب اور مسائل ہیں۔ اور چوتھی جلد میں تفسیر اور حدیث کے متعلق جوابات تصوف۔ خواب۔ بدعات تقلید عقائد مناظرہ فلسفہ جدیدہ رسالہ خطاب الندوہ اور علیگڈھ کالج کے مولوی خلیل احمد صاحب کی تحریرات کے جواب وغیرہ درج ہیں۔ یہ تیسری اور چوتھی جلدین یکجا ۴۱۶ صفحہ پر طبع ہوئی ہیں۔ انکی قیمت عہ۱؍ ہے خوبی دیکھنے پر موقوف ہے، کہاں تک بیان کیجاے۔

حجۃ الاسلام

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علم لدنی کا نمونہ۔ اثبات توحید ورسالت کے بےمثل مضامین وتقریرات۔ عرصہ ہوا بہت کم درجہ کاغذ پر معمولی طرز سے چھپا تھا۔ قیمت اسکی ۳؍ ہے اب حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدظلہم نے ابتدا میں چار صفحہ کا دیباچہ تحریر فرماکر اور موقع بموقع توضیح مطالب کیلئے عنوانات قایم کرکے نہایت مفید بنادیا ہے اور نہایت عمدہ کاغذ کے ۷۰ صفحات پر جمعیۃ الانصار کی اہتمام سے خوبصورت طبع ہوا ہے۔ اہل علم اور صاحبان وسعت اسکو ضرور طلب فرماکر محظوظ ہوں قیمت ۶؍

۷۸۶

ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شئ علیم

الحمد للہ تعالے کہ رسالہ

علم الاولین

ملقب بہ

فیض الاول

یعنے جناب مولانا حاجی حافظ محمد عبدالاول صاحب ادام اللہ فیضہم کے

عربی رسالہ احسن الوسائل کا [illegible]

جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب [illegible]

مین تالیف [illegible]

حسب فرمائش مولوی جعفر علی لکھنوی

مطبع اصح المطابع لکھنؤ مین باہتمام محمد قادر بخش طبع ہوا

دسمبر سنہ ۱۹۱۰ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وثنا اوسی قدیم ذات کو شایان ہی کہ ہو الاول والآخر جسکی شان ہی ظاہر و باطن مین جسکا
جلوہ ہر آن ہی۔ یہ اونچا آسمان اور وہ چٹیل میدان۔ جب نہ تھے تو وہی موجود تھا۔ یہ اونچے
پہاڑ اور وہ زور وشور سے بہنے والے دریا جب عدم مین منہ چھپائے ہوے تھے تب بھی اُسیکا
جلوہ نمایان تھا سورج تھا نہ اُسکی گرمی۔ چاند تھا نہ اُسکی روشنی کون تھا وہی ابدی و قدیم
وحدہ لاشریک سچا معبود۔ جب اپنی قدرت کا تماشا دکھلانا چاہا ایک اشارہ سے تمام کارخانہ
عالم موجود کر دیا آدم کو اپنا خلیفہ بنایا جنت سے زمین پہ پہونچایا تمام ضرورتون کا علم سکھلایا دنیا مین
زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ بتلایا۔ اولاد آدم سے ایک ایسا محبوب نبی بنایا کہ فرشتون نے
بھی اپنا مرتبہ اُس سے نیچا پایا۔ سب سے اوّل اُسکا نور پیدا کیا اور سب سے پہلے اُسکو نبوت
دی اپنے خاص دوستون اور پیارے بندون کو اُسکے اہلبیت اور خادمون مین داخل کیا
خدا کے ہزارون سلام و صلوٰۃ ہون اُسپر اور اُسکے تابعین پر۔ اما بعد فقیر بے مایہ بندہ سید
اصغر حسین حسنی حنفی غفر اللہ لہ ولمشایخہ واکابرہ واحبابہ اجمعین عرض کرتا ہی کہ کتاب احسن الوسائل
الی حفظ الاوائل مؤلفہ سراپا فضل و کرم متخلق باخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب مولانا
حافظ و قاری مولوی عبد الاول صاحب ابن عالم عامل صوفی کامل حضرت مولانا کرامت علی صاحب

جونپوری مرحوم و مغفور ایک نہایت لطیف کتاب ہو مولوی صاحب موصوف اپنی علمی قابلیت و استعداد اور کثرت تصانیف خصوصاً علم ادب کے کمال تبحر کی وجہ سے مستغنی عن التوصیف ہین گو آپ کی تمام تصانیف اہل علم کی دلچسپی کا سامان ہوتی ہین اور نہایت مفید ہونے کی وجہ سے بعض عربی مدارس کے درس مین بھی داخل ہین لیکن حسن الوسائل اپنے طرز مین ایک خاص کتاب ہو احقر خود بھی اسکو دیکھکر لطف اٹھاتا تھا اور جسکو سناتا تھا وہ خوش ہوتا تھا چونکہ یہ رسالہ عربی زبان مین تھا لہذا جو لوگ اسکو نہ سمجھ سکتے تھے اُنپر افسوس آتا تھا۔ چونکہ اُردو مین اب تک ایسی کتاب نظر نہین پڑی لہذا ایسے ہی لوگون کی خیر خواہی اور فائدہ کے لئے بندہ نے اس رسالہ کو منتخب کر کے جو باتین عام فہم اور دلچسپ تھین اُنکو اُردو مین بطور سوال جواب کے ترتیب دیکر علم الاولین سے موسوم کیا بعض وہ علمی باتین اور بحثین جنمین صرف علما ہی کو لطف آسکتا تھا اور جنکو وہ خود اصل رسالہ سے دیکھ سکتے ہین چھوڑ دیگئین اور بعض جگہ اپنی طرف سے بطور فائدہ کے دو چار باتین بیان کردین خدا تعالی سے امید ہو کہ نیک خیال لوگون مین اسکو مقبول بنا کر نفع پہونچاوے اور اپنے خاص حبیب کے طفیل سے اصل مصنف اور اس فقیر مترجم و مؤلف پر نظر رحمت فرماوے۔ آمین

سوال سب سے پہلے خدا تعالی نے کس چیز کو پیدا فرمایا **جواب** نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیث شریف مین ہو کہ اول ما خلق اللہ نوری **سوال** آپ کے نور کے بعد سب سے پہلے کیا چیز پیدا فرمائی **جواب** قلم کو پیدا فرمایا **سوال** سب سے پہلے قرآن شریف کی کون سی سورۃ نازل ہوئی **جواب** سورۂ علق یعنی اقرأ باسم ربک الذی خلق **سوال** سب سے پہلے دنیا مین کون سا درخت پیدا ہوا۔ **جواب** کھجور کا درخت **ف** یہ عجب درخت ہو اور اہل عرب کا توشہ اور اس ملک کا خاص میوہ ہو۔ پہاڑون اور پتھرون مین بعض دفعہ پیدا ہو جاتا ہو اور ایسا شیرین ہوتا ہو کہ لب

بندھے ہین۔ مدتون رہتا ہی اور خراب نہین ہوتا طرح طرح سے کھایا جاتا ہی شیرہ نکالکر بجلے شکر
کے استعمال کرتے ہین روٹی سے اسکو کھاتے ہین۔ لسیدہ اور حریرہ بناتے ہین۔ جانورون مین اونٹ
اور پھلون مین کھجور عرب کی سرزمین کے لیے خدا تعالی نے نہایت بڑی نعمت بنائی ہین اس
درخت کو انسان سے بڑی مناسبت ہی جیسے انسان کا کوئی عضو کٹکر پھر نہین نکلتا اسیطرح اسکی
شاخ وغیرہ کٹ جاتی ہی پھر نہین پھوٹتی اسی لیے مشہور ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بناکر جو
مٹی باقی تھی اس سے خدا نے کھجور کا درخت پیدا فرمایا۔

روایت ہی کہ ایکروز حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تبلاؤ ایسا درخت
کونسا ہی جو مرد مسلمان کی طرح نہایت ہی نافع ہی اور اُسکے پتے کبھی نہین جھڑتے حاضرین نے
جنگل کے طرح طرح کے درختون کے نام تبلائے مگر کھجور کا خیال کسیکو نہ آیا آخر عرض کیا کہ
یا حضرت آپ ہی ارشاد فرمائیے تب آپ نے ارشاد فرمایا کہ کھجور ہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
بیٹے عبداللہ بھی اس مجلس مین موجود تھے وہ فرماتے ہین کہ میرے خیال مین آگیا تھا کہ کھجور ہی
مگر میری عمر سب سے کم تھی بڑے آدمیون کی شرم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے
کہنے کی جرأت نہوئی ۱۲ مترجم۔

سوال لوح محفوظ مین خدا تعالی نے سب سے پہلے کیا لکھا جواب بسم اللہ الرحمن الرحیم
سوال اول زمین کا کون ٹکڑا پیدا کیا گیا۔ جواب جس جگہ خانہ کعبہ ہی اوّل اسکو پیدا کرکے
چارون طرف زمین پھیلا دیگئی سوال سب سے پہلے اربعین (یعنی چہل حدیث) کسنے تالیف کی
اور لکھی جواب حضرت عبداللہ بن مبارک امام حدیث نے جنکی وفات ۱۸۱ھ مین ہوئی ہی
ف آپ کے بعد صدہا علما نے جدے جدے طرز پر اربعین جمع فرمائی اور سب سے آخر مین بندہ
مترجم غفرلہ فقیر سید جعفر حسین عفی عنہ نے ۱۳۲۲ھ مین چہل حدیث تالیف کی سوال طب

مین اسباب و حالات سب سے پہلے کسنے لکھے جواب بقراط حکیم نے سوال علم اصطرلاب
سب سے پہلے کسنے وضع کیا جواب بطلیموس نے سوال اسلام مین سب سے پہلے اس فن کو
کسنے سیکھا جواب براہیم بن حبیب الفزاری نے سوال اصول فقہ سب سے پہلے کسنے
بنایا جواب حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سوال علم بدیع مین اول تصنیف کسنے کی
جواب ابو العباس عبد اللہ بن المعتز عباسی نے ۲۷۴ہجری مین۔ انکی وفات ۲۹۶ھ مین
ہوئی سوال علم نحو مین اول کسنے تصنیف کی جواب موسیٰ ابن عبید اللہ بن یحییٰ بغدادی نے
جنکی وفات ۳۲۰ھ مین ہوئی سوال سب سے اول صوفی کسکا لقب ہوا جواب ابو ہاشم
صوفی کا جنکی وفات ۱۵۰ھ مین ہوئی سوال اہل اسلام مین علم جبر و مقابلہ مین سب سے پہلے
کسنے تصنیف کی جواب استاذ ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ خوارزمی نے جنکی کتاب اس علم مین
مشہور ہے سوال جغرافیہ مین اوّل کسنے تصنیف کی جواب بطلیموس نے سوال علم حدیث
مین سب سے پہلے کسنے تصنیف کی جواب ابن جریج محدث رحمہ اللہ نے سوال علم سیر
یعنے واقعات و حالات متعلقہ صحابہ کرام و رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مین اول کس نے
تصنیف کی جواب مشہور و معروف امام سیر و مغازی محمد بن اسحٰق نے اوّل تصنیف اس علم
مین کی جنکی ۱۵۱ہجری مین وفات ہوئی ہے۔ انکے بعد عبد الملک بن ہشام حمیری نے نہایت
عمدگی سے تدوین و ترتیب کی جنکی وفات ۲۱۳ہجری مین ہوئی ہے سوال قرآن و حدیث
کے مشکل الفاظ کی شرح مین اوّل تصنیف کسنے کی جواب ابو عبیدہ معمر بن المثنی التیمی البصری متوفی
سنہ ۲۱۰ھ نے سوال فضائل قرآن مین اول کسنے تصنیف کی جواب حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ
علیہ نے سوال قیامت کے دن سب سے پہلے قبر سے کون اٹھیگا جواب حضرت محمد رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال حضرت آدم کے بعد اول لکھنا کسنے شروع کیا جواب حضرت

ادریس پیغمبر علیہ السلام نے سوال اور سیتا کسنے شروع کیا جواب حضرت ادریس علیہ السلام نے سوال دوزخی لباس سب سے پہلے کسکو پہنایا جائیگا اور دوزخ مین سب سے پہلے کون داخل ہوگا جواب ابلیس کو سب سے پہلے دوزخی وردی پہنا کر دوزخ مین ڈالا جائیگا سوال سبسے اول حساب کس سے ہوگا جواب جبرئیل علیہ السلام سے اسلیے کہ وہ خدا کے امین اور رسولون کے پاس پیام لانے والے تھے سوال جنت مین سبسے پہلے کون داخل ہوگا جواب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال حضرت آدم نے جنت مین جاکر اول کیا کھایا تھا جواب سب سے اول انگور کھایا دبقول بیرم اور سب سے آخر گندم کھایا تھا سوال جنت مین مومنین کو اول کیا کھلایا جائیگا جواب داخل ہونے کے بعد فوراً مچھلی کے جگر کے کباب کا ناشتہ کرایا جائیگا اور پھر انگور ف اس ترتیب سے مختلف روایات کا مطلب صاف ہوگیا۔ مترجم سوال دنیا مین سبسے اول زلزلہ کب آیا جواب جبکہ حضرت آدم کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا سوال اذان سبسے پہلے کسنے دی جواب حضرت بلال مؤذن رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ف جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ مین تشریف لائے تو نماز کے لیے لوگون کو بلانے کی کوئی خاص تدبیر نہ تھی اندازہ کرکے خود بخود لوگ وقت پر جمع ہو جاتے تھے مگر دقت رہتی تھی۔ باہم مشورہ ہوا تو کسی نے کہا کہ مجوس کی طرح آگ جلا دیا کرو اُسے دیکھکر لوگ آجایا کرینگے کسی نے کہا کہ نصاریٰ کی طرح ناقوس بجایا کرو کسی نے کہا کہ یہود کی طرح قرن (سنگہ یا نرسنگہ) بنا لو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان رایون کو پسند نہین فرمایا۔ اسی فکر مین تھے کہ عبداللہ بن زید صحابی نے خواب دیکھا کہ کوئی آدمی ناقوس لے رہا ہے اُنھون نے پوچھا کہ فروخت کرتے ہو اُس آدمی نے کہا کہ تم کیا کروگے صحابی نے جواب دیا کہ نماز کے وقت بجاکر لوگون کو بلایا کرینگے اُس شخص نے کہا

کہ لو سنو ہم تمکو اس سے بھی عمدہ ترکیب بتلاتے ہین صحابی نے کہا کہ بتلاؤ۔ انھون نے یہ اذان کہکر سنائی جو آجکل پانچون وقت پکاری جاتی ہی اور کہا کہ نماز کے وقت اسی طرح پکار دیا کرو صحابی جاگ پڑے اور صبحکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہو کر بیان کیا آپنے فرمایا کہ یہ نہایت مبارک و سچا خواب ہی تم بتلاتے جاؤ اور بلال پکار کر اذان کہتے جائین انکی آواز بلند ہی۔ اذان پکاری گئی تو سنکر حضرت عمرؓ بھی دوڑے آئے کہ یا حضرتؐ مین نے بھی خواب مین اسی طرح اذان دیکھی ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الحمدللہ۔ غرض خواب مین فرشتہ کی تعلیم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے اذان جاری ہوگئی۔ خدا تعالے قیامت تک جاری رکھے۔ فقیر مترجم عفی عنہ سوال خدا کی راہ مین جہاد کرنے کے لیے اول کسنے تلوار نکالی جواب زبیر بن العوام نے ف آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ سولہ برس کی عمر مین مسلمان ہوے انکے چچا انکو طرح طرح سے تکلیف دیتے تھے کہ یہ اسلام سے پھر جائین کبھی دھوئین مین بند کر دیتے تھے مگر یہ اپنے دین پر پختہ رہے آپنے انکو جنتی ہونے کی بشارت زندگی ہی مین دی تھی۔ چونسٹھ سال کی عمر مین شہید ہوے مترجم سوال شراب اور راگ باجا اول کسنے ایجاد کیا جواب شیطان نے سوال خدائی کا دعویٰ اول کسنے کیا جواب نمرود نے سوال یحیی اسکے پہلے کسکا نام ہوا جواب حضرت زکریا پیغمبر علیہ السلام کے بیٹے حضرت یحیی کا سوال مسلمانون مین سب سے پہلے کس کے جنازہ پر تابوت (گہوارہ) بنایا گیا جواب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ پر (اگر اُردو مین اس واقعہ کو صاف طور سے دیکھنا ہو تو بندہ مترجم کی کتاب لمعۃ الرسول سطالعہ فرمائیے) سوال مسجد مین سبسے اول چراغ کسنے جلایا جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت تمیم داریؓ نے پہلے مسجد مین چراغ کا دستور نہ تھا انھون نے چراغ

روشن کیا تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمنے اسلام کو روشن کیا خدا تعالی
تمھارے دل کو منور فرماوے۔ اگر میرے کنواری بیٹی موجود ہوتی تو تمسے نکاح کردیتا ایک
شخص نے عرض کیا کہ یا حضرت مین اپنی بیٹی کا نکاح انسے کیے دیتا ہون اونکا نکاح کردیا
سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اول کس بی بی سے نکاح کیا جواب
خدیجہ رضی اللہ عنہا سے جبکہ حضرت کی عمر شریف پچیس سال کی تھی (اگر حضرت خدیجہؓ کا مفصل حال دیکھنا ہو تو بندہ فقیر
اصغر حسین کی کتاب الصالحات مطالعہ فرمائیے) سوال مسجد مین اول محراب کسنے بنائی
جواب حضرت عمر بن عبد العزیز نے جو عدل و انصاف اور خدا سے ڈرنے مین مشہور ہین
خلفاے اربعہ کے بعد انھین کا درجہ خلافت مین ہی۔ سوال تمام دنیا سے پہلے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم پر کون آدمی ایمان لایا جواب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سوال ان کے
مردون مین سب سے اول کون اسلام لایا جواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوال
لڑکون مین سب سے پہلے کون اسلام لایا جواب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سوال علم نحو اول
کسنے ایجاد کیا اور قرآن مجید پر اعراب کسنے لگائے جواب ابوالاسود دولی تابعی بصری نے
ف بندہ مترجم عفی عنہ کہتا ہی کہ علم نحو کے اصل واضع حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ
ہین اور اس علم کو بڑا فخر یہ ہی کہ ایسے جلیل القدر شخص کی طرف منسوب ہی۔ اول حضرت
موصوف نے باب اضافت و باب امالہ تحریر فرمایا۔ پھر ابوالاسود نے باب العطف اور باب الاضافت
لکھا۔ ابوالاسود کہتے ہین کہ ایک دن جناب علیؓ کی خدمت مین گیا تو آپ سر جھکائے متفکر بیٹھے
تھے مین نے عرض کیا کہ یا حضرت فکر کی کیا وجہ ہی فرمایا کہ مین نے لوگون کو غلط عربی بولتے
سُنا ہی ارادہ ہی کہ عربیت کے قواعد مین ایک کتاب لکھون۔ ابوالاسود نے عرض کیا کہ اگر جناب
اس طرف توجہ فرمادین تو ہم لوگون پر بڑا احسان ہو۔ چوتھے روز پھر حاضر ہوے

تو آپ نے علم نحو کے کسیقدر ابتدائی قواعد لکھے ہوئے ابوالاسود کو دیے جسے لیکر وہ بہت خوش
ہوے اسکے بعد ابوالاسود ہمیشہ کسیقدر لکھکر لاتے اور جناب امیر رضی اللہ عنہ اصلاح فرمادیتے
جب کافی مقدار اس علم کی جمع ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ نحو (یعنی مقصود) بہت اچھا ہے۔
اسی وجہ سے اس علم کا نام نحو ہوگیا سوال قرآن مجید مین اول کسنے نقطے لگائے جواب
حجاج بن یوسف امیر عراق و خراسان کے حکم سے لگائے گئے اور اعراب ابوالاسود دولی نے
لگائے چنانچہ مذکور ہوا۔ بلکہ اعراب اور نقطے دونون ابوالاسود ہی کا ایجاد ہے سوال خانہ کعبہ
پر غلاف کسنے ڈالا جواب تبع (اول) نے جو ایک بڑا بادشاہ تھا۔ یہ اپنے لشکر کو لیے ہوے
سیر کرتا پھرتا تھا۔ مکہ مین آیا تو لوگون نے اسکی کچھ تعظیم نہ کی اسلیے بہت خفا ہوا اور خانہ کعبہ کو
منہدم کرنے کا ارادہ کیا اور وہان کے لوگون کو قتل و قید کرنے کا قصد کیا فوراً اُس بادشاہ
کے ناک کان سے پیپ بدبو جاری ہوگئی کسی کے علاج سے نفع نہوا تب طبیبون نے لاچار
ہوکر کہا کہ ہم دنیاوی امراض کی دوا کر سکتے ہین یہ تو آسمانی بلا ہے اسکا کچھ علاج نہین البتہ
اگر کعبہ کی بے ادبی سے باز آؤ تو صحت ہو۔ بادشاہ نے اس نیت بد سے توبہ کی اور خدا تعالے
پر ایمان لایا اُسی وقت پیپ بند ہوگئی اُسنے نہایت اعتقاد سے خانہ کعبہ کو غلاف
پہنایا سوال شیطان کے بعد سب سے پہلے کون دوزخ مین جائیگا جواب جو شخص ہمیشہ
غیبت پر اصرار کرتا ہوا مرگیا سوال اذان کے لیے منارہ اول کسنے بنایا جواب حضرت معاویہ
کے حکم سے سلمہ نے بنایا۔ اس سے پہلے اذان کے لیے منارہ نہوتا تھا سوال بعد مدینے مین
تشریف لانے کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آنے والے لوگون مین سب سے پہلے
کسکی وفات ہوئی جواب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا شعبان سنہ ۳ھ
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مدینہ کے مقبرہ بقیع مین دفن فرمایا اور انکی قبر پر علامت

کے سے پیچھے رکھ دیا۔ سوال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے اول کون بچہ پیدا ہوا
اور کہاں اور کس بی بی سے پیدا ہوا۔ جواب عبداللہ سب سے اول مکہ مین رہتے ہوے نبوت سے
پہلے حضرت خدیجہؓ سے پیدا ہوے اور چھوٹی ہی عمر مین وفات ہوگئی سوال مسائل فقہ کو
اول کسنے تالیف و تصنیف کیا جواب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پچھلے تمام علما
آپ کے خوشہ چین ہین۔ سوال مدینہ مین جاکر سب سے اول مہاجرین مین کون بچہ پیدا ہوا
جواب عبداللہ ابن زبیر سنہ ہجری مین پیدا ہوے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجور چباکر
اُنکے مُنہ مین ڈالی۔ سب سے اول آپکا لعاب مبارک انکے دہن مین گیا۔ سوال سب سے
اول شیخین (یعنے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو برا کہنا کسنے شروع کیا جواب عبداللہ بن سبا منافق
یہودی نے سوال حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سب سے پہلے کسنے بیعت کی جواب طلحہ بن عبیداللہ
نے سوال ایمان کے بعد سب سے اول امت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا فرض ہوا جواب
نماز فرض ہوئی سوال سب سے اول گندم کی کاشت دنیا مین کسنے کی جواب حضرت آدم
علیہ السلام نے سوال کپڑا اوّل کسنے سینا شروع کیا۔ جواب حضرت ادریس علیہ السلام نے
سوال اول کپڑا کسنے بنا جواب حضرت آدم علیہ السلام نے ف نزہتہ الناظرین مین
(روایات ضعاف مین سے) ایک روایت ہی کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ایک شخص
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت میرے
پیشے کی نسبت کیا حکم ہے۔ آپنے فرمایا کہ تمھارا پیشہ کیا ہی۔ عرض کیا کہ کپڑا بنتا ہون آپنے
فرمایا کہ تیرا پیشہ ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا پیشہ ہی تین روز تک حضرت جبرئیل
علیہ السلام تبلاتے رہے اور حضرت آدم بنتے رہے۔ تیرا پیشہ ایسا ہی جسکی ہر ایک آدمی کو زندگی
مین اور بعد الموت بھی ضرورت پڑتی ہی۔ جو کوئی تمھارے پیشہ کو برا کہے اور عیب لگاوے

اور تمکو تکلیف دیے اُسنے گویا آدم علیہ السلام کو عیب لگایا اور تکلیف دی لہذا تم لوگ کچھ غم نہ کرو اور خوش ہو کہ آدم علیہ السلام آگے ہونگے اور تم اُنکے پیچھے (بشرطیکہ عمل صالح کرو) جنت مین داخل ہوگے۔ مؤلف سوال اول علم کیمیا اور اُسکے متعلقات پر اہل اسلام مین سے کسنے بحث کی جواب حضرت معاویہؓ کے پوتے خالد بن یزید نے سوال پیمانہ اور وزن وغیرہ اول کسنے بنائے جواب حضرت ادریس علیہ السلام نے سوال دنیا مین سب سے پہلے ظلماً کون قتل ہوا۔ جواب حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا ہابیل پچیس سال کی عمر مین قتل ہوا اُسکے بھائی قابیل نے مار ڈالا سوال قرآن کو اوّل مصحف کسنے کہا جواب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سوال قربانی خدا کی راہ مین سب سے پہلے کسنے کی جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سوال خدا تعالیٰ قیامت مین اول کسپر نظر فرمائیگا۔ جواب جو دنیا مین نابینا تھا اور صبر و شکر سے عمر گذاری سوال خانۂ کعبہ پر پرانا غلاف اُتار کر نیا چڑھانا کس نے شروع کیا۔ جواب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے ہر سال پرانے غلاف کے اوپر دوسرا غلاف چڑھا دیتے تھے۔ اسطرح کپڑے جمع ہونے سے کئی مرتبہ آگ لگ گئی تب امیر معاویہؓ نے پہلے غلاف کو اُتار کر نیا چڑھانے کا حکم دیا چنانچہ اتبک اسی طرح ہوتا ہے سوال رسول خدا صلے اللہ علیہ سلم کے مدینہ تشریف لیجانے کے بعد انصار مین سب سے پہلے کون بچہ پیدا ہوا۔ جواب نعمان بن بشیر صحابی۔ انکے باپ بھی صحابی ہین سوال کاتنا اول کسنے شروع کیا جواب حضرت حوا علیہا السلام نے۔ سوال سب سے اول دینار بنا کر آیات قرآنی اُن پر کسنے لکھی جواب عبد الملک بن مروان نے دینار بنا کر قل ہو اللہ احد لکھی سوال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جمعہ کس جگہ ادا فرمایا جواب مدینہ مین تشریف لانے کے بعد قبیلۂ بنی سالم بن عوف مین جمعہ پڑھا اور سب سے اول مدینہ مین

اِسی جگہ صحابہ کو خطبہ سنایا فصلے اللہ علیہ وعلی آلہ وصحابہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مسائل ضروریہ مفید خاص وعام از طرف مؤلف

پاکی ناپاکی اور وضو نماز کے متعلق مسائل

سوال وضو کے بعد رومال وغیرہ سے بدن خشک کر لینا جائز ہی یا نہین جواب جائز ہی خود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کے بعد بدن کا پانی خشک کرنے کو ایک کپڑا تھا مگر مناسب یہ ہی کہ ایسا خشک کرے کہ کسیقدر اثر پانی کا باقی بھی رہے سوال غسل کے بعد وضو ضروری ہی یا وہی وضو کافی ہی جو غسل کرتے وقت کیا تھا جواب وہی کافی ہی دوسرے وضو کی ضرورت نہین۔ حدیث سے یہی معلوم ہوا سوال سوتے ہوے جو پانی مُنہ سے نکلکر کپڑون کو لگجاتا ہی وہ پاک ہی یا ناپاک جواب فتویٰ اسپر ہی کہ وہ پاک ہی اور اُسکے لگنے سے کپڑا ناپاک نہین ہوتا۔ البتہ اگر اسمین خون اور زردی ملی ہوئی ہو تو ناپاک ہوگا سوال جس شخص کو غسل کی حاجت ہو اُسکا پسینا پاک ہی یا ناپاک جواب بالکل پاک ہی البتہ اگر بدن پر کوئی ناپاکی ظاہری لگی ہوئی ہی تو اُس سے ملکر پسینا ناپاک ہوجاویگا ورنہ خود پسینا غسل کی حاجت والے کا ناپاک نہین اگر کپڑون کو یہ پسینا لگجاے تو ناپاک نہین ہوتے سوال بڑے آدمی کے پیشاب مین اور بچہ کے پیشاب مین کچھ فرق ہی یا نہین جواب ناپاکی مین دونون برابر ہین مگر بچہ کے پیشاب کو دھونے مین مبالغہ شرط نہین آسانی سے دُھلجاتا ہی بخلاف بڑے آدمی کے سوال ایک کپڑے کے گوشہ کو ناپاکی لگ گئی پھر خیال نرہا کہ کس طرف لگی تھی تو کیا کرنا چاہیے جواب خوب غور اور خیال کر کے جسطرف زیادہ گمان ہو وہان سے دھو ڈالو پاک ہوجاے گا کچھ بھی شبہ دل مین نہ لانا پھر اگر چند روز کے بعد خاص وہی جگہ معلوم ہوگئی تو اُسے دھو ڈالے۔ اتنے عرصہ تک جو نمازین اُس کپڑے سے پڑھین اُنکا لوٹانا

واجب نہین سوال تراویح مین اگر نابالغ لڑکے کو امام بنا دیا جاے تو جائز ہی یا نہین جواب اسمین اختلاف ہی مگر صحیح قول یہ ہی کہ جائز نہین سوال امام اگر صافہ او عمامہ نہ باندھے تو نماز مین کچھ نقصان آتا ہی یا نہین جواب بالکل نہین۔

کھانے پینے کے متعلق مسائل

سوال زیادہ گرم کھانا جائز ہی یا نہین جواب مکروہ ہی لیکن جب چیز کے سرد ہونے سے نفع اور ذائقہ جاتا رہے اسکو گرم گرم استعمال کرنا مکروہ نہین جیسے چاء سوال تاڑی اگر عرصہ تک رکھی رہے اور سرکہ بنجاے تو اسکا کھانا جائز ہی یا نہین جواب جائز ہی۔ سوال کھانا اگر سڑ جاے تو کھانا جائز ہی یا نہین جواب اگر خوب جوش اور تغیر آکر سڑ گیا تو کھانا حرام ہی اور اگر بہت تھوڑا سا فرق آیا ہی تو جائز ہی سوال سر برہنہ کر کے کھانا جائز ہی یا نہین جواب بلا ضرورت اچھا نہین مگر جائز ہی۔ سوال بعض لوگ کہتے ہین کہ روٹی کے اوپر برتن رکھنا اور روٹی سے ہاتھ صاف کرنا جائز نہین جواب بلاشک مکروہ ہی۔ سوال بعض لوگون سے سُنا ہی کہ پان مین چونا کھانا حرام ہی۔ جواب اُنکا کہنا درست نہین بلا کراہت جائز ہی سوال بطور دوا کے کوئی حرام چیز کھانا جائز ہی یا نہین جواب جائز نہین البتہ اگر کوئی ماہر طبیب یہ کہے کہ اب اسی چیز سے شفا ہوگی تو اجازت ہی سوال سانپ کا گوشت اور چیونٹے اور کیڑے ار کر انکا سفوف دوا مین کھانا جائز ہی یا نہین جواب کھانا جائز نہین مگر پاک ہی اگر انکا طلا اور لیپ بدن پر لگا کر نماز پڑھے تو جائز ہی سوال پیوسی اور کھیس یعنے وہ دودھ جو بچہ جننے کے بعد گاے بھینس وغیرہ دیتی ہی جائز ہی یا نہین۔ جواب بلاشبہہ جائز ہی سوال ایک گاے کو ذبح کیا اُسکے پیٹ مین سے زندہ بچہ نکلا تو بچہ کو کیا کرنا چاہیے جواب بچہ کو بھی ذبح کر کے کھا لینا چاہیے۔

سوال - اگر کسی گاے بکری وغیرہ کو ذبح کیا اور پیٹ مین سے مردہ بچہ نکلا تو اس گاے اور بکری کا گوشت کھانا جائز ہوگا یا نہین - جواب بلاشبہہ جائز ہے صرف مردہ بچہ کو پھینک دینا چاہیے اور اسکی ماں کا گوشت کھایا جاے سوال عورت اگر کسی جانور کو ذبح کرے تو جائز ہے یا نہین - جواب عورت کا ذبح کیا ہوا بھی اسی طرح بلاشک حلال ہے جیسے مرد کا ذبح کیا ہوا - سوال اگر سات آدمی ایک گاے کو خرید کر ذبح کرین اور چھ آدمی قربانی کی نیت کرین اور ایک عقیقہ کی تو درست ہے یا نہین جواب درست ہے فقہ کی کتابون مین یہی لکھا ہے -

ہر قسم کے متفرق مسائل

سوال سونے چاندی کے بٹن مردون کو جائز ہین یا نہین جواب جائز ہین - شامی درمختار وغیرہ فقہ کی کتابون سے صاف معلوم ہوتا ہے سوال مرد کو کسی قسم کا زیور پہننا درست ہے یا نہین - جواب مرد کو صرف چاندی کی انگوٹھی جسکا وزن ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ نہو جائز ہے - سونے پیتل لوہے تانبے کی انگوٹھی بھی جائز نہین اور چاندی کی جو ساڑھے چار ماشے سے زیادہ ہو وہ بھی جائز نہین سوال اگر دھوبی نے کسی دوسرے کا کپڑا بدل کر دیدیا اور اب باوجود تلاش کرنے کے بھی پتہ نہین لگتا تو کیا کرنا چاہیے جواب اگر وہ کپڑا برائی بھلائی اور قدر وقیمت مین تمھارے کپڑے کے برابر ہے یا کسی قدر کم ہے تو استعمال کر لو ورنہ لینا نہ چاہیے سوال اگر کسی شخص نے چوری کا کپڑا لا کر ہمارے ہاتھ فروخت کر دیا اور ہمکو خبر نہ تھی تو ہمکو گناہ ہوگا یا نہین اور نماز وغیرہ اُس کپڑے سے درست ہوئی یا نہین جواب خریدنے والے کو بوجہ لاعلمی کے گناہ نہین ہوا اور نماز وغیرہ اُسکی صحیح ہوئی - سوال مردہ حیوان کو چمارا ور حلال خور کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے یا نہین جواب ہرگز جائز نہین - اُجرت دیکر چمڑا نکلوا کر رنگوالو اور پھر چمڑا بیچڈالو - دباغت دینے اور رنگنے کے بعد

چمڑا پاک ہوجاتا ہی بس نامحرم اور اجنبی عورت کی آواز سننا جائز ہی یا نہین جواب ضرورت
کے موقعہ مین جائز ہی بلاضرورت نہین مثلاً کچھ خرید و فروخت کرنا یا کوئی امیرزادی عورت
اپنے ملازمون کو حکم دیتی ہی سوال عورت کو اپنے پیر مرشد سے بھی پردہ کرنا واجب ہی یا نہین
جواب واجب و لازم ہی جسطرح دوسرے نامحرمون سے پردہ کرتی ہی مرشد سے بھی کرے۔
سوال اگر کوئی شخص روزہ کی حالت مین بھولکر کچھ کھا رہا ہی تو اسکو یاد دلانا چاہیے یا نہین
جواب اگر وہ شخص قوی اور توانا ہی اور روزہ مین گھبرانے والا نہین تو بتلا دینا چاہیے اور
اگر ضعیف ہی تو یاد نہ دلانا چاہیے کھانے سے کسیقدر سہارا ہوجائیگا اور روزہ بھی باقی رہیگا
کیونکہ بھولکر کھانے پینے سے روزہ نہین جاتا سوال چالاکی سے بلا ٹکٹ ریل مین سفر کرنا جائز
ہی یا نہین۔ جواب ہرگز جائز نہین جیسے سرکار کا جرم ہی ایسے ہی خدا تعالیٰ کے نزدیک
بھی گناہ ہوتا ہی سوال اگر قبلہ کا رُخ نہ معلوم ہو تو کسطرف نماز پڑھین جواب خوب غور سے
اندازہ کرکے جسطرف گمان غالب ہو اُسیطرف پڑھ لینا چاہیے اور اگر فراغت کے بعد معلوم ہو
کہ اُسطرف قبلہ نہ تھا تو نماز کا لوٹانا واجب نہین سوال لڑکیون کا کان چھیدنا (یعنی ان مین
سوراخ کرنا) جائز ہی یا نہین۔ جواب کان چھیدنا جائز ہی ناک کو بعض علما منع فرماتے ہین۔
لڑکون کا کان اور ناک چھیدنا جائز نہین سوال کوئی غیر مذہب والا مثلاً ہندو یا عیسائی بیمار ہو
تو اُسکی بیمار پرسی کرنا جائز ہی یا نہین جواب جائز ہی سوال نکاح کے وقت خُرما لُٹا دیتے
ہین یہ جائز ہی یا نہین۔ جواب جائز ہی سوال ایک شخص نے مکان کرایہ پر لیا کہ دو روپیہ
ماہوار دونگا اور مرمت بھی مین کرتا رہونگا یہ درست ہی یا نہین جواب جائز نہین اور لوگ
اس سے غافل ہین سوال زلزلہ کے وقت مکان سے نکلکر باہر میدان اور صحن مین آنا
درست ہی یا نہین جواب جائز ہی بلکہ مستحب اور بہتر یہی ہی (دیکھو درمختار) سوال اگر راستہ
مین ایک سوئی یا بادام پڑا تھا اُسکو اٹھا کر اپنے کام مین لگانا جائز ہی یا نہین جواب ایسی حقیر

صبغة الله ومن احسن من الله صبغة

الحمد لله على طبع هذه الرسالة المملوة من التحقيق والمشحونة من التدقيق في بيان

الخضاب اي الكتم والحناء لاعلان المؤمنين الاتقياء والاصفياء

المسمى

تحفة الاحباب
في
تصحيح الخضاب

للمولوی محمد عبد العزیز منیری وطناً ورامفوری مسکناً حفظه الله عن الشر ظاهراً

وباطناً بایماء صدیقی حبیبی محمد عبد القادر وکیل حفظه الله الجلیل

مطبع شمسی آگرہ میں محمد ابراہیم خان اکبرآبادی کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ للہ الذی جعل الشیب وقاراً وعبرۃ لاولی الالباب والصلوٰۃ
والسلامُ علٰے من شرع فی شریعتہٖ الخضاب۔ وعلی آلہ الموصوفین فِی
الاخبار والکتاب۔ واصحابہ المبشرین بالرضوان من رب الارباب
امّا بعد فیقول خادم العلماء والحجاج العبد الضعیف محمد عبد العزیز
المنیری وطناً والرامفوری مسکناً عفر اللہ ذنبہ الجلی والخفی ھٰذہ رسالۃ
مشتملۃ علی مقدمۃ واربعۃ فصول وخاتمۃ **المقدمۃ** قد سال عنی
صدیقی مسئلۃ الخضاب ای الکتم والحناء فقلت بالذی وجدت من
اباحتہ فی جملۃ کتب الصحاح وغیرھا فقال ینھی الرجل من استعمال ھٰذا الخضاب
فلما سمعت کلامہ سطرت سطراً علی القرطاس بجوازہ من الصحاح فرقم فی الحال
رسالۃ فی ردہ باللسان الھندی فلما رایتھا عجبت عجباً مِن امرہ الذی
صدرمنہ لعدم التحقیق والتنقیح فانہ حرم الامر المباح والمسنون

فنشرت الذیل علی العجز وحررت جوابه سریعًا وسمیته **بتحفة الاحباب فی تصحیح الخضاب** - ورقمت الفصول والخاتمة فی الفارسیة لتسهیل العام وتفهیم الانام اللّٰھمّ اجعل بین الخاص والعام مقبولة و مرضیة - وکن لها عن حسد الحاسد حافظا وناصرا

فصل اوّل در بیان تعریف خضاب والحث علیه مخفی ومحتجب نماند که خضاب بفتح خاء وضاد معجمه وباء موحده بمعنی رنگ کردن است و خضاب بروزن کتاب بدانچه رنگ کنند هکذا فی سبیل الهدیٰ والرشاد للشیخ محمد شامی و در منتهی الارب و در قاموس مرقوم که خضاب بالکسر لغت عربی است هر رنگ را گویند عمومًا و وسمه را خصوصًا وفی الصحاح الخضاب ما یخضب به الشیٔ خضبًا باید دانست که خضاب کردن مردان و زنان هر دو را مسنون است چنانچه بروایت ابوهریره در بخاری شریف وارد که فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ الیهود والنصاریٰ لا یصبغون فخالفوهم هکذا در مسلم و ابن ماجه وابوداؤد ونسائی وغیرہم و در رساله القول الصواب فی مسائل الخضاب للحبر نبیل و فاضل جلیل المولوی تراب علی صاحب لکھنوی مسطور که فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اختضبوا فان اللہ وملائکته وانبیاءه ورسوله وکلما ذرء و برء حتی الحیتان فی بحارها والطیر فی اوکارها یصلّون علی صاحب الخضاب حتی یغسله و در

مختار آوردہ کہ یستحب للرجل خضاب شعرہ ولحیتہ ولو فی غیر حرب اگرچہ در موطا، امام محمد رحمہ اللہ مرقوم وان ترکہ ابیض فلا باس فاما از معائنہ اکثر احادیث صحاح ستہ وجز آن عدم ترک آن اولیٰ ومسنون می نماید کہ ارشاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم است بصیغہ امر یعنی اصبغوا فتفکر۔ **فصل دوم** در بیان تحقیق لفظ کتم مخفی نماند کہ کتم ووسمہ ہر دو یک شئے است چنانچہ در مجمع البحار مینویسد کہ از وسمہ بکسر السین مہملۃ ھو شجرۃ بالیمن یخضب بورقہ الشعر وقیل ھی بالضم وسمہ ورق نبت یجعل منہ النیل) ودر برہان قاطع مرقوم کہ (کتم بفتح اول وسکون میم وسمہ را گویند وآن برگی باشد کہ زنان ابرو ہا را بدان رنگ کنند وآن برگ نیل است چہ آن را بعربی ورق النیل خوانند) ودر سبیل الہدیٰ والرشاد نوشتہ کہ (الکتم بفتح الکاف والمثناۃ الفوقانیۃ نبت یصبغ بہ الشعر ویقال ھو الوسمۃ بکسر السین یعنی ورق النیل) ودر قاموس ومغرب نوشتہ (الکتم بالضم نبت یختلط بالحناء واذا طبخ بالماء کان منہ مداد) ھکذا در منتہی الارب پس بدانید کہ ازین جملہ کتب لغات مذکورہ فقط مجمع البحار کہ خالص لغت حدیث است ونزد محدثین معتبر ومستند برائے ثبوت مدعا کافی ووافی است وچہ قدر قوت واستحکامی لغاتش را اندران صورت باشد کہ مزید بران

معنیش دیگر لغات باشند الحاصل از کتب لغات مذکورۃ کما حقہ ثابت و متحقق شدہ کہ کتم و وسمہ ایک شئے است کہ آنرا در فارسی و ہندی نیل گویند و ازان سیاہی نوشتن تیار می کنند و خضاب ہم می سازند اگر برین صراحت و صاحت انکار است جائی تعجب و مقام افسوس است مثال انکارش ہمچو انکار آفتاب روشن است عدم بصارت احدی بنورش ہیچ زیان نرساند چہ پرتو ضیاءش بر ہمہ عالمیان ظاہر و باہر است اگر کسے کور باطن نہ بیند آفتاب روشن چہ نقصان **شعر**

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اکثر مردمان بسبب بے علمی و عدم تحقیق خضاب کتم و حنا را در بادی النظر محمول بر خضاب سیاہ کردہ حرام و ممنوع گویند و ہرچہ بر زبان آید می رانند زنہار این چنین نباید بل تا وقتیکہ در امری صحت و تحقیق نباشد سکوت ورزد الا پیش رب الارباب ماخوذ و معتوب باشد زیرا کہ خضاب کتم و حنا حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نمودہ و نیز بصورتیکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تاکید و تحسین آن فرمودہ باشند بدرجہ اولی مباح میتوان شد اگرچہ خود آنحضرت صلعم گاہی استعمال کدامی قسم خضاب نکردہ مگر ارشاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و فعل صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بر مسنون بودن آن برائے مایان حجت قوی و برہان

جلی است کما قال علیکم بسنتی وسنة الخلفاء من بعدی عضوا
علیها بالنواجذ ودر اصول شاشی آورده السنة عبارة عن الطریق
المسلوکة المرضیة فی الدین سواء کان من رسول اللہ علیہ وسلم
او من اصحابه وحکمها انه یطالب المرء باحیائها ویستحق الائمة
بترکها الا ان یترکها بعذر چونکہ تشریحش امری لازمی بود فلہذا تحقیقش
بدرجہ اتم کہ شئے متنازع فیہ است نمودہ شد تا ناواقفان از صحت
وصواب آن اطلاع یافتہ بہرہ ور شوند وباز درچنین غلط فہمی نیفتند۔

فصل سوم در احادیثیکہ برجواز بودن خضاب وکتم صراحةً دلالت
می کنند فی فتح الباری شرح البخاری قد اخرج مسلم من حدیث
انس ابن مالک قال اختضب ابوبکر بالحناء والکتم۔ عن[۲] ابی
ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان احسن ما غیر بہ الشیب
الحناء والکتم۔ سنن ابن ماجہ۔ عن[۳] ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال ان احسن ما غیر بہ الشیب الحناء والکتم سنن ترمذی۔
عن[۴] عبد اللہ بن عباس قال مر علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل
قد خضب بالحناء فقال ما احسن ثم مر آخر قد خضب بالحناء والکتم
فقال ھذا احسن من ھذا ثم مر آخر قد خضب بالصفرة فقال
ھذا احسن من ھذا کلہ سنن ابوداود وھکذا فی المشکوٰة ۔ وایضاً[۵] فی

شرح[۵] سنن ابی داؤد لابن رسلان عن ابی ذر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احسن ما غیر بالضم العین بہ ھٰذا الشیب - یعنی الذی فی الراس واللحیۃ الحناء والکتم - عن[۶] ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال افضل ما غیرتم بہ الشمط الحناء والکتم سنن النسائی وایضاً[۷] عن عبد اللہ بن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احسن ما غیرتم بہ الشیب الحناء والکتم سنن النسائی - و در[۸] روایتی منقول است کہ فرمود نبی صلی اللہ علیہ وسلم لا احب لاحد ان یترک الخضاب ولیشبہ باھل الکتاب ھذا فی المسلم - عن[۹] ابی ذر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال احسن ما غیرتم بہ الشعر الحناء والکتم مسند ابو حنیفہ رحمۃ اللہ عن[۱۰] محمد بن قیس قال ای براس الحسین بن علی رضی اللہ فنظرت الی لحیتہ وراسہ قد فضلت من الوسمۃ - کتاب الآثار للامام محمد وہکذا فی مسند ابو حنیفہ رحمۃ اللہ ایضاً[۱۱] عن ابی ذر رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والہ قال احسن ما غیرتم بہ الشعر الحناء والکتم کتاب الآثار - قد[۱۲] اختضب ابوبکر بالحناء والکتم واختضب عمر بالحناء متفق علیہ مشکوٰۃ و فی النہایۃ الاثریۃ ان ابا بکر کان یصبغ بالحناء والکتم - قال[۱۳] محمد لا نری بالخضاب

بالوسمة والحناء والصفرة باسًا وان ترکه ابیض فلا باس بذلك کل ذلك احسن مو الطاء للامام محمدؒ

فصل چہارم

در جوابات فقرات مخدوشہ **قولہ** اور فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے کہ خضاب کرنا وسمہ اور حنا کی ساتھہ بہتر ہے اور فتاوی بزازیہ مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ خضاب حنا و وسمہ وکتم کے ساتھہ بہتر ہے مگر مراد اوس خضاب سے بال ڈاڑہی اور سر کا ہے۔ **اقول** باید دانست کہ کتم و وسمہ ہر دو ایک شئے است چنانکہ در برہان قاطع ومجمع البحار مسطور ہرگاہ کہ این امر متحقق شد پس بے شائبہ ریب خود از ہر دو فتاوی متذکرۂ مولف جواز بلکہ اولویت خضاب کتم وحنا ثابت شدہ زیادہ ازین چہ تصریح وتنقیح می جوید شاید مولف رسالہ بذہن خود فہمیدہ کہ خضاب کتم وحنا فقط بغازیان جائز است حالانکہ این چنین نیست بلکہ غازیان وجمیع مسلمان را نیز جائز ومباح است بل مسنون وآنکہ خاص بحق غازیان جائز است آن خضاب سیاہ است چنانکہ در فتاوی عالمگیری موجود عبارتہ هکذا (واما الخضاب بالسواد فمن فعل ذلك من الغزاة ليكون اهيب في عين العدو فهو محمود اتفق عليه المشايخ رح) فان كان لك فيه ريب فليرجع اليه **قولہ** اگر برگ نیل ہی مراد ہوتا تو صاف لفظ ورق النیل حدیث مین آتا۔ یہ بھی صاف قرینہ ہے کہ کتم سے برگ نیل

مراد ہمین سے اقوال اکرفی الواقع ہمچنین بودی چنانکہ مولف گوید پس آنرزمان
ہیچ احتیاج کدامی تفسیر لغت نبودی فقط انچیکہ صاف وصریح بران قرآن
ناطق است عمل بودی باقی ہمہ ہبا و منثورا بودی مثلت مثلاً حرمت سیندہیا
و بہنگ و گانجہ وچرس وافیون وغیرہ کہ بالاتفاق نزد مذاہب اربعہ ثابت
مگر از قرآن وحدیث ہرگیان بتصریح نام غیرثابت اندرین صورت بقول مولف
این ہمہ اشیاء حلال وطیب وطاہر یافتہ می شود و اگر گوید کہ گو حرمتش
بتصریح نام از قرآن وحدیث ثابت نباشد مگر از حدیث کل مسکر حرام
ثابت گوییم بازہمان اعتراض موجود کہ درین ہم صاف وصریح اسم ہاسہ ہرگیان
مذکور نیستند اگر گفتہ شود کہ گو بتصریح اسم ثابت نباشد لاکن تحت قاعدہ
کلیہ داخل است پس گوییم کہ حرمت اشیاء مذکور بالاجمال ثابت میتوان شد
نہ بصراحت اسم زیراکہ دعوی مولف ثبوت اشیاء صراحۃ باسم کتم است
ودرینجا مفقود الحاصل این ہمہ دشواری وخرابیہا از اختیار قید صراحت لازم
می آید والا واقع نبود وعلی ہذا در سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ کہ مراد
ازان علامت اجل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم است چنانکہ تفسیر ابن
عباس رضی اللہ عنہ در بخاری شریف وارد ہرگاہ کہ این سورۃ نازل شدہ
ازان روز مدام عقب نماز پنجگانہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سبحانک
اللھم وبحمدک اللھم اغفرلی می خواندند تا تعمیل حکم اللہ تبارک وتعالے

که تفسیر مجمل ربک است نموده آید حالانکه از قرآن مجید صراحتہ باسم اجل غیر ثابت
پس چگونه اذان علامت اجل گرفته شود و این امر خلاف عمل کل اربع لازم
می آید پس ازین بیان صاف ظاهر شد که علامت اجل از تفسیر ابن عباس
ثابت و مقرر والا بسیار نقص در معنی قرآن واقع شود در بهمه که وسمه واضح و مبرهن
که دریافت معنی لفظ و صحت و سقم آن موقوف بر لغت است اگر لغت جمع
نشدی و همچنین شارع رحمة الله تفسیر کلام مبهم و مجمل نکردی محال بودی دریافتن
معنی و دشوار بودی پی بردن بمطالب قرآن و حدیث غرض این همه طفیل
لغت است که طالب باستعانت آن فائز المرام می شود اگر برین انکار است
خدا ایش حافظ و نگهبان **قوله** چنانچہ ائمہ مجتہدین و محدثین نے لکھا ہے
کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جو خضاب تھا وہ ایک گھانس تھا
اقول کسی مجتہد و محدث نہ گفتہ و نہ نوشتہ کہ کتم گیاہ است این محض کذب
و افترا است اگر در حدیثی آمده است بیارید و پیش کنید اِنْ كُنْتُمْ صادقین
و اگر از لغت ثابت اندرین صورت خلاف اِدّعا متحقق انظران کان لك
بصیرة۔ **قوله** پس کتم و وسمہ یہہ دونو گھانس ہین جن کا رنگ سُرخ
مایل بہ سیاہی ہوتا ہے انکو حنا مین شامل کرکے خضاب کرنا جائز ہے برگ
نیل شامل کرنے کا ثبوت کامل طور پر نہیں ملتا۔ **اقول** اوّلا اینکه گفتن
مولف که کتم و وسمه دو شئے است محض غلط حالانکه کتم و وسمه هر دو ایک

شئے است چنانکہ مجمع البحار و سبیل الهدیٰ والرشاد صاف می نویسد کہ
کتم و وسمہ ہر دو یک است ان کان لك فیه شبهة فانظر فی فصل
الثانی۔ ثانیاً اینکہ در ہمو نجا نوشتہ کہ کتم ورق النیل است و ہمچنین در منتہی
الارب و قاموس زیادہ ازین چہ ثبوت کامل می خواہد۔ فی نی شایہ مولف
در آنجا لفظ کامل نوشتہ می طلبد البتہ ایچنین غیر مرقوم۔ خدا یش توفیق
خیر رفیق گرداند **قولہ** اکثر حدیثین صحاح کی اوپر خضاب سیاہ سیدنا ابوبکر
الصدیق رضی اللہ عنہ کی دلالت کرتی ہین الخ **اقول** اولاً اینکہ ہمچنین
ارشاد مولف مخالف مدعا اوست و تاویلاتیکہ میکند محض لاطائل ثانیاً اینکہ
در کتب صحاح و غیر آن ذکر سیاہ در باب خضاب سیدنا ابوبکر نیامدہ این محض
بہتانست معاذ اللہ منہا باوجود داشتن علم و التقام تکب این چنین منہیات
باشند زینہار عقل سلیم باور نمیکند نہ در حدیثی وارد بلکہ در اصل خضاب کتم و حنا
بود کہ جوازش از احادیث متواترہ ثابت و اگر گوید کہ مراد از سیاہی ہمون سرخی
و خضاب است کہ از کتم و حنا پیدا گویم کہ در بادی التطلبد اینہم خالی از بلی
نیست استغفر لیغفر اللہ ان اللہ غفور الرحیم و آنکہ در ابو داؤد و نسائی
وارد کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یکون قوم فی اخر الزمان
یخضبون بھذا السواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحۃ الجنۃ ازین
حدیث ممانعت خضاب سیاہ است نہ ممانعت خضاب کتم و حنا زیرا کہ

جملہ کتب احادیث بر جوازش متفق - ہش دار درباب تطابق حدیث
و دریافت مطالب آن خیلے عقل سلیم و فہم مستقیم باید و الا در بحر ناپیدا
کنار غوطہ ہا خورد خاتمۃ ہرگاہ کہ رُوات احادیث مذکورہ ہمچو انس بن
مالک و ابی ذر غفاری و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن بریدہ صحابہ جلیل
القدر و فقیہ باشند و مناقب الیشان در سنن ترمذی موجود و باقی
محمد بن قیس تابعی و ثقہ و امام محمد شیخ تابعی فقیہ و ثقہ و نیز از کتب لغات ہمچو
مجمع البحار کہ خاص لغت حدیث است و برہان قاطع و سبیل الہدیٰ و الرشاد
و غیر آن صاف بصراحت اسم و وصف کتم کہ ورق النیل است در حنا
آمیختہ خضاب میکنند ثابت شدہ پس باز کدامی قسم خفا در کتم باقی نماند کہ مولف
منکر باشد اگر باشد خاطی باشد و انکہ از دیگر لغات ناشی کہ کتم گیاہیست
اصلی ندارد زیرا کہ این چنین قسم گیاہ نہ در ہند پیدا نہ در ملک عرب اگر بودی
درین زمان ہم یافتہ می شد نہ اینکہ صفت عنقا دارد کہ اسمش معلوم و وجود نیز
معدوم پس صحیح آنست کہ مجمع البحار و برہان قاطع و سبیل الہدیٰ و الرشاد
و قاموس و مغرب و منتہی الارب نوشتہ کہ اجماع است و قول اجماع
مقبول و مفتی بہ قولہذا العاتیکہ دلالت بر گیاہ غیر کتم میکند عند المحدثین غیر مقبول
پس ازین تقاریر صاف و صریح و بے شک و شبہ بر اعالی و ادنی بخوبی
ظاہر و باہر شد کہ کتم نیل است نہ گیاہ و نیز جوازیت بل مسنونیت

خضاب کتم و حنا بے شائبہ ریب ثابت و متحقق شد۔ چنانچہ شکل اول نیز ہمین نتیجہ میدہد (صغری) الخضاب بالکتم والحنا ثبت بامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم (کبری) وکل ما ثبت بامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہو مسنون (نتیجہ) فالخضاب بالکتم والحناء للشیب فہو مسنون۔ اگر کسے گوید کہ در عربستان نیل پیدا نمی شود از کجا استعمال خضاب نیل می کردند جوابش اینکہ بیشک در انجا پیدا نمی شود لاکن از ملک یمن می آمد حالا نیز چنانچہ در مجمع البحار نوشتہ کہ در ملک یمن پیدا می شود۔ پس چنانکہ دیگر اشیاء خوردنی وغیرہ از دیگر ملک می آیند ہمچنین نیل حتی کہ برگ تنبول ہم از ہند میرود۔ مخفی نماند کہ از آمیختن کتم و حنا علی التساوی رنگی پیدا شود کہ ناظر مجرد معائنہ پے می برد کہ رنگ این موے اصلی نیست بل جعلی است و خضابیکہ محض سیاہی پیدا کند و تمیز در اصلی و جعلی نباشد بالاتفاق حرام است

واللہ اعلم بحقیقت الحال والیہ المرجع والمآل

نحمدہ ونشکرہ قد تمت ھذا الرسالۃ فی شہر ربیع الثانی سنہ الف وثلاث مائۃ وتسع عشرہ من الہجرۃ النبویۃ فی المقام حیدرآباد دکن الذی حفظ

الله عن الشر وفتن الآن اختم الكلام على من هو

المستعان فی کل زمان وعلیہ التکلان اللّٰہم صل

وسلم وبارک علی محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ؁

تقریظات

ھذا التقریظ لعلامۃ الدوران وفھامۃ الزمان الحبر النبیل والفاضل

الجلیل جامع العلوم العقلیۃ وحاوی الفنون الشرعیۃ کلامہ

منیف۔ وبیانہ بیان حنیف امام المحدثین۔ وقدوۃ المفسرین حمدۃ

الکاملین وزبدۃ المتورعین رفیع المنزلۃ۔ سمؤ المکان مولانا وبالفضل

اولنا المولوی محمد عباس علیخان لازال شموس فیضانہ ومادام اقمار

احسانہ

ماحررہ المولوی محمد عبدالعزیز فھو صبغۃ اللہ العزیز لان

ما اتاہ الرسول ھو امر اللہ بالقبول یا اولی الالباب۔

الخضاب عین الشباب۔ وحکم رب الارباب وتحفۃ

الاستیاب۔ فطوبیٰ للمصنف والاحباب فقط

العبد

محمد عباس علیخان

ہذا التقریظ لجامع العلوم نقلیۃ وعقلیہ بالخصوص بفن الحدیث

مشہور ومعروف فی الامصار والبلاد المولوی محمد منصور علی متوطن

مرادآباد مدرس مدرسہ طبیہ نظام آصفیہ۔

انی قد رایت ہذہ الرسالۃ وجدتہا مشحونۃ بالتحقیق

فان الخضاب بالحناء والکتم ثابت بالاخبار الکثیرۃ ۱۲

العبد

محمد منصور علی عفی عنہ

ہذا التقریظ قدوۃ المحدثین وزبدۃ المفسرین الحبر النبیل والفاضل

الجلیل مولانا المولوی حکیم عبدالرحمن مادام برہ والاحسان ۱۲

واری انہ الحق تبع والحق حقیق بان یستمع فقط

العبد

حکیم عبدالرحمن سہارنپوری عفا اللہ عنہ

ہذہ التقریظ للعالم العامل والفاضل الکامل المولوی عنایت العلی

ابن المولوی کرامت علی دہلوی۔ رسالہ ہذا را دیدم ماشاء اللہ چشم بدور خوب

نوشته اند قابل اشاعت و طبع است — العبد

محمد عنایت العلی کان اللہ لہ

هذا التقريظ مولانا و اولنا الذی معروف فی المشرقین و المغربین المولوی محمد نور الحسنین سلمہ اللہ فی الدارین ۱۲

رسالہ ہذا بکمال تحقیق نگارش یافتہ قابل طبع است احررہ خادم علماء دین رسول الثقلین

العبد

محمد نور الحسنین عفا عنہ

قطعہ تاریخ

رقم پذیر عزیزم شد این رسالہ ولی	میان جملہ روایت خوش ست تطبیقات
بدید ہاتف غیبی بغور و گفت چنین	کہ ہست خوب عجیب و غریب تشریحات

ربا الخمسة الذي سمي بالحسين

محمد برہان الدین تاجر کتب بازار پتھر گٹی روبرو مسجد بدیہ فیصلہ ۲ر

الحق یعلو ولا یعلیٰ
بفضل من من علینا بارسال الرسول الذی نطق بمنطقہ ان ھو الا وحی یوحیٰ قد طبع
لمعۃ الضحیٰ
فی
اعفاء اللحیٰ
من مؤلفات علامۃ الوریٰ امام المناظرین مولانا المفتی الحاج محمد احمد رضا خان البریلوی سلمہ رب السموات العلیٰ
فی مطبع سنی الواقع فی بلدۃ حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتا

کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ زید کہتا ہے داڑہی منڈانا حرام نہین الحرام ما ثبت ترکہ بدلیل قطعی لاشبہۃ فیہ حرام وہ جسکی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو قرآن شریف مین تو اسکا کہین حکم ہی نہین یا ابن ام لاتاخذ بلحیتی سے کوئی حکم نہین نکلتا بلکہ ایک بات ہمارے مفید البتہ پیدا ہوتی ہے کہ داڑہی بڑہانا بعض وقت مضر ہوتا ہے دشمن نے بڑی داڑہی پکڑ کر مارنا شروع کیا تو پٹنا ہی پڑا ۔ سنن ابی داؤد مین یون مروی ہے عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ الخ حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل وداؤد بن شعیب قال حدثنا حماد عن علی بن زید عن سلمۃ الخ ان رسول اللہ صلعم قال ان من الفطرۃ المضمضۃ و الاستنشاق بالماء فلم یذکر اعفاء اللحیۃ وروی نحوہ عن ابن عباسؓ قال خمس کلھا فی الرؤس وذکر فیہ الفرق ولم یذکر اعفاء اللحیۃ قال ابوداؤد روی نحو حدیث حماد

عن طلق بن حبیب ومجاهد وعن بکر المزنی تولھم ولم یذکرا عفاء اللحیة حاصل اسکا یہ کہ ان نو دس رواۃ نے یہ روایت کی کہ انحضرت صلعم نے اس حدیث مین داڑہی بڑہانے کا ذکر نہین کیا بلکہ اوسکی جگہہ مانگ کو فرمایا اس سے بہی معلوم کہ داڑہی بڑہانا بہی ویسی ہی سنت ہی جیسے مانگ کا کہنا معہذا یہ حدیث مختلف فیہ توضرور ہے پس لایق اعتبار نہی پہر صحیح بخاری مین یون ہے خالفوا المشرکین قصوا الشوارب واحفوا اللحی مخالفت کرو مشرکین کی ترشواؤ مونچہہ اور بڑہاؤ داڑہی خالفوا المشرکین یہہ جملہ ففیہ نظر اسواسطے کہ بعض مشرکین داڑہی بڑہاتے رہتے ہین پس اونکی مخالفت یہ ہے کہ داڑہی منڈاؤ اور بعض منڈاتے ہین تو اونکی مخالفت یہ ہے کہ بڑہاؤ بہرحال بڑہانے اور منڈانے والے دونون خالفوا المشرکین مین داخل ہین کیونکہ مخالفت کا حکم عام ہے جس مشرک کی چاہین مخالفت کرین باقی رہا اسکا جواب و قصوا الشوارب واحفوا اللحی مخفی نہے کہ انبیا علیہم السلام ہمیشہ درستگی اخلاق کے واسطے مبعوث ہوے اسلئے ہمارے پیغمبر آخر الزمان بہی مبعوث ہوے اور نیز دین کامل اور نبوت ختم ہوگئی الیوم اکملت لکم دینکم آجکے دن ہمنے تمہارا دین تمپر کامل کردیا داڑہی بڑہانا اخلاق مین داخل ہے تو باوجود اسکے کہ قرآن کامل کتاب اللہ کی ہے اخلاقی احکام سے خالی ہے تو دین کامل نہ ٹھہرا لامحالہ کہنا پڑیگا کہ یہ اخلاق مین داخل نہین اور اس سے ہمارا مطلب حاصل ہوجاتا ہے۔ داڑہی بڑہانا مستحب البتہ ہے یا بہت ہوگا سنت لیکن یہہ بہی حد اعتدال تک ~ ریش باید دو سہ موے ز نخدان پوشے ۔ نہ کہ درسایۂ او بچہ دہد خرگوشے ۔ قول عرب ہے من طال لحیتہ فقد نقص عقلہ بفرض محال تسلیم بہی کرلین کہ داڑہی بڑہانا فرض یا منڈانا حرام ہے تو اوسکا یہ جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذا حللتم فاصطادوا یعنے حرام سے

فارغ ہونے کے بعد شکار کرنا صیغۂ امر مین فرمایا گیا جو علامت فرضیت ہے لیکن جبکہ اسپر عمدرآمد نہوا سبب اسکا یہ ہے کہ یہ حکم طبایع پر موقوف رکہا گیا ہے کہ جی چاہے تو شکار کر۔ حاصل یہ کہ شریعت کے بعض احکام ایسے بہی ہوتے ہین جنکا نکرنا موجب عتاب شرعی نہین فرضیت یا حرمت قرآن ہی سے ثابت ہوسکتی ہے یا حدیث متواتر یا مشہور سے حرام فرض کے مقابلہ مین آتا ہے تو جب داڑہی منڈانا حرام ہوا تو رکہنا فرض ہوا مگر فرض کسی نے نہ لکہا ہ

زقرآن سخن گفت حرام وز حدیث ۔۔۔ سراز من نہ پیچد جز ابلہ خبیث

سخن راست گر تو گوئی ہے ۔۔۔ بدشت حقایق ہوئی ہے

پس اعفاے لحیہ چرا گوئی فرض ۔۔۔ تنت را خباثت مگر گشت مرض

گرا دیون کہ قرآن ہمی کامل است ۔۔۔ پس اعفاے لحیہ چرا مضمر است

انتہی۔ یہ قول ولید کا کیسا اور داڑہی منڈانے کا حکم کیا ہے بینوا توجروا

فتوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا للاسلام و وفقنا لاقتفاء اثار انبیائہ الکرام واجتناب اقذار الکفرۃ الانجاس الارجاس اللیام وافضل الصلوٰۃ والسلام علی سید الھادین الی سبیل السلام الذی اوتی القرآن ومثلہ معہ فی احکام الاحکام وان رغم انف الملحدین فی الدین المارد بن الطغام وعلی الہ واصحابہ المتادبین بادابہ الذین ادار وا بالقتل والاسر والقھر الراجح علی الجمع المقبوح المنبوح المحلوق اللحی من علوج الاروام ومجوس الاعجام فصلی اللہ تعالی علی الحبیب والہ مظاہر جمالہ وعلینا معھم الی یوم القیام

الجواب

رب انی اعوذبك من همزات الشیاطین واعوذ بك رب ان یحضرون ہ
قال ربنا تبارك وتعالی واعرض عن الجاھلین جاہلون سے منہ پھیرلے۔ ولید
پلید جسکی علمی لیاقت پر ماشاء اللہ خود اسی تحریر کا ایک ایک فقرہ گواہ۔
(۱) خاک بر سر مضامین الفاظ تک ٹھیک نہین نثر نثرہ نثار نظم نظم پروین
(۲) عبارت ماثبت ترکہ ترجمہ جسکی حرمت۔
(۳) اصل عبارت خود مضر مقصود کہ ترک حلق یقیناً قطعاً متواتر بلکہ عجب مضحکہ
خیز جہل وسفاہت کچھہ ازروے جالاکی کچھہ براہ جہالت۔ اصل حدیث حسن
متصل مسند کہ نہ صرف سنن ابی داؤد بلکہ صحیح مسلم وسنن نسائی وجامع ترمذی
وسنن ابن ماجہ ومسند امام احمد وغیرہا اجلۂ کتب معتمدۂ مشہورہ مین ام المومنین
عایشۂ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی کہ خود حضور پرنور سید المرسلین
صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہین دس چیزین اصل فطرت
وشرائع قدیمہ مستمرۂ انبیاے کرام علیہم الصلوۃ والتحیۃ سے ہین ازانجملہ لبین
کترو انی اور داڑہی بڑہانی یہ حدیث جلیل جسے امام مسلم نے اپنے صحیح مین تخریج
فرمایا امام ابوداؤد نے سکوت کیا امام ترمذی نے ھذا حدیث حسن کہا اسکی
وقعت چہپانے کو سند تو سند یہ بہی نقل نہ کیا کہ کسکی روایت ہے ام المومنین
کسکا ارشاد ہے حضور افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم دوسری حدیث کہ خود
نفس اسناد مین امام ابوداؤد نے اوسکی سند مین ارسال یا انقطاع کا پتا بتادیا
تہا تابعی تک رکھتے ہین تو مرسل ہوتی ہے صحابی تک پہونچاتے ہین تو منقطع ہوئی
جاتی ہے ناقل عاقل ابتدا سے اوسکی سند نقل کرلایا جب اسپر آیا صاف قطع کرکے
الی آخرہ کا پردہ چہپایا حالانکہ اہل علم کے نزدیک اسیقدر نقل اوسکا حال جاننے

کو بس تہی ارسال و انقطاع سے قطع نظر کیجئے خود سند مین سلمہ بن محمد مجہول اور علی بن جدعان شیعی ضعیف واقع اصل عبارت سنن ابی داؤد یون ہے حدثنا موسی بن اسمٰعیل و داؤد بن شبیب قالا ثنا حماد عن علی بن زید[۱] عن سلمۃ[۲] بن محمد بن عمار بن یاسر قال موسی عن ابیہ[۳] وقال داؤد عن عمار[۴] بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ان من الفطرۃ المضمضۃ والاستنشاق فذکر نحوہ ولم یذکر اعفاء اللحیۃ و زاد والختان الخ

(۶) پھر اس حدیث کو اوسکے مخالف سمجھنا کیسی جہالت ہے وہ اسمین تو خود من تبعیضیہ موجود ہے کہ فرمایا خصال فطرت سے بعض چیزین یہ ہین خود معلوم ہوا کہ بعض اور بھی ہین تو داڑھی بڑھانے کا اسمین ذکر نہ آیا حدیث ام المومنین کا کب مخالف ہو سکتا ہے اور یہ تو جاہلون سے کیا کہا جاے اہل علم جانتے ہین کہ ایسی جگہ عدد مین بھی حصر مقصود نہین ہوتا بلکہ اعانت ضبط و حفظ کے لئے صرف مذکورات کا شمار کرنا ولہذا ہم اس حدیث دوم کی زیادات یعنی ختان و انتضاح کو بھی خصال فطرت سے مانتے ہین اور حدیث اول کو باآنکہ اوسمین عدد مذکور ہے اوسکا نافی نہین جانتے عشر من الفطرۃ نہین الفطرۃ عشر ہوتا جب بھی زیادہ کے منافی نہ تھا ولہذا ابوبکر بن العربی نے شرح ترمذی مین خصال فطرت کا عدد تیس تک پہنچایا اتحاف السادۃ المتقین مین ہے مفہوم العدد لیس بحجۃ لانہ اقتصر فی حدیث ابی ہریرۃ علی خمس وفی حدیث ابن عمر علی ثلث وفی حدیث عائشۃ علی عشر مع ورود غیرہا وقد تقدم انہا ثلثۃ عشر واوصلہا ابوبکر بن العربی الی ثلثین فتاوای فقیر کے مجلد رابع مین مسئلہ وجوہ افضلیت حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور تفصیل بازغ دیکھنی ہو تو فقیر کا

[۱] ضعیف من الرابعۃ ۱۲ تقریب

[۲] مجہول من السادسۃ ۱۲ تقریب

[۳] مقبول من الثالثۃ ۱۲ تقریب

[۴] روایتہ عن جدہ مرسلۃ ۱۲ منہ

ملاحظہ کیجئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کبھی فرمایا فضلت
علی الانبیاء بست مین چھہ باتون پر تمام انبیا پر فضیلت دیا گیا مسلم عن ابی
ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ کہین فرمایا اعطیت خمسا لم یعطھن احد من قبلی
مجھے پانچ چیزین وہ عطا ہوئین کہ مجھہ سے پہلے کسی کو نہ ملین الشیخان
عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ ایک حدیث مین ہے فضلت علی الانبیاء
بخصلتین مین انبیا پر دو باتون مین فضیلت دیا گیا البزار عن ابی ھریرۃ
رضی اللہ تعالی عنہ دوسری مین ہے ان جبرئیل بشرنی بعشر لم یوتھن نبی قبلی
جبرئیل نے مجھے دس چیزون کی بشارت دی کہ مجھسے پہلے کسی نبی کو نہ ملین
ابن ابی حاتم وعثمان الدارمی وابو نعیم عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالی
عنہ طرفہ یہہ کہ ان سب احادیث مین نہ صرف عدد کہ معدود بھی مختلف ہین
کسی مین کچھہ فضایل شمار کئے گئے کسی مین کچھہ کیا یہ حدیثین معاذ اللہ باہم
متعارض سمجھی جائینگی یا دو یا دس مین حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
کی فضیلتین منحصر حاش للہ اونکے فضائل نامقصور اور خصائص نامحصور بلکہ
حقیقۃً ہر کمال ہر فضل ہر خوبی مین عموماً اطلاقاً اونہین تمام انبیا و مرسلین و
خلق اللہ اجمعین پر تفضیل تام و عام و مطلق ہے کہ جو کسیکو ملا وہ سب اونہین
ملا اور جو اونہین ملا وہ کسیکو نہ ملا ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ؛
بلکہ انصافاً جو کسیکو ملا آخر کس سے ملا کس کے ہاتھہ سے ملا کسکے طفیل مین ملا
کس کے پرتو سے ملا وہی اصل ہر فضل و منبع ہر جود و سر ایجاد و تخم وجود
سے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ع فانما اتصلت من نورہ بھم
انما مثلوا صفاتک للناس کما مثل النجوم الماء ؛ یہہ تقریر فقیر نے

عباس خمس کلھا فی الرأس دیکھکر سفہا کو سودا نہ اوچھلے۔

(۷) کمال سفاہت یہ کہ ایک سند کے سب راویون کو جدا جدا شمار کر کے حکم لگا دیا ان نودس رواۃ نے یون روایت کی حالانکہ سلسلہ سند مین اگر یکے از دیگرے ہزار تک عدد رواۃ پہنچے تو وہ ایک ہی راوی کے روایت ہے اوسمین تعدد نہین ہو سکتا جبتک مرتبہ واحد مین متعدد راوی نہون ورنہ سند عالی سے نازل اشرف ہو خصوصاً اون کے نزدیک جو کثرت رواۃ سے ترجیح مانتے ہین حالانکہ یہ بالبداہۃ باطل وہ تو خیر گذری کہ یہ شخص خود سلسلہ تک کوی سند متصل نرکھتا تھا ورنہ آپ سمیت کوی بیس چالیس گن دیتا کہ اتنے راویون نے اعفاء کرنکیا۔

(۸) کچھ پڑھا لکھا ہوتا تو اپنی ہی نقل کردہ عبارت دیکھتا کہ ابو داؤد نے لم یذکر اعفاء اللحیۃ بصیغہ واحد فرمایا ہے کہ اس راوی نے اعفاء لحیہ کا ذکر نکیا یا لم یذکروا بصیغہ جمع۔ ظاہرا اپنی نقل مین جو لم یذکر و اعفاء اللحیۃ واقع ہوا داو عاطفہ کو واو جمع سمجھا اور سابق و لاحق کے تمام صیغ مفردہ ذکر زاد قال لم یذکر سے آنکھین بند کر کے صاف لم یذکروا بنا لیا کہ تمام درجات سند کو شامل ہو۔

(۹) لطیف تر یہ کہ ان سب رواۃ سے یہ روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس حدیث مین داڑھی بڑھانے کا ذکر نکیا بعلم بیچارہ قولھم کے معنے بھی نہین جانتا اور ناحق و ناروا آثار موقوفہ و مقطوعہ کو قول رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ٹھہرائے دیتا ہے ابن عباس صحابی ہین اور مجاہد و بکر و طلق تابعین یہ آثار خود انہین حضرات کے اپنے قول ہین نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ارشاد۔ تنبیہ طلق سے اونکا قول بھی دو نون طرح مروی نسائی نے بسند صحیح اون سے دس کا مل روایت کین جنمین وتوفیر اللحیۃ موجود

(۱۰) لطف بر لطف یہ کہ ان سب نے اوسکی جگہ مانگ روایت کی اللہ اللہ اتنا بے ادراک اور ایسا بے باک ذرا کسی نے علم سے عبارت ابی داؤد کا ترجمہ کرا کر دیکھے کہ وہ مانگ کا ذکر صرف اثر ابن عباس مین بتاتے ہین یا ان سبکی روایت یہی ٹھہراتے ہین بعلیم کے نزدیک گویا عدم ذکر اعفاء لحیہ کے معنی ہی یہ ٹھہرے ہین کہ اوسکی جگہہ مانگ کا ذکر کیا۔

(۱۱) جب جہالت کی یہ حالت تو اسکی کیا شکایت کہ اپنے اس زعم باطل پر فرق و اعفا کا ذکر و شمار مین تبادل سمجھکر دونون کا حکم یکسان ٹھہرادیا ایسا ہوتا بھی تو اوسکا حاصل صرف اتنا نکلتا کہ جس بات کا یہان تذکرہ ہے یعنی خصال فطرت سے ہونا اسمین دونون شریک ہین نہ یہ کہ سب احکام مین یکسان ہین عمدۃ القاری و فتح الباری و ارشاد الساری شروح صحیح بخاری وغیرہا کتب کثیرہ مین ہے واللفظ للخطیب ھذہ الخصال منہا ھو واجب کالختان وما ھو مندوب ولا مانع من اقتران الواجب لغیرہ کما قال تعالٰی کلوا من ثمرہ اذا اثمر وآتوا حقہ یوم حصادہ فایتاء الحق واجب والاکل مباح

(۱۲) پھر چالاکی یہہ کہ اسکے متصل جو امام ابو داؤد نے دوسری حدیث مرفوع حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ایک اثر امام ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ذکر کیا کہ انمین بھی داڑھی بڑہانے کو شمار فرمایا نقل عاقل اوسے اوڑا گیا عبارت سنن یہہ ہے وفی حدیث محمد بن عبد اللہ بن ابی مریم عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واعفاء اللحیۃ وعن ابراھیم النخعی نحوہ وذکر اعفاء اللحیۃ والختان (۱۳) کمال جہالت دیکھئے کہ اپنے مقام اجتہاد سے تنزل کرکے داڑھی بڑہانے کو فرض منڈانے کو حرام تسلیم کرتا اور اس تسلیم کی تقدیر پر امرا باحت کے لئے ہونے سے جواب دیتا ہے بے عقل سے کون کہے کہ جب حرمت تسلیم

پہر اباحت کہان (۱۴-۱۵-۱۶) اللہ عزوجل کے پاک مبارک رسولون سے
استہزا اونہین بے اعتدالی کا مرتکب بتانا شرع مطہر کو بے اعتدالیون کا پسند کرنی
والا ٹہرانا سیدنا موسیٰ کلیم اللہ و ہارون نبی اللہ علیہما الصلوۃ والسلام کی نسبت
وہ ملعون الفاظ کہ دشمن نے بڑی داڑہی الخ ہارون علیہ الصلوۃ والسلام کی ریش
مطہر بڑی ہونا قرآن عظیم سے ثابت جانکر پہر وہ ناپاک ملعون شعر دیتین بال پر اعتدال
بند اور شریعت و انبیا کو بڑہانا پسند۔ ان باتون کا جواب کفرستان ہند مین
کیا ہوسکتا ہے مگر صبح قیامت قریب ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۵
قل اباللہ و اٰیتہ و رسولہ کنتم تستہزءون ۵ والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب
الیم ۵ جب جہل وجہالت و شیوۂ جاہلیت و بیقیدی و جرأت کی یہ نوبت تو کلام
و خطاب کا کیا محل اور حق کی حضور گردن جہکانے کی کیا امل مگر قرآن عظیم نے جہان
اعراض کا حکم بتایا فاصدع بما تؤمر ولتبیننہ للناس بہی ارشاد فرمایا لہذا
ایضاح حق و ازاحت باطل و استیصال شبہات و استحصال دلائل کے لئے یہہ چند
تنبیہین مکتوب اور مسلمانون کے حق مین حضرت حق سے حق پر استقامت مطلوب
وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ اُنیب **تنبیہ اول** مسلمانو تمہارے
رسول اکرم سید عالم عالمِ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب عزوجل نے علم اولین
و آخرین عطا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم اوتارا۔
تبیانا لکل شیئ ہر چیز کا روشن بیان تفصیل کل شیئ ہر چیز کی کامل شرح
ما فرطنا فی الکتب من شیئ ہمنے کتاب مین کچہ اوٹہا نرکھا۔ اوسمین تمام احکام جزئیہ
تفصیلیہ ہی نہین بلکہ ازلاً ابداً جمیع کوائن و حوادث بالاستیعاب موجود ہین۔
امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے مروی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہین کتاب اللہ فیہ نباء ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم

قرآن اوسمین خبر ہے ہر اوس چیز کی جو تم سے پہلے ہے اور ہر اوس شئے کی جو بعد تمہارے ہے اور حکم ہے ہر اوس امر کا جو تمہارے درمیان ہے رواہ الترمذی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہین لوضاع لی عقال بعیر لوجدتہ فی کتاب اللہ اگر میرے اونٹ کی رسی گم جاے تو مین قرآن عظیم مین اوسے پاؤن ذکرہ ابن ابی الفضل المرسی نقل عنہ فی الاتقان امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین لوشئت لاوقرت من تفسیر الفاتحہ سبعین بعیرا مین چاہون تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھروا دون۔ ایک اونٹ کے من بوجھ اوٹھاتا ہے اور ہر من مین کئی ہزار اجزا حساب سے تقریباً پچیس لاکھ جز آتے ہین یہ فقط سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے پھر باقی کلام عظیم کی کیا گنتی پھر یہ علم علم علی ہے اسکے بعد علم عمر اور سب کے بعد علم صدیق کی باری ہے ذہب عمر بتسعۃ اعشار العلم عمر علم کے نو حصہ لیگئے کان ابوبکر اعلمنا ہم سب مین زیادہ علم ابو بکر کو تھا۔ پھر علم نبی تو علم نبی ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غرض قرآن عظیم و فرقان کریم مین سب کچھ ہے جسے جتنا علم اوتنی ہی فہم جسقدر فہم اوسیقدر علم وتلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العلمون کہاوتین ارشاد تو سب کیلئے ہوے ہین پر اونکی سمجھ اونہین کو ہے جو علم والے ہین پھر علم کے مدارج بیحد متفاوت و فوق کل ذیعلم علیم عالم امکان مین نہایت نہایات حضور سید الکائنات علیہ وعلی آلہ افضل الصلوات والتحیات ولہذا ارشاد ہوا انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ تو حضور کا جو کچھ حکم جو کچھ راے جو کچھ طریقہ جو کچھ ارشاد ہے سب قرآن عظیم سے ہے ان الی ربک المنتہی سب قرآن عظیم مین ہے ان ھو الا وحی یوحی مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے علم تام و شامل سے جانا کہ آخر زمانہ مین کچھ بددین مکابر بدلگام فاجر ایسے آنے والے ہین کہ ہمارا جو حکم اپنی اندھی آنکھون سے بظاہر قرآن عظیم مین نپائینگے منکر

ہوجائینگے بلکہ کذبوا بما لم یحیطوا بعلمه ولما یاتھم تاویله کذلک کذب الذین من قبلھم فانظر کیف کان عاقبة الظالمین لہذا حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے صاف ارشاد فرمادیا الا انی اوتیت القرآن ومثله معه الا یوشک رجل شبعان علی اریکته یقول علیکم بھذا القرآن فما وجدتم فیه من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیه من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ سن لو مجھے قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اوسکا مثل۔ خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو اسمیں جو حلال پاؤ اوسے حلال جانو جو حرام پاؤ اوسے حرام مانو حالانکہ جو چیز رسول اللہ نے حرام کی وہ اوسیکی مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی رواہ الائمة احمد والدارمی وابوداود والترمذی وابن ماجة بالفاظ متقاربة عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالی عنہ اور فرماتے ہین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا الفین احدکم متکئا علی اریکته یاتیه الامر من امری مما امرت به اونھیت عنه فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ خبردار مین نپاؤن تم مین کسیکو اپنے تخت پر تکیہ لگائے کہ میرے حکم سے کوئی حکم اوسکے پاس آئے جسکا مین نے امر فرمایا یا اوس سے نہی فرمائی ہو تو کہنے لگے مین نہین جانتا ہم تو جو کچھ قرآن مین پائینگے اوسیکی پیروی کرینگے رواہ احمد وابوداود والترمذی وابن ماجة والبیھقی فی الدلائل عن ابی رافع رضی اللہ تعالی عنہ اور ایک حدیث مین ہے حضور والا صلواۃ اللہ تعالی وسلامہ علیہ نے فرمایا ایحسب احدکم متکئا علی اریکته یظن ان اللہ لم یحرم شیئا الا ما فی ھذا القرآن الا وانی واللہ قد امرت ووعظت ونھیت عن اشیاء انھا لمثل القرآن او اکثر کیا تم مین کوئی اپنے تخت پر تکیہ لگائے گمان کرتا ہے کہ اللہ نے بس یہی چیزین حرام کی ہین جو قرآن مین لکھی ہین سن لو خدا کی قسم مین نے حکم دئے اور نصیحتین فرمائین اور بہت چیزون سے منع فرمایا کہ وہ قرآن کی حرام فرمائی اشیا

کے برابر بلکہ بشبر ہین رواہ ابوداؤد عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اس منکر کا داڑہی بڑہانے کے حکم کو کہنا قرآن مین کہین نہین اور اسی بنا پر احادیث
صحیحہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کہکر رد کر دینا کہ داڑہی بڑہانا اخلاق
مین ہوتا تو قرآن مین کیون نہ آتا وہی بیٹ بہرے بہکرے بے نصیب بے بہرے کی
بات ہے جسکی پیشین گوئی حضور عالم ماکان وما یکون فرما چکے صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سچ فرمایا رب جل وعلا نے فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك فیما شجر بینہم ثم
لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما قرآن عظیم مین قسم کہا کر فرماتا
ہے کہ اے نبی جبتک تیری باتین دل سے نہ مان لین ہرگز مسلمان نہون گے طوطے کی
طرح زبان سے لاکہہ کلمہ رٹے جائین کیا ہوتا ہے۔

تنبیہ دوم مسلمانون یہ گمراہ قوم جنکی پیشین گوئی احادیث مذکورہ مین گزری
صرف حدیثون ہی کے منکر نہین بلکہ حقیقۃً قرآن عظیم کو عیب لگانے والے اور دین
متین کو ناقص و ناتمام بتانے والے ہین حدیثین تو یون چہوڑین کہ انبیا صرف
درستی اخلاق کے لئے آتے ہین حدیثون کی باتین اخلاق سے ہوتین تو قرآن
مین کیون نہ آتین ورنہ قرآن اخلاقی احکام سے خالی اور دین ناقص ٹہرتا ہے
جب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثین یون بیکار گئین پہر اورکسیکی بات
کا کیا ذکر فبای حدیث بعدہٗ یومنون اب گنتی کے وہ احکام رہ گئے جنکی صاف
صریح تصریح کتاب اللہ مین ہے اون کے سوا سب اخلاق سے خارج تہذیب
اخلاق کے ہزارون احکام جنمین کوی ذی عقل نزاع نکرسکے معاذ اللہ اسلام کے
نزدیک مہمل و معطل اور تمام دین باطل و مختل مثلاً مردون کا داڑہی بڑہا کر منڈہا کر
بال بڑہا کر چوٹی گندہوا کر ہاتھ پاؤن مین مہندی رچا کر زنانے کپڑے گوٹے ٹہپے
مصالے کے پہنکر سر سے پاؤن تک جڑاؤ گہنون سے بن ٹہن کر ہزارون ننگے

مجمع مین ناچنا بہاؤ بتانا کس آیت مین حرام لکھا ہے اعضاے رجولیت کٹا کر زنخہ بننا ناک بہ اونگلی رکھکر تالیان بجانا کس سورت مین منع آیا ہے وعلی ہذا القیاس ہزارون افعال وسواس الخناس - اب منکر مستکبر سے پوچھا جاے کہ ان افعال اور اون کے امثال کو معاذ اللہ ملت اسلام مین حلال بتا کر دین کو عیاذا باللہ سخت بیہودہ و ناہنجار بنائیگا یا شرما شرمی حرام ٹھہرا کر نصوص قرآنیہ خالی پاکر معاذ اللہ قرآن عظیم کو ناقص و ناتمام بتائیگا ایسے حضرات کی تمام جدید تحقیقات شنیعہ کا اندرونی بخار وہی یادریون کو خفیہ اعانت دینا اور دین متین کا مضحکہ اوڑانا ہوتا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون بہت اچھا اگر داڑہی منڈانا حرام نہین کہ قرآن عظیم مین اوسکے احکام نہین توجہان اوسیر عمل ہے یہ پوری شرافت کے افعال بھی برت کر دکھاوین کہ اونکی تحریم بھی قرآن مین کہین نہین پوری ہی گاے نکہاے کہ دین نیچر کے کامل مین کہلاے اچھا انہی قرآن مین کہین ناک کٹانا بھی حرام نہین لکھا الانف بالانف مین دوسرے کی ناک کاٹنے پہ سزا ہے اپنی قطع کرانے کا ذکر کیا ہے ایک کانکر دوسری کہان سے لاے گا کہ الانف بالانف کا محل پائیگا جہان داڑہی منڈائی ہے یہ اونچی گوٹ آنکھون کی اوٹ جس نے ناحق چہرہ ناہموار کر رکھا ہے اسے بھی دہنا بتائین لوگ چار ابرو کا صفایا بولتے ہین یہ پانچون کا نٹھ کیست ہو جائین خیر آپ اسپر عمل نکرین مگر آپکی تحریر تو ضرور ہانکے پکارے کہیگی کہ دین اسلام ایسا ناقص دین ہے جسمین ناک کٹانا حرام نہین یا قرآن عظیم ایسی کتاب ہے جسمین ایسے جرمون پر کچھ الزام نہین -

تنبیہ سوم منکر مستکبر کا اثبات حرمت مین قرآن عظیم کے ساتھ حدیث متواتر و مشہور کا نام لے دینا محض عیاری و دنیا سازی یا عجب کورانہ تناقض بازی ہے ہم پوچھتے ہین بیا جو کسی حدیث متواتر یا مشہور مین آے قرآن عظیم

مین بہی موجود ہے یا نہین اگر ہے تو حدیث کی کیا حاجت اور اس تردید سے
کیا منفعت اور اگر نہین تو اب پوچہا جائیگا کہ وہ حکم واقعی اخلاق ہے یا نہین اگر ہے
تو قرآن عظیم احکام اخلاق سے خالی اور دین معرض نقص و بیکیالی - اور نہین
تو تمہارا مطلب حاصل کہ ایسے حکم کا شرعی ہونا باطل بہت ہو تو مچہلی کا سا شکار
سہی حرمت فرضیت کسنے کہی - مسلمانون دیکہتے جاؤ کہ ان حضرات کے تمام خیالات
کا حاصل بے حاصل وہی ابطال شرع مطہر و اکمال بیقیدی اہل نیچر ہے ولبس
وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون -
تنبیہ چہارم بعینہ اسی دلیل سے اجماع بہی باطل پہر قیاس کس گنتی
شمار مین رہے اوامر قرآنیہ منکر نے اذا حللتم فاصطادوا سے اونکا جواب بہی
گڑہ دیا ہر امر مین یہی احتمال قایم کیا معلوم کہ یہ اونہین احکام مین سوجنکا نکرنا عقاب
درکنار موجب عتاب بہی نہین پہر ایک یہی چلتا فقرہ تمام نواہی قرآنیہ کو بہی
بس ہے کہ جسطرح امر کبہی اباحت کیلئے ہوتا ہے یونہی نہی بہی ارشادی ہوتی
ہے غرض ایک ہی کرشمے مین شریعت محمدیہ کے تمام اوامر و نواہی بیکار و معطل
ہوکر رہگئے - سچ ہی انسانی آزادی اسیکی منادی قید ملت کہانکی علت مگر افسوس
یہ آنکہون کے اندہے عقل کے اوندہے سمجہے کہ آزاد ہوے اور حقیقت دیکہو تو
برباد ہوے اللہ واحد قہار کی بندگی سے سر نکالا اور ابلیس لعین کا پٹا گلے مین
ڈالا بندگی تو پہر حال رہی اللہ کی نہین ابلیس کی سہی ع ببین کہ از کہ بریدی
وبا کہ پیوستی - **تنبیہ پنجم** مخالفت مشرکین کے وہ معنی لینا اور داڑہی
رکہنے منڈانے دونون مین مخالفت بتانا کلام پاک حضور سید لولاک صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم سے کہلا استہزا و تسخر ہے اللہ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم کا ارشاد اطہر اور ایک ناپاک بیباک بے تمیز بے ادراک کا کہنا کہ

فیہ نظر دیدہ و دانستہ بازیچہ بنانا یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون
کا شیوہ دکھانا۔ **اولاً** دنیا مین کون اندھے سے اندہا خلاف مشرکین کا
یہ مطلب سمجھیگا کہ مشرکین روٹی کہاتے ہین تم بہوکے رہو وہ پانی پیتے ہین تم پیاسے
مرو خلاف مشرکین شعار مشرکین مین سے ہے نہ یہ کہ کوئی مشرک ہمارے بعض افعال
اختیار کرے یا جس فعل کو ہماری شرع مطہر نے پسند فرمایا وہ کسی فرقہ مشرکہ
سے بہی واقع ہو تو ہم چہوڑ دین **ثانیاً** یہی معنی مراد ہوتے تو معاذ اللہ حکم
کسقدر فضول و مہمل تہا جو بات ایک کام کرو تو بہی حاصل نہ کرو تو بہی حاصل
اوس کے لئے اس کام کا حکم دینا تحصیل حاصل **ثالثاً** ترجیح بلا مرجح اسکے
عکس کا کیون نہ حکم ہوا کہ خلاف مشرکین اوسمین بہی تہا۔ **رابعاً**
بلکہ ترجیح مرجوح کہ داڑہی منڈے مشرک مہینون کی راہ دور ایران وغیرہ مین
تہے اور داڑہی والے اہل عرب اپنے ہی وطن اپنے ہی شہرون مین تو خلاف
مشرکین انہین کے خلاف مین ظاہر ہوتا یون تو کوئی ایرانی کبہی اتفاق سے آجاتا
تو اپنی مخالفت پاتا پہر بہی خلاف مذہبی سمجہتا بلکہ قومی و ملکی کہ اس ملک کے سلم
کا فرسب کو اپنے خلاف دیکہتا۔ **خامساً** اللہ اکبر اگر حدیث فقط اسقدر ہوتی
کہ **خالفوا المشرکین** مشرکون کا خلاف کرو تو شاید کسی کچے جنونی پکے مجنونی
کو ایسے جنون جاگتے مجنون لے بہاگتے مگر حدیث مین تو صراحتاً خود اوس خلاف
کی شرح فرمادی تہی کہ **احفوا الشوارب واعفوا اللحی** مشرکین کا یون خلاف
کرو کہ لبین ترشواؤ اور داڑھیان بڑہاؤ اس کے یہ معنی لینا کہ چاہے ان کا
خلاف کرکے بڑہاؤ خواہ اونکی مخالفت کرکے منڈاؤ کیسی کھلی تحریف اور کیسا
صریح استہزا ہے اللہ اکبر مصطفی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی وسعت علم
جس طرح عجائب قرآن عظیم غیر متناہی ہین یون ہی عجائب حدیث کی حد نہین

کریمۂ الانزو واز رۃ وزر اخری وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کے لطایف سے امام جلال الدین سیوطی نے شمار فرمایا کہ دونون جملے دو مشکل مسائل مختلف فیہا کا فیصلہ فرماتے ہین پہلا مسئلہ اطفال مشرکین اور دوسرا مسئلہ اہل فترت پر دلیل شافی ہے ان دونون کا ایک جگہ ارشاد ہونا نظم قرآنی کے عجائب دقیقہ سے ہے ذکرہ فی رسالۃ التعظیم فی الابوین الکریمین فقیر کہتا ہے امام احمد و طبرانی و ضیا نے ابو امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین تسرولوا واتزروا وخالفوا اہل الکتاب قصوا سبالکم ووفروا عثانینکم وخالفوا اہل الکتاب پاجامہ پہنو اور تہ بند باندھو اور یہود و نصارے کا خلاف کرو اور لبین تراشو اور داڑھیان وافر کرو یہود و نصارے کا خلاف کرو۔ یہود و نصارے کے یہان ستر کچھ ضروری نہین اون کی قومین اب تک ننگے نہانے کی عادی ہین حدیث مین ان دو جملون کا ایک جگہ ارشاد ہونا ایسے گمراہون گمراہ پرستون کے جنون کا کافی علاج ہے جسطرح داڑھی مین مخالفت اہل کتاب کی وہ معنی تراشی یون ہی پاجامہ و تہ بند مین یہی مطلب بہانے کہ بہت اہل کتاب ستر عورت کرتے بھی ہین تو چاہے اوس عادت کا خلاف کر کے پاجامہ پہنو چاہے اوسکی مخالفت سے ننگے پھرو اور پورے مہذب جنٹلمین بنو وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

تنبیہ ششم فرض و واجب اور اسیطرح حرام و مکروہ تحریمی مین فرق دربارۂ اعتقاد ہے کہ فرض و حرام کا منکر کافر ٹھہرتا ہے اما مطلقا کما علیہ ظواھر کلمات الفقہاء الامجاد او علی تفصیل فیہ کما علیہ الاعتماد بخلاف اخیرین۔ مگر عمل مین دونون کا ایک حکم مخالفت مین گناہ و اثم امتثال مین رجاے ثواب خلاف مین استحقاق غضب و عذاب کما صرح بہ فی کل کتاب ـ

اہل اسلام اپنے رب کے غضب سے ڈرین اور ان گمراہان گمراہ گر کی چرب زبانیون پر
توجہ نکرین بالفرض اصطلاح حنفی مین فرض یا حرام کا اطلاق نہوا تو یہ فرق
اصطلاحی تمہارے کس کام آئیگا جبکہ غضب جبار و عذاب نار کا استحقاق بہرحال موجود
والعیاذ باللہ الغفور الودود یقین جانو اوس دن کوئی داڑہی منڈا واحد قہار
کے حضور تمہارا حمایتی نہ بنیگا وہ آپ ہی بھڑکائی آگ مین جلے بھنے گا آیندہ اختیار
بدست مختار مسلمانو اسکی ٹہیک مثال یہ ہے کہ کوئی گندا ناپاک بھینس کا گوبر گدہے
کی لید کھایا کرے جب اوس سے کہا جاوے تو (۰۰) کھاتا ہے کہے اسے (۰۰)
نہین کہتے یہ تو لید و گوبر ہے اوس نجس سے یہی کہا جائیگا کہ یون ہی کہے مگر ہر
ہر طرح تیرے منہہ مین تو گندگی رہی ۔ مسلمانو مکروہ تحریمی گناہ صغیرہ سہی مگر ہر صغیرہ
بعد اصرار کبیرہ اور ہلکا جانتے ہی فوراً اشد کبیرہ حدیث مین ہے حضور سید عالم
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین لا صغیرۃ علی الاصرار رواہ فی مسند الفردوس
عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما پھر یہ ظالمین براہ چالاکی حرام حرام کی اصطلاح
لئے ہوے ہین حقیقۃً مباح محض و شیر مادر جانتے ہین جب تو اذا حللتم فاصطادوا
کی مثال اور عقاب درکنار عتاب بہی نہونے کا خیال ہے شیطان کے بڑہاوے
ایسے ہی ہوتے ہین یعدہم و یمنیہم وما یعدہم الشیطن الا غرورا
انتباہ سناگیا کہ اس منکر مستکبر کیطرح کوئی اور حضرت بہی اس مسئلہ مین
مخالفت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم برتتے ہین اسنے اباحت محضہ کا
ڈانڈا ایک اور اپنے زور زور مین اور راہ چلے ہین کہ داڑہی منڈانا حرام نہین
اور مکروہ تحریمی مین خود اختلاف ہے کہ وہ حرمت سے قریب ہے یا حلت سے
نزدیک ۔ مسلمانو راہ فریب سے دور لا یغرنکم باللہ الغرور یہ ان قائل
صاحب کا محض افترائے گندہ و ایجاد بندہ ہے آجتک جہان مین کسی عالم نے مکروہ

تحریمی کو قریب بحلت نہ بتایا تمام کتب مذہب موجود ہین حضرات شیخین و امام محمد رضی اللہ تعالی عنہ مین یہہ اختلاف بتایا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک مکروہ تحریمی عین حرام ہے اور اونکے نزدیک اقرب بحرام تنویر الابصار وغیرہ عامہ اسفار مین ہے کل مکروہ حرام عند محمد وعندھما الی الحرام اقرب اور عند التحقیق یہ بھی صرف اطلاق لفظ کا فرق ہے معنی سب کا ایک مذہب خود امام محمد رحمہ اللہ تعالی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے ناقل کہ اونہون نے امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ سے عرض کی اذا قلت فی شیئ اکرھہ فما رایك فیہ جب آپ کسی شیئ کو مکروہ فرمائین تو اوسمین آپکی کیا رائے ہوتی ہے قال التحریم فرمایا حرام ٹھہرانا ذکرہ فی رد المحتار عن شرح التحریر للامام ابن امیر الحاج عن مبسوط الامام محمد رحمھم اللہ تعالی تنبیہ هفتم آیات قرآنیہ مین حق فرمایا ہمارے رب جل وعلا نے فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ہے یون کہ آنکھین نہین اندہی ہوتین بلکہ وہ دل اندہے ہوتے ہین جو سینون مین ہین۔ ان بے بصیرتون کو اگر کبہی کھلی آنکھون سے قرآن عظیم کی زیارت نصیب ہوتی تو جانتے کہ داڑہی بڑہانے کی طرف ارشاد اوسمین ایک دو نہین بلکہ بکثرت آیات کریمہ مین موجود ہے اوسمین دو طریق ہین اول طریق عموم یہ دو وجہ پر ہے وجہ اول کہ صحابہ کرام وائمہ اعلام رضی اللہ تعالی عنہم امثال مقام مین استعمال فرماتے رہے آیت ۱ قال اللہ عز وجل ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا جو کچھ یہہ رسول کریم تمہین دے اختیار کرو اور جس سے منع فرمائے باز رہو آیت ۲ قال تعالی قل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم اے نبی مومنین سے فرمادے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اوسکے رسول کی اور اپنے علما کی آیت ۳ قال عز وجل من

یطع الرسول فقد اطاع اللہ جو رسول کے فرمانے پر چلا اوسنے اللہ کا حکم مانا۔
رب تبارک و تعالی ان آیات اور اون کے امثال مین نبی کا حکم بعینہ اپنا حکم اور نبی کی
اطاعت بعینہ اپنی اطاعت بتاتا ہے تو تمام احکام کہ احادیث مین ارشاد ہوے سب قرآن
عظیم سے ثابت ہین جو اخلاقی حکم حدیث مین ہے کتاب اللہ اوس سے ہرگز خالی نہین
اگرچہ بظاہر تصریح جزئیہ ہماری نظر مین نہو احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی
و ابن ماجہ سب ائمہ اپنی مسند و صحاح مین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ
سے راوی کہ اونہون نے فرمایا لعن اللہ الواشمات والمستوشمات و المتنمصات
و المتفلجات للحسن المغیرات لخلق اللہ اللہ کی لعنت بدن گودنے والیون اور
گدوانے والیون اور منھ کے بال نوچنے والیون اور خوبصورتی کے لئے دانتون
مین کھڑکیان بنانے والیون اللہ کی بنائی چیز بگاڑنے والیون پر۔ ایک بی بی یہہ سنکر
خدمت مبارک مین حاضر ہوئین اور عرض کی مینے سنا ہے آپ نے ایسی ایسی عورتون
پر لعنت فرمائی فرمایا مالی لا العن من لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
ومن ھو فی کتاب اللہ مجھے کیا ہوا کہ مین اوسپر لعنت نکرون جسپر رسول اللہ صلعم
نے لعنت فرمائی اور جسکا بیان قرآن عظیم مین ہے اون بی بی نے کہا مین نے
قرآن اول سے آخر تک پڑہا اوسمین کہین اسکا ذکر نپایا فرمایا ان کنت قرأتیہ
لقد وجدتیہ اگر تمنے قرآن پڑہا ہوتا تو یہ بیان اوسمین ضرور پاتین۔
اما قرأت ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا کیا تمنے
یہ آیت نہ پڑہی کہ جو رسول تمہین دے وہ لو اور جس سے منع فرماے باز رہو
اونہون نے عرض کی ہان فرمایا فانہ قد نھی عنہ تو بیشک نبی صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم نے ان حرکات سے منع فرمایا۔ منکر دیکھے کہ اوسکا خیال وہی اون بی بی کا
خیال اور ہمارا جواب بعینہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا جواب ہے یا نہین۔

یہ لی لی ام یعقوب ۔ اسعد یہ ہین کبار تابعین و ثقات صالحات سے ہونے مین تو
کلام نہین اور حافظ الشان نے فرمایا صحابیہ سے معلوم ہوتی ہین بہر حال
اون کی فضیلت و صلاح قبول حق پر باعث ہوی سمجھہ لین اور اس کے بعد خود
اس حدیث کو حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتین کما رواہ
البخاری من طریق عبد الرحمن بن عابس عنہا عنہ رضی اللہ تعالی عنہما
ابنائے زمانہ سے گزارش کرنی چاہیئے کہ ع دلا مردانگی زین زن بیاموز
ے ولکن الهدایة لن تنالا ۞ بلا فضل من المولی تعالی ۞ ایک بار
عالم قریش سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ نے مکہ معظمہ مین فرمایا مجھسے جو چاہو
پوچھو مین قرآن سے جواب دونگا کسی نے سوال کیا احرام مین زنبور کو قتل کریگا
کیا حکم ہے فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم ما اتکم الرسول فخذوہ
وما نہکم عنہ فانتھوا اللہ عزوجل نے تو یہ فرمایا کہ ارشاد رسول پر
عمل کرو وحدثنا سفین بن عیینہ عن عبد الملک بن عمیر عن ربعی
بن خراش عن حذیفة بن الیمان عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
انه قال اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر اور رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم سے ہمین حدیث پہونچی کہ حضور نے فرمایا اون دو کی پیروی کرو
جو میرے جانشین ہونگے ابو بکر و عمر وحدثنا سفین بن مسعر بن کدام
عن قیس بن مسلم عن طارق بن شہاب عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی
عنہ انه قال یقتل المحرم الزنبور اور ہمین امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے
حدیث پہونچی کہ اونہون نے احرام باندھے ہوئے کو قتل زنبور کا حکم دیا ذکرہ الامام
السیوطی فی الاتقان وجہ ثانی ۔ اقول وباللہ التوفیق آیت ۴ قال جل ذکرہ
لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر

وذکراللہ کثیرا ۰ البتہ بیشک تمہارے لئے رسول اللہ کے چال طریقہ مین اچھی
ریت ہے اوسکے لئے جو ڈرتا ہو اللہ اور پچھلے دن سے اور بہت یاد کرے اللہ تعالیٰ
اس آیۂ کریمہ مین مولے جل وعلا اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے طریق محمود روش
پر چلنے کی ہدایت فرماتا اور مسلمانون کو یون جوش دلاتا ہے کہ دیکھو ہماری یہ بات
وہ مانیگا جسکے دل مین ہمارا خوف ہماری یاد ہے جسے امید قیامت سے دہشت ہو گی اور
موافق مخالف حتی کہ نصاریٰ ویہود مجوس وہنود تمام جہان جانتا ہے کہ اوس سرور
جہان وجہانیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت دائمہ مستمرہ داڑھی رکھنی تھی جسپر تمام
عمر مداومت فرمائی محافظت فرمائی تاکید فرمائی ہدایت فرمائی معاذ اللہ کبھی تجویز
خلاف نے گنجایش نپائی - ہم یہان بعض احادیث حلیۂ کریمہ یاد کرین کہ ذکر حبیب
نور عین وسرور جان وشادابی دل وسیرابی ایمان ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم **حدیث** ۱ - جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کان رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثیر شعر اللحیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
ریش مبارک مین بال کثیر وانبوہ تھے رواہ مسلم وعنہ عند ابن عساکر
کثیر شعر الراس واللحیۃ **حدیث** ۲ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
ہین کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فخما مفخما یتلالؤ وجہہ تلالؤ
القمر لیلۃ البدر ازہر اللون واسع الجبین کث اللحیۃ حبیب صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم عظمت والے نگاہون مین عظیم دلون مین معظم تھے چہرہ مبارک ماہ دو ہفتہ
کی طرح چمکتا جگمگاتی رنگت کشادہ پیشانی گھنی داڑھی رواہ الترمذی فی الشمائل
والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی الشعب ورواہ ایضا الرویانی والبیہقی
فی الدلائل وابن عساکر فی التاریخ **حدیث** ۳ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ فرماتے ہین بابی وامی کان ربعۃ ابیض مشربا بحمرۃ کث اللحیۃ

میرے ماں باپ اون پر قربان میانہ قد تھے گورا رنگ حسین سرخی جھلکتی گھنی داڑہی
رواہ ابن عساکر عن ابی ھریرۃ عنہ رضی اللہ تعالی عنہما حدیث ۴
وہی فرماتے ہین رضی اللہ تعالی عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
ضخم الھامۃ عظیم اللحیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا سر مبارک
بزرگ اور ریش مطہر بڑی تھی رواہ البیھقی حدیث ۵ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابیض اللون مشربا حمرۃ
ادعج العینین کث اللحیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا رنگ گورا سرخی
آمیز آنکھین بڑی خوب سیاہ داڑہی گھنی حدیث ۶ انس رضی اللہ تعالی
عنہ نے فرمایا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم احسن الناس
قواما واحسن الناس وجھا واطیب الناس ریحا والین الناس کفا و
کانت لہ جمۃ الی شحمۃ اذنیہ وکانت لحیتہ قد ملأت من ھھنا
الی ھھنا وامر یدیہ علی عارضیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
کے جسم پاک کی بناوٹ تمام جہان سے بہتر چہرہ تمام عالم سے خوشتر مہک
سارے زمانہ سے خوشبوتر۔ ہتھیلیان سب لوگون سے نرم تر بال کانون کے
لوتک (پھر اپنے رخسارون پر اشارہ کرکے بتایا کہ) ریش مبارک یہان سے
یہان تک بھری ہوی تھی حدیث ۷ وہی فرماتے ہین رضی اللہ تعالے
عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ابیض الوجہ کث اللحیۃ
احمر الماقی اھدب الاشفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ گورا داڑہی
گھنی آنکھون کے کونون مین سرخی پلکین دراز رواھا جمیعا ابن عساکر
الکل مختصرا امام قاضی عیاض شفا شریف مین فرماتے ہین کث اللحیۃ تملؤ صدرہ
ریش مطہر گھنی سینہ منور کو بھرے ہوے یہان سینہ سے مراد دوسکا بالائی کنارہ

ہے کہ گلے کی انتہا ہے صرح بہ الشراح وهو الواضح الصراح اور عادت کریمہ تھی کہ کوئی امر کیسا ہی مرغوب ولپسندیدہ ہو جب شرعًا لازم وضروری نہوتا تو بیان جواز کے لئے گاہے ترک بھی فرما دیتے یا قولاً خواہ تقریراً جواز ترک بتا دیتے اسلیئے علمائے کرام نے سنت کی تعریف مین مع الترك احیانًا اضافہ کیا یعنے جسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر کیا اور کبھی کبھی ترک بھی فرما دیا ہو ولہذا محققین فرماتے ہین کہ ایسی مواظبت دائمہ ہمیشہ دلیل وجوب ہے محقق علی الاطلاق فتح القدیر باب الاذان مین فرماتے ہین عدم الترك مرة دليل الوجوب نیز باب الاعتکاف مین فرمایا هذا المواظبة المقرونة بعدم الترك مرة لما اقترنت بعدم الانکار على من لم يفعله من الصحابة رضی اللہ تعالی عنهم کانت دليل السنة والا کانت دليل الوجوب۔

دوم طریق خصوص اسمین بھی بحمد اللہ تعالی فیض جلیل قرآن جمیل سے آیات کثیرہ عبد ذلیل پر فائض برکات ہوئین فاقول وباللہ التوفیق یہ نفیس طریق وجوہ عدیدہ رکھتا ہے جن سے اعفائے لحیہ کا امر یا طلب یا اوسکے خلاف پر وعید یا مذمت ثابت ہو وجہ ثالث آیۃ ۵ قال تعالی وتقدس ان يدعون الا شيطانا مريدا لعنه الله وقال لاتخذن من عبادك نصيبا مفروضا ولاضلنهم ولامنينهم ولامرنهم فليبتكن اذان الانعام ولامرنهم فليغيرن خلق الله کافر نہین پوجتے مگر شیطان سرکش کو جسپر خدا نے لعنت کی اور وہ بولا مین ضرور لیلونگا تیرے بندون مین سے اپنا ٹھہرا ہوا حصہ اور مین ضرور اونہین بہکا دونگا اور ضرور خیال لالچون مین ڈالونگا اور ضرور انہین حکم دونگا کہ وہ چوپایون کے کان چیرینگے اور بیشک اونہین حکم دونگا کہ اللہ کی بنائی چیز بگاڑینگے۔ یہی وہ

آیۂ کریمہ جسکی رو سے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے زنان مذکورہ
پر لعنت فرمائی اور اوسکی علت یہی خدا کی بنائی چیز بگاڑنی بتائی بعینہ یہی کیفیت
داڑھی منڈانے کی ہے جسطرح منھ کے بال نوچنے والیان تغیر خلق اللہ کرتی ہین
یون ہی داڑھی منڈانے والے تو یہ سب اوسی فلیغیرن خلق اللہ مین داخل
اور شیطان کے محکوم اور اللہ رسول کے ملعون ہین۔ امام جلال الدین سیوطی
اکلیل فی استنباط التنزیل مین زیر آیۂ کریمہ فرماتے ہین یستدل بالآیۃ علی
تحریم الخصاء والوشم وما یجری مجراہ من الوصل فی الشعر وبرد الاسنان
والتنمص وھو نتف الشعر من الوجہ تفسیر مدارک شریف مین ہے فلیغیرن
خلق اللہ بالخصاء او الوشم او تغییر الشیب بالسواد او التخنث اھ
باختصار شیخ محقق اشعۃ اللمعات مین زیر حدیث مذکور المغیرات خلق اللہ
فرماتے ہین بتغیر حرمت مثلہ وخلق لحیہ وامثال آن نیز ہمین است۔
وجہ رابع آیت ۶ قال جل مجدہ ذلک ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من
تقوی القلوب بات یہہ ہے اور جو بڑائی کرے اللہ کے شعاردین کی تو وہ دلون
کی پرہیزگاری سے ہین آیت ۷ قال عز شانہ یا ایھا الذین آمنوا لا تحلوا
شعائر اللہ اے ایمان والو حلال نہ ٹھہراو دین خدا کے شعارون کو۔ شک نہین
کہ داڑھی شعائر دین اسلام سے ہے امام بدر محمود عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری
مین ختنہ کی نسبت نقل فرماتے ہین انہ شعار الدین کالکلمۃ وبہ یتمیز المسلم
من الکافر جب ختنہ حالانکہ امر خفی ہے مثل کلمہ طیبہ کے شعار دین اور وجہ امتیاز
مومنین وکافرین قرار پایا یہانتک کہ مسلمانان ہند نے اوسکا نام ہی مسلمانی رکھہ لیا
تو داڑھی کہ امر ظاہر ہے اور پہلی نظر اوسی پر پڑتی ہے بدرجۂ اولی شعار اسلام
وما بہ الامتیاز کرام ولیام ہے اور بعض کفار کا اسمین شریک ہونا منافی شعاریت اسلام

نہیں جسطرح ختنہ کرنے میں یہود شریک مسلمین ہیں خود نفس آیات کریمہ ہی میں دیکھئے سورۂ نزول جانوران ہدی ہیں کہ حرم محترم کو قربانی کے لئے بھیجے جاتے ہیں اونہیں شعار دین الٰہی فرمایا جالانکہ تمام مشرکین عرب اسی فعل میں شریک تھے اور جب داڑھی شعار دین ہے اور بے شک یون ہی ہے تو بحکم قرآن اوسکے ازالہ کو حلال ٹھہرانین حرام اور اوسکی تعظیم تقوی قلوب کا کام وجہ خامس آیت ۸ قال عزمجدہ واوحینا الیک ان اتبع ملت ابراھیم حنیفا آیت ۹ قال سبحانہ وتعالی قل بل ملۃ ابراھیم حنیفا آیت ۱۰ قال جلت آلائہ ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ آیت ۱۱ قال توالت نعمائہ قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ من المومنین آیت ۱۲ قال جل ذکرہ لقد کان لکم فیھم اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر ومن یتول عن امرنا فان اللہ ھو الغنی الحمید ہر ذیعلم جانتا ہے کہ داڑھی بڑھانا ملت ابراہیمی کا مسئلہ شریعت ابراہیمی کا طریقہ ہے اوران آیات مین رب جل وعلانے ہمین ملت ابراہیم علی ابنہ الکریم وعلیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کی اتباع کا حکم دیا اور معاذ اللہ اوس سے اعراض کو سخت حماقت اور سفاہت فرمایا اور اونکی رسم وراہ اختیار کرنے کی کمال ترغیب دی اور آخر مین فرما دیا کہ جو ہمارے حکم سے پھرے تو اللہ بے نیاز بے پرواہ ہے اور ہر حال مین اوسی کے لئے حمد ہے وجہ سادس آیت ۱۳ قال تقدست اسماؤہ اولئک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ یہ انبیاء وہ ہین جنہین اللہ عزوجل نے راہ دکھائی تو تو اونہین کی راہ کی پیروی کر صدر کلام مین احمد ومسلم وابوداؤد ونسائی وترمذی وابن ماجہ کی حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے گذری کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ

الحدیث دس چیزین شرائع قدیمہ مستمرۂ انبیاے کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے ہین
ازانجملہ لبین ترشوانی اور داڑہی بڑہانی مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داڑہی
بڑہانی راہ قدیم حضرات رسل علیہم الصلوۃ والتسلیم ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا راہ
انبیا کی پیروی کرو۔ یہان سے یہہ بہی ظاہر ہوا کہ آیۂ کریمہ لاتاخذ بلحیتی مین لحیہ کا
فقط ذکر ہی نہین بلکہ داڑہی بڑہانے کی طرف بھی ارشاد نکلتا ہے کہ ہارون علیہ الصلوۃ
والسلام بہی انبیاے کرام بلکہ بالخصوص اون اٹھارہ رسولون مین ہین جنکا نام پاک
اس رکوع مین بالتصریح ذکر فرما کر اونکی اقتدا کا حکم ہوا قال سبحانہ ومن ذریتہ
داؤد وسلیمن وایوب ویوسف وموسی وھارون وکذلک نجزی المحسنین
وصہ سابع آیت ۸۴ اقال جل ثناؤہ ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین
لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت
مصیرا جو خلاف کرے رسول کا حق واضح ہوئے پیچھے اور چلے راہ مسلمانون کی
سوا ہم اوسے اوسکے حال پر چھوڑ دین اور جہنم مین ڈالین اور کیا بری پلٹنے کی جگہ
مسلم تو مسلم کفار تک جانتے ہین کہ روز اول سے مسلمانون کی راہ داڑہی رکھنی ہے
اہلبیت کرام وصحابۂ عظام وائمہ اعلام اور ہر قرن وطبقہ کے اولیا راست وعلماے
ملت بلکہ قرون خیر مین تمام مسلمان داڑہی رکھتے تھے یہانتک کہ ازالہ تو ازالہ خلقۃ
کسی کی داڑہی نہ نکلتی اسپر سخت تاسف کرتے اور یہ ہر عیب سے بدتر عیب سمجھا جاتا
علماے کرام علامات قیامت مین گناکرتے کہ آخر زمانہ مین کچھ لوگ پیدا ہون گے
کہ داڑہیان منڈوائین کتروائین گے اوس پیشین گوئی کے مطابق یہہ داڑہی منڈون
محرشون مترشون کی تراشین خراشین کافرون مشرکون کی دیکہا دیکھی مدتہا مدت کے
بعد مسلمانون مین آئین وہ بہی رند واوباش وبدوضع لوگون مین پھر اونمین بہی
جو ایمان سے حصہ رکھتے ہین ابتک اپنی اس حرکت کو مثل اور معاصی وقبائح کے

برابر جانتے ہین اور طریقۂ اسلامی سے جدا سمجھتے بلکہ اونمین بعض خوش عقیدہ اپنے
معظمین دین کے سامنے جاتے لجاتے اونہین منھ دکھاتے شرماتے ہین الحمد للہ
یہہ اون کے ایمان کی بات ہے شامت نفس سے گناہ کرین لیکن اوسے گناہ
و قبیح جانین مگر جری سرزوری والون سے خدا کی پناہ کہ داڑہی رکھنے پر ٹھٹھے
اوڑا کر شعار اسلام کے ساتھ نفس اسلام و ایمان بہی مونڈ کر پہینکدین۔ امام اجل
عارف باللہ سیدی محمد بن علی بن عباس مکی قدس سرہ الملکی کتاب مستطاب
طریق المرید للوصل الی مقام التوحید پھر امام ہمام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی قدس
سرہ العالی احیاء العلوم شریف مین فرماتے ہین وھذا لفظ المکی قال فی ذکر
سنن الجسد ذکر ما فی اللحیۃ من المعاصی والبدع المحدثۃ قد ذکر
فی بعض الاخبار ان للہ تعالی ملئکۃ یقسمون والذی زین بنی ادم باللحی
وفی وصف رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ کان کث اللحیۃ
وکذلک ابو بکر وکان عثمان طویل اللحیۃ دقیقھا وکان علی عریض اللحیۃ
قد ملأت ما بین منکبیہ ووصف بعض بنی تمیم من رھط الاحنف بن قیس
قال (وعبارۃ الاحیاء قال اصحاب الاحنف بن قیس) وددنا انا اشترینا
للاحنف لحیۃ بعشرین الفا فلم یذکر حنفہ فی رجلہ ولا عورۃ فی عینہ وذکر
کراھیۃ عدم لحیتہ وکان عاقلا حلیما وقد روینا من غریب وتاویل قولہ
تعالی یزید فی الخلق ما یشاء قال اللحی وذکر عن شریح القاضی قال (ولفظ الاحیاء
قال شریح) وددت لو ان لی لحیۃ بعشرۃ الاف ففی اللحیۃ من بقایا الھوی
ودقایق آفات النفوس ومن البدع المحدثۃ اثنتا عشرۃ خصلۃ من
ذلک النقصان منھا وذلک مثلۃ وذکر عن جماعۃ ان ھذا من اشراط
الساعۃ اھ ملخصا یعنی یہہ ذکر ہے اون معصیتون اور نو پیدا بدعتون کا جو لوگون نے

داڑہی مین نکالین حدیث مین ہے اللہ عزوجل کے کچہہ فرشتے ہین کہ قسم یون کہاتے ہین اوسکی قسم جس نے فرزند آدم کو داڑہی سے زینت بخشی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حلیہ شریف مین ہے ریش مبارک گہنی تہی اور ایسے ہی ابو بکر صدیق بہی۔ اور عثمن غنی کی داڑہی دراز و باریک مولی علی کی داڑہی چوڑی سارا سینہ بھرے ہوے رضی اللہ تعالی عنہم احنف بن قیس (کہ اکابر ثقات تابعین وعلما و حکمائے کاملین سے تہے زمانہ رسالت مین پیدا ہوے ۶۷ یا ۷۲ ہجریہ مین وفات پائی) عاقل وحلیم تھے (پاؤن مین کج تھا ایک آنکہہ جاتی رہی تہی داڑہی خلقۃً نہ نکلی تہی) اونکے اصحاب نہ اوس کج پر افسوس کرتے نہ یک چشمی پر بلکہ داڑہی نہونے کی کراہیت ذکر کرتے اور کہتے ہمین تمنا ہے کاش اگر بیس ہزار کو ملتی تو احنف کے لئے داڑہی خریدتے نادر تفسیرون سے آیۂ کریمہ یزید فی الخلق ما یشاء کی تفسیر مین ہمین روایت پہنچی کہ اللہ تعالی بڑہاتا ہے صورت مین جو چاہے اس سے داڑہی مراد ہے۔

شریح قاضی (کہ اجلۂ ائمہ و اکابر تابعین سے ہین زمانہ رسالت مین ولادت پائے بلکہ کہا گیا صحابی ہین امیر المومنین عمر فاروق پہر امیر المومنین مولی علی کی سرکار مین قاضی تھے امیر المومنین علی فتاوی مین اون سے راے لیتے ۸۰ سنہ ہجری سے کچہہ پہلے یا بعد انتقال ہوا داڑہی خلقۃً نہ تھی) وہ فرماتے کہ مجہے آرزو ہے کاش دس ہزار دیکر داڑہی ملجاتی۔ تو داڑہی مین شیطانی خواہشون کے بقایا اور نفسانی آفتون کے دقائق اور نو پیدا بدعتون سے بارہ باتین لوگون نے ایجاد کی ہین ازانجملہ داڑہی کم کرنی اور یہ مثلہ یعنے صورت بگاڑنی ہے اور ایک جماعت علی سے مروی ہے کہ یہہ قیامت کی نشانیون سے ہے انتہی۔

مدارج شریف مین ہے آوردہ اند کہ لحیۂ امیر المومنین علی پر میکرد سینہ را و ہمچنین لحیۂ امیر المومنین عمر و عثمان رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین و در حلیۂ حضرت غوث الثقلین

شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشتہ اند کہ کان
طویل اللحیۃ وعریضہا یعنے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریش
اقدس دراز وچوڑی تہی صلی اللہ تعالیٰ علی ابیہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم۔
وجہ ثامن۔ آیت ۱۵ و ۱۶ قال تبارک شانہ فی البقرۃ وفی الانعام
ولاتتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین شیطان کے قدم پر قدم
نرکھو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے آیت ۱۷ قال عز وعلا یا ایہا الذین
اٰمنوا لاتتبعوا خطوات الشیطان ومن یتبع خطوات الشیطان فانہ یامر
بالفحشاء والمنکر اے ایمان والو شیطان کے رستے نچلو اور جو شیطان کی راہ
چلے تو وہ تو بیہی بیحیائی اور بری بات کا حکم کرتا ہے آیت ۱۸ قال عز من قائل
یا ایہا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولاتتبعوا خطوات الشیطان
انہ لکم عدو مبین ۝ فان زللتم من بعد ما جاءتکم البینٰت فاعلموا ان اللہ
عزیز حکیم ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام والملئکۃ وقضی
الامر والی اللہ ترجع الامور اے ایمان والو پورے اسلام مین داخل ہو
اور شیطان کے قدمونکی پیروی نکرو یقیناً وہ تمہارا صریح بدخواہ ہے پہر اگر اوسکی
طرف جہکو بعد اسکے کہ تمہارے پاس آچکین آتی حجتین تو جان رکہو کہ اللہ زبردست
حکمت والا ہے یہہ لوگ کس انتظار مین ہین مگر یہہ کہ آئے اونپر عذاب خدا کا
بادل کی گہٹاؤن مین اور فرشتے اور ہو جائے ہونے والی اور اللہ ہی کی طرف پہرتے
ہین سب کام۔ جلالین مین ہے نزل فی عبد اللہ بن سلام واصحابہ لما عظموا
السبت وکرہوا الابل بعد الاسلام یا ایہا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم
الاسلام کافۃ حال من السلم ای فی جمیع شرائعہ فان زللتم ملتم عن الدخول
فی جمیعہ عزیز لا یعجزہ شیٔ عن انتقامہ منکم ہل ینظرون ما ینتظر التارکون الدخول

فیہ فقضی لامرتم امراھلاکیھم یعنی جب حضرت عبداللہ بن سلام اور اون کے ساتھی رضی اللہ تعالی عنہم کہ اکابر علماے یہود سے تہے مشرف باسلام ہوے عادت سابقہ کے باعث تعظیم روز شنبہ کا ارادہ کیا اور گوشت شتر کہانیسے کراہت ہوی رب عزوجل نے یہ آیتین نازل فرمائین کہ اے ایمان والو اسلام لاے ہو تو پورا اسلام لاؤ اسلام کی سب باتین اختیار کرو یہہ نہو کہ مسلمان ہوکر کچھہ عادتین کافرون کی رکہو اور اگر یونہ مانو تو خوب جان لوکہ اللہ غالب حکمت والا ہے تمپر عذاب لانے کوئی اوسے روک نہین سکتا پہر فرمایا جو مسلمان ہوکر بعض کفری خصلتین اختیار کرین وہ کاہے کا انتظار کررہے ہین یہی نہ کہ آسمان سے اونپر عذاب اوترے اور ہونے والی ہو چکے یعنی ہلاک تمام کر دیے جائین والعیاذ باللہ تعالے ان آیات مین رب العزت جل وعلا نے خصلت کفار اختیار کرنے پر کیسی تہدید اکید و وعید شدید فرمائی اور شک نہین کہ داڑہی منڈانا کترانا خصلت کفار ہے عنقریب بعونہ تعالی بکثرت احادیث متعددہ سے اسکا بیان آتا ہے اور خود بیان کی حاجت کیا ہے کہ امر آپہی واضح اور نیز تقریرات سابقہ سے لائح۔ اصل مین یہ خصلت ملعونہ مجوس ملاعنہ کی تہی اون سے اور کفار نے سیکہی جب عہد معدلت مہد امیر المومنین غیظ المنافقین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ مین عجم فتح ہوا اور کسری خبیث کا تخت ہمیشہ کے لئے اولٹ دیا گیا مجوس منحوس کچھہ اسلام لاے کچھہ بقبول جزیہ رہے کچھہ پریشان و سرگردان دار الکفر ہندوستان مین آنکلے یہان کے راجہ نے اون سے تعظیم گاو و تحریم مادر و دختر و خواہر کا عہد لیکر جگہ دی ہنود بے بہبود نے داڑہی منڈانا نوروز و مہرگان بنام ہولی و دیوالی منانا اونمین آگ پہیلانا وغیر ذلک من الخصائل الشنیعۃ اون سے اوڑایا مجوس ایران کہ مسلمان ہوے تہے اونمین بہت بد باطن اپنی تباہی ملک افسر و تاراج

مال و دختر کے باعث دل مؤمنین حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ سے کینہ رکھتے
تھے مگر مسلمان کہلا کر اسلام کی عزت و شوکت اسلام کی قوت و دولت اسلام کے
تاج و معراج یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالی عنہ کی شان مین گستاخی کی کیا مجال
تھی جب ابن سبا یہودی خبیث نے مذہب رفض ایجاد کیا اور رشدہ شدہ یہ ناشائستہ
مذہب ایرانیون تک پہونچا ان آتش پرست بچون کی دبی اگ نے موقع پایا کہ آنا
اسلام مین بہی ایسا مذہب نکلا کہ امیر المومنین پر تبرا کیے اور خاصے مومنین بنے
رہے انہون نے بہزار جان لبیک کہی اور نئے دین کی تاصیل تفریح بڑہ چلی باپ
دادا کی قدیم سنتین اپنا رنگ لائین نور وز منانے داڑہیان کتروائین اتیان
ادبار و اباحت و اعارت و اجارت فرج کی کیا گنتی نکاح محارم تک منظور رہا
مگر پردۂ حریر مین مستور رہا ادہر اسلامی فاتحون کی شیرانہ تاخت نے سیاہان
ہند کے منہ سپید کردیے ہزارون مارے لاکھون قید کئے یہانتک کہ ہندو کے
معنے ہی غلام ٹھہر گئے یہان کے نو مسلم مسلم تو ہوئے مگر ہزارون اپنے آبائی خصال
کے پابند رہے داڑہیان منڈائین بسنت منائین سادی کرین چنریان رنگائین
عورتین بد لحاظی کے کپڑے پہنین کنبے بہر کی سب غیرین سامنے آنے کے واسطے نہین
شادیون مین معاذ اللہ فحش گیت سالی بہنوی مین ہنسی کی ریت یہانتک کہ بہت
پوربی اضلاع مین چھوت اور چوکا تک مشہود اور اکثر دیہات مین ہولی دیوالی
بلکہ اس سے زائد شیطنت موجود پہر اس عملداری مین شیوع نیچریت بیقیدی
شرع و آزادی نفس کے لئے سونے پر سہاگہ کچہ اتباع فرنگ کچہ زنانی امنگ
صفائی رخسار کا نصیب جاگا لاجرم اس حرکت کے عادیون کو چند حال سے خالی
نپائیے گا نسلاً مجوسی یا مذہباً رافضی یا یوروپی تہذیب کا دلدادہ نیچری یا جہوٹے
متصوف مبتلا سے رفض خفی یا باپ دادا ہندو نو مسلم غافل یا ان صحبتون کا

(۱) [illegible] اہل سنت [illegible] تحفۂ اثنا عشریہ ۱۲

بگڑا آوارہ جاہل بہرحال اسکا مبدء و منبع و مرجع و مطلع وہی خصلت کفار جس سے خدا ناراض رسول بیزار جسپر قرآن عظیم مین وہ سخت وعیدیں وہ قاہر مار آیندہ ماننے نہ ماننے کا ہر شخص مختار۔ والتوفیق من اللہ العزیز الغفار تنبیہ ہشتم احادیث مین

حدیث (۱) امام مالک و احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طحاوی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفروا اللحی مشرکون کا خلاف کرو موچھین خوب پست اور داڑھیان کثیر و وافر رکھو یہ لفظ صحیحین ہین۔ صحیح بخاری کی ایک روایت مین ہے انھکوا الشوارب واعفوا اللحی موچھین مٹاؤ۔ اور داڑھیان بڑھاؤ۔ مسلم ترمذی ابن ماجہ طحاوی کی ایک روایت سے احفوا الشوارب واعفوا اللحی خوب پست کرو موچھین اور چھوڑ رکھو داڑھیان۔ روایت امام مالک و ابی داؤد و اور ایک روایت مسلم و ترمذی مین ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحیۃ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حکم فرمایا موچھین خوب پست کرنے اور داڑھیان معاف رکھنے کا حدیث ۲۔ احمد مسند۔ مسلم صحیح۔ طحاوی اثار۔ ابن عدی کامل طبرانی اوسط مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین جزوا الشوارب وارخوا اللحی خالفوا المجوس موچھین کترواؤ اور داڑھیان بڑھنے دو آتش پرستون کا خلاف کرو۔ امام احمد کی روایت مین ہے قصوا الشوارب واعفوا اللحی موچھین تراشو اور داڑھیان بڑھاؤ۔ طبرانی کی روایت ہے وفروا اللحی وخذوا من الشوارب کثیر کرو داڑھیان اور لو موچھون مین سے۔ دوسری روایت مین زاید کیا وانتفوا الابط و

قصوا الاظافیر ابن عدی کی روایت ہے احفوا الشوارب واعفوا اللحی۔
حدیث ۳ - امام ابو جعفر طحاوی شرح معانی الآثار مین حضرت انس رضی اللہ تعالی
عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین احفوا الشوارب و
اعفوا اللحی ولا تشبھوا بالیھود موچھین خوب پست کرو اور داڑھیون کو معافی دو
یہودیون کی سی صورت نہ بنو **حدیث ۴** - امام احمد مسند - طبرانی کبیر - بیہقی
شعب الایمان - ضیا صحیح مختارہ - ابو نعیم حلیۃ الاولیا مین حضرت ابو امامہ باہلی
رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین
قصوا سبالکم و وفروا عثانینکم وخالفوا اہل الکتاب مونچھین کترو اور
داڑھیون کو کثرت دو یہود و نصاری کا خلاف کرو **حدیث ۵** - طبرانی کبیر
مین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین اوفوا اللحی وقصوا الشوارب پوری کرو داڑھیان
اور تراشو مونچھین **حدیث ۶** - ابن حبان صحیح مین اور طبرانی اور بیہقی میمون
بن مہران سے راوی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا ذکر رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم المجوس فقال انھم یوفرون سبالھم ویحلقون
لحاھم فخالفوھم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مجوسیون کا ذکر کیا
فرمایا وہ اپنی لبین بڑھاتے اور داڑھیان مونڈتے ہین تم اونکا خلاف کرو
حدیث ۷ - ابن عدی کامل اور بیہقی شعب الایمان مین حضرت عبد اللہ
بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم فرماتے ہین احفوا الشوارب واعفوا اللحی مونچھین خوب پست
کرو اور داڑھیان خوب بڑھاؤ **حدیث ۸** - ابو عبید اللہ محمد بن مخلد دوری
اپنے جزء حدیثی مین ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے راوی رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہین خذوا من عرض لحاکم واعفوا طولہا داڑھیون کے عرض سے لو اور اون کے طول کو معاف رکھو حدیث ۹ خطیب بغدادی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہین لایاخذن احدکم من طول لحیتہ ہرگز کوئی شخص اپنی داڑھی کے طول سے کم نکرے حدیث ۱۰ - ابن سعد طبقات مین عبداللہ بن عبداللہ سے مرسلا راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہین لکن ربی امرنی ان احفی شاربی واعفی لحیتی مگر مجھے میرے رب نے حکم فرمایا کہ اپنے لبین پست کرون اور داڑھی بڑھاؤن۔ اس حدیث کا واقعہ وہ ہے کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہ کتب معتمدہ مین ہے کہ جب حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہدایت اسلام کی فرامین بنام سلاطین جہان نافذ فرمائے قیصر ملک روم نے تصدیق نبوت کی مگر محبت دنیا اسلام نہ لایا مقوقس بادشاہ مصر نے شقہ والا کی کمال تعظیم کی اور ہدایا حاضر بارگاہ رسالت کئے سگ ایران خسرو پرویز قتلہ اللہ نے فرمان اقدس چاک کردیا اور باذان صوبہ یمین کو لکھا دو مضبوط آدمی مدینہ بھیجکر اونھین یہان بلاوے باذان نے اپنے داروغہ بابویہ اور ایک پارسی خرخسرہ نامی کو روانہ مدینہ طیبہ کیا انہماحین دخلا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانا قد حلقا لحاھما واعفیا شواربھما فکرہ النظر الیہما وقال ویلکما من امرکما بہذا قالا ربنا یعنیان کسریٰ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکن ربی امرنی باعفاء لحیتی وقص شواربی۔ یہہ دونون جب بارگاہ اقدس مین حاضر ہوے داڑھیان منڈہائے اور مونچھین بڑھائے تھے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انکی طرف نظر فرمانے کراہت آئی اور فرمایا خرابی ہو تمہارے لئے کسنے تمھین اسکا حکم دیا وہ بولے

ہمارے رب یعنی خسرو پرویز خبیث نے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا مگر مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور لبین تراشنے کا حکم فرمایا ہے۔
مسلمان اس حدیث کو یاد رکھین کہ بابویہ وخرخسرہ اوسوقت تک نہ اسلام لائے
تھے نہ احکام اسلام سے آگاہ تھے اونکی یہ وضع دیکھکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم نے اونکی صورت دیکھنے سے کراہت کی تو جو مسلمان احکام حضور جان بوجھکر
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مجوسیون کے موافق ایسی گندی صورت بنائے
وہ کسقدر حضور اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کراہت وبیزاری کا باعث ہوگا۔
آدمی جس حال پر مرتا ہے اوسی حال پر اوٹھتا ہے اگر روز قیامت رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ مجوس کی صورت دیکھکر نگاہ فرمانے سے کراہت فرمائی
تو یقین جان کہ تیرا ٹھکانا کہین نرہا۔ مسلمان کی پناہ امان نجات رستگاری جو کچھ
ہے اونکی نظر رحمت مین ہے اللہ کی پناہ اوس بری گھڑی سے کہ وہ نظر فرمانے
کراہت لائین والعیاذ باللہ ارحم الراحمین۔ اسکے بعد حدیث مین معجزہ مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور خسرو پرویز مردود کا ہلاک باذان وبابویہ وخرخسرہ
وغیرہم اہل یمین کا مشرف باسلام ہونا مذکور ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔
حدیث ۱۱ سنن نسائی شریف مین ہے اخبرنا محمد بن سلمة (ثقة ثبت)
ثنا ابن وهب (ثقة حافظ عابد) عن حيوة بن شريح (ثقة ثبت فقيه
زاهد) و ذكر اٰخر قبله عن عياش بن عباس القتباني (ثقة) ان شييم بن
بيتان (القتباني ثقة) حدثه انه سمع رويفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنه
يقول ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا رويفع لعل الحياة ستطول
بك بعدي فاخبر الناس انه من عقد لحيته او تقلد وترا او استنجى برجيع
دابة او عظم فان محمدا بریٔ منه یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا اے رویفع مین امید کرتا ہون
کہ تو میرے بعد عمر دراز پاوے تو لوگونکو خبر کردینا کہ جو اپنی داڑہی باندہے یا کمان کا چلہ
گلے مین لٹکاوے یا کسی جانور کی لید کو یا ہڈی سے استنجا کرے تو بیشک محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اوس سے بیزار ہین **حدیث ۱۱** سنن ابی داؤد شریف مین اس
حدیث کو روایت کرکے فرمایا حدثنا یزید بن خالد (ثقۃ) نا مفضل
(ھو ابن فضالۃ المصری ثقۃ فاضل عابد) عن عیاش (ذاک ابن عباس
الثقۃ) ان شییم بن بیتان اخبرہ بھذا الحدیث ایضا عن ابی سالم الجیشانی
(سفین بن ھانی المخضرم وقیل لہ صحبتہ) عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما
یذکر ذلک وھو معہ مرابط بحصن باب الیون یعنے اسیطرح یہ حدیث
حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما
نے روایت فرمائی حضرت شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی لمعات التنقیح مین
فرماتے ہین من عقد لحیتہ الاکثرون علی ان المراد تجعید اللحیۃ بالمعالجۃ
وانما کرہ ذلک لانہ فعل من لیس من اھل الدین وتشبہ بہم وقیل کانوا
یعقدون فی الحراب فی زمن الجاھلیۃ وتجبا فامروا بارسالھا وذلک من
فعل الاعاجم وقال التورپشتی یفتلونہا کذا فی مجمع البحار والاول ھو الوجہ
اھ مختصرا علامہ طیبی حاشیہ مشکوۃ پہر علامہ طاہر مجمع بحار الانوار مین فرماتے
ہین عقد ای جعدھا بالمعالجۃ ونہی عنہ لما فیہ من التشبہ بمن فعلہ
من الکفرۃ یعنے داڑہی باندہنے سے مراد اوسکا مجعد و مرغول بنانا ہے کہ یہ
کافرون کا فعل ہے اور اسمین اون سے تشبہ ہے ۔ داڑہی چڑہانے والے خصوصاً
کہ ڈہاٹے باندہ باندہ کر داڑہی کو مجعد و مرغول کرتے اور متکبر ٹہاکرون جاٹون کی
صورت بنتے ہین ان صحیح حدیثون کو جنکے ہر ہر راوی کی ثقاہت و عدالت سے ہمنے

تقریب التہذیب امام خاتم الحفاظ ابن حجر سے نقل کر دی یا درکھین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بیزاری و بیلاگی کو بلکا نجانین اور داڑھی منڈانے کترنے والے زیادہ سخت عذاب و آفت کے منتظر رہین - جب داڑھی باقی رکھکر اوسکی صفت و ہیئت مین کافرون سے تشبہ اسدرجہ باعث بیزاری محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہو تو سرے سے داڑھی قطع یا حلق کر دینا اور پوری پوری مجوسیون مچھندرون کی صورت بنا جس جس قدر موجب غضب و ناراضی واحد قہار و رسول کردگار جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہو بجا ہے الاثار حدیث ۱۳ و ۱۴ - امام ابوطالب مکی قوت القلوب اور امام حکیم الامہ احیاء العلوم مین فرماتے ہین رد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ وابن ابی لیلہ قاضی المدنی شہادۃ من کان ینتف لحیتہ یعنی امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ و عبد الرحمن بن ابی لیلی قاضی مدینہ طیبہ (کہ اکابر ائمہ تابعین واجلہ تلامذہ امیر المومنین عثمان غنی و امیر المومنین مولی علی رضی اللہ تعالی عنہم سے ہین ان دونون ائمہ ہدی نے) داڑھی چننے والے کی گواہی رد فرمائی حدیث ۱۵ ایسی دونون امام مکی و غزالی فرماتے ہین شہد رجل عند عمر بن عبد العزیز بشہادۃ وکان ینتف فنیکیہ فرد شہادتہ ایک شخص نے سادس خلفاء راشدین امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ کے یہان کسی معاملہ مین گواہی دی اور وہ اپنی داڑھی کا ایک خفیف حصہ جسے کو ٹھے کہتے ہین چنا کرتا تھا امیر المومنین نے اوسکی شہادت رد فرمائی - حدیث ۱۶ و ۱۷ - امام محمد بن ابی الحسن علی مکی دقائق الطریقین حضرت کعب الاحبار و ابی الجلد (جیلان بن فروہ اسدی) رحمہم اللہ تعالی سے ذکر فرماتے ہین یکون فی آخر الزمان اقوام یقصون لحاھم اولئک لاخلاق لہم

آخر زمانے مین کچھہ لوگ ہونگے کہ داڑہیان کترینگے وہ نرے بے نصیب ہین یعنے اونکے لئے دین مین حصہ نہین آخرۃ مین بہرہ نہین والعیاذ باللہ رب العالمین۔ ہذا مختصر **تنبیہ** نصوص ائمہ کرام وعلماے اعلام مین۔ **نص ا تا ۵** - امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام فتح القدیر پہر علامہ زین بن نجیم مصری بحر الرائق پہر علامہ ابو الاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی غنیۃ ذوی الاحکام پہر علامہ مدقق محمد بن علی دمشقی درمختار پہر علامہ سیدی احمد مصری حاشیۂ مراقی الفلاح سب علما کتاب الصوم مین فرماتے ہین المعنی للکل واللفظ لحاشیتہ الدر او العزبر الاخذ من اللحیۃ وھی دون القبضۃ کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد واخذ کلہا فعل مجوس الاعاجم والیہود والہنود وبعض اجناس الزنج یعنے جب داڑہی ایک مشت سے کم ہو تو اوسمین کچہ لینا جسطرح بعض مغربی اور زنانے زنخے کرتے ہین یہہ کسیکے نزدیک حلال نہین اور سب لے لینا ایرانی مجوسیوں اور یہودیون اور ہندوؤن اور بعض زنگیون کا فعل ہے **نص ۶ تا ۱۲** - امام برہان الملت والدین فرغانی ہدایہ پہر امام زیلعی تبیین الحقایق شرح کنز الدقائق پہر علامہ نجم الدین طوری تکملہ بحر الرائق پہر علامہ شرنبلالی غنیہ پہر علامہ سید ابو المسعود ازہری فتح اللہ المعین حاشیۂ کنز پہر علامہ سیدی احمد طحطاوی حاشیہ تنویر پہر علامہ سیدی محمد امین افندی رد المحتار علی الدر المختار سب علما کتاب الجنایات مسئلہ جنایت بحلق لحیہ مین فرماتے ہین یؤدب علی ذلک لارتکاب المحرم ھذا ھو لفظ الکل الا الطرفین فلفظہما یؤدب علی ارتکابہ مالا یحل داڑہی مونڈنے والے کو سزا دیجاے کہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا **نص ۱۳ تا ۱۷** - علامہ تورپشتی شرح مصابیح پہر علامہ طیبی شرح مشکوۃ پہر مولانا علی قاری مکی مرقاۃ

پہر علامہ فتنی مجمع البحار پہر شیخ محقق لمعات مین فرماتے ہین قص اللحیۃ کان من صنیع الاعاجم وھو الیوم شعار کثیر من المشرکین کالافرنج والھنود ومن لاخلاق لھم فی الدین من الفرق الموسومۃ بالقلندریۃ طہر اللہ عنھم حوزۃ الدین داڑہی تراشنا پارسیون کا کام تہا اور اب تو بہت کافرون کا شعار ہے جیسے فرنگی اور ہندو اور وہ فرقہ جسکا دین مین کچہ حصہ نہین جو قلندریہ کہلاتے ہین اللہ تعالی اسلامی حدود کو اون سے پاک کرے نص ۱۸ و ۱۹۔ کواکب الدراری شرح صحیح بخاری امام کرمانی و مجمع مین ہے فبعضہ ما اسخف عقول قوم طولوا الشارب واحفوا اللحی عکس ما علیہ فطرۃ جمیع الامم قد بدلوا فطرتہم نعوذ باللہ سبحان اللہ کسقدر بیہودہ عقل ہے اون لوگون کی جنہون نے مونچہین بڑہائین اور داڑہیان پست کین برعکس اوس خصلت کے جسپر تمام امم انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی فطرت ہے اونہون نے اپنی اصل خلقت ہی بدل دی خدا کی پناہ نص ۲۰ تا ۲۲۔ امام ابو الحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل مرغینانی نے کتاب التجنیس والمزید مین بہی اسکے عدم جواز کی تصریح فرمائی لمعات شرح مشکوۃ و نصاب الاحتساب باب بیاسی دس مین ہے ھل یجوز حلق اللحیۃ کما یفعلہ الجوالیقون الجواب لا یجوز ذکرہ فی جنایۃ الھدایۃ وکراھیۃ التجنیس یعنے سوال کیا داڑہی مونڈنا جائز ہے جیسے جولا شاہی فقیر کرتے ہین جواب ناجائز ہے ہدایہ کتاب الجنایات اور تجنیس کتاب الکراہیۃ مین اسکی تصریح ہے نص ۲۳ و ۲۴۔ تبیین المحارم و رد المحتار مین ہے ازالۃ الشعر من الوجہ حرام الا اذا نبتت للمراۃ لحیۃ او شوارب فلا تحرم ازالۃ بل تستحب منہ کے بال دور کرنا حرام ہے مگر جب کسی عورت کی داڑہی یا مونچہ نکل آئے تو اوسے حرام نہین بلکہ مستحب ہے۔ نص ۲۵ و ۲۶۔ مفہم شرح صحیح مسلم للعلامۃ القرطبی پہر اتحاف السادۃ المتقین مین ہے لا یجوز حلقھا

ولا تنقصها ولا قص الكثير منها داڑہی کا نہ مونڈہنا جایز نہ چھینانہ زیادہ کترنا نص ۲۷
امام شمس الائمہ کردری وجیز مین فرماتے ہین لا یحل للرجال ان یقطع اللحیۃ
مرد کو حلال نہین کہ داڑہی کاٹے نص ۲۸ تا ۳۰ بعینہ یہی الفاظ امام ابوبکر نے
فرمائے اور اون سے نوازل اور نوازل سے نصاب الاحتساب باب ثامن مین
منقول ہوے نص ۳۱ و ۳۲ درمختار مین ہے فیہ (ای فی المجتبی) قطعت
شعر راسہا اثمت ولعنت زاد فی البزازیۃ ولو باذن الزوج لانہ لا
طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ والمعنی
الموثر التشبہ بالرجال رد المحتار مین ہے العلۃ الموثرۃ فی اثمہا التشبہ بالرجال
فانہ لا یجوز کالتشبہ بالنساء یعنی مجتبے شرح قدوری مین ہے عورت اپنے سرکے
بال کاٹے تو گنہگار و ملعونہ ہو جاے بزازیہ مین زاید فرمایا کہ اگرچہ شوہر کی اجازت سے
اسلئے کہ خدا کی نافرمانی مین کسیکی اطاعت نہین اسلئے مرد پر داڑہی کاٹنا حرام ہے
اور علت گناہ مردون کی وضع بنانی ہے یعنی عورت کو موے سر تراشنی کی حرمت مین
یہہ علت ہے کہ یہہ مردانی وضع ہے جس طرح مرد کو ریش تراشی حرام ہونے کی علت یہ
کہ عورتون سے تشبہ ہے اور وہ دونون ناجایز نص ۲۹ علامہ قاری شرح
شفائی امام قاضی عیاض مین فرماتے ہین حلق اللحیۃ منھی عنہ داڑہی مونڈنے کی
شرع مین ممانعت ہے نص ۳۰ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض مین فرماتے ہین
اما حلقہا فمنھی عنہ لانہ عادۃ المشرکین داڑہی مونڈنا ممنوع ہے کہ یہہ کافرون
کی عادت ہے نص ۳۱ اشعۃ اللمعات سے گزرا علت در حرمت حلق لحیہ
ہمین است نص ۳۲ اوسمین ہے حلق کردن لحیہ حرام ست و روش فرنج وہنود
وجوالقیان است کہ ایشان را قلندریہ گویند نص ۳۳ فتح المعین بشرح قرۃ العین
مین ہے یحرم حلق لحیۃ داڑہی مونڈنا حرام ہے فائدہ جسطرح داڑہی

مونڈنا کترنا بالاتفاق حرام وگناہ ہے یونہی ہمارے ائمہ وجمہور علما کے نزدیک
اوسکا طول فاحش کہ بیحد بڑھایا جائے جیسے حد تناسب سے خارج وباعث انگشت نمائی ہو
مکروہ وناپسند ہے امام قاضی عیاض پھر امام ابوزکریا نووی شرح صحیح مسلم مین
فرماتے ہین تکرہ الشہرۃ فی تعظیمہا کما تکرہ فی قصہا وجزہا اوسی مین ہے
ہو کرہ مالک طولہا جدا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وحضرت عبد اللہ بن
عمر وحضرت ابوہریرہ وغیرہما صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے افعال و
اقوال اور ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ ومحرر مذہب امام محمد رضی اللہ تعالی عنہما وعامہ
کتب فقہ وحدیث کی تصریح سے اسکی حد یکمشت ہے ابھی نصوص علما سے گزرا کہ
اس سے کم کرنا کسی نے حلال نہانا قبضہ سے کا قطع ہمارے نزدیک مسنون ہے
بلکہ نہایہ مین بلفظ وجوب تعبیر کیا تفصیل اسکی بحر ونہر ودرمختار اوسکے حواشی وغیرہا کتب فقہ ومرقاۃ ولمعات ومنہاج وغیرہا کتب
حدیث اور قوت القلوب واحیاء وغیرہما کتب سلوک مین دیکھئے قول عرب کا اس ناقل نا عاقل نے لکھا اور نہ اوسکا
قائل جانا نہ بقول بھی ہیک نقل کیا اسمین بھی طول فحش ومفرط کی ناپسندی ہے وجہ نقص طعن اور سبزہ آغاز ہوتے ہی حاصل کہ
بال اگرچہ ذرہ بھر ہو آخر جسم ہے اور جسم بے طول ناممکن تو مطلق طول کی مذمت نفس
لحیہ کی مذمت ہوگی حالانکہ تمام عالم جانتا ہے عرب کی قدیم قومی وملکی ومذہبی عادت ہمیشہ
داڑھی رکھنے رہی ہے وہ اسکے نہونے کی مذمت کرتے اور اوسے سخت عیب جانتے
جسکا کچھ ذکر اقوال امام شریح واصحاب امام احنف سے گزرا قوت القلوب شریف مین
امام ابو یوسف رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے فمن عظمت لحیتہ جلت معرفتہ
اوسمین بعض ادیبون سے نقل فرمایا فی اللحیۃ خصال نافعۃ منہا تعظیم الرجل
والنظر الیہ بعین العلم والوقار ورفعہ فی المجالس والاقبال علیہ وتقدیمہ
علی الجماعۃ وتقبلہ اسیطرح احیاء العلوم مین ہے بعض نخدان کے دو تین بال جو بس
خلیع العذار کے نزدیک حد اعتدال سے ہے منحوس ومذموم جانتے اور کجھ کیا اچھا سمجھتے ہین

یہانتک کہ اسپر متکلمین نے زبان زد ہو بیں اور یہ مثل چلا آتا ہے کہ خیر الامور اوسطہا قال تعالیٰ وکان بین ذٰلک قواما وقال تعالیٰ وابتغ بین ذٰلک سبیلا وقال تعالیٰ عوان بین ذٰلک کو سچ کے بارے میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال و وقایع بیہقی نے مناقب میں روایت اور امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں زیر حدیث ابا کم والاشقر والازرق ذکر کئے جس کو دیکھنا ہو وہان دیکھے تنبیہہ و ہم بقیۂ دلائل تحریم میں دلیل اول داڑھی منڈانا یعنی مثلہ صورت بگاڑنا ہے اور مثلہ حرام اب کتب فقہیہ سے کتاب الحج کا احرام باندھیے۔ نص ۳۴ ہدایہ میں ہے حلق الشعر فی حقہا مثلۃ کحلق اللحیۃ فی حق الرجال نص ۳۵ کافی شرح وافی لاتحلق ولاکن تقصر لان الحلق فی حقہا مثلۃ والمثلۃ حرام وشعر الراس زینۃ لہا کاللحیۃ للرجل کما لایحلق لحیتہ منذ الخروج من الاحرام فکذا لاتحلق شعرہا نص ۳۶ و ۳۷ امام ملک العلی ابو بکر مسعود کاشانی بدائع پھر علامہ علی قاری مسلک متقسط میں فرماتے ہیں حلق اللحیۃ من باب المثلۃ نص ۳۸ و ۳۹ تبیین الحقایق و ابو السعود مصری حلق راسہا مثلۃ کحلق اللحیۃ للرجل و نیز تبیین میں ہے لا یاخذ من لحیتہ شیئا لانہ مثلۃ نص ۴۰ و ۴۱ بحر الرائق و طحطاوی علی الدر و اللفظ للبحر لاتحلق لکونہ مثلۃ کحلق اللحیۃ نص ۴۲ برجندی شرح نقایہ حلق الراس فی حقہا مثلۃ کحلق اللحیۃ فی حق الرجل نص ۴۳ شرح اللباب اما المراۃ فلیس لہا الا التقصیر لما سبق من ان حلق راسہا مثلۃ کحلق الرجل اللحیۃ طریق المرید سے گزر چکا النقصان منہا مثلۃ ان سب عبارات کا حاصل یہہ ہے کہ مرد کو داڑھی منڈانا کترنا مثلہ ہے جیسے عورت کو سر منڈانا۔ یہہ مسئلہ ایسا واضحہ جلیلہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام خواص و عوام اوس سے آگاہ ہیں ہر ذی عقل مسلم جانتا ہے کہ جیسے عورت مکے حق میں گیسو بریدہ گالی ہے

یون ہی مرد کے لئے داڑہی منڈا - ہان ناپاک طبایع کا ذکر نہین بہتیرے مرد زنانی
بنتے محافل مین ناچتے اپنی مان بہن کے پیچھے طبلہ بجاتے ہین اور ان حرکات سے
اصلا عار نہین رکہتے جسطرح داڑہی رکہنا افعال قدیمۂ انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام سے ہے یون ہی یہہ ارشاد بہی اقوال قدیمہ رسل عظام سے اذا لم تستحی
فاصنع ما شئت بےحیا باش ہرچہ خواہی کن ؛ اب امام ابوالبرکات عبداللہ نسفی کا ارشاد
ابہی گذرا المثلۃ حرام اشعہ سے گزرا علت در حرمت مثلہ ہمین است احادیث
لیجیے کہ امید کرتا ہون مجموعًا اس تحریر کے سوا شاید نہ ملین **حدیث ۱۸** - امام احمد و
بخاری و مسلم و نسائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین لعن اللہ من مثل بالحیوان اللہ کی لعنت اوسپر
جو کسی جاندار کے ساتھ مثلہ کرے - طبرانی نے بسند حسن اون سے روایت کی -
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا من مثل بحیوان فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ
والناس اجمعین جو کسی جاندار کے ساتھ مثلہ کرے اوسپر اللہ و ملائکہ و بنی آدم سبکی
لعنت **حدیث ۱۹** شافعی - احمد - دارمی - مسلم - ابوداؤد - ترمذی - نسائی - ابن ماجہ
طحاوی - ابن حبان بیہقی - ابن الجارود حضرت بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب کوئی لشکر بہیجتے سپہ سالار کو وصیت فرماتے
اغزوا بسم اللہ فی سبیل اللہ قاتلوا من کفر باللہ اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا
تقتلوا ولیدا جہاد کرو اللہ کے نام پر اللہ کی راہ قتال کرو اللہ کے منکرون سے جہاد کرو
اور خیانت نہ کرو نہ عہد توڑو نہ مثلہ کرو نہ کسی بچہ کو قتل کرو **حدیث ۲۰** - امام احمد
مسند و ابن ماجہ سنن اور قاضی عبدالجبار بن احمد اپنی امالی مین حضرت صفوان بن عسال
رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی ہین رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ہمین ایک
لشکر مین بہیجا فرمایا سیروا بسم اللہ و فی سبیل اللہ قاتلوا من کفر باللہ ولا تمثلوا ولا تغدروا

قلت و اخرج فی کنز العمال و فی منتخبہ کلیہما بلفظ من مثل ... احمد و ... الصحابی ۱۲

ولا تغلوا ولا تقتلوا ولیدا چلو خدا کے نام پر خدا کی راہ مین جہاد کرو خدا کے منکرون سے
اور نہ مثلہ کرو نہ بدعہدی نہ خیانت نہ بچے کا قتل حدیث ۲۱ حاکم مستدرک مین حضرت
ابن الفاروق رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے
فرمایا خذ فاعز فی سبیل اللہ فقاتلوا من کفر باللہ لا تغلوا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا
فہذا عہد اللہ وسیرۃ نبیہ یہ خدا کی راہ مین لڑ منکران خدا سے جہاد کرو و خیانت
نکرو نہ مثلہ نہ بچون کو قتل کہ یہہ اللہ تعالی کا عہد اور اوسکے نبی کا شیوہ ہے صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم حدیث ۲۲ بیہقی سنن مین امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ سے
حدیث طویل مین راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب کوئی لشکر کفار پر بھیجتے
فرماتے لا تمثلوا بادمی ولا ببہیمۃ مثلہ نکرو نہ کسی آدمی کو نہ چوپائے کو حدیث ۲۳
تا ۲۵۔ احمد و بخاری حضرت عبد اللہ بن یزید اور احمد و ابو بکر بن ابی شیبہ حضرت
زید بن خالد اور طبرانی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہم سے راوی نہی
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن النہبۃ والمثلۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم نے لوٹ اور مثلہ سے منع فرمایا حدیث ۲۶ و ۲۷۔ ابن ماجہ حضرت ابو سعید
خدری اور امام ابو جعفر طحاوی و سلیمان بن احمد طبرانی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالی عنہم سے راوی نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ولفظ الطحاوی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ینہی ان یمثل بالبہائم رسول اللہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم نے چوپاؤن کو مثلہ کرنے سے منع فرمایا حدیث ۲۸ تا ۳۰ ابو بکر
بن ابی شیبہ و امام طحاوی و حاکم حضرت عمران بن حصین اور اولین و طبرانی حضرت
مغیرہ بن شعبہ اور صرف اول حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے
راوی نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن المثلۃ ہذا حدیث الحاکم عن
عمران ومثلہ لفظ الطبرانی عن ابن عمر وحدیثا المغیرۃ و اسماء رسول اللہ صلی اللہ

تعالی علیہ وسلم نے مثلہ سے منع فرمایا حدیث ۳۱ طبرانی امیر المومنین علی کرم اللہ
تعالی وجہہ سے راوی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نھی عن المثلۃ و
لو بالکلب العقور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو سنا کہ مثلہ کرنا منع فرماتے
تھے اگرچہ سگ گزندہ کو حدیث ۳۲ و ۳۳ - ابن قانع طبرانی و ابن مندہ بطریق
موسی بن ابی حبیب حضرت حکم بن عمیر و حضرت عائذ بن قرط رضی اللہ تعالی عنہما سے
راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتمثلوا بشیئ من خلق اللہ
عزوجل فیہ روح خلق اللہ میں سے کسی ذی روح کو مثلہ نکرو حدیث ۳۴ و
۳۵ - ابو داؤد و طحاوی حضرت سمرہ بن جندب اور بخاری و مسلم قتادہ سے مرسلا
راوی کان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یحث علی الصدقۃ وینھی عن المثلۃ
ھذا لفظ ابی داؤد و لفظ الطحاوی قلما خطب خطبۃ الا امر فیھا بالصدقۃ
ونھانا عن المثلۃ و لفظھما فی حدیث العرنیین عن قتادۃ بلغنا ان النبی
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کان بعد ذلک یحث علی الصدقۃ وینھی عن المثلۃ
وبمعناہ لابن ابی شیبۃ والطحاوی عن عمران فی الحدیث الماء یعنی کم کوئی خطبہ ہوگا
جسمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم صدقہ کا حکم اور مثلہ سے ممانعت نہ فرماتے
ہوں حدیث ۳۶ طبرانی کبیر میں حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے
راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تمثلوا بعباد اللہ اللہ کے
بندوں کو مثلہ نکرو حدیث ۳۷ و ۳۸ - ابن عساکر و ابن النجار حضرت ام المومنین
صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اور ابن ابی شیبہ مصنف میں عطا سے مرسلا راوی رسول
اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا لا یمثل بہ فیمثل اللہ بہ یوم القیمۃ حاصل یہ
کہ جو یہاں مثلہ کریگا روز قیامت اوسے اللہ تعالی مثلہ بنا لگا حدیث ۳۹
بیہقی سنن میں صالح بن کیسان سے حدیث طویل میں راوی حضرت خلیفہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت یزید بن
ابی سفین رضی اللہ تعالی عنہما کو سپہ سالاری پر بھیجتے وقت وصیت مین فرمایا لا تغدر
لا تمثل ولا تجبن ولا تغلل نہ عہد توڑنا نہ مثلہ کرنا نہ بزدلی نہ خیانت حدیث
۴۳ سیف کتاب الفتوح مین متعدد شیوخ سے راوی امیر المومنین صدیق اکبر
رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے صوبہ ملک یامہ مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ تعالی
عنہ کو فرمان بھیجا جسمین ارشاد ہے ایاک والمثلة فی الناس فانہا اثم
ومنفرة الا فی قصاص لوگون کو مثلہ کرنے سے بچو کہ وہ گناہ ہے اور نفرت
دلانے والا مگر قصاص اور عوض مین۔ اللہ اکبر جب چوپاؤن سے مثلہ حرام۔
چوپاے درکنار کتّا کھنے کتے سے ناجایز کتے سے بھی گذرے حربی کافر سے بھی منع
تو مسلمان کا خود اپنے منھ کے ساتھ مثلہ کرنا کسدرجہ اشد حرام و موجب لعنت
وانتقام ہے والعیاذ باللہ تعالی حدیث ۴۴ طبرانی معجم کبیر مین بسند حسن حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم فرماتے ہین من مثل بالشعر فلیس لہ عند اللہ خلاق جو بالون کے
ساتھ مثلہ کرے اللہ عزوجل کے یہان اوسکا کچھ حصہ نہین والعیاذ باللہ رب العالمین
یہہ حدیث خاص مسئلہ مثلہ مو مین ہے بالون کا مثلہ بھی کلمات ائمہ سے مذکور ہوا
کہ عورت سر کے بال منڈاے یا مرد داڑہی کے یا مرد خواہ عورت بھوین منڈا یفعلہ
کفرة الہند فی الحداد یا سیاہ خضاب کرے کما فی المناوی والعزیزی والحفنی
شروح الجامع الصغیر یہہ سب صورتین مثلہ مو مین داخل ہین اور سب حرام
دلیل دوم داڑہی منڈانا زنانی صورت بننا اور عورت سے تشبہ پیدا کرنا ہے
اور مرد کو عورت عورت کو مرد سے کسی لباس وضع چال ڈھال مین بھی تشبہ حرام نہ کہ
خاص صورت و بدن مین۔ ظاہر ہے کہ عورت و مرد کا جسم ظاہر مین مابہ للامتیاز یہی چوٹی

اور داڑہی ہے اسیطرف تسبیح ملائکہ مین اشارہ وارد ہوا امام زیلعی تبیین الحقایق علامہ اتقانی غایۃ البیان - علامہ طوری تکملہ بحر سب علما کتاب الجنایات اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی کیمیاے سعادت مین ذکر کرتے ہین رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین ان للہ ملئکتہ تسبیحھم سبحٰن من زین الرجال باللحی والنساء بالقرون والذوائب ولیس عنہا اتقانی فی نسختی لفظ القرون بیشک اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہین جنکی تسبیح یہہ ہے پاکی ہے اوسے جسنے مردون کو زینت دی داڑہیون سے اور عورتون کو گیسوؤن سے - بلکہ داڑہی چوٹی سے بہی زیادہ وجہ امتیاز ہے کہ مرد چوٹی بنا سکتا ہے اور عورت داڑہی نہین نکال سکتی ولہذا نص ۵۰ و ۵۱ امامین جلیلین قوت واحیا مین فرماتے ہین اللحیۃ من تمام خلق الرجال وبہا تمیز الرجال من النساء فی ظاہر الخلق داڑہی آفرینش مرد کی تمامی سے ہے اور اوسی سے متمیز ہوتے ہین مرد عورت سے ظاہر صورت مین - لاجرم بزازیہ و درمختار و ردالمحتار کے نصوص گذرے کہ عورت کو موے سر مرد کو داڑہی کا قطع حرام ہے کہ اسمین ایک کا دوسرے سے تشبہ ہے نص ۵۲ سیدی عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مین فرماتے ہین الحکمۃ فی تحریم تشبہ الرجل بالمرأۃ وتشبہ المرأۃ بالرجل انہما مغیران لخلق اللہ مرد و عورت کا باہم تشبہ حرام ہونے کی حکمت یہہ ہے کہ وہ دونون آپسمین خدا کی بنائی چیز بدلتے ہین - یہ اشارہ ہے اوسی آیہ کریمہ فلیغیرن خلق اللہ کی طرف یہ تو آیت تہی اب بتوفیق اللہ تعالے احادیث لیجئے حدیث ۴۲ - امام احمد و دارمی و بخاری و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طبرانی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین لعن اللہ المتشبہین من الرجال بالنساء والمتشبہات من النساء بالرجال اللہ کی لعنت اون مردون پر

جو عورتوں کی وضع بنائیں اور اون عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں طبرانی کی روایت
یون ہے ان امرأۃ مرت علی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم متقلدۃ
قوسا فقال لعن اللہ المتشبھات من النساء بالرجال والمتشبھین من الرجال
بالنساء حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سامنے ایک عورت
شانے پر کمان لٹکائے گزری فرمایا اللہ کی لعنت اون عورتوں پر جو مردانی
وضع بنائیں اور اون مردوں پر جو زنانی حدیث ۴۳ بخاری ابوداؤد
ترمذی اونہیں سے راوی لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم المخنثین
من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخرجوھم من بیوتکم رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی زنانے مردوں اور مردانی عورتوں
پر اور فرمایا اونہیں اپنے گھروں سے نکالدو حدیث ۴۴ بخاری ابوداؤد
ابن ماجہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم فرماتے ہین اخرجوا المخنثین من بیوتکم زنانوں کو اپنے گھروں
سے نکال باہر کرو حدیث ۴۵- ابوداؤد نسائی ابن ماجہ ابن حبان حاکم
بسند صحیح ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی لعن رسول اللہ صلی
اللہ تعالی علیہ وسلم الرجل یلبس لبسۃ المرأۃ والمرأۃ تلبس لبسۃ الرجل
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اوس مرد پر کہ عورت کا
پہناوا پہنے اور اوس عورت پر کہ مرد کا حدیث ۴۶- ابوداؤد بسند حسن
عبداللہ بن ابی ملیکہ سے راوی قال قیل لعائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا
ان امرأۃ تلبس النعل قالت لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الرجلۃ
من النساء ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے عرض کیگئی کہ ایک
عورت مردانہ جوتہ پہنتی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے

مردانی عورت پر لعنت فرمائی **حدیث ۴۷** - امام احمد بسند حسن ایک تابعی
ہذیلی سے راوی ہیں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کی خدمت میں حاضر تھا ایک عورت کمان لٹکائے مردانی چال چلتی سامنے سے
گذری عبد اللہ نے پوچھا یہ کون ہے میں نے کہا ام سعید دختر ابوجہل - فرمایا
میں نے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا لیس منا
من تشبہ بالرجال من النساء ولا من تشبہ بالنساء من الرجال ؛
ہماری گروہ سے نہیں وہ عورت کہ مردوں سے تشبہ کرے اور نہ وہ مرد
کہ عورتوں سے ۔ رواہ الطبرانی عن عبد اللہ مختصراً **حدیث ۴۸**
امام احمد بسند حسن اور عبد الرزاق مصنف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
راوی لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخنثی الرجال یتشبھون
بالنساء والمترجلات من النساء المتشبہات بالرجال و راکب الفلاۃ
وحدہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی زنانے مردوں
پر جو عورتوں کی صورت بنیں اور مردانی عورتوں پر جو مردوں کی شکل بنیں اور جنگل
کے اکیلے سوار کو جو خطر کی حالت میں تنہا سفر کو جائے **حدیث ۴۹** - طبرانی
کبیر میں بسند صالح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لا یدخلون الجنۃ ابدا الدیوث والرجلۃ
من النساء ومدمن الخمر تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے دیوث اور مردانی عورت
اور شراب کا عادی **حدیث ۵۰** - احمد نسائی حاکم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لا ینظر
اللہ الیھم یوم القیمۃ العاق لوالدیہ والمرأۃ المترجلۃ المتشبہۃ بالرجال والدیوث
تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ روز قیامت نظر رحمت نہ فرمائے گا - ماں باپ کا نافرمان

۱۲ م
وفی طریق لاحمد و فی روایۃ عبد الرزاق بسندین لعن غلاماً و او رجلاً الذین یتخذون الا خنث مع والمترجلات اللاتی یفعلن ذلک و راکب الفلاۃ وحدہ والبائت وحدہ ۱۲ منہ

اور مردانی عورت مردون کی وضع بنانے والی اور دیوث حدیث ۱۵ نسائی
سنن اور بزار مسند اور حاکم مستدرک اور بیہقی شعب الایمان مین اون سے
راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین ثلثة لایدخلون الجنة
العاق لوالدیه والدیوث ورجلة النساء تین شخص جنت مین نجایئن گے ان
باپ سے عاق اور دیوث اور مردانی عورت حدیث ۱۶ بیہقی شعب مین ابوہریرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین
اربعة یصبحون فی غضب اللہ ویمسون فی غضب اللہ المتشبھون من الرجال
بالنساء والمتشبہات من النساء بالرجال والذی یاتی البھیمة والذی
یاتی الرجل چار شخص صبح کرین تو اللہ کے غضب مین شام کرین تو اللہ کے
غضب مین زنانی وضع والے مرد اور مردانی وضع والی عورتین اور جو چوپائے
سے جماع کرے اور اغلامی حدیث ۱۷ طبرانی کبیر مین ابو امامہ باہلی رضی
اللہ تعالی عنہ سے راوی اربعة لعنھم اللہ فوق عرشه وامنت علیھم
ملئکته الذی یحصن نفسه عن النساء ولایتزوج ولایتسری لئلا یولد له
والرجل یتشبه بالنساء وقد خلقه اللہ ذکرا والمرأة تتشبه بالرجال وقد
خلقھا اللہ انثی ومضلل المسکین وفی اخرى له عنه اربعة لعنوا فی الدنیا
والاخرة وامنت الملئکة رجل جعله اللہ ذکرا فانث نفسه وتشبه بالنساء
وامرأة جعلھا اللہ انثی فتذکرت وتشبھت بالرجال والذی یضل الاعمی
ورجل حصور ولم یجعل اللہ حصورا الا یحیی بن زکریا حاصل یہہ کہ چار شخصون
پر اللہ عزوجل نے بالاے عرش سے دنیا وآخرت مین لعنت بھیجی اور اونکی ملعونی
پر فرشتون نے آمین کہی وہ مرد جسے خدا نے نر بنایا اور وہ مادہ بنے عورتون
کی وضع بناے اور عورت جسے خدا نے مادہ بنایا اور وہ نر بنے مردانی وضع

اختیار کرے اور اندہے کو بہکانے یا مسکین کو رستہ بھلانے والا اور وہ جو اولاد ہونے کے خوف سے نکاح نکرے نہ کنیز حلال رکھے راہبان نصاری کیطرح خنثیٰ بنے حدیث ۳۵۔ ابن عساکر ابن صالح وہ اپنے بعض شیوخ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین لعن اللہ والملئکۃ رجلا تانث وامرأۃ تذکر اللہ عزوجل اور فرشتون نے لعنت کی اوس مرد پر جو عورت بنے اور اوس عورت پر جو مرد و العیاذ باللہ رب العالمین۔

دلیل سوم۔ داڑہی منڈانا کترانا شعار کفار ہین اون سے تشبہ ہے اور وہ حرام تنبیہ ہشتم کی متعدد احادیث مین گذرا کہ یہہ خصلت شنیعہ مجوس و یہود و مشرکین کی ہے اور ہم کے نصوص عدیدہ مین کہ مجوسیون یہودیون ہندؤن فرنگیون کے اور حدیث اول وسوم وچہارم مین گزرا مشرکون کا خلاف کرو یہودیون کی صورت نہ بنو اہل کتاب کی مخالفت کرو نص ۵۴ تا ۵۵ لمعات سے گذرا کہ داڑہی باندہنے والے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیزاری اس وجہ سے ظاہر فرمائی کہ اسمین بے دینون سے تشبہ ہے علامہ طیبی و علامہ طاہر سے گزرا کہ وجہ نہی مشابہت کفار ہے نص ۵۶ و ۵۷ بدایع امام ملک العلما و شرح منسک متوسط مین ہے حلق اللحیۃ تشبہ بالنصاری داڑہی منڈانی نصاری کی سی صورت بنانی ہے نص ۵۸ جب درمختار مین فرمایا داڑہی نرکہنا یہود و ہنود کا کام ہے علامہ طحطاوی نے فرمایا والتشبہ بہم حرام اون سے تشبہ حرام ہے نص ۵۹ و ۶۰ علامہ اسمٰعیل بن عبد الغنی حاشیہ درر و غرر پہر علامہ عبد الغنی بن اسمٰعیل حاشیہ طریقہ محمدیہ نوع ثامن آفات لسان مین فرماتے ہین لبس زی الافرنج کفر علی الصحیح اھ مختصرا فرنگیونکی وضع بہنی صحیح مذہب مین کفر ہے حدیث ۵۵ صحیح بخاری شریف مین حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے
ہین ابغض الناس الی اللہ ثلثۃ ملحد فی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنۃ
الجاھلیۃ ومطلب دم امرئ بغیر حق لیہریق دمہ اللہ عزوجل کو سب سے
زیادہ دشمن تین شخص ہین۔ حرم شریف مین الحاد و زیادتی کرنے والا اور اسلام
مین جاہلیت کی سنت چاہنے والا اور ناحق کسیکی خونریزی کے لئے اوس کے
قتل کی تلاش مین رہنے والا۔ علامہ طیبی سے مجمع البحار مین ہے اذا ترتب ھذا
الوعید علی طلبہ فعلی المباشر اولی جب سنت جاہلیت کی طلب پر یہ وعید ہے تو
برتنے والا تو بدرجہ اولے **حدیث ۵۶ و ۵۷** بخاری تعلیقا اور احمد و ابویعلی
و طبرانی کاملا حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما سے اور جملہ
اخیرہ ابو داؤد اون سے اور طبرانی معجم اوسط مین بسند حسن حضرت حذیفہ صاحب
سر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ
وسلم فرماتے ہین جعل الذل والصغار علی من خالف امری ومن تشبہ بقوم
فھو منھم رکھی گئی ذلت اور خواری اوسپر جو میرے حکم کا خلاف کرے اور جو
کسی قوم سے تشبہ کرے وہ اونہین مین سے ہے۔ علامہ طیبی سے مجمع وغیرہ مین
ہے ای من تشبہ بالکفار فی اللباس وغیرہ فھو منھم اھ باختصار یعنے جو
کافرون سے لباس وغیرہ مین مشابہت کرے وہ اونہین کافرون مین سے ہے
حدیث ۵۸ ترمذی و طبرانی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما سے
راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہین لیس منا من تشبہ بغیرنا
لاتشبھوا بالیھود ولا بالنصاری فان تسلیم الیھود الاشارۃ بالاصابع
وتسلیم النصاری الاشارۃ بالکف ہم مین سے نہین جو ہمارے غیر سے تشبہ
کرے نہ یہود سے تشبہ کرو نہ نصرانیون سے کہ یہود کا سلام اونگلیون سے اشارہ ہے

اور نصاری کی ہتھیلیوں سے **حدیث ۵۹** مسند الفردوس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس منا من عمل بسنۃ غیرنا جو ہمارے غیر کی سنت پر عمل کرے وہ ہمارے گروہ سے نہیں **حدیث ۶۰** - ابن حبان اپنی صحیح میں ابو عثمان سے راوی ہمارے پاس بارگاہ خلافت فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمان والا شرف صدور لایا جس میں ارشاد ہے ایاکم و زی الاعاجم پارسیوں کی وضع سے دور رہو **تذییل - حدیث ۶۱** - ابن ماجہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یعمل بسنتی فلیس منی جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں **حدیث ۶۲** ابن عساکر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من رغب عن سنتی فلیس منی جو میری سنت سے منھ پھیرے وہ میرے گروہ سے نہیں **حدیث ۶۳** خطیب حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من خالف سنتی فلیس منی جو میری سنت کا خلاف کرے وہ میرے زمرہ سے نہیں **حدیث ۶۴** - ابن عساکر حضرت ابن الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اخذ بسنتی فھو منی و من رغب عن سنتی فلیس منی جو میری سنت اختیار کرے وہ میرا اور جو میری سنت سے منھ پھیرے وہ میرا نہیں **حدیث ۶۵** - بیہقی شعب میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان لکل عمل شرۃ و لکل شرۃ فترۃ فمن کانت فترتہ الی سنتی فقد اھتدی و من کانت الی غیر ذلک فقد ھلک

یعنے ہر کام کا ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو ایک فتور، تو جو فتور کے وقت بھی میری سنت ہی کیطرف رہے ہدایت پاے اور جو دوسری جانب پہر جائے ہلاک ہو جاے ربنا بقدرتك علینا و عجزنا لدیك و بغناك عنا و فاقتنا الیك لا تهلکنا بذنوبنا و لا تواخذنا بعملنا و لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین ربنا انك رؤف رحیم آمین والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی سیدنا و مولانا محمد شفیع المذنبین و آله وصحبه اجمعین۔

خاتمہ

رزقنا اللہ حسنها اب کہ بحمد اللہ تعالی کلام اپنے منتہی کو پہونچا اکثر ابناے زمان کی ہمت اور دین وعلم کی جانب رغبت معلوم کسی دینی تحریر کے چند ورق دیکہنے بہی اونپر بار گران اور داستانون دیوانون کے دفتر اولٹ جائین میری کہان لہذا ہم بعض مضامین رسالہ کا ایک جدول مین خلاصہ لکہتے ہین جنہین اللہ ورسول پر ایمان اور روز قیامت پر ایقان ہے ملاحظہ کرین کہ قرآن وحدیث ونصوص آئمہ وعلماے قدیم وحدیث مین داڑہی منڈانے کتروانے پر کیا کیا ہولناک سزائین وعیدین مذمتین تہدیدین وارد ہین ایمانی نگاہ کو یہ جدول ہی کافی اور جو تفصیل چاہے تو یہ فتوی وافی اب جسمین عذاب الہی کی طاقت ہو نیچریان عنود کی بات سنے مجوس وہنود کی صورت بنے ان جان گزا آفتون کو گوارا کرے اور جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے محبت ہو اپنا منہ اسلامی بنائے شعائر اللہ کی حرمت بجالاے شعار کفر سے کنارہ کرے

واللہ الهادی وولی

الایادی

جدول اون سزاؤن وعیدون مذمتون کی جو داڑہی منڈانے کتروانے والون کے حق مین آیات و احادیث و نصوص مذکورہ سے ثابت ہوئین -

نمبر	سزا و مذمت	فرمان عدالت	میزان [illegible]
۱	اللہ و رسول کے نافرمان ہین جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم -	نہ آیات ۱-۳-۷-۸-۱۳-۱۵ تا ۱۸ ۳۲ حدیث ۱ تا ۱۰-۱۹ تا ۳۸-۴۰-۵۸	۴۱
۲	شیطان لعین کے محکوم ہین	آیت ۵	۱
۳	سخت احمق ہین	آیت ۱۰ نص ۱۸ و ۱۹	۳
۴	اللہ اون سے بیزار ہے	آیت ۱۴	۱
۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بیزار ہین	حدیث ۱۱ و ۱۲	۲
۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ایسی صورت دیکھنے سے کراہت آتی ہے	حدیث ۱۰	۱
۷	یہودی صورت ہین	حدیث ۳ و ۴ نص ۱ تا ۵	۷
۸	نصرانی وضع ہین فرنگیون سے مشابہ ہین	حدیث ۴ نص ۱ تا ۵-۱۳ تا ۱۷-۳۶-۵۶-۵۷ -	۱۴
۹	مجوس کے پیرو ہین	حدیث ۲ و ۶ نص ۱ تا ۵-۱۳ تا ۱۷	۱۲
۱۰	ہندؤون کی صورت مشرکین کی سیرت ہین	حدیث ۱ نص ۱ تا ۵-۱۳ تا ۱۷-۳۴-۳۶ -	۱۳
۱۱	مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی گروہ سے نہین -	حدیث ۷-۴۷-۵۸-۵۹-۶۱ تا ۶۴	۷

نمبر شمار	سزا و مذمت	فرمان عدالت	میزان فرامین
۱۲	اونھین اپنے مصور تون نصارے و یہود و مجوس و ہنود کی گروہ سے ہین	حدیث ۵۶-۵۷	۲
۱۳	واجب التعزیر ہین شہر بدر کرنے کے قابل ہین۔	حدیث ۴۳-۴۴ نص ۶ تا ۱۲	۹
۱۴	مبدلین فطرت ہین مغیر خلق اللہ ہین	نص ۱۸-۱۹-۳۵-۳۸ تا ۴۹ ۵۲	۱۶
۱۵	زنانے مخنث ہین	حدیث ۴۳-۴۸ نص ۱ تا ۵	۷
۱۶	خدا کے عہد شکن ہین	حدیث ۲۱	۱
۱۷	ذلیل و خوار ہین	حدیث ۵۶-۵۷	۲
۱۸	گھنونے قابل نفرت ہین	حدیث ۴۰	۱
۱۹	مردود الشہادت ہین	حدیث ۱۳-۱۴-۱۵	۳
۲۰	پورے اسلام مین داخل نہوے	آیت ۱۸	۱
۲۱	ہلاکت مین مستحق بربادی ہین	آیت ۱۸ حدیث ۶۵	۲
۲۲	دین مین بے بہرہ آخرت مین بے نصیب ہین	حدیث ۱۶-۱۷-۴۱	۳
۲۳	عذاب الٰہی کے منتظر ہین	آیت ۱۸	۱
۲۴	اللہ عزوجل کو سخت دشمن و مبغوض ہین	حدیث ۵۵	۱
۲۵	صبح ہین تو اللہ کے غضب مین شام ہین تو اللہ کے غضب مین۔	حدیث ۵۲	۱
۲۶	قیامت کے دن اونکی صورتین بگاڑی جاینگی	حدیث ۳۷-۳۸	۲

مجموعی بیان	فرمان عدالت	سزا و مذمت	شمار
۸	ہشت احادیث ۱۸ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۸ - ۵۳ - ۵۴	اللہ و رسول کے ملعون ہین دنیا و آخرت مین ملعون ہین اللہ و ملٰئکہ و بشر سبکی اونپر لعنت ہے فرشتون نے اونکے لعنتی ہونے پر آمین کہی -	۲۷
۱	حدیث ۵۰	اللہ تعالی اونپر نظر رحمت نفرمائیگا	۲۸
۲	حدیث ۴۹ - ۵۱	وہ بہشت مین نجائینگے	۲۹
۱	آیت ۱۴	اللہ عزوجل اونھین جہنم مین ڈالیگا والعیاذ باللہ تعالے	۳۰

الحمد للہ کہ یہ مختصر رسالہ جسمین علاوہ زوائد کے اصل مقصد مین اٹھارہ آیتون بہتر حدیثون ساٹھہ ارشادات علما جملہ ڈیڑھ سو نصوص سے باطل کا ازہاق حق کا احقاق کیا غرہ رجب روز جمعہ مبارکہ ۱۳۱۵ھ ہجریہ قدسیہ کو قمر التمام و بدر سماے اختتام اور بلحاظ تاریخ لمعۃ الضحی فی اعفاء اللحی ۱۳۱۵ نام ہوا ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالے علی خیر خلقہ و سراج افقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین آمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین - واللہ سبحانہ و تعالی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

كتبه عبده المذنب احمد رضا البريلوي

عفي عنه بمحمد المصطفى النبي الامي

صلى الله تعالى عليه وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ١٣٠١ھ

عبد المصطفى احمد رضا خان

ما احسن هذا التحرير العزيز التحبير ؛ الذى حرره مولانا النحرير ؛
وقد اصاب فى الجواب ؛ وآتى فيه بشيئ عجاب ؛ يسر منه او
لو النهى ؛ ولايتأنث بعد اولو اللحى ؛ لانه اذا انبت القرطاس اليابس
سطورا وابقى ؛ فاولى ان ينبت الخد الرطب شعورا فتعفى ؛ كيف
لا وقد رفع هذه المضامين الحارة الاعذار الباردة لمن يحلقهم
مرض حلق اللحى ؛ وقد تبين مفاسده كالشمس فى الضحى ؛ اللاتى
فيها اقشعرار لمن يخاف عذاب ربه ويخشى ؛ واضطرار الى المحو لمن
يبعد النفس عن الهوى وينهى ؛ فعجب غاية العجب من ذى الشعور
الصحيح الذي ليس له داءٌ من الثعلب والحية ؛ وقد اصبح

بمرض اللحیۃ ؛ اللتی ھی زینۃ للرّجل ومحاسن ؛ ولذا یقال
لہا المحاسن ؛ فمن ھذہ الوجوہ وجوہ من اطالہا حمراء فی الاولیٰ
وبیضاء فی الاخریٰ ؛ ووجوہ من ازالہا صفراء فی الدنیا ؛ وسوداً
فی العقبیٰ ؛ صاننا اللہ تعالیٰ عن سواد الوجہ فی الدارین ؛ ورزقنا
اتباع سنۃ رسول الثقلین ؛ صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلیٰ آلہٖ
واصحابہ واتباعہ وعلماء ملتہ واولیاء امتہ فی الیوم الازھر
ولیل الدجیٰ ؛ صلاۃ دائمۃ متوالیۃ وسلاما متکاثرا متعاقبا
لا تعد ولا تحصیٰ ؛

کتب عبدہ العاصی سلطان احمد البریلوی
عفی اللہ عنہ

۱۳ ۱۵

۱۳۰۹ محمد سلطان احمد خان

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

سبحٰن من زین الرجال باللحی ؛ وجعل شعار اھل الشعور والنھی ؛

۲۷ اقتباس من حدیث الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان للّٰہ ملٰئکۃ تسبیحہم سبحٰن من زین الرجال باللحی اخرجہ ... الامام حجۃ ...

ومميزة الفحول من الانثی و الخنثیٰ ؛ و افضل الصلوٰت ؛ واکمل التحیات ؛
وازکی التسلیمات ؛ وانمی البرکات ؛ علی اشرف البرایا ؛ مستوقف المطایا
محمدٍ المبعوث هدیً للناس مبشرا ونذیرا ؛ وداعیا الی اللہ باذنہ
وسراجا منیرا ؛ رکث التحیۃ تملؤ صدرہ الملائی المجلی وعلی آلہ واصحابہ
حدیث ۱۲
الذین شعورھم وشعارھم شعر یا سماء العلی ؛ اما بعد فان ھذا
کوکبان ترعم العرب انہما اختا سہیل لا اختار سہیر
التحریر العزیز حری بان یجزاء بشذر ورالابریز ؛ فیہ جواھر غالیۃ تسر
اوراق ۱۲ — ذہب ۱۲
بہ الخواطر ؛ وحدائق رائقۃ تقربہ النواظر ؛ ولا غرو لانہ انموذج
عجب
من نتائج افکار الجہبذ السمیدع ؛ الاحوذی البارع ؛ الحبر المعظم ؛
والبحر العطمطم ؛ حسن محاسن الملۃ الزھراء ؛ الذی افتخر بہ العلم
والمجد والذکاء ؛ وسما علی اقرانہ بالحسن والنقی والعلی ؛ جعلہ اللہ
اشارہ الی اسم جدنا الامجد ۱۲ — تخلص بہ اولا حضرت الوالد الماجد ۱۲
عبد المصطفاہ ؛ فنال من حبیبہ احمد رضاہ ؛ فما کان الا اسرع
اشارۃ الی اسم ابی دام ظلہ ۱۲
من الوحا ؛ اذ اتی فی لمحۃ بلمعۃ الضحیٰ ؛ فامسی الدھر بہ لامعا واضحیٰ
ھزم الفتنۃ وبدا ھا تحت ثیابہ ؛ وقتل البدعۃ وسیفہ فی جرابہ
اقام علی الولیین البلید الحاقۃ العظمیٰ ؛ والطامۃ الکبریٰ ؛

وخمش فی خدودهد وده ؛ وخدش فی عذار اعذاره ؛ فانتقض الحد ودبرد الاعذار

فبعد الی این الفرار ؛ وبای حدیث بعده یومنون ؛ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب

ینقلبون ؛ فطوبی وطوبی لمن تبع الهدی ؛ واولی فاولی لمن اتبع الهوی ؛ فقد قال

جل وعلا ؛ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ

ما تولی ونصلہ جهنم وساءت مصیرا ؛ فیا ایها الشقی المرید المریض بحلق اللحی ؛

الذی ادار علی عذار ذکورته بالحلق الرحی ؛ اصابتک حالقة الدین ؛ بوفاق المارقین

من الیهود الغنود ؛ والمجوس والهنود ؛ وسائر المشرکین ؛ وخلاف المسلمین ؛

بل والمرسلین ؛ بل وخاتم النبیین صلی الله تعالی علیه وعلیهم اجمعین ؛ فالحذر الحذر

یا من تنشر ؛ وکان ان یتنصر ؛ من حر نار سقر ؛ لواحة للبشر ؛ لا تبقی ولا تذر ؛

ومن انذر فقد اعذر ؛ والله اکبر ؛ علی من عتا وتکبر ؛ وعصی وتجبر ؛ ومثل بالشعر ؛

وانا العبد الضعیف محمد المعروف بحامد رضا رزقه الله شرعة الشریعة وشعرها

واصلح عمله وعطاه حلیة التقی والرضا امین امین بجاه

النبی الامین المکین فصلی الله تعالی علیه وعلی آله

الطیبین واصحابه الطاهرین برحمتک یا ارحم

الراحمین وکان ذلک لمنتصف رجب المرجب

سنه ١٣١٥ھ

حامداً ومصلیاً

ہر شخص کو یہہ بات معلوم ہے کہ ہر محکوم اپنے حاکم کی اطاعت و فرمانبرداری کے سبب اوسکا مقبول اوسکا منظور نظر ہوکر ذی فہم ذی تمیز ہر دلعزیز سمجہا جاتا ہے - ہم معاشر مسلمین کا سرتاج والی حامی ہم بیکسون کا سہارا نجاتِ آخرت کا وسیلہ غفران کا حیلہ ہمارے ارزاق ہماری حیات ہماری کل کائنات کیا جملہ کائنات کا موجب ہمارا اقافلہ سالار ہمارا اعلیٰ سردار ہمارا البشیر ونذیر ہمارا بے ہمتا ممتنع النظیر رفیع الشان سلطان ہمارا عالم پناہ پادشاہ جسکی رفعتِ کمال وکمالِ رفعت سے بجز حضرت واجب الوجود ممکن کا آگاہ ہونا ناممکن۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ قَدْرَ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ وَکَمَالِہٖ ہمارے ایسے عظیم الشان سلطانِ عالم جانِ عالم جانانِ عالم کے اہلِ بیتِ مطہر و مکرم اوسکے جلیل القدر چارون وزیر اعظم جو ملتِ حنیف و دینِ حنیف کے معین ومجد و محافظ و ناصر قیام نظام آئین اسلام کے اربعہ عناصر اوسکے ممالک کے صوبہ دار اوسکے فوجی وعدالتی سردار اوسکے خطبا نقبا اوسکے منشی کاتب خطوط نویس خطوط رسان اوسکے ایک لاکہ چوبیس ہزار خاص نظارہ جمال کے شرف اندوز وغیرہم جس امر اہم کے عامل رہے ہون ہم اوسے

بے پروائی یا حقارت کے باعث یا محض مرافقت و موافقت مخالف یا اونکی متابعت و مشابہت کے لئے چھوڑدین (قطع نظر اسکے کہ ہمارے بادشاہ کا حکم یا احکام اوس عمل کی پابندی کی نسبت صادر ہوچکے حیف ہے اور ہزار حیف ہرگاہ مخالف کو ہمارے اور ہمارے موافق کی براے نام مشابہت ناگوار تو ہمکو بدرجہ اولے شائبہ شبہ عار ہونا سزاوار ہے معلوم صفایا کرنیوالون کا منشاء اس سے بصورت امارد رہنا ہے یا ہمشکل مخنث یا اندراج افراد مونث ذرا گریبان مین منہہ ڈالین دیکہین کہ یہہ صورت اس عمر مین اونکو پہبتی ہے یا صرف پہبتی شکل ثانی مین کوئی کمال جمال ہے یا اظہار کمال نقص ہیئت ثالث مین کونسا حظ و کیف حاصل ہوسکتا ہے بہرکیف اس مفید رسالہ مین جو کچہہ اس فریق کے واسطے جامعیت کے ساتھہ لکھا انتہا درجہ کا محقق اور محض فیضان حق ہے فَهُوَ الْحَقُّ الْمُطَاعُ وَالْحَقِّ اَنَّ الْحَقَّ اَحَقُّ بِالْاِتِّبَاعِ لَقَدْ اَجَادَ هٰذَا الْحَبْرُ الْمُتَوَقِّدُ النَّقَّادُ فِيْمَا اَجَابَ وَاَفَاضَ وَاَفَادَ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْهَادِيْ اِلٰى سَبِيْلِ الرَّشَادِ کتبہ افقر العباد عبدہ النعمانی اوصلہ اللہ سبحانہ الی اقصی الامانی بحرمۃ السبع المثانی۔

محمد عبد الجلیل النعمانی

مطبوعہ سنہ ۱۳۱۶ھ

الف

قال اللہ تعالیٰ

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی

رفیق سفر

جسکو

حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مفتی مدرسہ اسلامیہ دیوبند

مدظلہما کے اضافہ اور اصلاح نے زینت بخشی ہے

فقیر سید اصغر حسین حسنی حنفی دیوبندی نے مرتب کیا

اور سنہ ۱۳۳۳ ہجری میں دوسری مرتبہ

باہتمام مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی

مطبع قاسمی واقع دیوبند میں طبع ہوا

مقام اشاعت دیوبند

بار دوم ۵۰۰

۷۸۶

هو الموفق والمعین

نفع عام کے لئے مفت تقسیم کرنے والوں کے لئے یہ سہولت کی گئی ہے کہ چھپیسے کے ٹکٹ بھیجنے پر آٹھ رسالے پیڈ انکی خدمت میں پہونچ جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اس زمانہ میں ریل کا سفر چونکہ ہر خاص و عام اور ادنی و اعلی کو پیش آتا ہے اور بہت دیندار مسلمان بوجہ ناواقفیت اس سفر کے متعلق بعض امور ناجائز و مذموم میں مبتلا ہو جاتے ہیں اسلئے احقر اصغر حسین دیوبندی نے چاہا کہ کسیقدر ضروری مسائل جمع ہو جائیں جو عمل کرنیوالوں کیلئے موجب ہدایت ہو جائیں اور دوسرے دیندار مولفین کے لئے محرک۔

پس بعض مسائل لکھکر مدرسہ اسلامیہ دیوبند کے بڑے مفتی صاحب مولانا عزیز الرحمن صاحب مدظلہم کو اضافہ و اصلاح کی تکلیف دی اور پھر حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم کی خدمت فیض اثر سے گذار کر ضروری مسائل و ہدایات کے تحریر فرمانے کی استدعا کی چنانچہ دونوں حضرات کے تفقہ و احتیاط کا نمونہ آپ ملاحظہ فرمائینگے۔ احقر کے تحریر کردہ مسائل میں توکسی علامت کی ضرورت نہ تھی۔ البتہ حضرت مفتی صاحب مدظلہم نے جو اصلاح و اضافہ کیا ہے اسکے شروع میں جلی قلم سے حرف م لکھدیا ہے اور حضرت مولانا دامت برکاتہم نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اسکے ابتدا میں حرف ح کو علامت قرار دیا ہے۔ دعا فرمایئے کہ حقتعالی اس مختصر تحریر کو باعث نفع خلائق فرماوے۔

پانی اور تیمم اور نماز کے متعلق مسائل

مسئلہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے جسنے حسب قاعدہ تیمم کیا ہو اگر چلتی ہوئی ریل میں اُسکو جا بجا پانی اور چشمے ملیں تو تیمم نہیں ٹوٹیگا م احوط یہ ہے کہ اگر موقع ہو تو پھر تیمم کرلے **مسئلہ** اگر ریل ٹھہرے اور اسٹیشن پر پانی ملسکتا ہے تو تیمم ٹوٹ گیا۔ پھر اگر وضو نہ کیا اور ریل چھوٹ گئی دوبارہ تیمم کرے **مسئلہ** پانی بھرا ہوا برتن نشست کے

تختہ کے نیچے رکھا رہا اُسکا کچھ خیال نہ رہا اور پانی سے نا امید ہو کر تیمم کرکے نماز پڑھ لی پھر یاد آیا تو نماز کو دُہرانا
واجب نہیں خواہ نماز کے وقت میں یاد آیا ہو یا نماز کا وقت نکل جانیکے بعد۔ اور اگر سامنے تختہ کے اوپر
لوٹا رکھا تھا یا صراحی ہاتھ میں لئے ہوئے تھا اور پھر بھی بھول گیا اور تیمم سے نماز ادا کی تو جب یاد آوے
دوبارہ پڑھنا واجب ہے **مسئلہ** اگر برتن میں پانی بقدر وضو موجود تھا لیکن یہ خیال رہا کہ پانی باقی
نہیں رہا اور تیمم سے نماز پڑھ لی تو دوبارہ پڑھنا واجب ہے خواہ نماز کا وقت باقی ہو یا نکل گیا ہو **مسئلہ**
اگر ریل پر کوئی ہندو پانی دینے والا ہے اور تمکو اُسکے پانی سے کراہت آتی ہے تو تیمم جائز نہیں وہی پانی
لیکر وضو کرو ہم البتہ اگر وہ پانی نہ دے تو تیمم جائز ہے **مسئلہ** اگر ریل میں یہ گمان غالب ہے کہ اسٹیشن پر
ضرور پانی ملجائیگا اور نماز کا وقت بھی رہیگا لیکن کسی نے راستہ ہی میں تیمم کرکے نماز پڑھ لی تو جائز ہے مگر خلاف
استحباب ہے جبتک کہ اسٹیشن ایک میل سے زیادہ فاصلہ پر ہے **مسئلہ** اسٹیشن پر پانی ملنے کی امید تھی لیکن
کسی نے تیمم کرکے نماز شروع کردی اور نماز پڑھتے ہوئے اسٹیشن قریب آگیا ایک میل سے کم فاصلہ رہگیا
تو اگر وہاں ریل نہ ٹھہری یا پانی ہی نہ ملا تو وہی نماز کافی اور صحیح سمجھی جائیگی اور اگر پانی موجود ہے اور
یہ اُسکے لینے پر قادر بھی ہو تو وہ پڑھی ہوئی نماز صحیح نہوئی وضو کرکے دوبارہ ادا کرے **مسئلہ** جب اسٹیشن بہت ہی قریب
آجائے ایک میل سے کم فاصلہ رہجائے اور وہاں پانی ملنے کی امید قوی ہو تو تیمم سے نماز ادا نہوگی **مسئلہ**
اگر اسٹیشن ایک میل سے کم فاصلہ پر رہگیا ہے اور وہاں پانی کی بھی امید قوی ہے لیکن یہ اندیشہ ہے کہ
وہاں پہونچنے تک نماز کا وقت نہیں رہیگا نماز قضا ہو جائیگی اس صورت میں تیمم کرکے نماز پڑھنا درست نہیں
اسٹیشن پر پہونچکر وضو کرکے قضا نماز پڑھے اور اگر وہاں بھی پانی نہ ملے تو تیمم سے قضا پڑھے **مسئلہ** اگر کہیں
مفت پانی نہیں مِلسکتا اور کوئی شخص حد سے زیادہ گراں قیمت پر پانی فروخت کررہا ہے (مثلاً اُس نواح میں
جو پانی کی قیمت ہو اُس سے دوچند قیمت لیتا ہے) تو خرید کرنا ضروری نہیں تیمم جائز ہے **مسئلہ**۔ اگر پانی معمولی
قیمت پر یا کسیقدر گراں ملتا ہو تو تیمم جائز نہیں خریدنا ضروری ہے لیکن اگر اُسکے پاس بالکل خرچ نہیں
یا اسقدر کم ہو کہ کرایہ اور کھانے وغیرہ کے ضروری خرچ سے کچھ بھی زیادہ نہیں تب بھی خریدنا لازم نہیں تیمم سے نماز
پڑھ سکتا ہے **مسئلہ** ریل کے پاخانے و غسلخانہ میں جو نل لگا رہتا ہے اُسکا پانی پاک ہے غسل اور وضو اُس سے
درست ہے اُسکی موجودگی میں تیمم کرنا جائز نہیں ہے ح لیکن یہ پانی وہی شخص لے سکتا ہے جسکے درجہ میں وہ
نل ہو اور اگر اُسکے پاس اُس سے کم درجہ کا ٹکٹ ہے تو نہیں لے سکتا مثلاً سوم درجہ کا ٹکٹ ہے تو درمیانہ درجہ کے

غسل خانہ وغیرہ سے پانی لینا جائز نہیں مسئلہ جب ریل اسٹیشن پر ٹھہر رہی ہے تو پانی تلاش کرنے سے پہلے تیمم کرنا جائز نہیں مسئلہ اگر ریل میں اسباب تلف ہوجانیکا اندیشہ ہی اور ساتھ لیکر پانی تلاش نہیں کرسکتا اور اُجرت وغیرہ دیکر بھی کسی دوسرے سے پانی نہیں منگا سکتا تو تیمم جائز ہے مسئلہ اگر کسی وجہ سے بدون اسٹیشن کے جنگل میں ریل ٹھہر گئی اور ایک ایک میل تک چار طرف کہیں پانی کی امید نہیں تو قبل از نماز بھی تیمم ونماز جائز ہے۔ اگر اسی صورت میں ایک میل کے اندر ہی اندر پانی کی امید ہی لیکن ریل چھوٹ جانے یا اسباب تلف ہوجانیکا اندیشہ ہی تو تیمم جائز ہے مسئلہ ریل میں نشست کے تختوں اور گدّوں پر جو گرد وغبار جمگیا ہوا سپر تیمم جائز ہے (یہ وہم نہیں کرنا چاہئیے کہ شاید تختہ اور گدّہ ناپاک ہو اور معلوم نہیں غبار پاک ہی یا ناپاک ہی) اور نشستوں کے درمیان نیچے کے تختوں پر جو جوتوں کی ناپاک مٹی اور غبار رہتا ہے اُس سے تیمم درست نہیں[1] مفتی صاحب مدظلہم چلتی ریل میں نماز پڑھنا درست ہی لیکن حتی الوسع بہتر یہ ہے کہ اس بات کا خیال رکھے کہ جسوقت ریل ٹھہرے اسٹیشن پر اُتر کر یا اُترنے میں اطمینان نہو تو گاڑی پر نماز پڑھے۔ اگر موقع نہ ملا اور اب دوسرے اسٹیشن پر پہونچنے تک وقت کے فوت ہونے یا تنگ ہونیکا اندیشہ ہی تو چلتی ہوئی ریل میں نماز پڑھ لو مگر کھڑے ہوکر پڑھو بیٹھ کر پڑھنا بدوں ایسے عذر کے کہ جسکی وجہ سے کھڑے نہو سکو درست نہیں مثلاً بیمار ہو کھڑے نہیں ہوسکتے یا ایسے ضعیف ہو کہ کھڑا ہونا چلتی ریل میں ناممکن ہے اس صورت میں بیٹھکر نماز پڑھنا جائز ہے۔ یہ نہیں کہ باوجود صحت وقوت و شباب کے محض اس خیال سے کہ ایسا نہو گر جائیں بیٹھکر پڑھنے لگو۔ اسطرح بیٹھکر نماز پڑھنا درست نہیں مسئلہ ریل میں نماز پڑھنے کی حالت میں خواہ چلتی ہوئی ہو یا ٹھہری ہوئی قبلہ کیطرف رُخ کرنا ضروری ہے۔ ٹھیک رُخ کی تحقیق ہمیشہ رکھنی چاہئیے اگر خود قبلہ معلوم نہو تو اسٹیشن والوں سے یا مسافروں سے دریافت کرو۔

مولانا۔ اگر وہ بھی نہ بتلاویں یا اُنمیں اختلاف ہوجائے تو تحرّی[2] کرلو۔

ریل کے محصول اور ٹکٹ وغیرہ کے مسائل

مسئلہ ریل والوں کیطرف سے جسقدر اسباب بلا محصول لیجانیکی اجازت ہے اُس سے زیادہ لیجانا جائز نہیں مسئلہ رشوت دیکر اسباب سامان کا وزن کم لکھوالینا جائز نہیں (مثلاً ایک من نو سیر تھا آپنے وزن کرنیوالے

---

[1] تیمم کے متعلق ہر قسم کے نہایت مفصل مسائل احقر کے اُردو رسالہ "طہور المسلمین" میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں ۱۲ فقیر اصغر حسین عفی عنہ

[2] تحرّی کہتے ہیں اپنے غور وفکر سے ایک جانب متعین کرلینے کو ۱۲ اصغر حسین خادم علوم شرعیہ مدرسہ عربیہ دیوبند۔

یا کلرک کو کچھ دیکر پورا ایک من لکھوا دیا) اس صورت میں دو گناہ ہوئے ایک رشوت دینے کا دوسرا بلا محصول اسباب لیجانیکا۔ مسئلہ اگر کسی صورت میں آپ سے محصول وغیرہ بلا استحقاق ظلماً لے لیا گیا تو شرعاً آپکو اجازت ہے کہ مفت سوار ہو کر یا قاعدہ اور اجازت سے زیادہ اسباب لیجا کر اُسی قدر حق اپنا وصول کر لو لیکن دو باتوں کا خیال نہایت ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ جس کمپنی کی ریل میں تم پر ظلم ہوا تھا اُسی ریل سے وصول کرنا جائز ہے دوسری ریلوں سے نہیں (مثلاً ایک کمپنی ہے ایس۔ آئی۔ آر۔ اُسکے ٹکٹوں کی پشت پر یہی حروف انگریزی میں لکھے رہتے ہیں۔ دوسری ہے ایس۔ ایس۔ آر جسکی ریل سہارنپور سے تھانہ بھون و نانوتہ وغیرہ ہو کر شاہدرہ چلی گئی ہے۔ اگر پہلی کمپنی کے ملازموں کی طرف سے تم پر ظلم ہوا ہے تو دوسری سے وصول کرنا جائز نہیں علی ہذا القیاس دوسری کمپنیوں میں ایک کے ظلم کا معاوضہ دوسری جگہ نہیں لے سکتے)۔ دوسری بات یہ ہے کہ اپنا حق وصول کرنا صورت مذکورہ میں گو جائز ہے مگر ظاہری حکام اور ملازموں کی گرفت اور مواخذہ کا اندیشہ ہے اگر خدانخواستہ کہیں بے موقع پھنس گئے تو مال کا بھی نقصان ہوگا اور عزت میں خلل آویگا پریشانی ہوگی۔ تمہارے مسئلہ کو کوئی نہ پوچھیگا اسلئے بہتر یہی ہے کہ صبر کرو خدا تعالٰی کے خزانہ سے بہت اجر ملیگا۔ مسئلہ اگر کبھی اتفاق سے بلا ٹکٹ سوار ہو گئے یا کسی ضرورت سے بلا محصول قاعدہ سے زیادہ اسباب لے گئے اور اب شرمندگی ہوتی ہے اور ریل والوں کا حق ادا کرنیکو دل چاہتا ہے تو ادا کرنے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ آپ نے ریل والوں کا جسقدر نقصان کیا ہے اُسی قیمت کا ٹکٹ لیکر چاک کر ڈالو اُس سے نفع نہ اُٹھاؤ۔ دیکھئے ریل والوں کے پاس اُنکا حق پہونچ گیا۔ مثلاً دہلی سے لکھنؤ تک بلا ٹکٹ سفر کر لیا اور پھر بتوفیق اللہ تعالٰی ندامت ہوئی تو لکھنؤ سے دہلی کا ٹکٹ لیکر ضائع کر دو لیکن ایسے خیال کے لوگ اس زمانہ میں بہت کم ہیں بعض تیز مزاج کے حضرات ترکیب بتلانیوالے کو بیوقوف کہیں تو تعجب نہیں ہے۔ مگر اس مسئلہ میں بھی وہی اوپر والی شرط ہے کہ جس کمپنی کا حق رہ گیا ہے اُسی کو پہنچاؤ۔

مسئلہ اگر ریل کے ملازموں سے ملاقات ہے اُن لوگوں نے کہدیا کہ تم فلاں جگہ سے بلا ٹکٹ سوار ہو کر یہاں آجانا تو ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص کے نام کا پاس ہے اور قانوناً اُسکو یہ اجازت نہیں کہ دوسرے شخص کو پاس دیدے تو دوسرے شخص کو اُس پاس سے سفر کرنا درست نہیں ہے مسئلہ ہے جس درجہ کا ٹکٹ ہو اُس سے زیادہ درجہ میں سفر کرنا درست نہیں مثلاً سوم کا ٹکٹ لیکر ڈیوڑھے میں بیٹھنا درست نہیں۔ اور اسی طرح یہ درست نہیں کہ وہاں قضاء حاجت کیلئے

جا گھسے لیکن اگر کسی دوسرے شخص سے ٹکٹ بدل لیا تو جائز ہے مثلاً ڈیوڑھے والیکا ٹکٹ لیکر خود وہاں بیٹھ گئے اور اپنا سوم کا اُسکو دیدیا وہ وہاں بیٹھ گیا مگر محض استنجا وغیرہ کی ضرورت سے ایسا کرنا درست نہیں معلوم ہوتا۔ اور اگر گئے تھے بلا اس مقصد کے اور اتفاقاً وہاں یہ حاجت پیش آگئی تو اُور بات ہے

مسئلہ ح۔ یہ جائز ہے کہ اپنے ٹکٹ سے کم درجہ میں بیٹھ جاوے۔ مثلاً ڈیوڑھے والیکو سوم درجہ میں سفر جائز ہے لیکن اس صورت میں یہ جائز نہیں کہ جسقدر دونوں محصولوں میں تفاوت ہے اُسکو کسی ترکیب سے ریل والوں سے وصول کرنے لگو کیونکہ اُنہوں نے تمکو نہیں روکا[1] تم اپنی خوشی سے ادنے درجہ میں بیٹھے ہو

مسئلہ ح۔ پلیٹ فارم پر جانیکے لئے قانوناً جو طریقہ رائج ہو اسکا خلاف کرکے جانا جائز نہیں مثلاً کسی اسٹیشن پر قانون مقرر ہے کہ اسٹیشن ماسٹر کی اجازت ضروری ہے تو بدون اُسکی اجازت کے جانا جائز نہوگا۔ اور اگر کسی اسٹیشن پر یہ قاعدہ ہے کہ بدون پلیٹ فارم کے ٹکٹ کے جانیکی اجازت نہیں تو وہاں ٹکٹ لینا ضروری ہے

ریل کے متعلق متفرق مسائل

مسئلہ جبتک گاڑی میں جگہ ہو خواہ مخواہ لوگوں کو دھکیلنا اور روکنا جائز نہیں جب تعداد پوری ہوگئی تو روکنا اور منع کرنا جائز ہے لیکن ضعیف و غریب پریشان مسافر کیساتھ نرمی کرنا اور تنگی میں بھی جگہ دیدینا بہت ثواب ہے مسئلہ ح جب دوسرے شرکا کی رضا نہو استحقاق سے زیادہ جگہ گھیرنا جائز نہیں مثلاً دس مسافروں کا درجہ ہے اور دس ہی سوار ہیں ہر شخص کا حق ایک تختہ کا پانچواں حصہ ہے[2] دو خمس پر بلا رضامندی قبضہ درست نہیں۔ اور اگر آٹھ مسافر ہیں تو ایک تختہ کا ایک ربع ہر ایک کا حق ہے۔ مسئلہ جو مسافر کسی ضرورت سے باہر نکلا ہو اُسکا اسباب و بستر سمیٹکر خود اُسکی جگہ قبضہ نکرنا چاہیے البتہ استحقاق سے زیادہ جگہ اگر اُسنے روک رکھی ہو تو اُسکو کم کردینا درست ہے مسئلہ ریل میں جو چیز کسیکی چھوٹ گئی ہو اُسکو اُٹھا کر اپنے کام میں لانا جائز نہیں م بلکہ جب مالک کے ملنے سے مایوسی ہو صدقہ کردیوے۔ ح لیکن اگر خود محتاج ہو تو خود استعمال کرسکتا ہے مسئلہ۔ اگر ریل میں کسیکا قرآن مجید چھوٹ گیا اور یہ اندیشہ ہے کہ ہم نہ اُٹھاویں تو دوسرے مسافر بیحرمتی کرینگے۔ ایسی حالت میں اُٹھالے

---

[1] معلوم ہوا کہ اگر اعلےٰ درجہ میں جگہ نہ تھی اور ریل والوں نے انتظام نکیا اور مجبوری کو ادنے درجہ میں سفر کیا تو زیادہ محصول کا معاوضہ وصول کرنا شرعاً جائز ہے ۱۲ فقیر اصغر حسین عفی عنہ

[2] کیونکہ اکثر ایک درجہ میں دو تختے ہوتے ہیں ۱۲

اور صدقہ کردیو ے۔مسئلہ اسٹیشن پر اگر کوئی چیز خریدی اور گاڑی چھوٹ گئی قیمت ادا نہو سکی تو اُس چیز کو
لیجانا اور استعمال کرنا جائز ہے لیکن جسطرح ممکن ہو پھر اُسکی قیمت پہنچا دو ہمیشہ کی آمد و رفت کا کوئی قریب
اسٹیشن ہو تو پھر کبھی خود یا کسی معتبر شخص کی معرفت ادا کردو۔ورنہ خط کے ذریعہ سے پتہ وغیرہ دریافت کرکے
اُسکی قیمت پہونچاؤ۔اگر باوجود پوری کوشش کے نہ مل سکے تو وہ قیمت اُسی شخص کیطرف سے صدقہ سمجھکر
کسی مسکین غریب کو دیدو۔لیکن اگر اتفاق سے وہ پھر کہیں ملجائیگا اور مطالبہ کریگا تو دوبارہ دینا ہوگا۔
اُس صدقہ کا ثواب تمکو ہوجائیگا۔مسئلہ اگر کوئی شخص پیسے کی دو دیا سلائی یا ایک ایک آنہ کو سیب
بیچتا پھرتا تھا تمنے زبان سے کچھ نہیں کہا دیا سلائی یا سیب اُٹھا لئے اور پیسے نکال کردینے لگے ریل چلدی کچھ
قیمت اُسکو نہ پہونچ سکی تو تم اُسکی چیز واپس کردینی چاہئے یا قیمت اُس چیز کی پہونچانی چاہئے۔ورنہ بصورت
دشواری واپسی کے وہ چیز یا اُسکی قیمت محتاجوں کو دیدینی چاہئے۔اگر خود محتاج ہو تو خود بھی اپنے
صرف میں لاسکتا ہے۔پھر کبھی اگر مالک ملجائے قیمت اُسکو دیدیجائے یا اُس سے معاف کرالیا جائے۔
مسئلہ اگر آپنے کسی چیز کی قیمت پہلے دیدی اور گاڑی چھوٹ گئی بائع نے اُسکو تمہارے پاس پھینکنا چاہا
لیکن وہ گاڑی میں نہ پہونچی گر کر ضائع ہوگئی تو آپکی قیمت اُسکے ذمہ پر باقی رہی شرعاً اُس سے وصول
کرنیکا استحقاق رکھتے ہو تم۔بہتر یہ ہے کہ معاف کردو بہت ثواب حاصل ہوگا۔مسئلہ اسٹیشن پر سے چیزیں
خرید کر یا اپنا ناشتہ وغیرہ نکال کر کسی غریب آدمی کے سامنے کھاؤ تو تھوڑا بہت بقدر مناسب اُسکو بھی
دیدو (مکان پر کئی مسکینوں کو کھانا کھلانے سے زیادہ اسکا ثواب ہوگا) اگر اتنی گنجائش نہو یا ہمت و توفیق نہو
تو ایک طرف کو علیحدہ ہوکر پوشیدہ کھاؤ خصوصاً چھوٹے بچوں کے سامنے اسکا بہت خیال رکھو۔اگر کسی
غریب کا بچہ سامنے بیٹھا ہے تو جو کچھ اپنے بچوں کو خرید کر دیا ہے اُسکو بھی کسیقدر ضرور دیدو ثواب عظیم حاصل
ہوگا۔ورنہ دور جاکر خرید و اور ایسی طرح کھلاؤ کہ غریب بچہ کو حسرت نہو۔اسمیں بھی انشاءاللہ کسیقدر ثواب
ہوگا۔مسئلہ اگر کسی قلی اور مزدور کے سر پر اسباب رکھدیا اُس سے کچھ اُجرت طے نہیں کی تھی تو اُس جگہ
جو مزدوری اُسکی معروف ہو وہ دینی ہوگی مگر چاہئے کہ اول مزدوری طے کرلو تاکہ پھر جھگڑا نہو طے کرلینے کے
بعد کم ہرگز نہ دو طے کرلینے کے بعد زیادہ دینے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہے واللہ الموفق والمعین وآخر
دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین فقط۔

فیوض سے خاتم المحدثین حضرت مولانا محمود حسن صاحب محدث مدرسہ اسلامیہ دیوبند نے اس کتاب کو تحریر فرماکر حضرت رحمہ اللہ کو سنایا اور خوشنودی اور مبارک دعاؤں کا خلعت حاصل فرمایا بظاہر یہ کتاب آمین رفع یدین قرأت فاتحہ قضائے قاضی قلتین وغیرہ کے متعلق اہل حدیث کے اعتراضات کا جواب ہے لیکن حقیقت میں احادیث نبویہ کے محققانہ معانی اور بے مثل تشریحات اور مختلف احادیث میں تطبیق بین الروایات کا بیش بہا مخزن ہے۔ وہ بے نظیر تقریرات و مضامین جنکی طرف اثناء دروس میں حضرت مدظلہم العالی اشارہ فرما جاتے ہیں اسمیں مفصل موجود ہیں۔ قضائے قاضی کے ظاہراً و باطناً نفاذ کی دقیق و پر تحقیق بسیط بحث پر اگر الہام من عند اللہ کا دعویٰ کیا جاسکے تو بجا ہے۔ ذی علم و فہم حضرات کے لئے اسکا مطالعہ نہایت محظوظ کرنے والا بلکہ وجد میں لانے والا ہے اور شائقین مذاق حدیث اور مدرسین کے لئے تو بہت ہی ضروری و مفید ہے جو لوگ حدیث شریف نہیں پڑھے مگر استعداد و فہم سلیم اور علوم دینی سے تعلق و دلچسپی رکھتے ہیں انکو بھی بہت سے اعتراضات کا جواب اور بعض مفید ابحاث کا مطلب بقدر فہم ذہن میں آجاتا ہے اور حضرت کی با محاورہ سلیس اردو عبارت اور برمحل اشعار و امثال تو ضرور ہی گرویدہ کر لیتے ہیں دوبارہ یہ کتاب چارسو صفحات پر طبع ہوئی ہے ایکروپیہ پانچ آنے (عہ) قیمت ہے اور تین آنے محصول ڈاک۔ بہت کم استعداد والے اسکو طلب نہ فرمائیں۔

ادلہ کاملہ

اہل حدیث کے دس اعتراضات کے جواب میں ایک مختصر اور نہایت ہی دقیق علمی محققانہ بحث کا رسالہ گویا ایضاح الادلہ کا متن ہے ۲۲ صفحے پر عمدہ چھپا ہوا قیمت صرف ایک آنہ (۱/)

قصہ جمال الدین
یعنی مصیبت نامہ

دنیا کی تکالیف و مصائب سے دل گھبراتا ہو تو اپنے سے زیادہ مصیبت زدوں کا حال دیکھیے اور خدا کا شکر کیجیے۔ دنیا کی بے ثباتی کے پر درد اور منتخب اشعار ملاحظہ فرمائیے آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ دنیا کا قصہ خواب و خیال ہے دنیا میں دائمی خوشحالی ہے یہ رسالہ دردمندوں کی تسلی ہے اور غافلوں کے لئے تازیانہ عبرت ہے بڑی تقطیع کے ۳۲ صفحے قیمت ۱/

سیف النقی

خاں صاحب بریلوی نے جو مقدس بزرگوں کی تکفیر و الزامات کا جھنڈا بلند فرمایا تھا انکی تردید و ابطال میں اہل علم اور مسلمانوں کے سمجھانیکے لئے شیر خدا مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نے بہت سے رسالے شائع فرمادیے ہیں جو ہمارے دوسرے اشتہارات و فہرست میں درج ہیں مگر ایک دوسرے عالم نے عجیب دلچسپ تردید و جواب لکھے ہیں۔ لطیفے بھی جواب بھی مذاق بھی۔ تردید بھی اور پھر ایسی عام فہم

کہیں خبر نہیں نظم کہ ہر شخص سمجھے اور لطف اُٹھائے تعداد کثیر چھپی ہے اسلئے تاجروں سے خاص رعایت ہوگی
اور عام قیمت بھی ۲؍ کی جگہ ۱؍ کردی ہے ذرا چھوٹی تقطیع کے ۸۰ صفحے پر چھپی ہے (۱؍)

مفید الوارثین شرح میراث المسلمین

میراث المسلمین کو جس شخص نے دیکھا نہایت پسند کیا اور بڑے بڑے علماء نے اُسکے مضامین کی
تصدیق و تعریف فرمائی لیکن اکثر حضرات نے فرمایا کہ مضمون کسیقدر بڑھا دیے جاویں تو
نہایت مناسب ہو اسلئے مؤلف صاحب نے نہایت محنت و سعی سے ایک نہایت مفصل اور
طویل عام فہم مستقل رسالہ علم فرائض میں تصنیف فرمایا میراث المسلمین کے تمام مضامین کو کامل تشریح اور وضاحت سے
لکھدینے کے علاوہ علم فرائض کے فضائل اُسکی حقیقت اسلام سے پہلے میراث تقسیم ہونیکا دستور میراث کی ابتدا
اُسکے احکام نازل ہونیکے قصے تجہیز و تکفین کا بیان مریض کے اقرار اور وصیت و قرض و طلاق و مہر وغیرہ کا
ایسا مفصل بیان جو کسی اُردو کتاب میں موجود نہیں تمام وارثوں کے مفصل حصے اور میراث جدات (یعنی نانی
دادی) کی بے مثل تفصیل و تشریح مع عام فہم نقشوں اور فہرستوں کے بعض علمی فائدے مثلاً والدہ کا حصہ الذکر
لکھنے میں جا بجا عام فہم مثالیں عصبات کی تفصیل اور نقشے ہر قسم کے وارثوں کا نقشہ مع دلیل شرعی
ذوالارحام کے مختصر صاف اور عام فہم نقشے اور شجرے شریک اور مستقل وارثوں کا بیان حاجب محجوب
مفقود و موجود محروم وغیرہ کا مستقل بیان ہر ایک وارث کے حالات کو تین تین دفعہ مختلف طریقوں سے
سمجھادیا ہے تاکہ بہت کم استعداد کے مسلمانوں کو بھی نفع پہونچے چھ نقشے نہایت محنت سے مرتب کرکے لگائے ہیں
معمولی استعداد کا شخص اسکے مطالعہ سے ہزارہا مسائل بتلانے پر قادر ہو جاتا ہے طالبعلمان عربی کیلئے بھی
یہ کتاب بہت مفید ہے تمام تواعد اور مسئلے نکالنے کا طریقہ اس سے بسہولت معلوم ہو سکتا ہے اس کتاب کے
چھوٹے حصے ہیں کل حصے ایک جگہ اعلیٰ درجہ کی صحت اور صفائی سے نہایت صاف اور عمدہ کاغذ پر جمع کیے گئے
ہیں قیمت ایک روپیہ (عہ)۔

دعوات عبدیت

حضرت مولانا اشرفعلی صاحب مدظلہ کے وعظ و تقریرات کے وقت جو مضامین عجیبہ
منجانب اللہ قلب پر وارد ہوتے ہیں اُنکے واقعی لطف سے تو کچھ حاضرین ہی واقف ہیں
مختصر یہ ہے کہ علوم و معارف کا خزانہ ہونیکے ساتھ نہایت دلچسپ بھی ہوتے ہیں اور چونکہ عوام حاضرین کا بھی
لحاظ رہتا ہے اسلئے بہ نسبت تحریرات کے زیادہ حصہ اُنکا عام فہم ہوتا ہے اس سے قبل مواعظ اشرفیہ (۱۲؍) اور اشرف المواعظ
(۶؍) وغیرہ مشتہر ہوکر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہے ہیں بالفعل حضرت مولانا کے سفر کے وعظوں کا ایک نہایت

عظیم و ضخیم عمدہ مجموعہ دعوات عبدیت نہایت اہتمام سے جمع ہوا ہے اور ضبط کرکے خود حضرت مولانا سے اسپر نظر ثانی وصحت کرائی گئی ہے اسکے تفصیل ذیل دس حصے ہیں جنمیں مختلف وعظ ہیں گیارہویں میں ملفوظات ہیں۔ تطہیر رمضان حقوق القرآن علاج الکبر حیات طیبہ تسہیل الاصلاح احکام العشر الآخر اکمال الصوم والعید غض البصر تطہیر الاعضاء تقویم الزیغ۔ پھر ایک وعظ میں بیس تیس چالیس مضامین ہیں جنکی عمدہ مکمل فہرست ہر حصہ میں لگائی گئی ہے گیارہ حصوں کی قیمت (عـہ) ہے اگر کسیکو یہ وعظ پسند نہ آئیں یا قیمت گراں معلوم ہو تو بلا تکلف واپس فرماسکتے ہیں اچھے کاغذ پر خوبصورت و عمدہ طبع کئے گئے ہیں قیمت (عـہ) محصول ۳۰ر

الانتباہات المفیدہ عن الشبہات الجدیدہ

نئی روشنی کے ناپائدار اعتراضات اور جدید الخیال لوگوں کے بے بنیاد شبہات کو بطرز احسن زائل کرنیکے لئے اول ایک تمہید اسکے بعد نہایت مستحکم سات اصول موضوعہ اور ہر ایک کیلئے نہایت واضح شرح بیان فرمائی ہے اور پھر سولہ انتباہ حدوث مادہ تقسیم قدرت باری تعالیٰ (جسمیں معجزات کی بحث ہے) و نبوت (اور اسکے تعلق بالدنیا والآخرت وغیرہ میں) و قرآن مجید۔ احادیث اجماع قیاس (چاروں دلائل شرعیہ کا ایک ایک بیان تحقیقی ہے) و ملائکہ و جنات و ابلیس و عالم آخرت (جنت دوزخ قبر صراط میزان کا بیان) و کائنات طبعیہ مثل رعد و برق وغیرہ و تقدیر و اسلام و عبادات معاملات و معاشرت و عادات و اخلاق باطنی و جذبات نفسانیہ و استدلال عقلی یہ صرف ۸۰ صفحہ کی کتاب ہے لیکن اہل کا یہ خیال نہایت خوشنما خوبصورت عمدہ چھاپکر ۱۲ر و ۹ر قیمت کردی ہے بہان کسیقدر نسخے رعایت سے منگولئے گئے ہیں پس ۱۲ر والی ۸ر کو اور ۹ر والی ۷ر کو روانہ ہوگی۔

مجموعہ امداد الفتاوی
(ہر چہار جلد)

اسمیں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے فتاوی ۱۳۲۵ھ سے اسوقت تک کے جمع کئے گئے ہیں پہلی جلد میں کتاب الطہارت صلوٰۃ جنائز زکوٰۃ و صدقہ صوم اعتکاف حج کے تقریباً تین سو فتوے ہیں اور دوسری جلد میں نکاح رضاعت طلاق و عدۃ و نفقہ حدود ایمان نذر و وقف قربانی و ذبائح حظر و اباحت وغیرہ کے دو سو ستر بلکہ زیادہ پر تحقیق فتوے ہیں لیکن بعض جگہ کتب عربیہ کی طویل عبارتیں وغیرہ بھی منقول ہیں جنکا ترجمہ نہیں ہے۔ دونوں جلدیں یکجا متوسط درجہ کے کاغذ پر ۳۸۰ صفحہ پر مطبع مجتبائی میں چھپی ہیں نہایت عمدہ فہرست مرتب کرکے شروع میں لگائی ہے قیمت بھی ذرا گراں ہے یعنی بلا کسی رعایت کے ایکروپیہ آٹھ آنے (عـہ) تیسری جلد میں بیع ربوا کفالت حوالہ ودیعت عاریت اجارہ دعوی قضا شہادت غصب شفعہ رہن ہبہ شرکت قسمت مزارعت لقطہ وصیت فرائض مسائل شتی مسائل طاعون کے ابواب و مسائل ہیں۔ اور چوتھی جلد میں تفسیر اور حدیث کے متعلق جوابات۔ تصوف خواب

بدعات تقلید عقائد مناظرہ فلسفہ جدیدہ رسالہ عطاب الندوہ اور علیگڈھ کالج کے مولوی خلیل احمد صاحب کی تحریرات کے جواب وغیرہ درج ہیں تیسری اور چوتھی جلدیں یکجا ۱۲۱۴ صفحہ پر طبع ہوئی ہیں انکی قیمت عہ ہے خوبی دیکھنے پر موقوف ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے علم لدنی کا نمونہ اثبات توحید و رسالت کے بے مثل مضامین و تقریرات کا عرصہ ہوا بہت کم درجہ کاغذ پر معمولی طرز سے چھپا تھا قیمت اسکی ۲ تھی اب حضرت مولنا محمود حسن صاحب مد ظلہم نے ابتدا میں چار صفحہ کا دیباچہ تحریر فرما کر اور موقع بموقع توضیح مطالب کیلئے عنوانات قایم کرکے نہایت مفید بنا دیا ہے اور نہایت عمدہ کاغذ کے ۰ صفحات پر جمعیۃ الانصار کے اہتمام سے خوبصورت طبع ہوا ہے اہل علم اور صاحبان وسعت اسکو ضرور طلب فرما کر محظوظ ہوں۔ قیمت ۶

التکشف عن مہمات التصوف یہ وہی مہتم بالشان اور گرانمایہ تصنیف ہے جسکی طبع میں تاخیر ہو جانیسے قلوب مشتاقین الانتظار اشد من الموت کا مزہ لے رہے تھے مطبع میں دفتر میں تاجروں کے پاس خود حضرت مولانا کی خدمتمیں صدہا خطوط درباب طلب و فرمائش کے آرہے تھے اور جواب دینا مشکل ہو رہا تھا الحمد للہ کہ ماہ شعبان میں یہ کتاب تیار ہوگئی ہے اسمیں علاوہ دیگر پر تحقیق و مفید مضامین کے جو حضرت مولانا نے اپنی دیگر تصانیف سے منتخب فرما کر لکھے ہیں یا حوالہ کر دیا گیا ہے یہ مضامین موجود ہیں حقیقت طریقت یعنی خلاصہ سلوک حقوق طریقت یعنی طریقہ میں داخل ہو کر جو کام کرنے ہونگے طلسم کشائی فریمیسن یعنی فریمیسن کی تحقیق تلخیص الانوار و التجلی تصوف کے اہم مسئلہ تنزلات ستہ و جامعیت انسان کی تحقیق و تسہیل یہ چودہ صفحہ کا مضمون عربی زبان میں ہے الفتوح فیما یتعلق بالروح۔ روح کے متعلق تفصیل و تحقیق روح میں حکما و صوفیہ کے اقوال اور قول صحیح اور عذاب شرح مسائل مثنوی یعنی کلید مثنوی کے تمام مضامین کا ایسا انتخاب ہے کہ کلید مثنوی خریدنے کی حاجت نہیں رہتی۔ اور امداد الفتاوی کے بہت سے مضامین امداد الفتاوی سے بھی منتخب فرما کر درج کئے ہیں۔ عرفان حافظ یعنے حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان کی شرح حرف الخاء کی ردیف تک جسمیں سلوک و تصوف کوٹ کوٹکر بھرا ہے اور حقائق و معارف کو شرعی لباس میں دکھلایا ہے حقیقۃ الطریقہ جسمیں اخلاق احوال اشغال تعلیمات وغیرہ تیرہ باب ہیں جنکو تین سو تیس ۳۳۰ احادیث صحیحہ سے ایسی طرح ثابت فرمایا ہے کہ انکار تصوف کا فور ہو جاتا ہے النکت الدقیقہ اسمیں بعض رسائل مضامین تصوف کو احادیث سے ثابت کیا ہے۔ تائید الحقیقۃ عربی مع ترجمہ جسمیں آیات قرآنی سے ابواب تصوف کا اثبات ہے ان مضامین کے علاوہ مولانا مد ظلہم نے اپنی اٹھارہ تصانیف سے نفیس و منتخب مضامین کو درج فرمایا ہے اگرچہ انمیں سے ہر ایک مضمون گویا مستقل رسالہ بن سکتا تھا۔ مگر صرف پانچ جلد و نیں کلید مثنوی کی مانند بڑی تقطیع پر بہت صاف طبع کیگئی ہے اور نہایت مفید فہرست مضامین اور طویل غلطنامہ نہایت مناسب لگائے گئے ہیں

تقویم شرعی یعنے اسلامی جنتری سنہ ۱۳۳۲ھ جسمیں حضرت مولانا اشرفعلی صاحب کا مضمون و مدار ستارہ اور مختصر دس مضمون غیر اسلامی سنین تجری اسلامی سال سے پیشینگوئیاں تھا و بیر بروج کا مسئلہ کسوف خسوف کا علم جنتریوں کے اقسام و فوائد چاند کی دعائیں احکام و مسائل بارہ مہینے کے متعلق ہدایات درج ہیں اور دوسرے صاحبوں کے مضامین ہدایات و واقعات ماہانہ اسلامی تاریخ کی ابتدا قمری حساب کی فضیلت کسوف خسوف لطائف و ظرائف عقائد المسلمین علم الاولین سحر خیزی وغیرہ دلچسپ معلومات و مضامین درج ہیں قیمت (۱۰)

سبیل السداد اولیاء اللہ اور اہل قبور سے استعانت و استمداد کے بیان میں عجیب و غریب علمی دلچسپ رسالہ جسکی جامعیت و تحقیق کو اہل علم نے تسلیم کرلیا ہو اس طرز کا رسالہ اب تک نہیں تصنیف ہوا تھا قیمت (۴)

توضیح المراد سبیل السداد پر جو بعض لوگوں نے اعتراض کئے تھے انکا مدلل مفصل دندان شکن جواب قیمت (۵)

تزکیۃ الخواطر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب و مولانا رشید احمد صاحب و مولانا اشرفعلی صاحب کی عبارات سے جو معنی بریلوی خانصاحب نے بیان کئے تھے انکی تردید خود ان بزرگوں کی تصریحات سے نہایت دلچسپ اور تحقیق سے بڑی تقطیع ۱۶ صفحے قیمت

السحاب المدرار براہین قاطعہ تحذیر الناس حفظ الایمان تصانیف بزرگان دیوبند کی عبارات کے صحیح اور سچے معانی و مطالب اور خانصاحب کی حق پوشی اور دیدہ دلیری کا اظہار اور الزامات باطلہ کی محققانہ تردید ۴۰ صفحے قیمت دو رجسٹری ۲

الختم علی لسان الخصم خانصاحب بریلوی کی تردید میں مولانا سید مرتضی حسن صاحب کا پرزور فتوی جسمیں الزامات تکفیر کی تردید کرکے روز روشن کیطرح دکھلا دیا ہو کہ علماء دیوبند اور انکے سلف و خلف سچے اور پکے حنفی ہیں ۲۰ صفحے پر اچھا چھپا ہوا قیمت ایک آنہ (۱)

انتصاف البری جسمیں خانصاحب اور انکے حواریوں کو اعلان دیا ہو کہ جن عبارات و وجوہ سے بزرگوں کی تکفیر کی ہو انکو ثابت کریں ورنہ کاذبین کی سزا کے امیدوار ہیں قیمت (۲)

دست غیب اکل حلال کے فضائل دست غیب اور کیمیا گری کے مضرات و نقصانات و دلچسپ حکایات قیمت ۲

القول المتین اقامت اور اذان کے بیان میں نہایت مفید رسالہ روایات و مسائل نہایت معتبر اور مفید دلچسپ بات تا صدر محدث صاحب اور بڑے مفتی صاحب مدظلہم کا ملاحظہ کیا ہوا قیمت ۲

محصول محصول و مصارف ڈاک بذمہ خریداران - اور ملنے کا پتہ

مولوی اصغر حسین صاحب دار العلوم مدرسہ اسلامیہ دیوبند ضلع سہارنپور